

مجالس حبیبی

حصہ چہارم
(ترغیبات و ترہیبات)

مصنف

الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

ناظم مکتبہ حیدریہ

مکتبہ حیدریہ

بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

Click For More Books

بسم الله الرحمن الرحيم

مقالات حیدری

(ترغیبات و ترہیبات)

حصہ چہارم

مصنف

ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی



ناظم مکتبہ حیدریہ۔ بازار سہنسہ ضلع کوٹلی (آزاد کشمیر)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں﴾

- ☆ نام کتاب ----- مقالات حیدری (حصہ چہارم)
- ☆ تصنیف ----- ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی
- ☆ کمپوزنگ ----- محمد صادق ﴿گلوبل کمپیوٹر بینک سہنسہ آزاد کشمیر﴾
- ☆ بار ----- اول
- ☆ تاریخ اشاعت ----- اگست ۲۰۰۶ء
- ☆ ہدیہ ----- ۱۹۰ روپے
- ☆ صفحات ----- ۵۱۸
- ☆ ناشر ----- مکتبہ حیدریہ - بازار سہنسہ - ضلع کوٹلی آزاد کشمیر

ملنے کے پتہ جات:

- ☆ مکتبہ حیدریہ - بازار سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر۔
- ☆ نورانی بکڈپو - نارہ شہر تحصیل کہوڑہ ضلع راولپنڈی
- ☆ مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دارالسلام - گوجرانوالہ شہر۔
- ☆ نیو مکتبہ ضیائیہ - ڈی - 325 نزدلال حویلی - بوہڑ بازار - راولپنڈی۔
- ☆ احمد بک کارپوریشن - عالم بزنس سنٹر - اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک - راولپنڈی۔
- ☆ مکتبہ انوار رضا سہیلیہ بالقابل مرکزی جامع مسجد کہوڑہ شہر ضلع راولپنڈی
- ☆ اسلامک بک کارپوریشن - دکان نمبر ۳ سمسٹ فضل داد پلازہ - اقبال روڈ - کمیٹی چوک راولپنڈی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مقالات حیدری حصہ اول کے مقالہ جات

مقالات حیدری حصہ اول کے مقالہ جات کے عنوانات کے نام ہدیہء ناظرین کیے جاتے ہیں۔

- | | |
|---|---|
| (۱) عقائد اہل سنت (آیات کی روشنی میں) | (۲) عقائد اہل سنت (احادیث کی روشنی میں) |
| (۳) فضائل و کرامات اہل سنت | (۴) جماعت حقہ کی پہچان |
| (۵) اصلی سنی کی پہچان | (۶) اصلی حنفی کی پہچان |
| (۷) مشرکین مکہ کے شرک کی حقیقت | (۸) امت مسلمہ اور شرک |
| (۹) بدعت حسنہ کا بیان | (۱۰) تعلیمات غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ |
| (۱۱) تعلیمات شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ | (۱۲) تعلیمات حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ |
| (۱۳) تعلیمات اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ | (۱۴) تعلیمات حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ |
| (۱۵) دیوبندیت علمائے حق کی نظر میں | (۱۶) دیوبندی بریلوی عقائد کا موازنہ |
| (۱۷) تبلیغی جماعت اور وہابیت | (۱۸) تبلیغی جماعت کا مقصد تبلیغ |
| (۱۹) آئینہ وہابیت | (۲۰) آئینہ مودودیت |
| (۲۱) آئینہ طاہریت | (۲۲) مقام صحابہ پر ایک نظر |
| (۲۳) گستاخان صحابہ کا بُرا انجام | (۲۴) مناقب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ |
| (۲۵) یزید پر ایک نظر | (۲۶) قادیانیوں سے میل جول کی شرعی حیثیت |

﴿اپیل﴾

اعتقادات و تعلیمات بزرگان دین کے بارہ میں مقالات حیدری حصہ اول بھی حاصل کریں۔ اور اپنے عقائد کی اصلاح فرمائیں۔ ﴿ہدیہ ۱۳۵ روپے ہے﴾

الداعی الی الخیر: ناظم مکتبہ حیدریہ - بازار سہنسہ - ضلع کوٹلی - آزاد کشمیر۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مقالات حیدری حصہ دوم کے مقالہ جات

مقالات حیدری حصہ دوم کے مقالہ جات کے عنوانات کے نام ہدیہء ناظرین کیے جاتے ہیں۔

- (۱) حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل و مناقب (۲) تقلید شخصی کے وجوب کا ثبوت
- (۳) بیعت مشائخ کی حقیقت و اہمیت (۴) جائز کام کے لئے دن مقرر کرنے کا ثبوت
- (۵) ذکر میلاد النبی ﷺ (۶) گیارہویں شریف پر ایک تحقیقی نظر (۷) مسئلہ نذر و نیاز
- (۸) مسئلہ تعویذ کی شرعی حیثیت (۹) مسجد میں عورتوں کے اجتماعات کی اسلامی حیثیت
- (۱۰) اکابر نقشبندیہ اور ذکر بالجہر (۱۱) گرمیوں میں نماز ظہر کا مسنون وقت
- (۱۲) صلوٰۃ و سلام قبل از آذان (۱۳) صلوٰۃ و سلام بعد از آذان
- (۱۴) آذان میں انگوٹھے چومنے کا مسئلہ (۱۵) اقامت میں حی علی الفلاح پراٹھنے کا بیان
- (۱۶) ننگے سر نماز کا مسئلہ (۱۷) امام کعبہ کی افتاء کا مسئلہ (۱۸) نابالغ امام اور تراویح
- (۱۹) صلوٰۃ و سلام بعد از نماز جمعہ (۲۰) میت کو دوبارہ غسل دینے کا بیان
- (۲۱) جنازہ کو قدمی دینے کا بیان (۲۲) نماز جنازہ کا سلام ہاتھ کھول کر پھیرنے کا بیان
- (۲۳) دعائے جنازہ پر چند شکوک و شبہات کا ازالہ (۲۴) دفن کے وقت صدقہ کی فضیلت
- (۲۵) حیلہء اسقاط کا ثبوت (۲۶) مسئلہ توسل بالقرآن
- (۲۷) قبر پر آذان دینے کا ثبوت (۲۸) جمعرات تک قبر پر قرآن خوانی کا بیان
- (۲۹) قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کا بیان (۳۰) بیٹھکوں پر دعا و فاتحہ کا مسئلہ
- (۳۱) عہد نامہ قبر میں رکھنے کا بیان (۳۲) غائبانہ نماز جنازہ کی شرعی حیثیت
- (۳۳) نماز جنازہ دوبارہ پڑھنے کا مسئلہ (۳۴) عرس کی شرعی حیثیت
- (۳۵) قبرستان کو مسجد بنانے کا مسئلہ (۳۶) گنبد خضراء کی شرعی حیثیت

﴿اہل﴾

فقہی مسائل و احکامات کے بارہ میں مقالات حیدری حصہ دوم بھی حاصل کریں۔ اور مسائل دین کو سمجھنے کے بعد ان پر عمل کریں۔ ﴿ہدیہ ۶۵ اردو پے ہے﴾

الدامی الی الخیر: ناظم مکتبہ حیدریہ - بازار سہنسہ - ضلع کوٹلی - آزاد کشمیر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مقالات حیدری حصہ سوم کے مقالہ جات

مقالات حیدری حصہ سوم کے مقالہ جات کے عنوانات کے نام بدیہہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

- (۱) طلع البدر علینا
- (۲) مسئلہ نور پر چند شبہات کا ازالہ
- (۳) انوار ربیع الاول
- (۴) مثلیت مصطفیٰ کی تشریح
- (۵) حیات خیر الانام ﷺ
- (۶) قرآن مجید سے سماع موتی کا ثبوت
- (۷) امام اہل سنت کا ایمان افروز ترجمہ آیت کریمہ
- (۸) مسئلہ عصمت انبیاء علیہم السلام
- (۹) کیا رسول اللہ ﷺ پر جادو و اثر انداز ہوا تھا؟ ایک اہم سوال اور اس کا تحقیقی جواب
- (۱۰) مسئلہ حاضر و ناظر پر ایک تحقیقی نظر
- (۱۱) اشتہار ”حاضر و ناظر کون؟“ کا تحقیقی علمی جائزہ
- (۱۲) منکرین ختم نبوت کے دلائل کا تحقیقی جائزہ
- (۱۳) نعرہ رسالت سے گریز کیوں؟
- (۱۴) مسئلہ صلوٰۃ و سلام اکابرین دیوبند کی نظر میں
- (۱۵) تعظیم رسول کا شرعی معیار
- (۱۶) دور حاضر میں معجزات نبویہ کا ظہور
- (۱۷) احسن السبیل لطالبی حکم مسائل التعظیم والتقبیل
- (۱۸) اہل ادب کے انوکھے انداز
- (۱۹) دربار رسالت کی حاضری
- (۲۰) حدیث توسل کی تشریح
- (۲۱) قائلین وسیلہ کے پُر مغز دلائل کا بیان
- (۲۲) منکرین وسیلہ کے بعض دلائل کا علمی جواب
- (۲۳) خلفائے ثلاثہ کے طریق انتخاب پر ایک نظر
- (۲۴) ولایت خاصہ کا ثبوت
- (۲۵) اولیاء اللہ کی پہچان
- (۲۶) مسئلہ استعانت بالغیر
- (۲۷) اعانت و استعانت کی صحیح شرعی حیثیت
- (۲۸) اثبات امداد الصالحین
- (۲۹) فیضان قبور الصالحین
- (۳۰) محبوبان خدا کی مشکل کشائی کا مسئلہ
- (۳۱) قبور الصالحین کو بوسہ دینے کا مسئلہ
- (۳۲) نجات الطالحین، شفاعت عباد اللہ الصالحین
- (۳۳) اثبات ایصال ثواب
- (۳۴) عملیات کا کاروبار اسلام کی نظر میں
- (۳۵) غیر خدا کی طرف منسوب شے کی حلت کا بیان
- (۳۶) فرقہ بندی کے خاتمہ کا صحیح طریقہ کار
- (۳۷) تہتر فرقوں والی حدیث کا صحیح مفہوم
- (۳۸) قیام پاکستان میں جماعت اسلامی کا کردار
- (۳۹) اعتقادی مسائل و احکامات کے بارہ میں مقالات حیدری حصہ سوم بھی حاصل کریں۔ اور مسائل
- (۴۰) اہل بیت

نداعی الی الخیر: ناظم مکتبہ حیدریہ - بازار سہنسہ - ضلع کوٹلی - آزاد کشمیر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

﴿ فہرست مضامین ﴾

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
۹	دعاۓ کلمات	۱
۱۰	تأثرات	۲
۱۱	حمد باری تعالیٰ	۳
۱۲	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۴
۱۳	منقبت	۵
۱۴	مصنف کا عقیدہ	۶
۱۵	خمن ہائے گفتنی	۷
۱۹	پہلا مقالہ - کلمہ طیبہ کے فضائل	۸
۳۱	دوسرا مقالہ - فضیلت علم دین	۹
۴۳	تیسرا مقالہ - برکات درود و سلام	۱۰
۵۳	چوتھا مقالہ - مسنون داڑھی کا تحقیقی بیان	۱۱
۶۳	پانچواں مقالہ - مسئلہ بالوں کو مہندی لگانے کا	۱۲
۷۷	چھٹا مقالہ - سفید عمامہ کی فضیلت (دلائل کی روشنی میں)	۱۳
۸۷	ساتواں مقالہ - استنجاء کے شرعی احکام	۱۴
۹۷	آٹھواں مقالہ - وضو کے ضروری مسائل	۱۵
۱۰۵	نواں مقالہ - طہی و شرعی نقطہ نظر سے مسواک کی فضیلت	۱۶
۱۱۵	دسواں مقالہ - غسل کا مسنون طریقہ	۱۷

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۱۲۳	گیارہواں مقالہ۔ تیمم کیسے کیا جاتا ہے؟	۱۸
۱۳۳	بارہواں مقالہ۔ نماز کے برکات و ثمرات اور بے نماز کی سزائیں	۱۹
۱۴۵	تیرہواں مقالہ۔ قضاء نمازوں کے مسائل	۲۰
۱۶۱	چودھواں مقالہ۔ جماعت نماز پنجگانہ کی شرعی اہمیت	۲۱
۱۶۹	پندرہواں مقالہ۔ امام کیسا ہونا چاہیے؟	۲۲
۱۷۷	سولہواں مقالہ۔ نماز میں لاؤڈ سپیکر چلانے کی ممانعت کا بیان	۲۳
۱۸۹	سترہواں مقالہ۔ نماز عصر اور آج کل کے مسلمان	۲۴
۱۹۹	اٹھارہواں مقالہ۔ چلتی گاڑی میں نماز پڑھنے کا طریقہ	۲۵
۲۰۷	انیسواں مقالہ۔ جمعۃ المبارک کے معمولات	۲۶
۲۱۹	بیسواں مقالہ۔ نماز اشراق کے فضائل و مسائل	۲۷
۲۲۹	اکیسواں مقالہ۔ نماز تہجد کی شرعی حیثیت	۲۸
۲۳۵	بائیسواں مقالہ۔ مسائل جنازہ کا مختصر بیان	۲۹
۲۴۷	تیسواں مقالہ۔ مسائل دفن کا مختصر بیان	۳۰
۲۵۵	چوبیسواں مقالہ۔ عاشوراء کے فضائل و معمولات	۳۱
۲۶۷	پچیسواں مقالہ۔ ماہ رجب کی عبادات کی فضیلت	۳۲
۲۷۹	چھبیسواں مقالہ۔ فضائل و مسائل زکوٰۃ	۳۳
۲۹۱	ستائیسواں مقالہ۔ انوار شب برأت	۳۴
۳۰۵	اٹھائیسواں مقالہ۔ فضائل و مسائل رمضان	۳۵
۳۱۷	انیسواں مقالہ۔ معارف لیلة القدر	۳۶
۳۲۹	تیسواں مقالہ۔ جمعۃ الوداع کی شرعی اہمیت	۳۷

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۳۴۱	اکیسواں مقالہ۔ عید الفطر کا شرعی پروگرام	۳۸
۳۵۱	بیسواں مقالہ۔ غریبوں کا حج	۳۹
۳۶۱	تینتیسواں مقالہ۔ عید البقر کا شرعی پروگرام	۴۰
۳۶۹	چونتیسواں مقالہ۔ قرآنی کے چند ضروری مسائل کا بیان	۴۱
۳۸۱	پینتیسواں مقالہ۔ مسائل عقیقہ کا مختصر بیان	۴۲
۳۹۱	چھتیسواں مقالہ۔ شوال کے چھ روزوں کا بیان	۴۳
۴۰۳	سینتیسواں مقالہ۔ فوٹو بازی سے بچیں	۴۴
۴۱۷	اڑتیسواں مقالہ۔ رشوت خوروں کے برے انجام کا بیان	۴۵
۴۲۷	انتالیسواں مقالہ۔ سود خوروں کا برا انجام	۴۶
۴۳۷	چالیسواں مقالہ۔ انشورنس یا بیمہ زندگی	۴۷
۴۴۵	اکتالیسواں مقالہ۔ قرض کی عدم ادائیگی کا اخروی عذاب	۴۸
۴۵۷	پچاسواں مقالہ۔ جانور لڑانے کا وبال	۴۹
۴۶۳	تینتالیسواں مقالہ۔ قتل ناحق (اسلام کی نظر میں)	۵۰
۴۷۵	چوالیسواں مقالہ۔ گانے بجانے کی نحوستیں	۵۱
۴۸۹	پینتالیسواں مقالہ۔ مسلمان عورت کا رہن سہن	۵۲
۵۰۱	چھیالیسواں مقالہ۔ فضیلت جہاد بالسیف	۵۳

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دعاۓ کلمات

(از قلم استاذی المحترم جناب ماسٹر غلام رشید قریشی صاحب دامت برکاتہم العالیہ ساکن موضع رولی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا۔ صلوة وسلاماً علی حبیبہ سیدنا محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

بے مثل وہ ذات ہے جس نے ہمیں پیدا کیا۔ عقل و شعور دیا۔ قوت گویائی بخشی۔ قلم کے ذریعے لکھنا پڑھنا سکھایا۔ پھر سونے پر سہاگہ یہ کہ ہمیں امت محمدیہ میں شامل فرمایا۔

نظام کائنات خالق کی منشاء اور مرضی سے طے پاتا ہے۔ مناسب کام کے لئے انتخاب بھی وہ مناسب شخص کرتا ہے۔

ہمارا دین بہت پیارا دین ہے جس کی انجام دہی کے لئے اہل، لائق اور قابل انسان کا ہونا ضروری ہے موجودہ دور نفسا نفسی کا دور ہے۔ ہر انسان خواہ وہ بڑا راہنما ہو یا عالم دین ہوس زر کا شکار ہے۔ احکام شریعت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مصلحت کا شکار ہو جاتا ہے۔ پیسہ ہر کسی کی ضرورت ہے۔ مگر جس پر اللہ راضی ہو اُسے صبر و قناعت کی دولت عطا کرتا ہے تو وہ سکون اور دلجمعی سے اپنا فرض ادا کرتا ہے۔

ہم نے نزدیک سے اپنے محترم عزیز ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری صاحب کو پڑھا۔ جس محبت و خلوص، شوق اور دلجمعی سے وہ دینی فرض کو ادا کرتے ہیں اس کی مثال نہیں۔ تجسس اور تحقیق سے کسی مسئلہ کے کسی پہلو کو آخری حد تک ثابت کرتے ہیں۔ مقالات چہارم کے عنوانات و مواد مندرجہ کو پڑھا مومنین کی ضرورت پورا کرتا ہے بلکہ صحیح راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اللہ پاک اس کی اشاعت کو کامیابی بخشے اور جناب مولوی صاحب پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش برسائے۔ اُن کو روحانی جسمانی قلبی بیماریوں سے محفوظ رکھے اور جمیع حاجات پوری فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تأثرات

(از قلم مخدوم اہل سنت محب العلم والعلماء جناب حکیم خلیفہ سائیں محمد عارف زاہدی قادری مدظلہ کوٹلی)

بسم الله الرحمن الرحيم

حمد اللہ و شکر اللہ و صلاة و سلاماً علی سیدنا محمد و آل سیدنا محمد دائماً ابداً اما بعد :- کتاب ”مقالات حیدری“ کا حصہ چہارم ترغیبات و تربیبات کے حسیں مرقع کا مسودہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہے۔ یہ علمی و تحقیقی خدمت عظیمہ اور اس پر تاثرات گجا۔

مُشک آن است کہ خود بوی نہ آن کہ عطار بگوید۔

اس پر فتن نفسا نفسی خود پسندی خود پرستی اور مادیت پرستی کے پر آشوب دور نے جہاں اخلاقیات اور معاشرت کو متاثر کیا ہے وہاں اس نے دین اور اثاثہ اسلاف (علم دین کے ذخائر) کو بھی اپنے نت نئے ہتھکنڈوں سے متاثر کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اسلاف کی راہ پر چلنے والا ایک عام مسلمان کمی تحقیق کی وجہ سے ذہنی الجھاؤ کا شکار ہو کر حلاوت ایمان سے محروم ہو رہا ہے۔

الحمد للہ۔ کتاب ”مقالات حیدری“ کے چاروں حصے اس ذہنی مرض کا شافی علاج ہیں

عصر حاضر میں پیش آمدہ مسائل اور ذہنی الجھاؤ کو دور کرنے میں مصنف ”مقالات حیدری“ حضرت علامہ قاسم احیدری مدظلہ کی یہ دینی خدمت تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ جس کا اعتراف پڑھے لکھے لوگ خصوصاً علماء دین پہلے سے کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ان کو صحت و سلامتی نصیب فرمائے۔ خاتما ہے خواجہ محمد قاسم مودودی ناچیز فقیہ محمد عارف زاہدی قادری کوٹلی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حمد باری تعالیٰ

کارکن ہے ہر جگہ قدرت تری
زیر و بالا کرتا ہے مخلوق کو
تو ہی کہلاتا ہے، اے اللہ، غنی
تو ہے مختار جہاں، میرے خدا
ذات تیری ہے رحیم و مہرباں
ہر کسی پہ ہے ترا فضل و کرم
تو ہے خالق، تو ہے مالک، اے خدا
ہیں ترے اوصاف سوچوں سے ورآء
تیری سیرت ہے مہزا عیب سے
تو ہی ہے حمد و ثناء کے قابل
بے کسوں کی دنگیری تیرا کام
جو بنے گا بندۂ محبوب حق
ذکر تیرا ہر گھڑی لب پہ رہے

کار فرما ہر گھڑی فطرت تری
ہے تعجب خیز یہ طاقت تری
بٹ رہی ہے ہر جگہ دولت تری
کون نہ مانے گا پھر عظمت تری
جوش پہ ہے بارشِ رحمت تری
ہے حلم، میرے خدا، عادت تری
ہو بیاں پھر کس طرح عظمت تری
کون کر سکتا ہے پھر مدحت تری
پاک ہے ہر عیب سے صورت تری
کرتی ہے تعریف سب خلقت تری
قابل تعریف ہے نصرت تری
پائے گا محشر میں وہ قربت تری
ہو نگاہوں میں سدا بیت تری

لکھتا ہے قائم تری حمد و ثناء

آج کل اس پہ ہے یہ منت تری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ہی تو ہیں وہ راہنما یا نبی
تیرے دربار میں جو گیا یا نبی
آپ جس کی حمایت کریں گے وہی
آپ کے آستانِ کرم کے سوا
آپ دامن میں اپنے بسا لیں مجھے
میری قسمت کا تارہ چمک جائے گا
تیرے گستاخ سے میں رکھوں دوستی
کام تیری نظر سے بنا ہے مرا
بادِ خلد بریں سے بھی ہے دربا
وہ کسی بھی جگہ بار سکتا نہیں
یہ مانا کہ جنت میں سب کچھ ہے پر
یہ عرش بریں جس کی معراج ہے

جس نے بتلائی راہِ خدا یا نبی
اُس کو مژدہٴ جنت ملا یا نبی
بخشا جائے گا روزِ جزا یا نبی
میرا کوئی نہیں آسرا یا نبی
آپ سے ہے یہی التجاء یا نبی
آپ ڈالیں گے جس دم نگاہ یا نبی
دے خدا مجھ کو اس سے پنہ یا نبی
کام میرا تھا بگڑا ہوا یا نبی
باغِ طینہ کی آب و ہوا یا نبی
جس کے حق میں ہے تیری دعا یا نبی
ہے کہاں تری بادِ صبا یا نبی
کون ہے وہ تمہارے سوا یا نبی

آپ اس کو بھی اپنوں میں کر لیں شمار

ہے یہ قائم کی بھی التجاء یا نبی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

منقبت

اہل حق کے پیشوا ہیں چار یار
رحمت ربّ علا ہیں چار یار
جن کے دم سے قائم و دائم ہے دین
خلافتیں جن کی ہیں برحق بے شبہ
خادمانِ دین و محبوبِ خدا
جن کے انوار ہدایت سے جہاں
میرے دل میں جن کی الفت ہے بسی
عطرین و عطر ساز و عطر باز
رونقِ بزمِ صیبِ کبریا
ہے وہ اندھی، بے بھر، بے نور بھی
میرا گلشنِ تابد تازہ رہے
شاد و خرم ہے مرا روح، میرا دل

راہِ حق کے راہنما ہیں چار یار
دوستانِ مصطفیٰ چار یار
دین کے وہ مقتدا ہیں چار یار
وہ خلیفے بے شبہ ہیں چار یار
حامی دینِ ہدیٰ ہیں چار یار
آج تک ہے پُر ضیاء، ہیں چار یار
وہ ہمارے دلربا ہیں چار یار
عطر آور جا بجا ہیں چار یار
بے گماں تھے، بے شبہ ہیں چار یار
جس نظر میں پُر خطا ہیں چار یار
میرے گلشن کی ہوا ہیں چار یار
روحِ ربا و دلفزا ہیں چار یار

ہر جگہ ہوتا ہوں قائم سرخرو

میرے ہمراہ ہر جگہ ہیں چار یار

مصنف کا عقیدہ

بندہ پروردگارم ، امتِ احمد نبی
دوست دارِ چار یارم ، تابعِ اولادِ علی
مذہبِ حنفیہ دارم ، ملتِ حضرت خلیل
خاکِ پائے غوثِ اعظم زیرِ سایہ ہرولی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سُخُن ہائے گفتنی۔ مصنف کے قلم سے

(۱) الحمد للہ۔ راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ کی کتاب ”مقالات حیدری“ کا حصہ اول، حصہ دوم اور حصہ سوم تینوں دیدہ زیب صورت میں زیور طباعت سے آراستہ ہو کر شائقین علم کے ہاتھوں تک پہنچے ہیں۔ ثم الحمد لله على ذلك۔

(۲) ”مقالات حیدری“ کے حصہ اول میں ”اعتقادیات و تعلیمات بزرگان دین“ کے بیان میں چھبیس (۲۶) مقالہ جات، حصہ دوم میں ”فقہی مسائل و احکامات“ کی وضاحت میں چھتیس (۳۶) مقالات اور حصہ سوم میں ”اعتقادی مسائل و احکامات“ کی تشریح میں اڑتیس (۳۸) مقالہ جات شامل کیے گئے ہیں۔

الحمد للہ۔ یہ تینوں حصے اپنے اپنے میدان میں جامع ثابت ہوئے ہیں اور اہل علم نے زبانی و تحریری طور پر ان کی تحسین فرمائی ہے فجزاهم اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدارين. آمین۔

(۳) کتاب ”مقالات حیدری“ کی ترتیب کے آغاز میں راقم الحروف نے اس کتاب کو تین حصوں میں مکمل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ الحمد للہ۔ یہ تینوں حصے اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں کے ساتھ شائع ہو کر احباب اہل سنت کے ہاتھوں تک پہنچے۔ جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے۔ لیکن اللہ کریم جل مجدہ کو اس کتاب کے چوتھے حصے کی اشاعت بھی منظور تھی اس لئے اس نے اس حصہ کی اشاعت کا سبب خود بخود پیدا فرمادیا۔ ہوا یوں کہ عزیزم راجہ معروف خان صاحب جب گھر سے انگلینڈ جانے لگے تو وہ اپنے ساتھیوں کے لئے حصہ سوم کے چند نسخے لے گئے اور وہاں ساتھیوں کے ہاتھوں تک پہنچائے۔ عزیزم راجہ الطاف خان صاحب ساکن موضع بھائی تحصیل سہنسہ حال متیم انگلینڈ نے جب یہ حصہ کتاب پڑھا تو ان کے دل میں بھی اس کار خیر میں اپنا مالی حصہ دینے کا عندیہ پیدا ہوا۔ الحمد لله على ذلك۔

پھر جب حاجی صاحب موصوف گھر آئے اور راقم کے مکتبہ میں تشریف لائے تو دوران گفتگو انہوں نے از خود فرمایا۔ ”جب آپ مقالات حیدری کا چوتھا حصہ شائع کرائیں گے تو اس کے لئے میں بھی مالی تعاون پیش کروں گا۔“

حاجی صاحب کی یہ بات سن کر راقم سوچ میں پڑ گیا۔ کیونکہ حصہ چہارم کی اشاعت کا اس وقت کوئی پروگرام

زیر غور نہیں تھا۔ لیکن حاجی صاحب موصوف کو اس کار خیر میں شرکت کا موقع دینے کے لئے ضروری ہو گیا کہ اس حصہ کتاب کو بھی تیار کیا جائے۔

الحمد للہ۔ حاجی صاحب موصوف کی تحریک پر ہم ”مقالات حیدری“ کا یہ چوتھا حصہ شائع کرانے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء فی الدارين۔ آمین۔

(۴) حاجی صاحب موصوف کی اس ملاقات کے وقت حسن اتفاق سے عزیزم راجہ معروف خان صاحب ساکن موضع بھیاٹی (جنہوں نے حصہ سوم کی اشاعت کے جملہ اخراجات ادا کئے ہیں) گھر آئے ہوئے تھے۔ جب اُن سے حاجی صاحب کی خواہش و فرمائش ذکر کی گئی تو انہوں نے کہا۔ ”ہماری کتاب کا چوتھا حصہ ضرور ہونا چاہیے کیونکہ ہم چار یار کو ماننے والے لوگ ہیں۔“ نیز انہوں نے اپنے بھرپور مالی تعاون کا وعدہ بھی کیا۔ پھر انگلینڈ جا کر راجہ صاحب اور حاجی صاحب دونوں نے اپنی اپنی رقوم راقم کو بھیج دیں تو حصہ چہارم کی تالیف و اشاعت کے کام کا آغاز کر دیا گیا۔

(۵) چونکہ ”مقالات حیدری“ کے اصل کام کی تکمیل ابتدائی تین حصوں میں ہو چکی تھی اس لئے اس حصہ کے مقالہ جات کا انتخاب ایک مسئلہ بن گیا۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے مخدوم اہل سنت محبت العلم والعلماء خلیفہ سائیں محمد عارف قادری زاہدی مدظلہ العالی سے عرض کیا گیا تو آپ نے عامۃ المسلمین کے افادہ کے لئے اوامر کی ترغیبات اور مناہی کی ترہیبات کے بارہ میں مقالہ جات جمع کرنے کا حکم دیا۔ سائیں صاحب موصوف کے اس حکم پر ان مقالہ جات کو جنہیں انجمن احباب اہل سنت شائع کروا چکی تھی جمع کیا گیا اور جن باتوں کے بارہ میں کوئی مقالہ نہ ملا ان کے متعلق مقالہ جات تصنیف کیے گئے۔ الحمد للہ۔ حصہ چہارم میں چھیالیس (۴۶) مقالہ جات کو شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس حصہ کتاب کو بھی دوسرے نفع کی طرح شرف پذیرائی بخشے۔ آمین۔

(۶) حصہ چہارم کے لئے جو مقالہ جات تصنیف کیے گئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(۱) طبی و شرعی نقطہ نظر سے مسواک کی فضیلت

(۲) قضاء نمازوں کے مسائل

الحمد للہ ان دو مقالہ جات کے اضافہ سے اس حصہ کی افادیت بڑھ گئی ہے۔

(۷) ”مقالات حیدری“ کے حصہ چہارم کی ترتیب میں حسب عادت ہم نے پہلے تین حصوں کا انداز

اختیار کیا ہے۔ ترتیبات سے متعلق مقالہ جات کو پہلے اور ترتیبات کے بارہ میں مقالہ جات کو بعد میں رکھا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے۔ پھر درمیانی حصوں کی ترتیب کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے تاکہ قاری کے ذہن میں تسلسل قائم رہے۔
(۸) چونکہ ”مقالات حیدری“ کا حصہ چہارم ترغیبات و ترہیبات کے بارہ میں ہے اس لئے اس کے ہر مقالہ میں آیت قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اقوال بزرگان دین کو تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی کو ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین۔

(۹) ”مقالات حیدری“ کے حصہ چہارم کی پروف ریڈنگ کا کام بھی راقم نے خود کیا ہے۔ اپنی طرف سے اغلاط دور کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی خامی رہ گئی ہو تو مطلع فرمائیں۔
(۱۰) ”مقالات حیدری“ کے چاروں حصوں کو تجارتی مقاصد کے پیش نظر شائع نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ اصل مقصد تبلیغ دین ہے۔ اسی وجہ سے اس کتاب کے چاروں حصوں کا ہدیہ مناسب رکھا گیا ہے۔ علمائے اہل سنت اور مشائخ طریقت سے التماس ہے کہ اس کتاب کے چاروں حصوں کی خریداری میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں انہیں زیادہ سے زیادہ اہل علم کے ہاتھوں تک پہنچائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل بخشے آمین۔

(۱۱) ہم مخدوم اہل سنت محبت العلم والعلماء قبلہ حکیم خلیفہ سائیں محمد عارف قادری زاہدی صاحب مدظلہ العالی کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے ”مقالات حیدری“ کے چاروں حصوں کی تیاری میں پورا پورا حصہ لیا ہے۔ سخنے درہمے قدمے ہر طرح سے بھرپور تعاون فرمایا ہے۔ اپنی عظیم دعاؤں سے نوازا ہے۔ اور کتاب کے چاروں حصوں کے لئے اپنے تاثرات بھی تحریر فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ قبلہ سائیں صاحب کو اس عظیم دینی خدمت کا اعلیٰ اجر دارین میں عطا فرمائے اور اس دینی مساعی کے وسیلہ سے ان کی زندگی، صحت، اولاد اور کاروبار میں زیادہ سے زیادہ برکتیں فرمائے اور ان کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ اور آئندہ اسی قسم کی دینی خدمتوں کا انہیں مزید موقع عطا فرمائے آمین۔

(۱۲) ہمارے محترم عزیز راجہ معروف خان صاحب اور عزیز حاجی راجہ الطاف خان صاحب دونوں مبارک بادی کے مستحق ہیں کہ ان دونوں کی تحریک اور پورے پورے مالی تعاون سے ”مقالات حیدری“ کا یہ چوتھا حصہ بھی زیور طباعت سے آراستہ ہوا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں عزیزوں کو مکمل صحت بخشے، ان کی عمروں، اولادوں اور کاروباروں میں برکتیں عطا فرمائے۔ اور آئندہ اسی قسم کی مزید سعادتیں حاصل کرنے

(۱۳) آخر میں ہم اپنے استاد محترم جناب ماسٹر غلام رشید قریشی صاحب ساکن موضع رولی نزد کوٹلی شہر کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے ”مقالات حیدری“ کے حصہ چہارم کو پڑھا اور اس کے مضامین کی تصویب و توثیق فرمائی اور اپنے ”دعائیہ کلمات“ سے ہمیں نوازا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

(۱۴) چونکہ ”مقالات حیدری“ کا یہ حصہ چہارم اصحاب چار یا رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مناسبت سے تیار کرایا گیا ہے اس لئے حصہ نظم میں حمد باری تعالیٰ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چار یار کی منقبت شامل کتاب کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اصحاب چار یار کی برکتوں کا صدقہ ہماری اس کتاب کے چاروں حصوں کو شرف مقبولیت بخشے اور انہیں ذریعہ ہدایت بنائے آمین۔

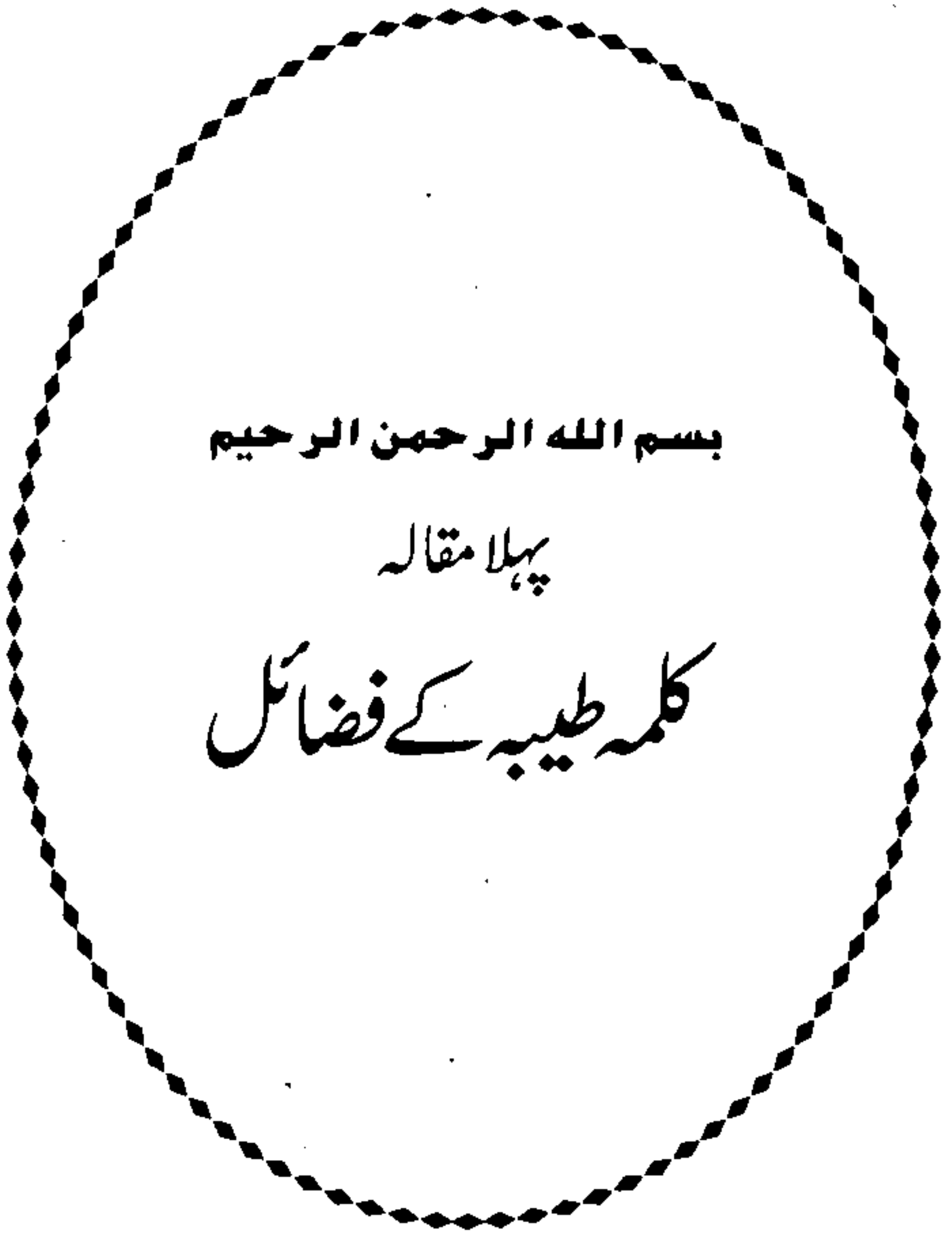
(۱۵) جواہر باب ”مقالات حیدری“ کے حصہ چہارم سے مسائل دیدیہ میں راہنمائی حاصل کریں اُن سے گزارش ہے کہ وہ راقم کے لئے اور اس کے والدین، اساتذہ، مشائخ اور احباب کے لئے پر خلوص دعا فرمائیں۔ عین ممکن ہے کہ کسی نیک بندہ کی دعا ہماری داریں کی سرخروئی کا باعث بن جائے۔

خاتمہ بالخیر کر دے رب۔ دو عالم نصیب

دوستو! کرنا کسی دن یہ دعا میرے لئے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ
واصحابہ و بارک وسلم۔

(۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۲ھ)



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله
وأصحابه أجمعين أما بعد. سنی مسلمان نماز باجماعت کے فوراً بعد باہم مل کر بلند آوازی سے دو تین
مرتبہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہیں۔ اور وہ جنازہ لے چلتے وقت بھی باہم مل کر بلند آوازی سے کلمہ
طیبہ پڑھتے ہیں۔ مگر وہابیہ زمانہ اس کو ممنوع جانتے اور حتی الوسع مسلمانوں کو اس سے روکتے ہیں۔ چونکہ
آج کل وہابیہ زمانہ کی بے ثبوت باتیں سن کر ہمارے بعض سنی صحیح العقیدہ لوگ بھی نماز باجماعت کے بعد اور
جنازہ کے ہمراہ بلند آوازی سے باہم مل کر کلمہ طیبہ پڑھنے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور وہ خاموش رہتے ہیں
اس لیے ہم نے ضروری سمجھا کہ سنی بریلوی مسلمانوں پر کلمہ طیبہ کی فضیلت اور بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھنے
کی مشروعیت پیش کی جائے تاکہ وہ بد مذہبوں کی باتوں سے متاثر ہو کر اس عظیم سعادت سے محروم نہ رہیں۔
اللہ تعالیٰ توفیق عمل دے۔ آمین۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

کلمہ طیبہ کی فضیلت قرآن و حدیث سے ثابت ہے ہم یہاں بعض آیات و احادیث تہرکاً نقل
کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

آیات مبارکہ

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ه يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ ط۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔ وہ تمہارے لیے تمہارے اعمال سنوار دے
گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ (۲۲ پ ۶) اس آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ قول سدید
سے مراد لا الہ الا اللہ یعنی کلمہ طیبہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۵۲۱ ج ۳)۔

(۲) اور فرماتا ہے۔ الم نرکب ضرب اللہ مفلأ کلمة طيبة کشجرة طيبة اصلها ثابت
وفرعها فی السماء توتی اکلها کل حیہ باذن ربها ط و يضرب اللہ الامثال للناس
لمثلهم بعد ثکرون کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے پاکیزہ بات کی کیسی مثال بیان فرمائی۔ جیسے پاکیزہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں ہیں۔ ہر وقت اپنا پھل اپنے رب کے حکم سے دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان فرماتا ہے کہ کہیں وہ سمجھیں۔ (پ ۱۳ رکوع ۱۶)

علامہ صاوی فرماتے ہیں اس آیت میں کلمہ طیبہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور اسے خصوصیت سے بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ کلمہ طیبہ جنت کی چابی ہے اور اس کے بغیر ایمان مقبول نہیں ہوتا۔ پھر جب انسان اس کلمہ طیبہ کو بکثرت یاد کرتا ہے تو اُس پر اس کے انوار ظاہر ہوتے ہیں اور اُس کے دل پر اس کے اسرار گھلتے ہیں پھر اس کا نفع اُسے دُنیا اور آخرت میں دائمی طور پر ملتا رہتا ہے (تفسیر صاوی ۲۳۹ ج ۲)۔

(۳) اور ارشاد فرماتا ہے۔ یُثَبِّتُ اللہ الذِّیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیْوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ۔ اللہ ثابت رکھتا ہے ایمان والوں کو حق بات پر دُنیا میں اور آخرت میں۔ (پ ۱۳ رکوع ۱۶)

علامہ صاوی لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو قول ثابت یعنی کلمہ توحید پر دُنیا اور آخرت یعنی قبر میں ثابت قدم رکھتا ہے۔ (تفسیر صاوی ص ۲۳۹ ج ۲)

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے وصیت فرمائیں۔ فرمایا جب تُو بُرا کام کر بیٹھے تو تُو اس کے پیچھے نیک کام لگا دے کہ وہ اُسے مٹا دے گا۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ کیا لا الہ الا اللہ کہنا نیکوں میں داخل ہے۔ فرمایا ہٰی الفضل الحسنات۔ یہ سب سے بہتر نیکی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۶۴ ج ۲)

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لا الہ الا اللہ نصف میزان ہے اور الحمد للہ اُس کو بھر دیتا ہے (کنوز الحقائق ص ۱۵۱ ج ۲)۔

(۳) اور فرمایا "لا الہ الا اللہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔ لا الہ الا اللہ سے کوئی عمل سبقت نہیں کرتا اور نہ یہ کلمہ کوئی گناہ چھوڑتا ہے"۔ (کنوز الحقائق ص ۱۵۱ ج ۲)

(۴) اور حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ کی گواہی کثرت سے دو پہلے اس سے کہ تمہارے اور اس کلمہ کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جائے اور یہ کلمہ مرنے والوں کو تلقین کرو۔ (جامع صغیر ص ۵۴ ج ۱)۔

(۵) اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے مرنے والے لوگوں کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرو (جامع صغیر ص ۱۲۵ ج ۲)۔

(۶) اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کوئی بندہ نہیں جو لا الہ الا اللہ کو ایک سو مرتبہ کہے مگر قیامت کے دن اللہ اُسے اس حال میں اٹھائے گا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند جیسا ہوگا۔" (البدور السافرة ص ۱۴۴)

(۷) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ثَمَنُ الْجَنَّةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بَحْتِ كِي قِيَمَتِ هِيَ۔ (جامع صغیر ص ۱۴۳ ج ۱ صحیح)

(۸) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جَدُّوْا اِيْمَانَكُمْ اَكْثَرُ وَاْمِنْ قَوْلِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ۔ اپنے ایمان کو تازہ کرو۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کثرت سے کہو۔ (جامع صغیر ص ۱۴۳ ج ۱ صحیح)

(۹) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلَّهِ. بہترین ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور بہترین دُعا الحمد للہ ہے۔ (جامع صغیر ص ۴۹ ج ۱ صحیح مشکوٰۃ ص ۱۸۲ ج ۲)

(۱۰) اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ. جو شخص خلوص نیت سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (جامع صغیر ص ۷۷ ج ۲ صحیح)

(۱۱) اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامِهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ جس شخص کی آخری کلام لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (جامع صغیر ص ۷۹ ج ۲ صحیح)

(۱۲) اور حضرت عمرو بن شعیب کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وَمَنْ هَلَلَّ اللَّهُ مَالَهُ بِالْعَدَاةِ وَ مَالَهُ بِالْعَشَى كَانَ كَمَنْ أَعْلَى مَائَةِ رَقَبَةٍ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. اور جو شخص صبح کے وقت ایک سو مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے اور شام کے وقت ایک سو مرتبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہے تو وہ اُس شخص جیسا ہے جو بنی اسماعیل کے ایک سو غلام اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہے (مشکوٰۃ ص ۱۸۲ ج ۱)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۳) اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اے میرے رب مجھے وہ شے سکھا جس کے ذریعے سے میں تجھے یاد کروں یا تجھ سے دُعا کروں فرمایا۔ اے موسیٰ لا الہ الا اللہ کہو۔ پھر عرض کیا اے میرے رب یہ کلمہ تو تیرے سارے بندے پڑھتے ہیں میں ایسی شے چاہتا ہوں جو تو میرے لیے خاص کر دے فرمایا اے موسیٰ اگر سات آسمان اور میرے بغیر اُن کے سارے رہنے والے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑا میں رکھی جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑا میں تو یہ پلڑا اُس پر بھاری ہوگا (مشکوٰۃ ص ۱۸۲ ج ۱)

(۱۴) اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں قولوا لا الہ الا اللہ لا تہا تحط الذنوب والخطایا۔ لا الہ الا اللہ کہو۔ کیونکہ وہ گناہ اور خطائیں مٹاتا ہے (تفسیر خازن ص ۶۴ ج ۱)

(۱۵) اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی چابیاں لا الہ الا اللہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۴ ج ۱)

(۱۶) اور امام جزری کتاب حصن حصین میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ایمان تازہ کرو عرض کیا گیا یا رسول اللہ! ہم اپنے ایمان کیسے تازہ کریں۔ فرمایا اکثر وامن قول لا الہ الا اللہ۔ لا الہ الا اللہ کہنے کی کثرت کرو۔ احمد و طبرانی نے اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ (حاشیہ مکتوبات امام ربانی ص ۱۳۱ ج ۱)

(۱۷) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن میری شفاعت کے سبب سے زیادہ خوش نصیب وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے دل یا اپنی جان سے خلوص کے ساتھ لا الہ الا اللہ کہا ہے۔ رواہ البخاری۔ (نزہۃ الناظرین ص ۱۱۶)۔

(۱۸) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیس علی اہل لا الہ الا اللہ وحشة فی قبورہم ولا فی النشور۔ لا الہ الا اللہ والوں پر قبر میں کوئی وحشت نہیں اور نہ قیامت کے دن میں (ان پر کوئی وحشت ہوگی) گویا میں اُن کو قیامت کے کڑکا کے وقت دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں۔ الحمد للہ الذی اذهب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور۔ سب تعریف اُس اللہ کے لیے ہے جو ہم سے پریشانی لے گیا۔ بلاشبہ ہمارا رب البتہ غفور شکور ہے۔

(نزہۃ الناظرین ص ۱۱۶)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا الہ الا اللہ کہنے کی کثرت کرو اس سے پہلے کہ تمہارے درمیان اور اس کلمہ کے درمیان رکاوٹ ڈال دی جائے۔ کیونکہ یہی کلمہ توحید ہے اور یہی کلمہ اخلاص ہے اور یہی کلمہ تقویٰ ہے اور یہی کلمہ طیبہ ہے اور یہی دعوت الی الحق ہے اور یہی عروۃ وثقی ہے اور یہی جنت کی قیمت ہے (نزہۃ الناظرین ۱۱۶)۔

مسلمان ان احادیث مقدسہ مبارکہ کو پڑھیں سمجھیں اور کلمہ طیبہ کو اپنا معمول بنائیں۔ کلمہ طیبہ آہستہ پڑھیں یا با آواز بلند ہر طرح سے فضیلتیں مل جائیں گی۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

نماز باجماعت کے بعد با آواز بلند کلمہ طیبہ پڑھنے کا ثبوت

نماز باجماعت کے بعد با آواز بلند کلمہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ پڑھا کرتے تھے۔ لہذا اسے بدعت کہنا بذات خود بدعت ہے۔

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ان رفع الصوت بالذکر حين ينصرف الناس من المكتوبة كان علي عهد النبي صلى الله عليه وسلم وانه قال قال ابن عباس كنت اعلم اذا انصرفوا بذلك اذا سمعته۔ بلاشبہ ذکر الہی کے ساتھ آواز بلند کرنا جبکہ لوگ فرض نماز سے فارغ ہو جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا اور میں جب یہ ذکر سنتا تھا تو لوگوں کے نماز ختم کرنے کو جانتا تھا۔ (مسلم شریف ص ۱۳۷ ج ۱)

(۲) اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ آپ مجھے وہ حدیث لکھیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ سو آپ نے اُن کی طرف یہ لکھا۔ انی سمعته یقول عند الصراۃ من الصلوۃ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و هو علی کل شئی قدیر ثلاث مرآت۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز سے فارغ ہوتے وقت یہ کلمات تین مرتبہ کہتے ہوئے سنا۔ لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد و هو علی کل شئی قدیر۔ (سنن نسائی ص ۱۹۷ ج ۱)۔

(تنبیہ) اس حدیث کے الفاظ سمعہ یقول سے پہلے چلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات بلند آواز سے کہتے تھے اور ثلاث مرآت سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بلند آوازی سے مسلمان تین مرتبہ جو کلمہ طیبہ پڑھتے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں۔ یہ مسنون ہے۔ وہابیہ کا اسے بدعت کہنا مردود ہے۔

(۳) اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت ان الفاظ میں ہے۔ کـان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سلم من صلاته يقول بصوته لا اله الا الله الخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی نماز سے سلام پھیرتے تو اپنی زیادہ بلند آواز میں فرماتے لا اله الا اللہ الخ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۱ ج ۱) (صحیح البیہاری ص ۴۲۳ ج ۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں۔

این حدیث صریح است در جہر بذکر کہ آنحضرت با آواز بلندی خواند۔ یہ حدیث اس بارہ میں صریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد کلمات مذکورہ کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔

(افہام اللغات ص ۴۱۹ ج ۱)۔

یاد رہے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھے۔ باوجود نقشبندی ہونے کے نماز کے بعد ذکر بالجہر کو سخت قرار دے رہے ہیں۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات ص ۴۹۱ ج ۱ کے حاشیہ نمبر ۳ میں لکھا ہے بدانکہ ذکر جہر در قضاے مخصوصہ در وقائع معینہ واقع شدہ است۔ چنانچہ در آذان و خطبہ و جمعہ و حج و تکبیرات تشریق و ادبار صلوٰۃ الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا حضرات مجددیہ کے نزدیک بھی بدعت نہیں بلکہ یہ ان وقائع میں داخل ہے جن میں ذکر بالجہر واقع ہوا ہے۔ مثلاً آذان خطبہ وغیرہ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

(تنبیہ) نماز باجماعت کے بعد بلند آواز سے کلمہ پڑھنے کے جواز و مشروعیت میں تمام علمائے ائمہ کا اتفاق ہے ہاں اس کے استحباب میں اختلاف ہے۔ ولہذا جو بلند آواز سے پڑھتے ہیں انہیں منع کرنا یا اس ذکر کو بدعت کہنا ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ہمراہ جنازہ بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھنا جائز ہے

جنازہ کے ہمراہ کلمہ طیبہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ بلند آواز سے پڑھا جائے یا آہستہ سے۔

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ اکثروا فی الجنائزۃ قول لا اله الا الله۔ جنازہ

میں لا الہ الا اللہ کا قول زیادہ کرو۔ رواہ خاتمة المحققین الجلال السيوطی فی جامعہ الصغير ص ۵۴ ج ۱ و اطلقہ و عبد الرؤوف المناوی فی کنوز الحقائق ص ۳۹ ج ۱۔

(۲) حدیث شریف میں ہے عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال لم یکن یسمع من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و هو یمشی خلف الجنازة الا قول لا الہ الا اللہ۔ یہ حدیث جامع الصغير (للإمام محمد) اور ابن ابی شیبہ میں موجود ہے۔

(حیات کامل مؤلفہ مفتی عبد الحکیم میر پوری ص ۲۹۱)

(۳) اور امام صدر الشریعہ کتب فقہ حنفی صغیری و در مختار و غیرہا سے ناقل۔ "جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے۔ موت اور احوال و احوال قبر کو پیش نظر رکھیں۔ دنیا کی باتیں نہ کریں۔ نہ ہنسیں۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جنازہ کے ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ تو جنازہ میں ہنستا ہے تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور بلحاظ زمانہ اب علماء نے ذکر جہر کی بھی اجازت دی ہے (بہار شریعت ص ۱۴۵ ج ۱)۔

کلمہ طیبہ مجّد و صاحب کی نظر میں

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے مقتدائے اعظم اور شیخ اکبر حضرت مجّد و الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض ملفوظات مبارکہ دوبارہ فضیلت کلمہ طیبہ تبرکاً نقل کر دیئے جائیں و باللہ التوفیق۔ حضرت مجّد و صاحب لکھتے ہیں۔

(۱) و این فقیر کلمہ طیبہ را کلید خزینہ ثود و نہ رحمت کہ برائے آخرت ذخیرہ فرمودہ است می یا بدو می داند کہ شفیع تر از برائے دفع ظلمات کفر و کد و رات شرک ازین کلمہ طیبہ دیگرے نیست۔ اور یہ فقیر کلمہ طیبہ کو آن ننانوے رحمتوں کے خزانوں کی چابی جانتا ہے جو آخرت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ذخیرہ فرمائی ہیں اور کفر کی اندھیریاں اور شرک کی گندگیاں دور کرنے کے لیے اس کلمہ طیبہ سے بہتر کوئی اور چیز نہیں جانتا ہے (مکتوبات امام ربانی ص ۹۸ ج ۲)

(۲) اور لکھتے ہیں کسیکے تصدیق باہن کلمہ کر دہ باشد و ذرّہ ایمان حاصل نمودہ مع ذلک اگر بر رسوم کفر و ذال شرک مبتلا، گشتہ است اُمید است کہ بشفاعت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

این کلمہ از عذاب بیرون آید و از خلود دوزخ نجات یابد۔ جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی تصدیق کی ہوگی اور ذرہ برابر ایمان حاصل کیا ہوگا اگر اس کے ساتھ وہ کفر کی رسموں اور شرک کی برائیوں میں مبتلا ہو گیا ہے تو امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت کے سبب سے وہ عذاب سے باہر نکلے گا اور ہمیشہ کے عذاب دوزخ سے خلاصی پائے گا۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۹۸ ج ۲)

(۳) اور لکھتے ہیں۔ وہیچ چیز در تسکین غضب جلّ سلطانہ، ازیں کلمہ طیبہ نافع تر نیست۔ ہر گاہ این کلمہ طیبہ تسکین غضب دخولِ نار فرماید غضبہائے دیگر کہ خود دون اوست بطریق اولی تسکین آنها نماید۔ ربّ جلّ سلطانہ کے غضب کو ٹھنڈا کرنے میں اس کلمہ طیبہ سے زیادہ کوئی چیز نافع نہیں ہے جب یہ کلمہ طیبہ دوزخ میں داخلہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے تو دوسرے غضب جو اس سے کم درجہ کے ہیں بطریق اولی انہیں ٹھنڈا کرتا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی ص ۹۷ ج ۲)

(۴) اور لکھتے ہیں۔ ہلاک می گشت این امت اگر مثل کلمہ طیبہ شفیع ایشان نہ بود و مثل خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات شفاعت شان نمی نمود۔ یہ گناہگار امت ہلاک ہو جاتی اگر کلمہ طیبہ جیسی چیز ان کی شفاعت نہ کرتی اور خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم جیسے پیغمبر اس کی شفاعت نہ فرماتے (مکتوبات امام ربانی ص ۹۸ ج ۲)

(۵) اور لکھتے ہیں و نیز از فضائل این کلمہ بشنو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة۔ کوتاہ نظراں تعجب دارند کہ بیک گفتن لا الہ الا اللہ چگونہ دخول جنت میسر شود ازیں برکات این کلمہ طیبہ واقف نیستند۔ محسوس این فقیر شدہ است اگر تمام عالم را بیک گفتن این کلمہ طیبہ بہ بخشند و بہ بہشت فرستند گنجائش دارد و مشہور می گردد کہ برکات این کلمہ مقدسہ را اگر بتمام عالم قسمت کنند ابد الآباد ہمہ را کفایت کند و ہمہ را سیراب بگرداند۔ اور اس کلمہ کے فضائل میں سے یہ بھی سنیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کوتاہ بین لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنے کے سبب سے جنت کا داخلہ کیسے مل جاتا ہے۔ یہ لوگ اس کلمہ طیبہ کی برکتوں سے واقف نہیں ہیں۔ یہ فقیہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

محسوس کرتا ہے کہ اگر اس کلمہ طیبہ کو ایک مرتبہ کہنے کے سبب سے تمام جہان والوں کو بخش دیں اور جنت میں بھیج دیں تو اس کی گنجائش ہے اور یہ بات مشہور ہے کہ اس کلمہ مقدسہ کی برکتیں اگر تمام جہاں میں تقسیم کی جائیں تو وہ ابد الابد تک کافی ہیں۔ اور سب کو سیراب کر دیتی ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۹۹ ج ۲)

(۶) اور لکھتے ہیں آرزوئے در دنیا معلوم نیست کہ برابر این باشد کہ کسی در گوشہ خزیلہ باشد و بتکرار این کلمہ طیبہ متلذذ و محظوظ بود اما چہ توان کرد کہ جمیع آرزوہا میسر نیست و از غفلت و اختلاط خلق چارہ نہ. دنیا میں کوئی خواہش اس کے برابر معلوم نہیں ہوتی کہ کوئی شخص تنہائی میں بیٹھا ہو اور کلمہ طیبہ کے تکرار سے لذت اٹھاتا ہو لیکن کیا کیا جائے کہ سب خواہشیں پوری نہیں ہوتیں اور غفلت اور لوگوں سے میل جول سے بھی چارہ نہیں ہے۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۹۹ ج ۲)

(۷) اور لکھتے ہیں بحکم حدیث جددوا ایمانکم بقول لا الہ الا اللہ در ہر آنے تجدید ایمان باین قول عظیم الشان می باید کرد. حدیث "تم اپنے ایمان کی تجدید لا الہ الا اللہ کہنے کے ذریعہ سے کرو" کے حکم کے مطابق ہر وقت اس عظیم الشان قول کے ذریعہ سے ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۳۷۷ ض ۱)

(۸) اور لکھتے ہیں۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہ موضوع است ہوائے نفی آلہ آفاقی و انفسی در تزکیہ نفس و تہذیب آن انفع و انسب است اکابر طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم از ہوائے تزکیہ نفس ہمیں کلمہ طیبہ را اختیار فرمودہ اند تا بجا روبر لا الہ نروبی۔ راہ نرسی در سرائے الا اللہ۔ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کہ آفاقی و انفسی معبودان باطلہ کی نفی کے لیے موضوع ہے نفس کے تزکیہ و تطہیر میں زیادہ فائدہ بخش اور زیادہ مناسب ہے۔ اکابر طریقت (نقشبندیہ) نے تزکیہ نفس کے لیے اسی کلمہ طیبہ کو اختیار فرمایا ہے۔

شعر۔ تو جب تک لا الہ کے ذریعے سے راستہ کو جھاڑو نہ دے گا الا اللہ کے محل میں نہیں پہنچے گا
(مکتوبات امام ربانی ص ۱۳۰ ج ۱)

(۹) اور لکھتے ہیں ہر گاہ این نفس در مقام سرکشی آید و نقص عہد نماید بتکرار این کلمہ تجدید ایمان بہ نمود قال علیہ الصلوٰۃ والسلام جددوا ایمانکم بقول لا الہ

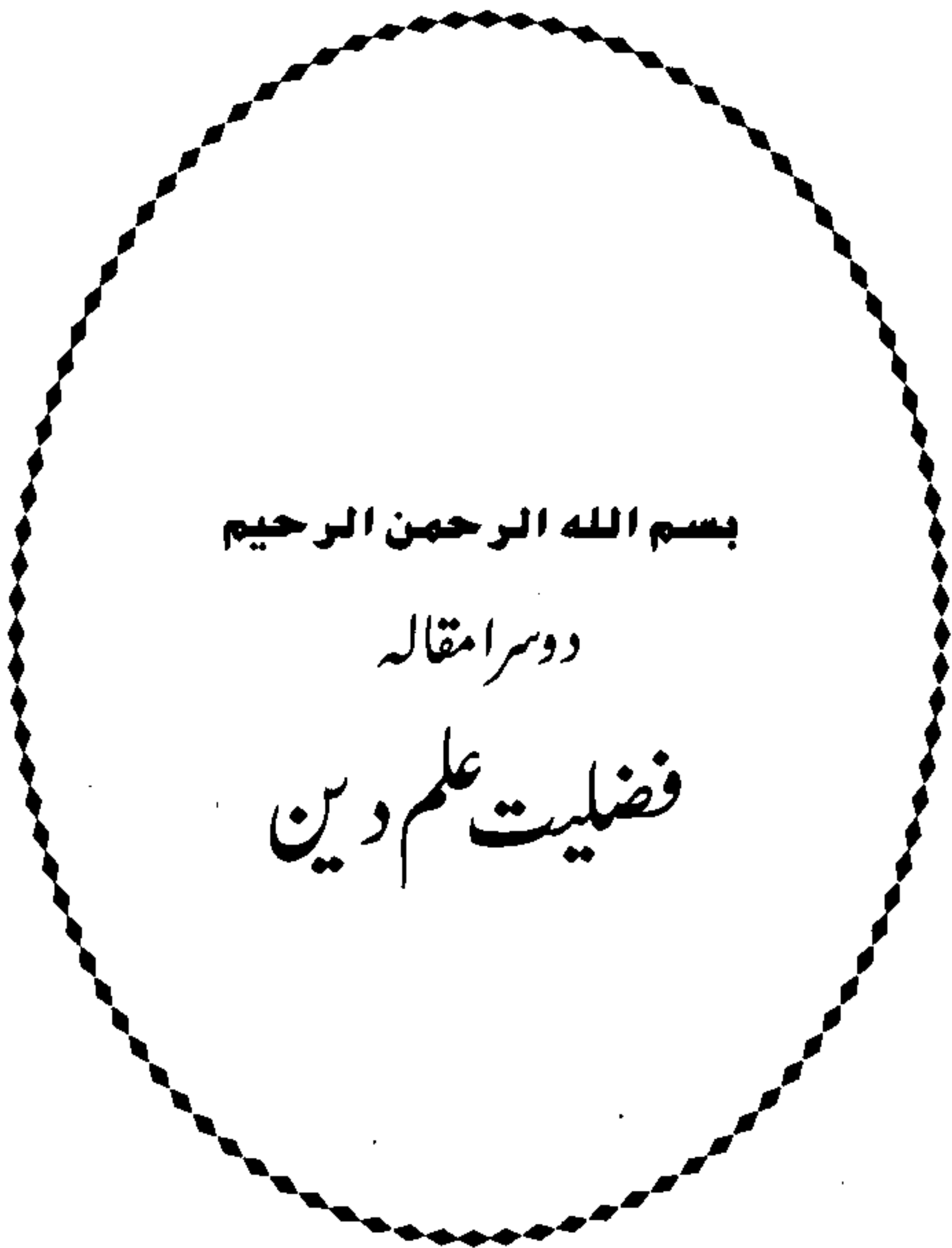
Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ألا الله بلکہ ہمہ وقت تکرار این کلمہ چارہ نبود زیرا کہ نفس امارہ ہموارہ در مقام خبت است در حدیث آمدہ است در فضائل این کلمہ کہ اگر آسمانها و زمین ہارا در پلہ بنهند و این کلمہ را در پلہ دیگر ہر آئینہ این پلہ را جیح آید بر پلہ دیگر۔ جب بھی نفس سرکشی کے مقام میں آئے اور عہد توڑے تو اس کلمہ کے تکرار کے ذریعہ سے ایمان کی تجدید کرنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم اپنے ایمان کی تجدید لا الہ الا اللہ کے کہنے سے کرو۔ بلکہ ہر وقت اس کلمہ کے تکرار سے چارہ نہیں کیونکہ نفس امارہ ہر وقت خباثت کے مقام میں ہوتا ہے۔ اس کلمہ کی فضیلت میں حدیث میں آیا ہے کہ اگر آسمانوں اور زمینوں کو ایک پلڑا میں اور اس کلمہ کو دوسرے پلڑا میں رکھیں تو یہ پلڑا دوسرے پر بھاری ہوگا۔ (مکتوبات امام ربانی ص ۱۳۰ ج ۱)۔

الغرض: بعض نقشبندی حضرات کی محفلوں میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ وہ حلقہ بنا کر آدھی آدھی رات تک کلمہ طیبہ کا ذکر بلند آوازی سے کراتے رہتے ہیں۔ مجتہد صاحب کی یہ نو عبارات مبارکہ اُن کے اس عمل کی فضیلتوں، برکتوں اور فائدوں کے ثبوت میں کافی وافی ہیں۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اُسے ماننے کی توفیق بخشے آمین۔

(۲۲ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ۔)



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله
وأصحابه أجمعين أما بعد۔ بردار طریقت حضرت مولانا محفوظ چشتی ناظم دارالمطالعہ جماعت اہل سنت
چکسواری آزاد کشمیر کی فرمائش پر یہ مختصر رسالہ ”فضیلت علم دین“ لکھنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ اللہ
کریم جل جلالہ اسے شرف مقبولیت بخشے اور اسے ہم سب کے لئے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

ارشادات خداوندی

علم دین اور علمائے دین کی فضیلت، اور بزرگی میں بہت سی آیات قرآنیہ وارد ہوئی ہیں۔ بعض آیات مبارکہ
تبرکاً نقل کی جاتی ہیں وباللہ توفیق۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلَكُ الْوَلِيُّ الْعَلِيمُ قَائِمًا بِالْقِسْطِ
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ اللہ نے گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتوں نے اور عالموں
نے انصاف سے قائم ہو کر۔ گواہی دی کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں عزت والا حکمت والا ہے (پ ۳-۱۰)
اس سے معلوم ہوا کہ علمائے دین بڑی عزت والے ہیں کہ رب نے انہیں اپنی توحید کا گواہ اپنے ساتھ
بنایا۔ مگر یہاں مراد وہ علمائے دین ہیں جو علمائے ربانی ہیں نہ وہ جو اخوان العیالین ہیں۔ علمائے ربانی وہ
علمائے دین ہیں جو خود اللہ والے ہیں اور لوگوں کو اللہ والے بناتے ہیں۔ جن کی محبت سے خدا کی کامل محبت
نصیب ہوتی ہے۔ جس عالم کی محبت سے اللہ کے خوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کی آئے وہ عالم
نہیں ظالم ہے۔ خیال رہے کہ یہاں اولو العلم میں انبیاء کرام اولیاء عظام اور علمائے اعلام تمام داخل
ہیں۔ (لور العرفان ص ۸۱)

۲۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَيَمْرَى الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِلْمَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقُّ
وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝

اور جنہیں علم ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اتارا گیا وہی حق ہے اور
عزت والے سب خوبیوں والے کی راہ بتاتا ہے۔ (پ ۲۲-۷)

اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ علمائے کرام کا درجہ بہت بڑا ہے دوسرے یہ کہ علم وہ ہی مفید ہے جو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رب کی راہ دکھائے۔ (نور العرفان ص ۶۸۳)

۳۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ تِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالَمُونَ اور یہ

مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے (پ ۲۰-۱۶)

اس سے معلوم ہوا کہ دینی باتوں کی گہرائی تک پہنچنا صرف علم والوں کا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بیان کی

ہوئی مثالوں میں غور و فکر کرنا اور ان کی حکمتوں کی کوشش کرنا علم والوں ہی کے بس کی بات ہے۔ جاہلوں کا

کام اہل علم سے پوچھنا ہے نہ یہ کہ قرآن و حدیث میں خود غور کر کے مسئلے نکالنا۔ جو نام نہاد مفکرین اسلام

عوام سے علمائے دین کا دامن چھڑاتے ہیں وہ گمراہ کن ہیں۔ اللہ ان سے بچائے۔

۴۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتُ

لَهُ قُلُوبُهُمْ ط اور اس لئے کہ جان لیں وہ جن کو علم ملا کہ وہ تمہارے رب کے پاس حق ہے تو اس پر ایمان

لائیں تو اس کے لئے ان کے دل جھک جائیں۔ (پ رکوع ۲)

شیطان وحی رحمان میں اپنی وحی کی ملاوٹ کی کوشش کرتا ہے تاکہ لوگ اس کی وحی کو رحمانی کے ہمراہ سن کر

گمراہ ہو جائیں اس مسئلہ کو بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا تو اس سے معلوم ہوا کہ کھوٹے

اور کھرے کی پہچان صرف اہل علم ہی کا کام ہے۔ جسے علمائے دین حق بتائیں وہی حق ہے اور وہ جسے باطل

کہیں وہی باطل ہے۔

۵۔ اور وہ فرماتا ہے وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ذَرَجَتْ ط اور اللہ ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے

گا۔ (پ ۲۸- رکوع ۲)

علم سے مراد علم دین ہے اس سے معلوم ہوا کہ علمائے دین بڑے درجے والے ہیں۔ دنیا میں آخرت میں

ان کی عزت ہے۔ رب تعالیٰ نے ان کے درجات کا وعدہ کیا۔ انہیں دنیا و آخرت میں عزت ملے گی۔

(نور العرفان ص ۸۶۸)

۶۔ اور وہ فرماتا ہے۔ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ

الْأَكْبَابُ۔ تم فرماؤ کیا برابر ہیں علم والے اور انجان اور نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں

(پ ۲۳- رکوع ۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ عابد سے عالم دین افضل ہے۔ ملائکہ عابدین تھے اور آدم علیہ السلام عالم عابدوں کو عالم

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے سامنے جھکایا گیا۔ یہاں مطلقاً ارشاد ہوا کہ عالم غیر عالم سے افضل ہے۔ غیر عالم خواہ عابد ہو یا غیر عابد بہر حال اس سے عالم افضل ہے۔ خیال رہے کہ عالم سے مراد عالم دین ہیں انہیں کے فضائل قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ تمام ازواج مطہرات بلکہ تمام جہان کی بیبیوں سے افضل ہیں کہ وہ بڑی عالمہ ہیں (نور العرفان ص ۷۳۳)

۷۔ اور وہ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں (پ ۲۲۔ رکوع ۱۲)

اس سے معلوم ہوا کہ علمائے دین بہت مرتبہ والے ہیں کہ رب نے اپنی خشیت و خوف کو ان میں منحصر فرمایا جسے بھی خوف الہی نصیب ہوگا وہ سچے عالموں کے ذریعہ سے ہی نصیب ہوگا مگر عالموں سے مراد وہ ہیں جو دین کا علم رکھتے ہوں اور ان کے عقائد و اعمال درست ہوں۔ (نور العرفان ص ۶۹۸)

(۸) اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ سوائے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو (پ ۱۷۔ رکوع ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جن باتوں کا علم نہ ہو ان کے بارہ میں علمائے دین سے پوچھنا ضروری ہے شرمندگی کے باعث جاہل رہنا اور علمائے دین سے مسائل نہ دریافت کرنا نادانی ہے۔

۹۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝ اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (پ ۱۶۔ رکوع ۱۵)

اس سے معلوم ہوا کہ علم دین کی حرص اچھی چیز ہے علم سے کبھی سیر نہ ہونا چاہیے۔ دیکھو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں بڑے عالم ہیں مگر انہیں حکم دیا گیا کہ زیادتی علم کی دعا مانگو۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا علم ہمیشہ ترقی پر ہے (نور العرفان ص ۵۱۰)

۱۰۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ وہ اُن پر ان کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔ (پ ۲۸۔ رکوع ۱۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس سے معلوم ہوا کہ کتاب و سنت کی تعلیم دینا سنت نبوی ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن کے ساتھ حدیث کی بھی ضرورت ہے کیونکہ حدیث قرآن مجید ہی کی تفسیر ہے۔

فرمودات مصطفوی

علم دین اور علمائے دین کے بارہ میں بہت سی احادیث نبویہ مروی ہیں۔ بعض روایات مبارکہ یہاں تبرکاً پیش کی جاتی ہیں وباللہ التوفیق۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے وہ اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اور میں تو تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے (مشکوٰۃ ۹۲ ص ۱ ج ۱) یعنی جس شخص کو علوم دینیہ کی سمجھ عطا کی جاتی ہے اس کے بارے میں یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھلائی کا ارادہ کیا ہے درست ہے واللہ علم۔

۲۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت میرے ادنیٰ امتی پر ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور آسمانوں اور زمینوں والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور حتیٰ کہ مچھلی اس شخص پر درود بھیجتے ہیں جو لوگوں کو خیر یعنی دین کے علم کی تعلیم دیتا ہے“ (مشکوٰۃ ص ۱۳ ج ۱)

۳۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح چودہویں رات میں چاند کو سب ستاروں پر ہے۔“ (جامع صغیر ص ۷۵ ج ۲)

۴۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”اہل علم مومن کی فضیلت عبادت گزار مومن پر ستر درجہ ہے۔“

(جامع صغیر ص ۷۵ ج ۲)

۵۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”عالم کی فضیلت غیر عالم پر اتنی ہے جتنی نبی کی فضیلت اپنی امت پر ہوتی ہے۔“ (جامع صغیر ص ۷۵ ج ۲)

۶۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”مومنوں پر علماء دین کے لئے سات سو ایسے درجات ہیں۔ جن میں سے ہر دو درجات کے مابین پانچ سو سال کی مسافت ہے۔“ (مختصر احیاء علوم الدین ص ۲)

۷۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”علم دین حاصل کرنا اللہ کے پاس نماز، روزہ، حج اور فی سبیل اللہ جہاد سے افضل ہے۔“ (جامع صغیر)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۸۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”ایک گھڑی علم دین حاصل کرنا رات بھر کے قیام سے بہتر ہے اور ایک پورا دن علم دین تلاش کرنے میں گزارنا تین مہینوں کے روزوں سے افضل ہے۔“ (جامع صغیر)

۹۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”عالم دین کی دور کعتیں غیر عالم کی ستر رکتوں سے بہتر ہیں (جامع صغیر)

۱۰۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ ”جس شخص کو موت اس حال میں ملے کہ وہ اس لئے علم دین ڈھونڈ رہا تھا کہ وہ اس کے ذریعہ سے اسلام کو زندہ کرے اس کے درمیان اور انبیاء کے درمیان جنت میں صرف ایک درجہ ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۳۳ ج ۱)

۱۱۔ اور وہ فرماتے ہیں، ”علم کی زیادتی میرے نزدیک عبادت کی زیادتی سے بہتر ہے اور تمہارا بہترین دین پرہیزگاری ہے۔“ (جامع صغیر ص ۵۷ ج ۲) (کنوز الحقائق)

۱۲۔ اور فرماتے ہیں۔ ”عالم کی فضیلت عابد پر ستر درجہ ہے ہر دو درجات کے مابین اتنی مسافت ہے جتنی آسمان اور زمین کے مابین ہے۔“ (جامع صغیر ص ۵۷ ج ۲)

۱۳۔ اور فرماتے ہیں۔ ”عالم دین کی اس حال میں ایک گھڑی کہ وہ اپنے بستر سے نگیہ لگا کر علم دین کے کسی مسئلہ کو دیکھ رہا ہو۔ عبادت گزار کی ستر سال کی عبادت سے افضل ہے۔“ (جامع صغیر ص ۳۰ ج ۲)

۱۴۔ اور فرماتے ہیں۔ ”رات کی ایک گھڑی میں علم دین کا دور کرنا رات بھر کے قیام سے بہتر ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۳۳ ج ۱)

۱۵۔ اور فرماتے ہیں۔ ”جو شخص علم دین سیکھنے کے لئے پردیس میں چلا جائے اس کی مغفرت اس کے قدم اٹھانے سے پہلے کر دی جاتی ہے۔“ (جامع صغیر ص ۱۶ ج ۲)

۱۶۔ اور فرماتے ہیں۔ ”اور جو شخص راستہ طے کرے اس حال میں کہ وہ علم دین تلاش کرتا ہے تو اللہ اس کے لئے اس عمل کے عوض میں جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۱)

۱۷۔ اور فرماتے ہیں۔ اور جو شخص علم دین حاصل کرتا ہے اس کا یہ عمل اس کی گزری ہوئی ساری زندگی کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱ ج ۱)

۱۸۔ اور فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز علمائے دین کی سیاہی اور شہداء کے خون کا وزن کیا جائے گا تو علمائے دین کی سیاہی کا پلڑا شہداء کے خون کے پلڑے سے بھاری ہوگا۔ (جامع صغیر ص ۲۰۶ ج ۲)

۲۰۔ اور فرماتے ہیں۔ بلاشبہ فرشتے طالب علم کی رضا مندی کے لئے اپنے پروں کو پست کرتے ہیں۔ اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بلاشبہ عالم دین کیلئے آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے رہنے والے اور پانی کے اندر مچھلیاں مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور بلاشبہ عالم دین کی فضیلت عابد پر اس قدر ہے جس قدر چودھویں رات میں چاند کو تمام ستاروں پر ہوتی ہے اور بلاشبہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور بلاشبہ انبیاء نے ورثہ میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے۔ انہوں نے علم دین اپنے ورثہ میں چھوڑا ہوتا ہے۔ سو جو شخص اسے حاصل کرے وہ میراث انبیاء سے وافر حصہ حاصل کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۱ ج ۲)

۲۱۔ اور فرماتے ہیں۔ علمائے دین انبیاء کے وارث ہیں آسمانوں والے ان سے محبت کرتے ہیں اور جب وہ مر جاتے ہیں تو قیامت تک ان کے لئے مچھلیاں سمندر میں مغفرت کی دعا مانگتی ہیں۔

(جامع صغیر ص ۶۹ ج ۲)

۲۲۔ اور فرماتے ہیں۔ علم دین اسلام کی حیات اور ایمان کا ستون ہے۔ اور جو شخص علم حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کا اجر پورا کرتا ہے۔ اور جو شخص علم سیکھتا اور پھر اس پر عمل کرتا ہے اللہ اس کو وہ علم عطا فرماتا ہے جسے وہ جانتا نہیں ہے۔ (جامع صغیر ص ۶۹ ج ۲)

۲۳۔ اور فرماتے ہیں۔ علم خزانے ہیں اور ان کی چابیاں سوال ہے۔ سو تم سوال پوچھو تا کہ اللہ تم پر رحم فرمائے۔ کیونکہ اس میں چار شخصوں کو اجر دیا جاتا ہے۔ سوال کرنے والے کو، جواب دینے کو سوال و جواب سننے والے کو اور ان سے محبت رکھنے والے کو۔ (جامع صغیر ص ۶۹ ج ۲)

۲۴۔ اور ارشاد فرماتے ہیں۔ علم مومن کا دوست ہے۔ اور عقل اس کا رہنما ہے اور عمل اس کا منتظم ہے اور نرمی اس کا وزیر ہے اور صبر اس کا سپہ سالار ہے اور شفقت اس کا والد ہے اور نرم دلی اس کا بھائی ہے۔ (جامع صغیر ص ۶۹ ج ۲)

۲۵۔ اور فرماتے ہیں۔ علم دین عمل سے بہتر ہے اور دین کا مرکزی حصہ پرہیزگاری ہے اور علم والا وہی ہے جو عمل کرتا ہے۔ (جامع صغیر ص ۷۰ ج ۲) یعنی کامل عالم دین وہ ہے جو باعمل ہو۔ ورنہ گزشتہ احادیث میں گزر چکا ہے کہ عالم دین کے لئے آسمانوں اور زمین والے سب مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم دین گناہگار ہو تو وہ زمرہ علماء سے خارج نہیں ہو جاتا بلکہ اس کی مغفرت کا قوی احتمال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۶۔ اور فرماتے ہیں۔ ”ایک فقہ جانے والا عالم دین شیطان پر ایک ہزار عبادت گزاروں سے زیادہ نخت

ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۳۱ ج ۱)

۲۷۔ اور فرماتے ہیں۔ دو خوبیاں منافق میں جمع نہیں ہوتیں۔ نیک اخلاق اور علم دین کی سمجھ یعنی جس شخص میں حسن اخلاق اور دینی سمجھ موجود ہوں وہ منافقت سے بری ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۸۔ اور فرماتے ہیں۔ "دو خوبیاں منافق میں جمع نہیں ہوتیں۔ نیک اخلاق اور علم دین کی سمجھ" یعنی جس شخص میں حسن اخلاق اور دینی سمجھ موجود ہوں وہ منافقت سے بری ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۹۔ اور فرماتے ہیں۔ جو شخص علم کی تلاش میں گھر سے نکلے وہ واپسی تک اللہ کی راہ میں ہوتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۱ ج ۱)

۳۰۔ اور فرماتے ہیں۔ ایمان والا شخص علم دین کی باتیں سننے سے سیر نہیں ہوتا یہاں تک کہ اس کا ٹھکانہ جنت میں بن جائے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۲ ج ۱)

۳۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اسرائیل کے ان دو شخصوں کے بارہ میں پوچھا گیا جن میں سے ایک عالم دین تھا اور وہ فرض نماز پڑھتا تھا پھر وہ بیٹھ جاتا تھا اور لوگوں کو علم دین کی تعلیم دیتا تھا۔ اور دوسرا دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو قیام کرتا تھا۔ کہ ان دونوں میں افضل کون ہے۔ فرمایا اس عالم دین کی فضیلت جو فرض نماز پڑھتا ہے۔ پھر بیٹھ جاتا ہے اور لوگوں کو علم دین پڑھاتا ہے اس عابد پر جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت میں کھڑا رہتا ہے ایسی ہے جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۳ ج ۱)

۳۲۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ بہترین شخص وہ عالم دین ہے کہ اگر اس کی ضرورت پڑ جائے تو وہ نفع پہنچاتا ہے اور اگر اس سے بے پرواہی برتی جائے تو وہ اپنے آپ کو بے پرواہ بنا دیتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۳۳ ج ۱)

۳۳۔ اور فرماتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ عزوجل نے میری طرف یہ وحی بھیجی کہ جو شخص علم دین تلاش کرنے میں کوئی راستہ طے کرتا ہے میں اس کے لئے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہوں۔ اور جس شخص کی دونوں آنکھوں کو میں سلب کر لیتا ہوں اسے میں ان دونوں کے عوض میں جنت دیتا ہوں اور علم میں فضیلت عبادت میں فضیلت سے بہتر ہے اور دین کی اصل پر ہیزگاری ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۳۳ ج ۱)

۳۴۔ ابو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرا مسجد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں دو مجلسوں پر ہوا۔ فرمایا دونوں مجلسیں بہتری پر ہیں اور ان میں سے ایک دوسری سے افضل ہے۔ یہ لوگ اللہ کو پکارتے ہیں اور اس کی طرف رغبت کرتے ہیں سو وہ چاہے تو ان کا سوال عطا فرمائے اور چاہے تو روک دے اور یہ جو علم سیکھتے ہیں اور جاہلوں کو علم دین سکھاتے ہیں یہ افضل ہیں اور میں معلم بن کر مبعوث ہوا ہوں پھر آپ اُس مجلس علم میں تشریف فرما ہوئے (مشکوٰۃ ص ۳۴ ج ۱)

۳۶۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ سب سے زیادہ نخی شخص کون ہے؟ عرض کیا گیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ نخی ہے پھر میں سارے انسانوں میں سب سے زیادہ نخی ہوں اور میرے بعد انسانوں میں سب سے زیادہ نخی وہ شخص ہے جو علم سیکھتا ہے پھر اسے پھیلاتا ہے۔ وہ قیامت کے روز ایک جماعت کی صورت میں آئے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۴ ج ۱)

۳۷۔ اور فرماتے ہیں۔ ایمان ننگا ہے اور اس کا لباس پرہیزگاری ہے۔ اور اس کی زینت حیا ہے اور اس کا میوہ علم دین ہے۔ (مختصر احیاء علوم الدین ص ۳)

۳۸۔ اور فرماتے ہیں۔ درجہ نبوت سے قریب ترین علمائے دین اور مجاہدین ہیں۔ علمائے دین تو اس لئے کہ وہ لوگوں کو اس دین سے آگاہ کرتے ہیں جسے رسول لے کر آئے اور مجاہدین اس لئے کہ وہ رسولوں کے دین کی راہ میں تلواروں کے ذریعہ سے جہاد کرتے ہیں۔ (مختصر احیاء علوم الدین ص ۳)

۳۹۔ اور فرماتے ہیں۔ زمین میں اللہ کے امانت دار علمائے دین ہیں۔ (مختصر احیاء ص ۳)

۴۰۔ اور فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز انبیاء شفاعت کریں گے پھر علمائے دین شفاعت کریں گے پھر شہداء شفاعت کریں گے۔ (مختصر احیاء ص ۳)

۴۱۔ اور فرماتے ہیں۔ البتہ تیرا صبح کے وقت جانا اور علم دین کا ایک باب سیکھنا ایک سو رکعت ادا کرنے سے بہتر ہے۔ (مختصر احیاء ص ۴)

۴۲۔ اور فرماتے ہیں۔ خبردار بلاشبہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے ملعون ہے سو ان چار چیزوں کے سوا ذکر الہی کے اور سوا اس شخص کے جو ذکر الہی سے محبت رکھے اور سوا عالم دین کے اور سوا علم دین سیکھنے والے کے (نزعۃ الناظرین ص ۳)

۴۳۔ اور فرماتے ہیں۔ جو شخص مسجد کی طرف جائے اور اس کی غرض علم دین کا حصول ہی ہو تو اس کے لئے

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پورے حج کا ثواب حاصل کرنے والے حاجی کے ثواب جتنا ثواب ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۳)

۴۴۔ اور فرماتے ہیں۔ فقہ کی مجلس میں بیٹھنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۳)

۴۵۔ اور فرماتے ہیں۔ تھوڑی سی دینی سمجھ بہت سی عبادت سے بہتر ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۳)

۴۶۔ اور فرماتے ہیں۔ بہترین عبادت فقہ کا علم ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۳)

۴۷۔ اور فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ بندوں کو اٹھائے گا پھر علماء کو الگ کرے گا اور کہے گا اے

جماعت علماء میں نے اپنا علم تمہارے اندر اس لئے نہیں رکھا تھا کہ میں تمہیں عذاب دوں گا جاؤ میں نے

تمہیں بخش دیا ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۴)

۴۸۔ اور فرماتے ہیں۔ تم ایسے زمانے میں ہو کہ اس میں فقہاء کی کثرت ہے اور خطیبوں کی قلت ہے اور

سخیوں کی کثرت ہے سائلین کی قلت ہے۔ اس دور میں عمل علم سے بہتر ہے اور عنقریب لوگوں پر ایک

زمانہ آئے گا جس میں فقہاء کی قلت ہوگی۔ خطیبوں کی کثرت ہوگی سخیوں کی قلت ہوگی اور سائلین کی

کثرت ہوگی اس وقت علم کی تلاش عمل سے بہتر ہوگی۔ (نزہۃ الناظرین ص ۴)

۴۹۔ اور فرماتے ہیں۔ ہر مسلمان پر علم دین کا حصول فرض ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۴)

۵۰۔ اور فرماتے ہیں۔ علم دین حاصل کرو اگرچہ چین میں ہو۔ (نزہۃ الناظرین ص ۴)

۵۱۔ اور آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا۔ البتہ اللہ تعالیٰ کا تیرے سبب سے ایک شخص کو

ہدایت دینا تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۳)

ارشادات بزرگان دین

علم دین اور علمائے دین کی فضیلت میں بزرگان دین کے بے شمار فرمودات موجود ہیں۔ ہم یہاں تہر کا چند

ارشادات پیش کرتے ہیں وہاں اللہ التوفیق۔

۱۔ امام فتح موصلی ارشاد فرماتے ہیں۔ کیا یہ بات نہیں کہ مریض کو جب کھانا پینا اور دوائی دارو سے روکا جائے

تو وہ مر جاتا ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں فرمایا یونہی جب دل کو تین دن تک علم و حکمت کی باتوں سے روکا جاتا

ہے۔ تو وہ مر جاتا ہے (مختصر احیاء)

۲۔ اور امام غزالی فتح موصلی کے اس ارشاد کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ بلاشبہ فتح موصلی نے حق بات کہی ہے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیونکہ قلب کی غذا علم و حکمت ہے اور اس کی زندگی کا انحصار ان دونوں کے ملنے پر ہے جس طرح جسم کی بقاء کا دار و مدار کھانے پینے پر ہوتا ہے۔ اور جو شخص بے علم ہو اس کا دل بیمار ہوتا ہے۔ اور اس کے دل کے لئے موت لازم ہے مگر اسے اپنی قلبی موت کا احساس دنیاوی مشاغل کی کثرت کی وجہ سے نہیں ہوتا۔ پھر جب موت اسے ان دنیاوی مشاغل سے نکال کر باہر لے جاتی ہے تو اسے سخت درد اور آخری درجہ کی حسرت ہوتی ہے۔ اور یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی مراد ہے کہ لوگ سوئے ہوئے ہیں پھر جب وہ مرتے ہیں تو جاگ اٹھتے ہیں۔ (مختصر احیاء)

۳۔ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جو شخص کوئی حدیث بیان کرے پھر اس حدیث پر عمل کیا جائے تو اس کے لئے اس کے عامل کے ثواب جتنا ثواب ہے۔ (مختصر احیاء)

۴۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ علم دین سیکھو کہ اللہ کی رضا مندی کے لئے علم دین سیکھنا نیکی ہے اور اسے طلب کرنا عبادت ہے۔ اور اس کا دور کرنا تسبیح پڑھنا ہے۔ اور اس میں گفتگو کرنا جہاد ہے۔ اور اس کی تعلیم دینا صدقہ ہے۔ اور اسے اہل پر خرچ کرنا کارِ ثواب ہے علم دین تنہائی میں دوست ہے۔ اور وہ خلوت میں ساتھی ہے۔ اور وہ خوش حالی میں راہنما ہے۔ اور دوستوں کے پاس وزیر ہے۔ اور ہم نشینوں کے پاس ہم نشین ہے اور وہ جنت کی روشنی ہے۔ اور اللہ علم دین کی برکت سے بعض خاندانوں کو اٹھاتا ہے تو انہیں نیک کاموں میں راہنما و راہبر بنا دیتا ہے سو ان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور ان کے کاموں کو گہری نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ان کی اداؤں کو اپنانے میں فرشتوں کو رغبت ہوتی ہے۔ اور وہ انہیں اپنے پروں سے دلا سہ دیتے ہیں اور ان کے لئے ہر تر و خشک شے مغفرت کی دعا مانگتی ہے۔ یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور سمندر کے جانور اور خشکی کے درندے اور چوپائے اور آسمان اور ان کے ستارے یہ سب چیزیں علمائے دین کے حق میں استغفار کرتی ہیں۔ کیونکہ علم دین اندھا پن میں دلوں کو زندہ کرتا ہے اور اندھیروں میں آنکھوں کا نور بنتا ہے اور کمزوری کے وقت بدن کی قوت ہوتا ہے اور علم دین کی وجہ سے بندہ نیکیوں کے مقامات اور بلند درجات تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ علم دین (کے کسی مسئلے پر) غور کرنا روزہ کے برابر ہے اور علم دین کا دور کرنا قیام کی طرح ہے۔ اور علم دین ہی کی وجہ سے اللہ کی اطاعت کی جاتی ہے اور اسی کی وجہ سے اسے پوجا جاتا ہے اور اسی کی وجہ سے اس کو ایک مانا جاتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے اس سے ڈرا جاتا ہے۔ اور اسی کی وجہ سے رشتہ دار یاں جوڑی جاتی ہیں اور علم دین پیشوا اور عمل اس کے تابع ہوتا

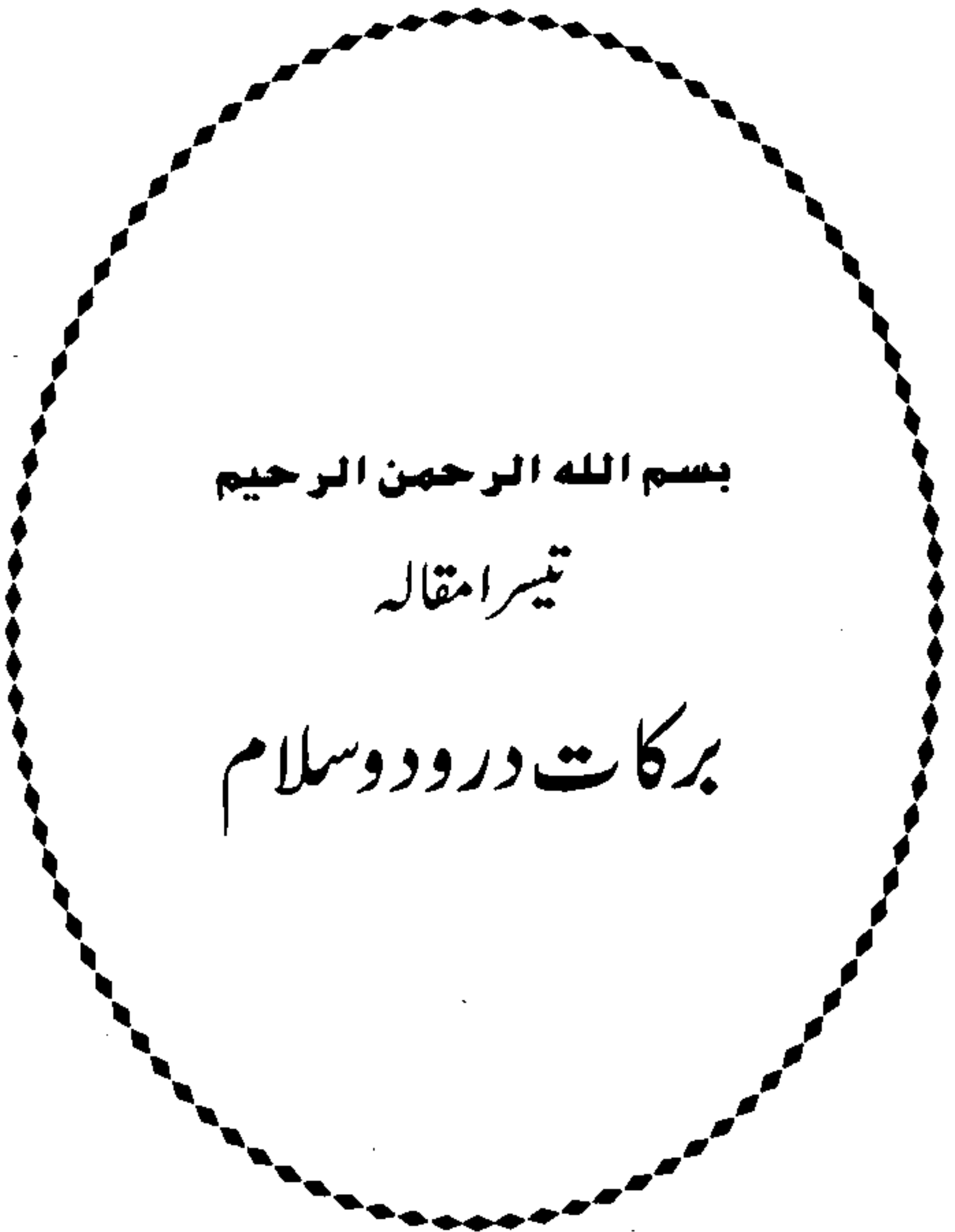
ہے۔ خوش نصیب لوگ ہی علم دین تک پہنچتے ہیں اور بے نصیب اس سے محروم کئے جاتے ہیں۔
(مختصر احیاء)

الغرض علم دین کی فضیلت میں آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور ارشادات بزرگان دین بکثرت موجود ہیں۔ ہر مسلمان کو ہر وقت علم دین حاصل کرنے کا بے پناہ ذوق و شوق ہونا چاہئے۔ علم دین جہاں سے بھی اور جس شخص سے بھی مل سکتا ہو وہاں سے اور اس شخص سے حاصل کرنے کی تڑپ ہونی چاہیے۔ علم دین کی تلاش کی اسی تڑپ نے صحابہ کرام کو قیامت تک آنے والی نسلوں کیلئے ہدایت کے ستارے بنا دیا۔ اور وہ دین کے روشن مینار قرار پائے۔ آج کے دور میں غیر دینی علوم کے حصول کی تو انتھک کوششیں کی جاتی ہیں مگر علوم دینیہ کے حصول کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی حالانکہ ہونا تو اس کے برعکس چاہیے تھا۔ چونکہ ہمارے معاشرہ کے اکثر افراد چند دینی طلباء پر علم دین کی تحصیل کو کافی سمجھتے ہیں اس لئے وہ خود علوم دین سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں یہ روش اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے منشاء کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت تبدیل فرمائے۔ ہماری حالت خود بخود تبدیل نہیں ہوگی۔ جب تک ہم خود اپنے مقدر کو بدلنے کے لئے جدوجہد نہیں کریں گے ہماری شومئی قسمت دور نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲ جمادی الاولیٰ ص ۱۴۰۸ ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعليهم و
على الهم واصحابهم اجمعين اما بعد في مختصر رساله درود و سلام کے برکات و فیوض میں لکھا گیا
ہے۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم بحرمة سيد الارار عليه التحية
والتسليم۔ آمین

آیت کریمہ

ان الله و ملائكتہ يصلون على النبی یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا
تسلیمًا۔ بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو۔ ان
پر درود اور خوب سلام بھیجو (پ ۲۲ رکوع ۴)

برکات درود و سلام

درود و سلام کے فیوضات و برکات متعدد احادیث مبارکہ میں بیان کیے گئے ہیں ہم یہاں چالیس احادیث
مبارکہ تبرکاً نقل کرتے ہیں وباللہ التوفیق

(۱) امام قاضی عیاض مالکی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من صلی علی صلاۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات فحط عنہ عشر
خطیئات و رفع له عشر درجات جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس بار درود بھیجتا
ہے اور اس کے دس گناہ مٹاتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ بھی آیا
ہے۔ وکتب له عشر حسنات اور اس کے لیے دس نیکیاں لکھتا ہے۔ (شفا شریف ص ۵۹ ج ۲) رواہ ابی نعیم
فی شعب الایمان۔ (نسیم الریاض و شرح الشفا للقاری ص ۲۸۸ ج ۳)

(۲) اور یہی بزرگ حضرت زید بن حباب رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو شخص اللہم صل علی محمد و آلہ المنزل المقرب
عندک یوم القیامۃ کہے اس کے لیے میری شفاعت لازم ہو جائے گی۔ (شفا شریف ص ۴۰ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۳) اور یہی بزرگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اولى الناس بى يوم القيامة اكثرهم على صلاة قيامت کے روز میرے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو دوسروں کی نسبت سے مجھ پر زیادہ درود بھیجنے والا ہے (شفا ص ۴۰ ج ۲) و هذا حدیث صحیح رواہ الترمذی وابن حبان کذا فی نسیم الریاض ص ۴۹۰ ج ۳

(۴) اور یہی بزرگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من صلی علی فی کتاب لم تنزل الملائكة تستغفر له ما بقى اسمی فی ذلک الکتاب۔ جو شخص مجھ پر لکھنے میں درود بھیجے تو جب تک اس کتاب میں میرا نام باقی رہے گا فرشتے اس کے گناہوں کی معافی مانگتے رہیں گے۔ (شفا شریف ص ۲۰ ج ۲)

قال الطبرانی فی الاوسط رواہ ابو الیشخ فی الثواب والمستغفری وقال العراقی فی تخریج احادیث الاحیاء رواہ بسند فیہ ضعف و مثله یعمل بہ فی فضائل الاعمال (نسیم الریاض ص ۴۹۰ ج ۳)

(۵) اور یہی بزرگ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ من صلی علی صلاة صلت علیہ الملائكة ما صلی علی لیقلل من ذلک عبد اولیکثر۔ جو شخص مجھ پر (کچھ وقت کے لیے) درود بھیجتا ہے تو فرشتے اس پر (اس وقت تک) درود بھیجتے رہتے ہیں سو بندہ چاہے اس میں کی کرے یا زیادتی کرے۔ (شفا شریف ص ۴۰ ج ۲) رواہ احمد وابن ماجہ والطبرانی فی الاوسط بسند حسن (شرح شفا للقاری ص ۴۹۱ ج ۳)

(۶) اور یہی بزرگ روایت نقل کرتے ہیں کی ایک رات ایک وعظ کے دوران حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ انی اکثر الصلوة علیک فکم جعل لک من صلاتی۔ میں آپ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوں تو میں اپنے وظائف کا کتنا حصہ آپ پر درود بھیجنے میں خرچ کیا کروں؟ فرمایا جتنا تو چاہے پھر عرض کیا چوتھائی حصہ فرمایا جتنا تو چاہے اور اگر تو زیادہ کرے تو بہتر ہے پھر عرض کیا تہائی حصہ فرمایا جتنا تو چاہے اور اگر تو زیادہ کرے تو بہتر ہے عرض کیا دو تہائی حصے فرمایا جتنا تو چاہے اور اگر زیادتی کرے تو بہتر ہے عرض کیا یا رسول اللہ فا جعل صلاتی کلھا لک یا رسول اللہ میں سارا وقت آپ پر درود بھیجنے ہی میں خرچ کروں گا۔ فرمایا۔ اذا تکفی و یغفر ذنبک۔ پھر تو

تیری کفایت کر دی جائے گی اور تیرے گناہ بخش دے جائیں گے۔ (شفا شریف ص ۲۰ ج ۲) رواہ الترمذی وحسنہ (نسیم الریاض وشرح شفا ص ۴۹۱ ج ۳)۔

(۷) اور یہی بزرگ حضرت امام محمد عبد اللہ بن وہب سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من سلم علی عشر افکانما اعتق رقبة جس شخص نے مجھ پر دس مرتبہ سلام بھیجا یعنی السلام علیک یا رسول اللہ دس مرتبہ کہا تو گویا اس نے ایک گروں آزاد کی۔

(شفا شریف ص ۴۰ ج ۲ نسیم الریاض ص ۴۹۳ ج ۳)

(۸) اور یہی بزرگ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیردن علی اقوام ما عرفهم الا بکثرة صلاتهم علی (قیامت کے دن) مجھ پر بعض لوگ پیش ہوں گے تو میں انہیں نہیں پہچانوں گا مگر اس وجہ سے کہ وہ مجھ پر بکثرت درود بھیجتے تھے (شفا شریف ص ۲۱ ج ۲) رواہ الاصبہانی فی ترغیبه عن انس (شرح شفا ص ۴۹۳ ج ۳)

(۹) اور یہی بزرگ فرماتے ہیں کہ بعض احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان انجا کم يوم القيامة من اهلها وموطنها اکثر کم علی صلاة۔ بلاشبہ قیامت کے روز اس کی سختیوں اور شدتوں سے زیادہ نجات پانے والے تم میں وہ ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتے ہیں۔

(شفا شریف ص ۲۱ ج ۲) (بدور السافرة ص ۲۰) (نسیم الریاض ص ۴۹۳ ج ۳)

(۱۰) اور یہی بزرگ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں۔ الصلاة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم املح للذنوب من الماء البارد للنار والسلام علیہ افضل من عتق الرقاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود بھیجنا گناہوں کو زیادہ مٹانے والا ہے۔ بہ نسبت ٹھنڈے پانی کے آگ کے لیے اور آپ پر سلام بھیجنا گروں کو آزاد کرنے سے بہتر ہے۔ رواہ الاصبہانی فی ترغیبه۔ (نسیم الریاض ص ۴۹۳ ج ۳)

(۱۱) اور امام اصبہانی اپنی کتاب الترغیب میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد بھی روایت کرتے ہیں۔ الصلاة علیہ افضل من عتق الرقاب وحبہ علیہ الصلاة والسلام افضل من مہج النفس او من ضرب السیف فی سبیل اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گروں کو آزاد کرنے سے افضل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اللہ کی راہ میں جان قربان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرنے یا تلوار چلانے سے افضل ہے۔

(۱۲) اور امام جلال الدین سیوطی جامع صغیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: الصلاة على نور على الصراط فمن صلى على يوم الجمعة ثمانين مرة غفرت له ذنوب ثمانين عاما۔ مجھ پر درود بھیجنا پل صراط پر روشنی ہوگا۔ اور جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن اسی مرتبہ درود بھیجے اس کے اسی سال کے گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں (جامع صغیر ص ۵۱ ج ۲) (شرح شفا للقاری ص ۴۹۳ ج ۳)

(۱۳) اور امام ابن شہاب زہری فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن میں مجھ پر کثرت سے درود بھیجو کیونکہ تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ اور بلاشبہ زمین انبیاء کے جسموں کو نہیں کھاتی۔ وما من مسلم يصلي على الا حملها ملك ينوديها الى و بسميه حتى انه ليقول ان فلاناً يقول كذا وكذا۔ اور کوئی مسلمان نہیں جو مجھ پر درود بھیجتا ہے مگر فرشتہ اس کو اٹھا لیتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اسے مجھ تک پہنچاتا ہے اور اس کا نام لیتا ہے حتیٰ کہ وہ کہتا ہے کہ فلاں شخص یہ کہتا ہے۔

(شفا شریف ص ۶۴ ج ۳) رواہ عنہ النعمیری (نسیم الریاض ص ۵۰۴ ج ۳)

(۱۴) اور محدثین کی ایک جماعت نے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان لله ملكا اعطاه اسماع الخلائق فهو قائم على قبري اذ امت فليس احد يصلي على صلاة الا قال يا محمد صلى عليك فلان فيصلی الرب تعالیٰ علی ذلک الرجل بكل واحدة عشرأ۔ بلاشبہ اللہ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس نے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت دی ہے سو جب میں فوت ہو جاؤں گا تو وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہوگا پھر کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر درود بھیجے گا مگر وہ فرشتہ عرض کرے گا یا رسول اللہ فلاں شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔ پھر رب تعالیٰ اس شخص پر دس مرتبہ درود بھیجے گا (نسیم الریاض ص ۵۰۴ ج ۳) (جامع صغیر ص ۹۴ ج ۱)

(۱۵) اور حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا جلست فی صلاتک فلا تترکن الصلوة علی فانها زكاة الصلوة۔ جب تو نماز میں بیٹھے تو مجھ پر درود بھیجنا نہ چھوڑ کیونکہ وہ نماز کی زکوٰۃ ہے (جامع صغیر ص ۲۴ ج ۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۶) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اکثر والصلوة علی فی يوم الجمعة و ليلة الجمعة فمن فعل ذلك كنت له شهيدا و شافعا يوم القيامة۔ مجھ پر جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات میں کثرت سے درود بھیجو کیونکہ جو شخص یہ کرتا ہے میں قیامت کے دن اس کا گواہ یا سفارشی ہوں گا۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان (جامع صغیر ص ۵۴ ج ۱)

(۱۷) اور امام ابن عساکر حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اکثر والصلوة علی فان صلاتکم علی مغفرة لذنوبکم۔ مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود پڑھنا تمہارے گناہوں کی بخشش ہے۔

(جامع صغیر ص ۵۴ ج ۱)

(۱۸) اور امام طبرانی نے حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ و رأیت رجلا من امتی یزحف علی الصراط مرة و یحبو مرة فجاءته صلاته علی فاحذت بیده فقامته علی الصراط حتی جاز۔ میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا کہ وہ پل صراط پر کبھی ڈگمگاتا ہے اور کبھی لڑکھڑاتا ہے پھر اچانک اس کے پاس اس کا مجھ پر بھیجا ہوا درود آتا ہے اور اسے پل پر کھڑا کرتا ہے تو وہ اسے عبور کر جاتا ہے۔

(جامع صغیر ص ۱۰۵ ج ۱)

(۱۹) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ زینوا مجا لسکم بالصلاة علی فان صلاتکم علی نور لکم يوم القيامة۔ اپنی مجلسوں کو میرے درود سے آراستہ کیا کرو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا قیامت کے دن تمہارے لیے روشنی ہوگا۔

(جامع صغیر ص ۲۸ ج ۲)

(۲۰) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ صلوا علی فان صلاتکم علی ذکوة لکم۔ مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لیے ستھرائی ہے۔

(جامع صغیر ص ۴۵ ج ۲)

(۲۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ثلاثة تحت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عرش اللہ یوم لا ظل الا ظله من فرج عن مکر و بامتی و من احیی سنتی و من
اکثر الصلوة علی۔ تین اشخاص عرش الہی کے سایہ میں ہوں گا جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ
نہ ہوگا۔ جو شخص میری امت کی سختی دور کرے اور جو شخص میری سنت کو زندہ کرے اور جو شخص مجھ پر کثرت سے
درود بھیجے۔ (بدور السافرة ص ۵۵)

(۲۲) اور محدث ابن ابی الدنیا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طویل حدیث روایت کرتے ہیں جس
کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فاقول اننا نیک محمد و ہذہ
صلاحتک الی کنت تصلیہا علی و ایتک احو ج ما تکنون الیہا۔ (آپ دوزخ سے
چھڑا کر بخشے جانے والے امتی سے فرمائیں گے) میں تیرا نبی محمد ہوں اور یہ تیرا وہ درود ہے جو تو مجھ پر پڑھا
کرتا تھا میں نے اب تجھے یہ ادا کیا ہے جب کہ تجھے اس کی سخت ضرورت ہے (بدور السافرة ص ۱۳۹)

(۲۳) اور امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت ابن امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اکثر و امن الصلاۃ علی فی کل یوم جمعة فمن کان
اکثرہم علی صلاۃ کان اقربہم منی منزلة۔ ہر جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو
کیونکہ جو شخص مجھ پر بکثرت درود بھیجے گا وہ رتبہ کے لحاظ سے دوسروں کی نسبت سے میرے زیادہ قریب ہو
گا۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۲۳)

(۲۴) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں۔ کل دعاء محجوب حتی یصلی
علی محمد۔ ہر دعا پردہ میں ہوتی ہے یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔ اخر جہ
الد یلمی فی مسند الفردوس عن انس و الطبرانی فی الاوسط و ابوالشیخ فی
الثواب و البیہقی فی الشعب عن علی رضی اللہ عنہ موقوفاً و رافعة بعضهم۔

(مطالع المسرات ص ۴۰)

(۲۵) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
للمصلی علی نور و من کان علی الصراط من اهل النور لم یکن من اهل النار۔
مجھ پر درود بھیجنے والے کے لیے پل صراط پر روشنی ہے اور جو شخص پل صراط پر روشنی والا ہے وہ دوزخی نہیں۔
(دلائل الخیرات)

(۲۶) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من صلی علی عشاء صلی اللہ علیہ مائة ومن صلی علی مائة صلی علیہ الفاً ومن زاد صباۃ و شوقاً كنت له شفیعاً و شهیداً یوم القیامة۔ جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو سو مرتبہ درود بھیجے اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو میرے عشق کی وجہ سے اس پر زیادتی کرے میں قیامت کے روز اس کا سفارشی اور گواہ ہوں گا۔ آخر جہ ابو موسیٰ الحمدینی وقال الحافظ مخلطای لا بأس به۔ (مطالع المسرات ص ۵۰)

(۲۸) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اکابر صحابہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر دس مرتبہ درود شریف بھیجے اللہ اس پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے اور جو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجے اللہ اس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتا ہے۔ و من صلی علی الفاً زاحمت کتفه کتفی علی سباب الجنة۔ اور جو ہزار مرتبہ مجھ پر درود بھیجے وہ اس حال میں جنت میں داخل ہوگا کہ اس کا کندھا میرے کندھے سے لگا ہوا ہوگا رواہ ابوالریج ابن سبع فی شفاء الصدور (مطالع المسرات ص ۱۵)

(۲۹) اور محدث ابن بشکوال حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر دس مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور جو مجھ پر دس مرتبہ درود بھیجے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر سو مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ و من صلی علی مائة صلی اللہ و ملائکته علیہ الف صلاة و لم تمس جسده النار۔ اور جو شخص مجھ پر ایک سو مرتبہ درود بھیجے اللہ اور اس کے فرشتے اس پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں اور دوزخ کی آگ اس کے جسم کو نہیں چھوھے گی۔ (مطالع المسرات ص ۵۰)

(۳۰) اور شاذلی صاحب دلائل الخیرات روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ و من صلی علی الف مرة حرم اللہ جسده علی النار۔ جو شخص مجھ پر ایک ہزار مرتبہ درود بھیجے اللہ اس کے جسم کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ (دلائل الخیرات شریف ص ۴۷)

(۳۱) اور امام ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ من صلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة مائة مرة جاء یوم القیامة و علی و جہہ نور۔ جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن سو مرتبہ درود بھیجے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہ اس کے چہرے پر نور ہوگا۔ (مطالع المسرات ص ۵۸)

(۳۲) اور امام ابن سبع روایت بیان کرتے ہیں کہ عرش عظیم کے پایہ میں لکھا ہے کہ جو شخص میرا قرب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے ذریعہ سے چاہے گا میں اس کے گناہ بخش دوں گا اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے مثل ہوں۔ (مطالع المسرات ص ۶۰)

(۳۳) اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
من صلی علی فی کل یوم مائة مرة قضیت له مائة حاجة منها ثلاثون للدنیا و
ماترھا للاثرة۔ جو شخص مجھ پر ہر روز ایک سو مرتبہ درود شریف بھیجے اس کی سو حاجات پوری کی جاتی ہیں
تیس دنیا کی اور باقی آخرت کی۔ (مطالع المسرات ص ۶۵)

(۳۴) اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
البخیل من ذکر عندہ فلم یصل علی۔ بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر ہوا ہو اور وہ مجھ پر
درود نہ بھیجے۔ رواہ الترمذی و احمد (الخصائص الکبریٰ ص ۳۵۹)

(۳۵) اور امام ابن ماجہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من نسی الصلوة علی خطئی طریق الجنة۔ جو شخص مجھ پر درود بھیجنا بھول
جائے۔ وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا (الخصائص الکبریٰ ص ۲۵۹ ج ۲)

(۳۶) اور امام اصہبانی حضرت انس سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
صلوا علی فان صلاحکم علی کفارة لکم۔ مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے
گناہوں کا کفارہ ہے۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۲۶۰ ج ۲)

(۳۷) اور یہی امام حضرت خالد بن طہمان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ من صلی علی صلوة واحدة قضیت له مائة حاجة۔ جو شخص مجھ
پر ایک بار درود بھیجے تو اس کی ایک سو حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔ (الخصائص ص ۲۶۰ ج ۲)

(۳۸) اور امام طبرانی عمدہ سند سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من صلی علی حین یصبح عشرا و حین یمسی عشرا ادرکتہ
شفاعتی یوم القیامة۔ جو شخص مجھ پر صبح کے وقت دس بار اور شام کے وقت دس بار درود بھیجے اسے

قیامت کے دن میری شفاعت ملے گی۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۲۶۰ ج ۲)

(۳۹) اور امام دیلمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من اکثر الصلوة علی کان فی ظل العرش۔ جو مجھ پر بکثرت درود بھیجے وہ عرش الہی کے سایہ میں ہوگا۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۲۶۱ ج ۲)

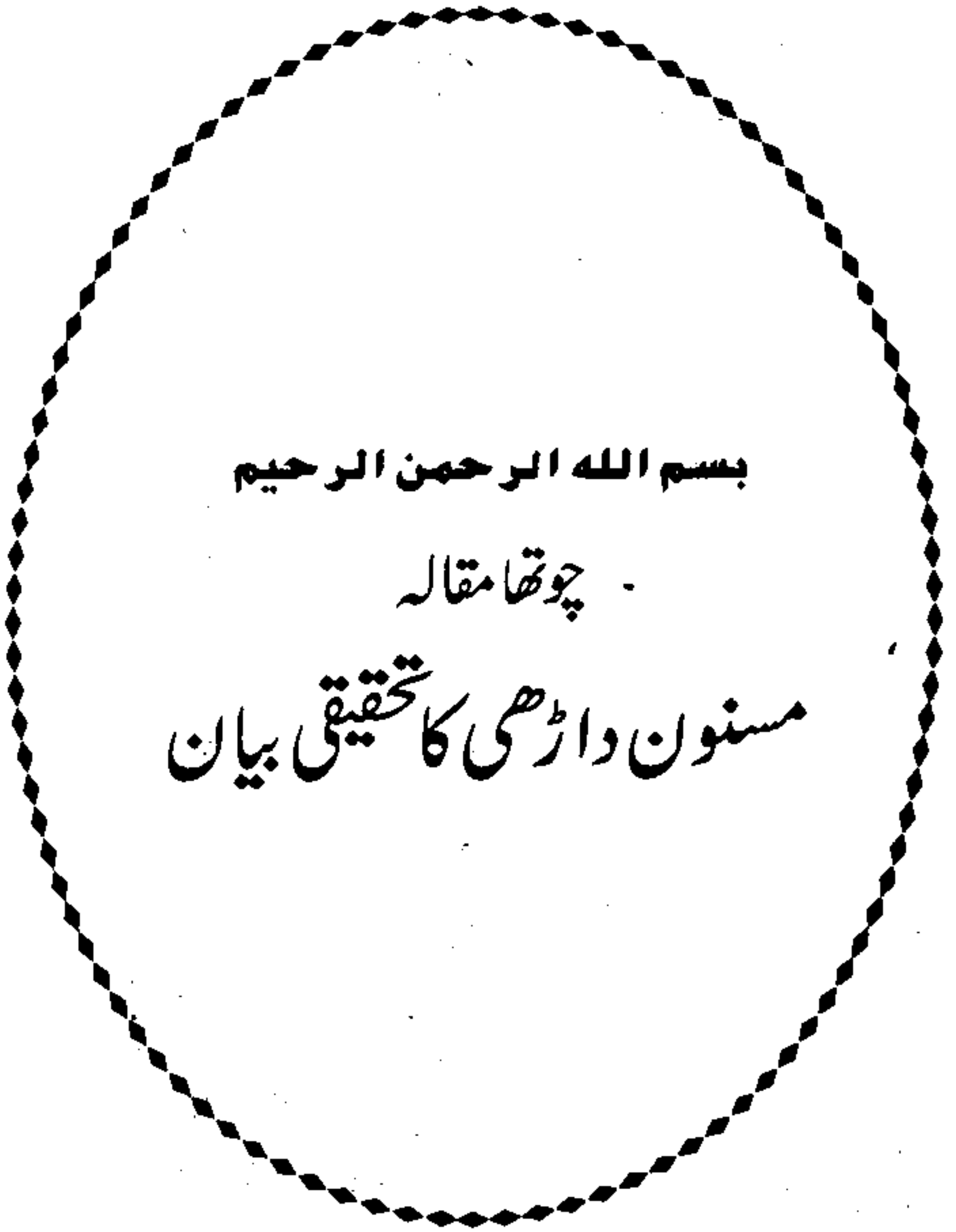
(۴۰) اور امام اصبہانی نے حضرت کعب الاحبار سے روایت بیان کی ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی۔ یموسیٰ ان تحب ان لا ینالک من عطش یوم القیامة۔ موسیٰ: کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کو قیامت کی پیاس نہ لگے عرض کیا ہاں فرمایا۔ فاکثر الصلوة علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پھر تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں کثرت کر۔ (الخصائص الکبریٰ ص ۲۶۱ ج ۲)

الحمد للہ درود سلام کے برکات و ضیوضات کے بارہ میں یہ چالیس حدیثیں جمع کرنے کی فضیلت حاصل کرنے کی سعادت ہم نے حاصل کی ہے مسلمان ان کو بغور پڑھیں اور سوچیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے لکھنے کا کتنا عظیم اجر و ثواب ہے۔ اور جو لوگ آذان سے پہلے یا بعد درود شریف پڑھنے سے روکتے ہیں جمعہ کی نماز کے بعد درود شریف پڑھنے کی مخالفت کرتے ہیں یا کسی بھی موقع پر پڑھے جانے والے درود و سلام سے منع کرتے ہیں وہ کتنے بڑے فائدہ بخش کام سے مسلمانوں کو روکتے ہیں اور خود بھی محروم رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم اہل سنت کو کثرت سے درود و سلام پڑھنے کی توفیق بخشے کہ اس کی کثرت ہی اہل سنت کا شعار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۱ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نظم

خدا کی خاص رحمت مومنو مسنون داڑھی ہے سراپا خیر و برکت مومنو مسنون داڑھی ہے
شعارِ اہل سنت مومنو مسنون داڑھی ہے دلیل نیک خصلت مومنو مسنون داڑھی ہے
سنجھالو اس بڑی پاکیزہ دولت کو محبت سے بڑی پاکیزہ دولت مومنو مسنون داڑھی ہے
ثوابِ صد شہیداں ہے اجر مسنون داڑھی کا بہت اچھی عبادت مومنو مسنون داڑھی ہے
نہ منڈاؤ، نہ کتراؤ نصاریٰ کی طرح داڑھی رسول اللہ کی سنت مومنو مسنون داڑھی ہے
کرد حاصل و جاہت کو، کرامت کو، شرافت کو سراپا شرف و عزت مومنو مسنون داڑھی ہے
رکھو داڑھی نہ بدلو اپنی شکلیں داڑھی منڈوا کر حقیقی زیب و زینت مومنو مسنون داڑھی ہے
ڈھالو اپنی شکلیں مصطفیٰ کی شکل و صورت میں سعادت کی علامت مومنو مسنون داڑھی ہے
بچاتی ہے گناہوں سے، چھڑاتی ہے بلاؤں سے دلاتی عز و عظمت مومنو مسنون داڑھی ہے
عورت کی ہے چوٹی جس طرح زینت اسی صورت ہماری زیب و زینت مومنو مسنون داڑھی ہے

یہ قاسم کا عقیدہ ہے خدا کی مہربانی سے

چہ کہ سامانِ قیامت مومنو مسنون داڑھی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى
الهم واصحابهم اجمعين اما بعد : اس مختصر رسالہ میں مسنون داڑھی کا تحقیقی بیان لکھا گیا ہے۔ اللہ
تعالیٰ اسے ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بڑی داڑھی امورِ فطرت سے ہے

وہ احکام جن پر تمام شریعتوں کا اتفاق ہو امورِ فطرت کہلاتے ہیں۔ انہی امور میں مسنون داڑھی
بھی داخل ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا۔ "دس باتیں فطرت سے ہیں" مونچھیں کاٹنا، داڑھی بڑھانا، مسواک کرنا، ناک میں پانی
چڑھانا، ناخن تراشنا، پورے دھونا، بغل کے بال نوچنا، زیر ناف بال مونڈنا اور استنجائ کرنا۔
(رواہ الجلال السیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۶۰ ج ۲)۔

داڑھی بڑھانے کا تاکید حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعۃ الاحادیث مبارکہ میں داڑھی بڑھانے کا تاکید حکم ارشاد
فرمایا ہے چنانچہ:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **قُصُوا
الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ**۔ مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ (جامع صغیر ص ۱۳ ج ۱)۔

(۲) امام طحاوی کی روایت میں اس پر یہ زیادتی موجود ہے۔ **وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ**۔ اور یہود کے ساتھ
مشابہت نہ کرو۔ (جامع صغیر ص ۱۲ ج ۱)

(۳) عمرو بن شعیب اپنی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
احْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ وَانْتَفُوا الشَّعْرَ الَّذِي فِي الْأَنَافِ۔ مونچھیں نہایت پست کرو
اور داڑھیاں بڑھاؤ اور ناک کے بال دور کرو۔

(رواہ ابن عدی فی الکامل والبیہقی فی شعب الایمان والسیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۱۳ ج ۱ و اطلقہ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَقَرُوا اللَّحْيَ وَخُذُوا مِنَ الشُّوَارِبِ۔ داڑھیوں کو بڑا کرو اور مونچھوں سے بال لو۔ (جامع صغیر ص ۱۹۶ ج ۲)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنی امت کو داڑھی بڑھانے کا حکم ارشاد فرمایا وہاں آپ نے خود بھی اس حکم پر عمل فرما کر نمونہ قائم فرمایا۔ آپ کی داڑھی شریف کی کیفیت کے بارہ میں یہاں چند شےیں تبہ کا لکھی جاتی ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ شریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ عظیم اللحیۃ: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑی داڑھی والی شخصیت تھے (جامع صغیر ص ۹۹ ج ۲)۔
(۲) اور امام طبرانی کی روایت میں ہے کف اللحیۃ: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم گھنی داڑھی والی شخصیت تھے (جامع صغیر ص ۹۹ ج ۲)۔

(۳) اور تیسری روایت میں ہے کان کثیر شعر اللحیۃ: سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کے بال کثرت میں تھے (مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۰ ج ۲)۔

(۴) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب آپ کو کوئی غم لاحق ہوتا تو آپ اپنی داڑھی اپنے ہاتھ سے پکڑتے اور اس میں دیکھتے تھے (جامع صغیر ص ۱۰۰ ج ۲)۔

(۵) اور امام ابن ماجہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو پانی کے ساتھ اپنی داڑھی کا خلال بھی کیا کرتے تھے (جامع صغیر ص ۱۰۴ ج ۲)۔

(۶) اور انہی کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تو اپنے رخساروں کو قدرے ملتے پھراپنی انگلیاں اپنی داڑھی کے نیچے سے ڈال کر خلال کرتے تھے (جامع صغیر ص ۱۰۴ ج ۲)۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک بڑی گھنی اور کثیر ہالوں والی تھی۔ وضو کے وقت آپ اس میں خلال کرتے تھے۔ تیل لگا کر کٹکھی کیا کرتے تھے اور غم لاحق ہونے کے وقت اسے اپنے دست مبارک سے پکڑ کر دیکھا کرتے تھے۔ ولہذا مسنون داڑھی وہی ہوگی جس میں یہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

باتیں ممکن ہوں گی۔ پر ظاہر ہے کہ خشکی داڑھی کو پکڑ کر اُس میں دیکھنا ناممکن ہے۔ اُس میں خلال کرنا بھی ناممکن ہے اور اُس کے بال بکھرتے ہی نہیں کہ اُن میں کنگھی کی حاجت ہو۔ لہذا خشکی داڑھی خلاف سنت ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

قبضہ مسنون داڑھی کی حد ہے

جب داڑھی بڑھ جائے تو اُسے طول و عرض سے کاٹ کر قبضہ کی مقدار کرنا سنت نبوی ہے۔ سنن الترمذی میں حضرت عمرو بن شعیب کی سند سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کے طول و عرض سے کاٹ لیا کرتے تھے (مشکوٰۃ ص ۱۰۱ ج ۲)۔

اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں "امام طہی نے کہا ہے کہ یہ حدیث اُس حدیث کے منافی نہیں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ داڑھیاں بڑھاؤ۔ کیونکہ داڑھی کا کاٹنا اُس وقت ممنوع ہے جب وہ عجیوں کی طرز پر کاٹی جائے یا اُسے کاٹ کر بوتر کے دم کی طرح بنایا جائے اور داڑھی بڑھانے سے مراد داڑھی بڑی کرنا ہے۔ جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے۔ اور داڑھی کے کناروں سے تھوڑے تھوڑے بال لینے میں ممنوع کاٹنا پایا نہیں جاتا اور اسی قول پر کتاب المصانح کے دوسرے شارحین زین العرب وغیرہ ہیں۔ و قید الحدیث فی شرح الشرعة بقوله اذا زاد علی قدر القبضة و جعله فی التزوير من نفس الحدیث و زاد فی الشرعة و کان یفعل ذلک فی الخمیس او الجمعة ولا یترکھا مذة طویلة۔ اور کتاب شرح الشرعہ میں یہ قید مذکور ہے کہ قبضہ سے زائد مقدار کے بال کاٹتے تھے اور کتاب التزویر میں اس زیادتی کو نفس حدیث سے مانا ہے اور کتاب الشرعہ میں یہ قید بھی مذکور ہے کہ آپ داڑھی کاٹنے کا یہ عمل جمعرات یا جمعہ کے دن کیا کرتے تھے اور اُسے لمبی مدت تک بڑھنے نہ دیتے تھے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۲۹۸ ج ۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سنت نبوی کے سخت پابند تھے۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ حج و عمرہ کے موقع پر اپنی داڑھی کی قبضہ سے بڑھنے والی مقدار کو کاٹا کرتے تھے۔ چنانچہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں ہے۔ وکان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو پکڑتے اور قبضہ کی مقدار سے زائد بالوں کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

ایک حدیث کی تشریح

امام طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من سعادة المرء خفة لحیتہ۔ مرد کی سعادت مندی سے اُس کی داڑھی کا ہلکا ہونا ہے۔ (ضعفہ السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۱۵۸ ج ۲) امام خفاجی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں "اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول جو مشہور ہو چکا ہے کہ مرد کی سعادت مندی سے اُس کی داڑھی کا ہلکا ہونا ہے اس قول کا بطور حدیث ثبوت موجود نہیں ہے۔ اور اگر اس کا حدیث ہونا ثابت ہو جائے تو اس سے مراد داڑھی کا (حد شرع سے) لمبا ہونا ہے۔ (نسیم الریاض ص ۷۰ ج ۲)۔

اور ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ پھر یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی گھنی تھی۔ اُن روایات کے منافی نہیں ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ مرد کی سعادت مندی سے اُس کی داڑھی کا ہلکا ہونا ہے جیسا کہ اس روایت کو چار ائمہ محدثین نے روایت کیا ہے کیونکہ گھٹنا اور ہلکا ہونا اضافی امور سے ہے۔ سوسب احوال میں پورے اعتدال کو پسند کیا جاتا ہے اور یہ بھی بعید نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی اصل پیدائش میں گھنی ہو۔ اور زیادہ لمبی چوڑی نہ ہونے کی وجہ سے ہلکی ہو" (شرح شفاء قاضی عیاض ص ۷۰ ج ۱) اور یہی امام مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں "اور ہمارے نزدیک داڑھی ایک قبضہ کی مقدار لمبی ہونی چاہیے اور اس سے زائد مقدار کا کاٹنا واجب ہے کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داڑھی کے طول و عرض سے لیا کرتے تھے اس حدیث کو محدث ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں روایت کیا اور فرمایا مرد کی سعادت مندی سے اُس کی داڑھی کا ہلکا ہونا ہے اور ابن ملک نے کہا ہے کہ داڑھی کا برابر کرنا سفت ہے اور یہ اس طرح سے کہ ہر وہ ہال جو زیادہ لمبا ہو جائے اُسے کاٹ کر دوسرے ہالوں کے برابر کر دیا جائے۔ اور امام غزالی نے کتاب احیاء العلوم میں فرمایا ہے کہ بہت لمبی داڑھی میں علماء کا اختلاف ہے سو اگر کوئی شخص اپنی داڑھی مٹھی میں پکڑے اور زائد ہال کاٹ دے تو اس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں کوئی حرج نہیں۔ یہ کام حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور تابعین کی ایک جماعت نے کیا ہے اور اس کو امام شعی اور ابن سیرین نے اچھا قرار دیا ہے۔ لیکن حسن بصری اور قتادہ اور ان کے پیروکاروں نے اسے ناپسند کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ عاقبت اسی میں ہے کہ داڑھی کو چھوڑ دیا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا داڑھیاں بڑی کرو اور پہلا قول ہی ظاہر مذہب ہے کیونکہ بے پناہ لمبی داڑھی حلیہ بگاڑ دیتی ہے۔ اور فیبت کرنے والوں کی زبانیں کھول دیتی ہے۔ فلا باس للاحتراز عنہ علیٰ ہذہ النیۃ۔ سو اس نیت سے اس سے بچنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور امام نخعی نے فرمایا مجھے لمبی داڑھی والے عقلمند پر حیرانی ہے کہ وہ کیوں نہیں اپنی داڑھی سے کچھ بال لیتا اور اسے دو داڑھیوں کے درمیان کر دیتا۔ یعنی لمبی داڑھی اور چھوٹی داڑھی کے درمیان۔ کیونکہ ہر شے میں میانہ روی اچھی ہوتی ہے۔ و من ثم قبل کلاما طالت اللحیۃ نقص العقل۔ اور اسی جگہ کہا گیا ہے کہ جب داڑھی بے حد لمبی ہو جاتی ہے تو عقل گھٹ جاتی ہے۔ (مرقاۃ ص ۲۹۷ ج ۸)۔

مقدارِ لحیہ میں ابوالاعلیٰ مودودی کا موقف اور اس کی تردید

مودودی فرقہ کے پیشوا اور جماعت اسلامی کے بانی مبانی ابوالاعلیٰ مودودی نے روایت من سن سعاده المرء خفة لحینہ کو تو دیکھا مگر حدیث واعفوا اللحی کو پس پشت ڈال دیا۔ اس وجہ سے وہ شخصی داڑھی کو مسنون داڑھی کا درجہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ " داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد مقرر نہیں کی ہے صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ آپ اگر داڑھی رکھنے میں فاسقوں کی وضعوں سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے (جسے دیکھ کر کوئی شخص اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ شاید چند روز سے آپ نے داڑھی نہیں مونڈی ہے) تو شارع کا منشاء راہو جاتا ہے۔ خواہ اہل فقہ کی استنباطی شرائط پر پوری اترے یا نہ اترے " اہ بلفظہ

(رسائل و مسائل جلد اول ص ۱۴۷)۔

مودودی صاحب نے اس عبارت میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (داڑھی کی) کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ "ان کا یہ دعویٰ ان کی اپنی مندرجہ ذیل عبارت سے باطل ثابت ہوتا ہے۔

"اس معاملہ میں جس روح اخلاق و فطرت کو اللہ تعالیٰ ہماری عملی زندگی میں نمایاں دیکھنا چاہتا ہے وہ صرف یہ ہے کہ مونچھیں کم کی جائیں اور داڑھی بڑھائی جائے۔ اسی کی ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دی ہے اور یہی سنت ہے (رسائل و مسائل ص ۲۵۲ ج اول) یعنی اس عبارت میں مودودی صاحب نے خود اعتراف کیا ہے کہ سنت داڑھی رکھنا نہیں بلکہ داڑھی بڑھانا ہے اور اسی کی ہدایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دی ہے۔ لہذا اُن کا یہ دعویٰ کہ داڑھی رکھ لینے سے شارع کا منشاء پورا ہو جاتا ہے ان کا غلط دعویٰ ہے۔

اور مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ "آپ داڑھی رکھنے میں فاسقوں کی وضعوں سے پرہیز کریں اور اتنی داڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں داڑھی رکھنے کا اطلاق ہوتا ہے تو شارع کا منشاء پورا ہو جاتا ہے اُن کی نری ضلالت ہے کیونکہ آدمی جب تک قبضہ کی مقدار داڑھی بڑھانہ لے گا وہ فاسقوں کی وضع سے پرہیز کرنے والا قرار نہیں دیا جائے گا۔ ولہذا شخصی داڑھی سے شارع کے منشاء کے پورا ہونے کا دعویٰ سراسر باطل ہے۔ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین مقام غور ہے کہ اگر شخصی داڑھی مسنون داڑھی ہوتی اور اس سے شارع کا منشاء پورا ہو جانا ممکن ہوتا تو خود شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام حد شرع سے کم داڑھی رکھنے کو ہلاکت خیز باتوں میں شمار نہ فرماتے حالانکہ آپ نے داڑھی کترانے کو ان میں شمار فرمایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ عشر خصال عملہا قوم لوط بہا اہلکوا و تزیدھا امتی بخلة التیان النساء بعضهم بعضاً الى ان قال و شرب الذمور و قص اللحية و طول الشارب۔ یعنی دس باتیں ہیں جن کی وجہ سے لوط علیہ السلام کی قوم ہلاک کی گئی۔ اور میری امت اُن باتوں پر ایک اور بات کا اضافہ کرے گی اور وہ عورتوں کا ایک دوسرے سے شہوت رانی کرنا ہے۔ پھر یہاں تک فرمایا اور شرابوں کا پینا اور داڑھی کا کاٹنا اور مونچھیں بڑھانا۔ رواہ ابن عساکر عن الحسن مرسل (جامع صغیر ص ۶۰ ج ۱)۔

ملا علی قاری قعن اللحية کی شرح میں لکھتے ہیں۔ و قص اللحية من صنع الاعاجم و هو اليوم شعار کثیر من المشرکین کالافرنج والہنود و من لا اخلاق له فی الدین من الطالفة القلندریة۔ یعنی داڑھی کاٹنا عجیبوں کے طریقہ سے ہے اور آج کل یہ مشرکین کا شعار ہے مثلاً انگریز، ہندو اور وہ قلندری ٹولہ جس کا دین میں کوئی حصہ نہیں (مرقاۃ ص ۴ ج ۲)۔ اور امام نووی اس کے ماتحت لکھتے ہیں۔ دکان من عادة الفرس قعن اللحية لنعی الشرع عن ذلک۔ یعنی داڑھی کاٹنا پارسی لوگوں کا طریقہ تھا اس وجہ سے شرع نے اس سے منع کیا اور یہی امام دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ ولقد ذکر العلماء فی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللحية اثني عشرة خصلة مكروهة بعضها أشد قبحاً من بعض - اور علمائے امت نے داڑھی میں بارہ مکروہ باتیں ذکر کی ہیں ان میں سے بعض بعض کی نسبت سے زیادہ بری ہیں۔ پھر یہاں تک لکھا کہ السابعة الزيادة فيها و النقص منها اور ساتویں بڑی بات داڑھی کا بہت زیادہ لمبا کرنا اور اسے حد شرع سے کم کرنا ہے۔ (شرح مسلم شریف)۔

الحمد للہ علماء کرام کی ان عبارات سے روزِ روشن کی طرح روشن ہو گیا کہ قبضہ کی مقدار سے داڑھی کم کرنا شرعاً ناجائز اور طریقہ مشرکین ہے ولہذا شخصی داڑھی سے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منشاء ہرگز پورا نہیں ہوتا۔ مودودی صاحب نے دائیں بائیں دیکھے بغیر جو کچھ ذہن میں آیا لکھ دیا۔ اس لیے ان کے لکھے پرستی مسلمان ہرگز ہرگز کان نہ رکھیں ورنہ گمراہی میں مبتلا ہوں گے۔ وکار ما نصحت بود کر دیم۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

اور مودودی صاحب کا یہ کہنا کہ "خواہ اہل فقہ کی استنباطی شرائط پر پوری اترے یا نہ اترے" بھی سراسر گمراہی ہے۔ کیونکہ قبضہ بھر داڑھی کا ثبوت قرآن و سنت اور ائمہ کرام کے اجماع سے ہے نہ کہ فقہاء کرام کے استنباط و استدلال سے اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

مودودی صاحب کی ایک اور عبارت

مودودی صاحب دوسرے مقام پر داڑھی کی مقدار کے بارہ میں لکھتے ہیں "پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارہ میں کوئی حد مقرر نہیں کی اور صرف عام ہدایات دے کر ہم کو چھوڑ دیا تو اس سے یہ بات خود بخود ظاہر ہوتی ہے کہ جو روح اخلاق و فطرت اس معاملہ میں مطلوب ہے اس کا منشاء پورا کرنے کے لیے صرف اتنی بات کافی اور ضروری ہے کہ آدمی داڑھی رکھے اور مونچھ کم کرے۔ اگر کوئی مقدار بھی اس کے ساتھ ضروری ہوتی اور اس مقدار کا قائم کرنا بھی حضور کے مشن کا کوئی جزو ہوتا تو آپ ہرگز اس کے تعین میں کوئی کوتاہی نہ کرتے۔ مجمل حکم دینے پر اکتفاء کرنا اور تعین سے اجتناب کرنا خود اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت اس معاملہ میں لوگوں کو آزادی دینا چاہتی ہے کہ وہ اعفاء لمحیہ (داڑھی بڑھانے) اور قص شارب (مونچھیں کاٹنے) کی جو صورت اپنے مذاق اور صورتوں کے تناسب کے لحاظ سے مناسب سمجھیں اختیار کریں" (رسائل و مسائل ص ۲۵۲ جلد اول)

مودودی صاحب کی اس عبارت کا سیدھا سادہ جواب یہی ہے کہ بالفرض اگر اعفاء لحدیۃ کا حکم مجمل مانا جائے تو اس مجمل حکم کی تفصیل نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل شریف سے فرمادی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ کی مقدار سے داڑھی کو کبھی بھی کم نہ کرنا ثابت کرتا ہے کہ قبضہ بھر داڑھی سنت مؤکدہ ہے کہ اس کا تارک فاسق معلن اور سخت گناہگار ہے اللہ تعالیٰ حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

باقی رہا مودودی صاحب کا یہ لکھنا کہ "رہا یہ استدلال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا حکم دیا اور اُس حکم پر خود ایک خاص طرز کی داڑھی رکھ کر اس کی عملی صورت بتادی۔ لہذا حدیث میں حضور کی جتنی داڑھی مذکور ہے اتنی ہی اور ویسی ہی داڑھی رکھنا سنت ہے تو یہ ویسا ہی استدلال ہے جیسے کوئی شخص یہ کہے کہ حضور نے ستر عورت کا حکم دیا اور ستر چھپانے کے لیے ایک خاص طرز کا لباس استعمال کر کے بتا دیا۔ لہذا اسی طرز کے لباس سے ستر پوشی کرنا سنت ہے۔ اگر یہ استدلال درست ہے تو میرے نزدیک آج جمعین سنت سے کوئی شخص بھی اس سنت کا اتباع نہیں کر رہا ہے" (رسائل و مسائل جلد اول ص ۲۵۴)۔

یہ بھی مودودی صاحب کی غلط فہمی کی بناء پر ہے کیونکہ اولاً شارع علیہ السلام نے ستر چھپانے کے لیے کسی ایک ہی وضع قطع کو جملہ مسلمانوں پر لازم نہیں فرمایا اور نہ ہی اپنی خاص وضع قطع کے لباس کے تارک کو کوئی وعید سنائی، بخلاف داڑھی کے کہ آپ نے داڑھی کاٹنے کو دس ہلاکت خیز باتوں میں شمار فرمایا ولہذا مودودی صاحب کا یہ قیاس کرنا قیاس مع الفارق کی قسم سے ہے اور قیاس مع الفارق باطل ہوتا ہے۔ ثانیاً مودودی صاحب کا یہ قیاس کرنا اُس وقت درست مانا جاتا جبکہ شارع علیہ السلام نے خود ہمیشہ ایک طرز کا لباس پہنا ہوتا حالانکہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں مختلف اوضاع کے لباس پہنے ہیں بخلاف داڑھی کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ کی مقدار سے کم داڑھی زندگی میں کبھی نہیں رکھی۔ بلکہ آپ ہمیشہ اُسی مقدار کو کاٹتے تھے جو قبضہ سے زائد ہوتی تھی۔ جیسا کہ علمائے شامیین حدیث کی عبارات ابھی گزری ہیں۔ ثالثاً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ سعید میں اُن کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مختلف اوضاع کے لباس پہنتے تھے مگر سرکارِ مدینہ سرورِ سینہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اس سے منع نہ فرماتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ لباس میں کوئی ایک طرز شرعاً مطلوب نہیں تھی کہ اُس پر سارے مسلمانوں کو پابند بنادیا جاتا بخلاف داڑھی کے کہ جملہ صحابہ کرام علیہم السلام نے کم از کم قبضہ کی مقدار داڑھیاں رکھی ہیں۔ مودودی صاحب یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ صحابہ کرام میں سے کسی ایک فرد نے بھی اپنی داڑھی کٹا کر قبضہ کی مقدار سے کم

Click For More Books

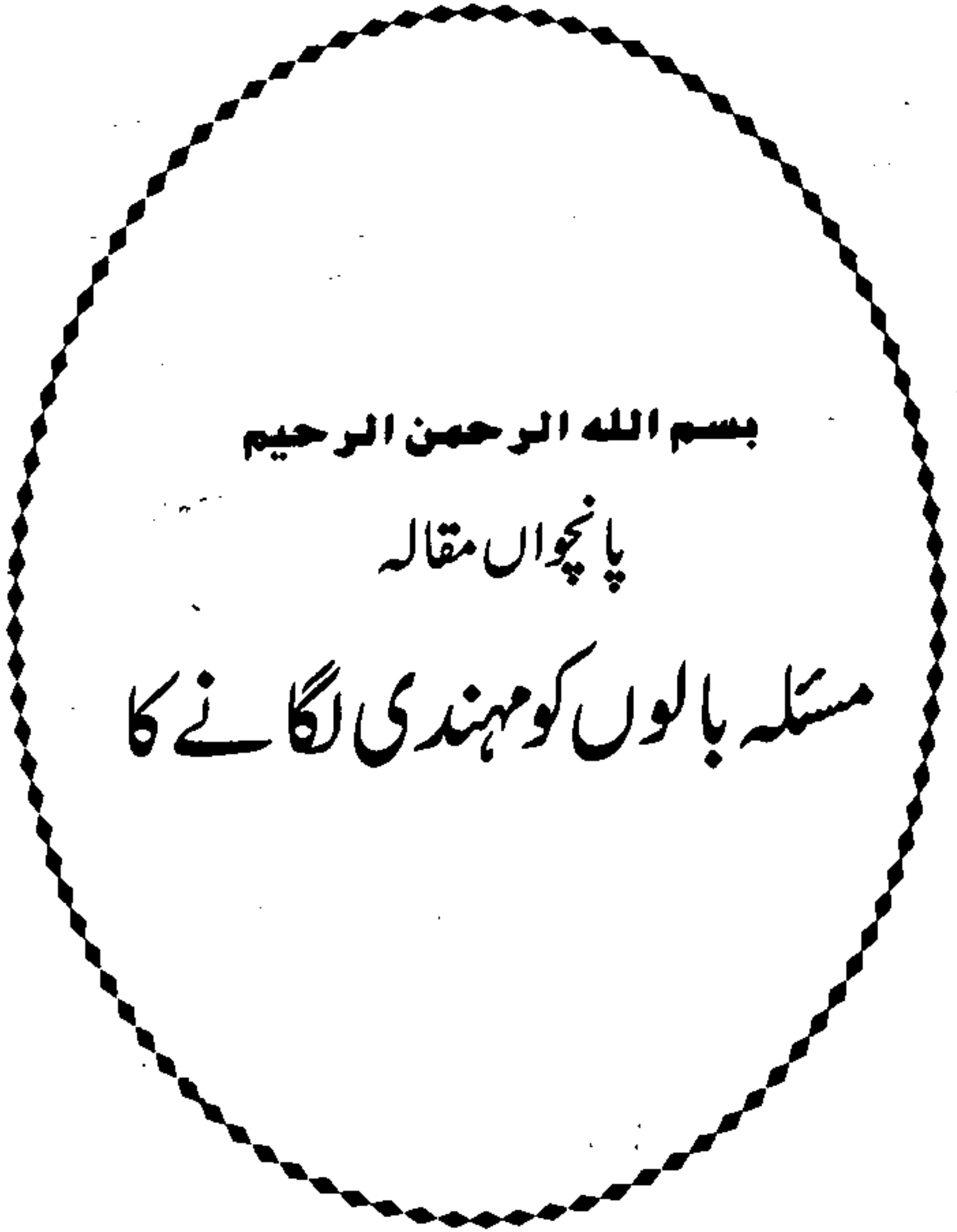
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرائی تھی۔ اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی چھوٹی داڑھی دیکھ کر انکار نہ فرمایا تھا۔ ہاتھ—
برہانکم ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس و
الحجارة اعاذنا الله تعالى منها بفضله ومنه و کرمہ۔ آمین۔

آخری گزارش

سنی حنفی بھائیوں سے آخر میں ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ مودودی صاحب کی مندرجہ بالا قسم کی عبارتیں نری
ضلالت و جہالت ہیں۔ مسلمان ان کا اعتبار نہ کریں۔ ایک قبضہ کی مقدار داڑھی رکھ کر سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم پر عمل کریں اور ثوابِ عظیم حاصل کریں۔ بخشی داڑھی یا فیشنی داڑھی سے ہرگز شرع شریف کا منشاء
پورا نہیں ہوتا۔ خدائے کریم جل شانہ ہر مسلمان کو مسنون داڑھی کی سعادتِ عظمیٰ سے سرفراز
فرمائے۔ آمین۔

(۱۵ رمضان المبارک ۱۴۱۴ھ)



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارہ میں کہ داڑھی اور سر کے بالوں کو مہندی سے رنگنا شرعاً کید ہے؟ بعض لوگ ہاتھ پاؤں کو مہندی لگانے پر قیاس کر کے اسے ممنوع جانتے ہیں؟ بیوقوف تو جروا۔
(حاجی محمد یوسف دکاندار بازار سہنسہ آزاد کشمیر)

الجواب بتوفیق الملک الوہاب عزوجل۔ اس مسئلہ کے بارہ میں پہلے چند احادیث مبارکہ لکھی جاتی ہیں، پھر عبادت فقہاء کرام نقل کی جائیں گی۔ وبالله التوفیق۔

پہلی حدیث

حضرت واہلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
علیکم بالحناء فانہ ینور رؤوسکم و یطہر قلوبکم و یشد فی الجماع و هو شاہد فی القبر۔ ثم پر (بالوں کو) مہندی لگانا لازم ہے۔ کیونکہ وہ تمہارے سروں میں روشنی، تمہارے دلوں میں صفائی اور قوت جماع میں زیادتی پیدا کرتی ہے۔ اور وہ قبر میں گواہ ہے۔ رواہ ابن عساکر وضعفہ جلال الدین السیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۶۳ ج ۲

دوسری حدیث

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اخصضوا بالحناء فانہ طیب الريح و یسکن الروع۔ مہندی سے ہال رنگو کیونکہ وہ عمدہ خوشبوداری ہے اور ڈر کو سکون دینے والی ہے۔ رواہ الاربعہ والحاکم فی الکئی و سکت عنہ السیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۱۳ ج ۱

تیسری حدیث

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اخصضوا بالحناء فانہ یشد فی شہابکم و جمالکم و نکاحکم۔ مہندی سے ہال رنگو کیونکہ وہ تمہارے لیے جوائی ہے اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تمہاری خوبصورتی ہے اور تمہاری قوت جماع کو قائم رکھنے والی ہے رواہ البرزازی ابو نعیم فی الطب والسیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۱۳ ج ۱۔

چوتھی حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کأَنِّي انْظُرُ إِلَى لَحْيَةِ أَبِي قُحَافَةَ كَأَنَّهَُا ضَرَامٌ عَرَفَجَ يَعْنِي مِنْ شِدَّةِ الْحُمَرَةِ كَوَيَا مِثْلِ ابْنِ قُحَافَةَ كِي دَارِثِي كَوْدِي كِهْرَبَاهُونَ كِهْ وَهْ سُرْنِي كِي شِدَّةِ كِي وَجْهٍ سَ سُرْنِي كِي هِيَ۔ (کتاب الآثار ص ۳۱۸)

پانچویں حدیث

انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اَوَّلُ مَنْ اخْتَضَبَ بِالْحِنَّاءِ اِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ سب سے پہلے جس نے بالوں کو مہندی سے رنگا وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۷۴)

چھٹی حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مومن جب اپنی قبر میں اس حال میں داخل ہوتا ہے کہ اُس کے بال مہندی سے رنگے ہوں تو اُس کے پاس منکر و نکیر آتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کون ہے؟ تیرے نبی کون ہیں؟ پھر منکر فرشتہ نکیر فرشتہ سے کہتا ہے مومن پر نرمی کر۔ کیا تُو ایمان کا ثور (بالوں کی سُرخی) نہیں دیکھتا؟ (الحاوی للفتاویٰ ص ۳۸)۔ (نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۷۴)۔

ساتویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اُس کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے۔ فرمایا کیا تو مسلمان نہیں؟ اُس نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا بالوں کو (مہندی سے) رنگو۔

(نزہۃ المجالس جلد ۲ ص ۷۵) (الحاوی للفتاویٰ ص ۳۸ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آٹھویں حدیث

روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اختضبوا فان الملائكة يستبشرون بخضاب المؤمن۔ بالوں کو (مہندی سے) رنگو کیونکہ فرشتے مومن کے خضاب (مہندی کے رنگ) کی وجہ سے خوشخبری سناتے ہیں۔ (نزهة المجالس جلد دوم ص ۷۵) (الحاوی للفتاویٰ ص ۳۸ ج ۲)۔

نویں حدیث

کتاب ربیع الا برار میں نبی علیہ السلام سے مروی ہے۔ علیکم بالعناء فانہ خضاب الا سلام یصفی البصر و یذهب الصداغ و یسکن الدوخة۔ تم پر مہندی لازم ہے کیونکہ وہ اسلام کا خضاب ہے۔ نظر کو صاف کرتی، سر کے درد کو دور کرتی اور خوف کو سکون میں بدلتی ہے۔ (نزهة المجالس جلد دوم ص ۷۵)۔

دسویں حدیث

لقطة المنافع میں حضرت ابو طیبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک درہم خرچ کرنے کا بدلہ سات سو درہم ہیں اور داڑھی کے خضاب (مہندی) میں ایک درہم خرچ کرنا سات لاکھ درہم کے برابر ہے۔ (نزهة المجالس جلد دوم ص ۷۵) (الحاوی للفتاویٰ ص ۳۸ ج ۲)

گیارہویں حدیث

امام صفوری لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا گیا۔ کاش آپ بالوں کی سفیدی کو بدل دیتے تو فرمایا خضاب زینت ہے اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ تم پر خضاب لازم ہے کیونکہ وہ تمہارے دشمن کو زیادہ ڈرانے والا اور تمہاری عورتوں کو زیادہ رغبت دلانے والا ہے اور آپ نے فرمایا علیکم بالعناء فانہ خضاب الا سلام و یصفی البصر و یذهب الصداغ و ایاکم و السواد۔ تم پر مہندی سے ہال رنگنا لازم ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کا خضاب ہے اور نظر کو صاف کرتا ہے اور درد و سر کو دور کرتا ہے اور سیاہی سے ہال رنگنے سے بچو۔

(نزهة المجالس جلد دوم ص ۷۵)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بارھویں حدیث امام محمد بن حسن حضرت عثمان بن عبداللہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کا جوڑا لے آئیں حالانکہ وہ مہندی سے رنگا ہوا تھا۔ (کتاب الآثار ص ۳۱۷)۔

تیرھویں حدیث

امام محمد بن حسن حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمن سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عبدالرحمن بن اسود بن عبد یغوث ہمارا ہم نشین تھا اور اُس کی داڑھی اور سر سفید تھے۔ ایک دن وہ اس حال میں آیا کہ اُس کے بال سُرخ تھے۔ لوگوں نے کہا یہ بات زیادہ اچھی ہے اُس نے کہا بلاشبہ میری (روحانی) ماں عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گزشتہ رات اپنی ایک لونڈی نخیلہ کو میرے پاس بھیج کر مجھ کو یہ پختہ حکم دیا کہ میں بال رنگوں پھر اُس نے مجھے خبر دی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رنگا کرتے تھے۔ (موطا امام محمد ص ۳۹۲)

چودھویں حدیث

ابو رمثہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آیا کہ آپ پر دوسرا چادریں تھیں اور اُن کے بالوں پر سفیدی غالب تھی اور وہ مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ رواہ الحاکم و اصحاب السنن (التعلیق للمجد علی موطا امام محمد ص ۳۹۲)

پندرھویں حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بال (مہندی سے) رنگے ہیں تو فرمایا۔ ہاں (التعلیق للمجد ص ۳۹۲)

سولہویں حدیث

حضرت عثمان بن عبداللہ بن مویب سے مروی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال نکالے اس حال

میں کہ وہ مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے۔ رواہ احمد وابن ماجہ (حک العیب ص ۱۱)۔

سترھویں حدیث

انہی عثمان بن عبد اللہ سے انہی مئے مبارک کی نسبت صحیح بخاری شریف میں مروی ہے۔ ان ام سلمة ارتہ شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم احمر۔ بلاشبہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مئے مبارک سرخ رنگ والے دکھائے (حک العیب ص ۱۱)۔

اٹھارھویں حدیث

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پیلا رنگ مومن کا خضاب ہے سرخ رنگ مسلمانوں کا خضاب اور سیاہ رنگ کافر کا خضاب ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر و الحاکم فی صحیحہ و صحیحہ السیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۵۰ ج ۲ (بہار شریعت ص ۲۰۶ ج ۱۶)

انیسویں حدیث

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک آدمی گزرا جس نے بالوں کو مہندی سے رنگا تھا۔ فرمایا یہ کتنا اچھا ہے؟ پھر دوسرا آدمی گزرا جس نے مہندی اور کتم سے بالوں کو رنگا تھا۔ فرمایا یہ اُس سے زیادہ اچھا ہے۔ پھر تیسرا آدمی گزرا جس نے زردی سے بالوں کو رنگا تھا۔ فرمایا یہ ان سب سے زیادہ اچھا ہے۔

رواہ ابوداؤد (مشکوٰۃ ص ۱۰۱ ج ۲) (بہار شریعت ص ۲۰۵ ج ۱۶)۔

بیسویں حدیث

حضرت ابودرغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احسن ما غیر تم بہ الشعر الحناء و الکتم۔ بہترین چیز جس سے تم اپنے بالوں کا سفید رنگ بدلو مہندی یا کتم ہے۔ یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم رواہ الترمذی و ابوداؤد و التیساکی (بہار شریعت ص ۲۰۵ حصہ شانزدہم)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اکیسویں حدیث

امام سیوطی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے جس نے مہندی اور کتم سے بالوں کو رنگا ابراہیم ہیں اور سب سے پہلے جس نے بالوں کو سیاہ کیا فرعون ہے۔

رواہ الدہلمی فی مسند الفردوس و ابن نجار و ضعفہ السيوطی

(جامع صغیر ص ۱۱۳ ج ۱) (بہار شریعت ص ۲۰۶ ج ۱۶)

نوٹ: پانچویں حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے مہندی سے ابراہیم علیہ السلام نے بالوں کو رنگا اور اس حدیث میں ہے سب سے پہلے مہندی اور کتم سے ابراہیم علیہ السلام نے بالوں کو رنگا۔ مگر ان دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ خالص مہندی خالص سُرخ رنگ دیتی ہے اور مہندی اور کتم - سُرخ مائل سیاہی رنگ دیتے ہیں۔ بس دونوں حدیثوں کا منشاء ایک ہی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے بالوں کو سُرخ کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بائیسویں حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے سفید بال گنتا چاہتا تو گن لیتا اور آپ نے بالوں کی سفیدی کو بدلائیں ہے ہاں حضرت ابوبکر نے مہندی اور کتم سے اور حضرت عمر نے صرف مہندی سے بالوں کو رنگا ہے رواہ الشیخان فی صحیحہما (مشکوٰۃ ص ۱۰۳ ج ۲)

تیسویں حدیث

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہاں معشر الانصار احمرّوا و اصفرّوا و محالّوا اهل الکتاب۔ اے انصار کی جماعت۔ بالوں کو سُرخ کرو یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

رواہ احمد فی مسندہ (التعلیق المجدد ص ۳۹۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

چوبیسویں حدیث

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّ احسن ما غیرتم به هذا الشیْب الحناء و الکتم۔ بلاشبہ بہترین چیز جس سے تم اپنے بالوں کی اس سفیدی کو بدلو مہندی اور کتم ہے رواہ احمد والاریضہ وابن حبان وصحیح السیوطی۔ (جامع صغیر ص ۸۷ ج ۱۔ مشکوٰۃ ص ۱۰۱ ج ۲)

پچیسویں حدیث

حضرت کریمہ بنت حمام سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مہندی کے خضاب کے بارہ میں مسئلہ دریافت کیا تو فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن میں اسے پسند نہیں کرتی کیونکہ میرے حبیب اس کی بو کو پسند نہیں فرماتے تھے (مشکوٰۃ ص ۱۰۲ ج ۲)۔

ملا علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں اور ظاہر یہی ہے کہ اس سے مراد سر کو مہندی لگانا ہے ورنہ اصحات المؤمنین اپنے ہاتھوں میں مہندی لگاتی تھیں تو سر کا ردینہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند نہیں فرماتے تھے۔ آنے والی حدیث میں جو وجہ بیان ہوئی ہے اُس کی وجہ سے (حاشیہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۲ ج ۲)۔

الحمد للہ ان پچیس احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہالوں کی سفیدی بدلنا پسند ہے اور اُسے اس سفیدی کو سیاہی سے بدلنا نا پسند اور سُرخ یا زردی سے بدلنا پسند ہے۔ اب اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ہم فقہائے ائمہ کے اقوال بھی پیش کرتے ہیں۔ و باللہ التوفیق۔

امام نووی کا ارشاد

شیخ محی الدین نووی شافعی کتاب روضۃ الاحباب میں فرماتے ہیں **عَضَابُ الشَّعْرِ الثَّابِتُ بِحُمْرَةٍ** او صفرة سنة و بالسواد حرام و قیل مکروه و اما **عَضَابُ الْيَدَيْنِ وَ الرَّجْلَيْنِ** لم يمسح به في حق النساء حرام في حق الرجال الا للعدو سبيد بالوں کو سرخ یا زرد رنگ سے رنگنا مستحب ہے اور انہیں سیاہ رنگ سے رنگنا حرام ہے اور بعض کے نزدیک مکروه ہے اور ہاتھوں اور پاؤں کو رنگنا عورتوں کے حق میں مستحب اور مردوں کے حق میں حرام ہے جبکہ یہ مذہب کے بغیر ہو۔

(نزهة الناظرین ص ۴۵)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

امام محمد بن حسن کا ارشاد

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشہور شاگرد امام محمد بن حسن فرماتے ہیں۔ لا نری بالخصاب بالوسمة والحناء و الصفرة باساً و ان ترکہ ابیض فلا بأس بذلك کل ذلک حسن۔ سفید بالوں کو دسمہ یا مہندی یا زردی سے رنگنے میں کوئی حرج نہیں اور بالوں کے سفید رہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ دونوں صورتیں اچھی ہیں۔ (موطا امام محمد ص ۳۹۲)

(تنبیہ) دسمہ نیل کے پتوں کا نام ہے اس کے تنہا خضاب سے سیاہ رنگ پیدا نہیں ہوتا بلکہ سیاہی مائل سبز رنگ پیدا ہوتا ہے ہاں اگر پہلے بالوں کو مہندی سے رنگیں پھر دسمہ سے رنگیں تو اس صورت میں یہ خالص سیاہ رنگ دیتا ہے۔ یہ دوسری صورت ممنوع ہے۔ (الہدایۃ النجید ص ۳۹۲)

اعلیٰ حضرت کا ایک فتویٰ

مسئلہ: داڑھی کو دسمہ یا مہندی لگانا چاہیے یا نہیں؟

جواب: دسمہ لگانا حرام ہے۔ مہندی جائز بلکہ سنت ہے۔ (عرفان شریعت ص ۹)

(تنبیہ) یہاں دسمہ سے مراد وہ دسمہ ہے جو خالص سیاہ رنگ پیدا کرے اور اگر وہ سیاہی مائل سبز رنگ پیدا کرے تو اس کے جواز میں شک نہیں خود اعلیٰ حضرت حکم العیب میں فرماتے ہیں "الحاصل مدار کار رنگ پر ہے۔ اگر بالفرض خالص مہندی سیاہ رنگ لاتی وہ بھی حرام ہوتی اور خالص نیل زرد یا سُرخ رنگ دیتا وہ بھی جائز ہوتا۔ پونہی مہندی اور نیل کا میل یا کوئی اور ہلا ہو جو کچھ سیاہ رنگ لائیں سب حرام ہیں" واللہ تعالیٰ اعلم۔ (حک العیب ص ۱۴)

مہندی اور کتم کے خضاب کے رنگ کے بارہ میں اعلیٰ حضرت کی تحقیق

مہندی اور کتم بالوں کو لگائے جائیں تو جو رنگ دیتے ہیں اس کے بارہ میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں "بلکہ وہ جو صحیح حدیث میں وارد کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حناء و کتم سے خضاب فرماتے ہیں ہرگز مفید نہیں کہ تبصرع علماء وہ خضاب سیاہ رنگ نہ دیتا تھا بلکہ سُرخ لاتا جس میں سیاہی کی جھلک ہوتی۔ سُرخ رنگ کا قاعدہ ہے کہ جب نہایت قوت کو پہنچتا ہے تو ایک شان سیاہی کی دیتا ہے۔ ایسا خضاب بلاشبہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جائز بلکہ محمود جس کی تعریف خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول رواہ احمد والاریثہ وابن حبان عن ابی ذر رضی اللہ عنہ۔ شیخ محقق نور اللہ مرقدہ شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں بصحت رسیدہ است کہ امیر المؤمنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خضاب میں کر دہنہاء و کتم کہ نام گیا ہے است لیکن رنگ آن سیاہ نیست بلکہ سُرخ مائل بسیاہی است۔ اس کے قریب فاسی نے جمع الوسائل شرح شمائل شریف ترمذی اور امام احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری شریف میں تصریح فرمائی اور قول راجح و تفسیر جمہور کہ کتم نیل کا نام ہی نہیں بلکہ وہ ایک اور پتی ہے کہ رنگ میں سُرخ رکھتی ہے اور شکل میں برگ زیتون کے مشابہ جسے لوگ حناء یا نیل سے ملا کر خضاب بناتے ہیں۔ علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں۔ الکتم بفتح الکاف والمثنات الفوقیۃ نسبت یشبه الزیتون یخلط بالوسمة و یختضب بہ۔ اور اسی میں ہے۔ الکتم بفتح الحین نسبت لہ حمرة یخلط بالحناء والوسمة فیختضب بہ۔ اور ابھی شرح مشکوٰۃ سے گذرا کہ رنگ آن سیاہ نیست۔ اقول بلکہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ خود حدیثوں سے ثابت کر سکتا ہے کہ حناء و کتم کے خضاب کا رنگ سُرخ ہوتا ہے۔ صحیح بخاری و مسند احمد و سنن ابن ماجہ میں عثمان بن عبد اللہ بن وہب سے مروی کہ میں حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مُوئے مبارک (جو اُن کے پاس تبرکات شریفہ میں رکھے تھے۔ جس بیمار کو اُس کا پانی دھو کر پلاتیں فوراً شفا پاتا تھا) نکالے مہندی اور کتم سے رنگے ہوئے تھے انہی عثمان بن عبد اللہ بن وہب سے انہی مُوئے مبارک کی نسبت صحیح بخاری شریف میں مروی کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مُوئے مبارک سُرخ رنگ کے دکھائے۔ ثابت ہوا کہ حناء و کتم نے سُرخ رنگ دیا بلکہ اسی حدیث میں امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دوسری روایت ہے شعراً مخضو بالحناء والکتم یعنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مُوئے مبارک سُرخ رنگ کے دکھائے جن پر حناء و کتم کا خضاب تھا تو واضح ہوا کہ کتم اگرچہ کسی چیز کا نام ہو مگر روایات مذکورہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت سیاہ خضاب کا گمان کرنا یا اس سے نیل اور حناء ملے ہوئے کو مطلقاً جائز سمجھ لینا محض غلط ہے۔ افسوس ہے کہ ہمارے زمانہ کے بعض صاحبوں نے خضاب و سمہ و حناء کی روایات تو دیکھیں اور اُن کا مطلب اصلاً نہ سمجھا۔

(حک العیب فی حرمة تسويد الشیب ص ۱۰)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

امام جلال سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ مبارکہ میں مہندی لگانے کے بارہ میں ایک فتویٰ موجود ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہم اسے افادۂ عامۃ المسلمین کے لیے یہاں نقل کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

سوال :- ایک شخص نے اپنی داڑھی اور اپنے ہاتھ پاؤں کو مہندی سے رنگا۔ کیا اس کے لیے یہ بلا ضرورت جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا مرد اور عورت اس میں برابر ہیں یا نہیں؟ اور کیا اس بارہ میں کوئی سخت شریفہ وارد ہوئی ہے؟
الجواب: خصاب الشعر من الرأس و اللحية بالحناء جائز للرجل بل سنة صرح به النووي في شرح المہذب نقلاً عن اتفاق اصحابنا لما ورد فيه من الا حادیث الصحیحة۔ سر اور داڑھی کے بال مہندی سے رنگنا مرد کے لیے جائز بلکہ سنت ہے۔ اس کے سخت ہونے کی تصریح امام نووی نے شرح المہذب میں کی ہے۔ اس حال میں کہ انہوں نے اس پر اپنے اصحاب شافعیہ کا اتفاق نقل فرمایا ہے کیونکہ اس بارہ میں صحیح حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔

ان صحیح حدیثوں میں سے ایک وہ حدیث ہے جسے امام بخاری و امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اليهود و النصارى لا یصبغون فخالقوہم۔ یہود و نصاریٰ بال رنگتے نہیں تو تم ان کی مخالفت کرو۔ اور امام مسلم نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو بارگاہ نبوت میں لایا گیا حالانکہ ان کے سر اور داڑھی کے بال کائی کی طرح سفید تھے سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیروا هذا و اجتنبوا السواد اس کو تبدیل کرو اور سیاہی سے بچو۔

رہا ہاتھوں پاؤں کو مہندی سے رنگنا تو یہ شادی شدہ عورت کے لیے مستحب ہے اور مردوں پر حرام ہے مگر ضرورت کے وقت ایسے ہی شرح المہذب میں فرمایا اور فرمایا مردوں کے لیے اس کے حرام ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جسے ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک غُلّی آیا جس نے مہندی سے اپنے ہاتھ پاؤں رنگے ہوئے تھے۔ فرمایا اس کا کیا ماجرا ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ یہ عورتوں سے مشابہت کرتا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اسے بیع کی طرف نکال دیا گیا۔

اور اس پر دلیل وہ حدیث بھی ہے جسے صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو زعفران لگانے سے منع فرمایا۔ امام نووی نے فرمایا اس ممانعت کی علت رنگ ہے خوشبو نہیں۔ کیونکہ مردوں کا خوشبو لگانا شرعاً پسندیدہ امر ہے اور مہندی اس علت ممانعت میں زعفران کی طرح ہے اور وہ حدیثیں جن سے شادی شدہ عورتوں کے مہندی لگانے کا استحباب ثابت ہوتا ہے بہت ہی مشہورہ معروفہ ہیں" (الحاوی للفتاویٰ ص ۴۷ ج ۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سُرخ مسنون داڑھی میں دو سو شہیدوں کا ثواب

الحمد للہ یہاں تک جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس سے داڑھی اور سر کے بالوں میں مہندی لگانے کا صرف جواز ہی ثابت نہیں ہوا بلکہ اس کا سنت ہونا ثابت ہوا ہے ثم الحمد للہ علی ذلک۔ یہ صرف صحابہ اور بزرگان دین ہی کی سنت نہیں بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سنت ہے لہذا ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس منافع بخش سنت پر عمل کریں۔ آج کل کے دور میں جس طرح مسنون داڑھی مُردہ سنت ہے اسی طرح بالوں کو مہندی لگانے کی سنت بھی مُردہ ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک سنت زندہ کرنے والے کو ایک سو شہید کا ثواب ملتا ہے تو مسنون داڑھی رکھ کر اُسے مہندی لگانے والے مُسلمان کو دو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ امام بیہقی نے کتاب الزہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من تمسک بسنتی عند فساد أمتی فله اجر مائة شهيد۔ جو شخص میری اُمت کے فساد کے وقت میری سنت کو پکڑے اُس کے لیے ایک سو شہید کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان باب الاعتصام بالسنتہ فصل ثانی)

شیخ محقق اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ کسیکہ چنگ زند و عمل کند بسنت من نزد فساد اُمت من و بیروں آمدن ایساں از سنت و تقصیر کردن در آن پس مرأورا است مزد و ثواب صد شہیداں کنایت ست از یافتن غایت جہد و مشقت در آن و حصول کمال فضیلت و ثواب بر آن۔ یعنی یہ حدیث اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ فساد امت کے وقت سنت پر عمل کرنے والے کو بہت سخت مشقت اٹھانی پڑے گی اس لیے اُسے اس پر کمال درجہ کا ثواب ملے گا۔ (اشعۃ اللمعات ص ۱۴۴ ج ۱)۔

ہاتھ پاؤں کی مہندی پر بالوں کی مہندی کو قیاس کرنا درست نہیں

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ بالا فتویٰ مبارک سے معلوم ہوا کہ شرع شریف میں مردوں کے لیے مہندی سے ہاتھ پاؤں رنگنے ناجائز ہیں لیکن اس سے سراور داڑھی کے بال رنگنا جائز بلکہ سنت ہے اس لیے ہمارے ملاقہ کے لوگوں کا داڑھی کی مہندی کو ہاتھ پاؤں کی مہندی پر قیاس کرنا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ دین حق کے احکام سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

(۱۵ ربیع الثانی ۱۴۱۳ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم الله الرحمن الرحيم

چھٹا مقالہ

سفید عمامہ کی فضیلت

(دلائل کی روشنی میں)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله وصحبه واجمعين
امابعد اس مختصر رسالہ میں ”سفید عمامہ کی فضیلت“ ”دلائل کی روشنی میں“ بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اسے
ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفید لباس پہننے کا حکم دیا

(۱) حضرت سرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم ارشاد
فرمایا۔ علیکم بالبیاض من الثياب فلیلبسها احياء کم و کفوا فیہا موتا کم فانہا من
خیر ثیابکم۔ تم پر سفید لباس کا پہننا لازم ہے پس چاہیے کہ تمہارے زندہ لوگ اسے پہنیں اور تم اس میں
اپنے مردوں کو کفن دو کیونکہ یہ تمہارے بہترین لباس میں سے ہے۔ (سنن نسائی جلد دوم ص ۲۹۷)۔

امام جلال الدین سیوطی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ رواہ احمد والنسائی والحاکم
عن سرہ وهذا حدیث صحیح۔ اس حدیث کو امام احمد و نسائی و حاکم نے سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور یہ
حدیث صحیح ہے۔ (جامع صغیر جلد دوم ص ۶۳)

(نوٹ) امام سیوطی کی روایت میں فلیلبسها کی بجائے فیلبسها ہے مگر دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم
(۲) اور انہی سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا البسوا من ثیابکم فانہا
اطہر و اطیب و کفوا فیہا موتا کم۔ تم اپنے سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ پاک
ہیں۔ اور ان میں اپنے مردوں کو کفناؤ (سنن نسائی جلد دوم ص ۲۹۷)

امام محی الدین نووی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں رواہ النسائی والحاکم وقال حدیث صحیح۔ اس حدیث
کو نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۳۲۵)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ البسوا من
ثیابکم البیض فانہا خیر ثیابکم و کفوا فیہا موتا کم وان غیرا کمالکم الا لمد یجزلو
بیت الشعر۔ تم اپنے سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ تمہارے بہترین کپڑے ہیں۔ اور ان میں اپنے مردوں کو کفن
دو۔ اور تمہارا بہترین سرمد اٹھ ہے کہ وہ نظر کو تیز کرتا ہے اور ہال اگاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد جلد دوم ص ۲۰۶)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

امام محی الدین نووی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔
(ریاض الصالحین ص ۳۲۶)

اور امام ابن الھمام لکھتے ہیں واسنادہ صحیح وصححہ الحاکم وفي الباب عن ابن عباس عند الشافعی واحمد واصحاب السنن الا النسائی بلفظ البسوا من ثيابکم وکفنوا فیها موتاکم واخرجه ابن حبان والحاکم والبیہقی بمعناه وصحح حدیث ابن عباس القطان والترمذی وابن حبان وفي الباب ایضاً عن عمران ابن الحصین عند الطبرانی يدل علی مشروعۃ لبس البیاض وتکفین الموتی به لعلہ کونه اطهر من غیرہ واطیب۔

اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور باب میں امام شافعی احمد اور نسائی کے علاوہ اصحاب نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث روایت کی ہے نسائی نے اس حدیث کو مطلق ثياب کے لفظوں سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کو اسی کے معنی کے ساتھ ابن حبان حاکم اور بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور ابن القطان ترمذی اور ابن حبان نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس باب میں طبرانی نے حضرت عمران بن الحصین رضی اللہ عنہ سے بھی ایک حدیث روایت کی ہے اور یہ حدیث سفید کپڑا پہننے کی مشروعیت (جواز) پر دلالت کرتی ہے اور اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اس میں میت کو کفنانا جائز ہے کیونکہ سفید رنگ کا کپڑا دوسرے رنگوں کے کپڑوں کی نسبت زیادہ پاکیزہ اور ستھرا ہوتا ہے۔
(حاشیہ سنن ابی داؤد جلد دوم ص ۲۰۶)

اور اس حدیث کے بارہ میں مولانا سید ظفر الدین بیہاری لکھتے ہیں رواہ ابوداؤد وروی الترمذی وصححہ وابن ماجہ الی موتاکم۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا اور اسے ترمذی نے روایت کیا اور اس کی تصحیح کی اور یہ حدیث ابن ماجہ نے الی موتاکم کے الفاظ تک روایت کی ہے۔

(جامع الرضوی ص ۷۹۹)

(۳) اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان من عیبر ثیابکم البیاض فالبسوها احیاء کم وکفنوا فیها موتاکم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بلاشبہ تمہارے بہترین کپڑوں میں سے سفید کپڑے ہیں سو تم وہ اپنے زندوں کو پہناؤ اور اپنے مردوں کو کفناؤ۔

(رواہ الطبرانی فی الجامع الصغیر جامع الرضوی ص ۷۹۹)

(۵) امام جلال الدین سیوطی حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کو امام احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور حاکم سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ البسوا الثیاب البیض فانہا اطہر واطیب وکفنوا فیہا موتاکم سفید کپڑے پہنو کیونکہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ سُتھرے ہوتے ہیں۔ اور ان میں اپنے مردوں کو کفن دو امام سیوطی نے اس حدیث کی صحت بیان کی ہے۔ (جامع صغیر جلد اول ص ۶۲)

(نوٹ) یہ حدیث مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ نمبر ۹۵ پر موجود ہے۔

(۶) امام ابن ماجہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مندرجہ بالا روایت کو ان لفظوں میں روایت کرتے ہیں۔ خیر لباکم البیاض فالبسوها وکفنوا فیہا موتاکم۔ تمہارے بہترین سفید کپڑے ہیں سو تم انکو پہنو اور اپنے مردوں کو کفن دو۔

(سنن ابن ماجہ جلد دوم ص ۲۵۵)

(۷) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ احسن محازر تم اللہ بہ فی قبور کم ومساجد کم البیاض۔ بہترین چیز جس کے ساتھ تم اپنی قبروں میں اور اپنی مسجدوں میں اللہ تعالیٰ سے ملو سفید رنگ کا لباس ہے۔

(مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص ۹۸۔ سنن ابن ماجہ ص ۲۵۵ جلد دوم)

اس حدیث کے بارہ میں امام سیوطی لکھتے ہیں رواہ ابن ماجہ عن ابی الدرداء و هذا حدیث ضعیف۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور یہ حدیث ضعیف ہے۔ (جامع صغیر ص ۸۷ جلد اول)

نوٹ

ضعیف حدیث فضائل اعمال میں معتبر ہوتی ہے لہذا اس کا ضعف ہمیں کچھ ضرر نہیں دے گا۔ واللہ اعلم۔

(۸) امام ابن ماجہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا احادیث ان لفظوں میں روایت کی ہے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

البسوا ثياب البياض فانها اطهر واطيب سفید لباس پہنو کیونکہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ سُتھرا ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ جلد دوم ص ۲۵۵)

الحمد للہ ان آٹھ احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح روشن ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید رنگ کے لباس کو سب سے زیادہ اچھا سب سے زیادہ پاکیزہ اور سب سے زیادہ ستھرا قرار دیا ہے اسی وجہ سے آپ نے عام مسلمانوں کو زندگی میں اور موت کے بعد اسے پہننے کا حکم ارشاد فرمایا اور یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانہ میں بزرگ لوگ سفید لباس اور سفید عمامہ پہنتے تھے اور آج بھی اکثر بزرگان دین علمائے کرام اور مشائخ عظام کا یہی معمول ہے کہ وہ سفید رنگ کا لباس اور عمامہ پہنتے ہیں۔ کما ہوا المشاہد فی البلاد واللہ تعالیٰ اعلم۔

علماء نے سفید لباس کے استحباب کی تصریح فرمائی ہے

چونکہ احادیث صحیحہ میں سفید رنگ کے لباس کی فضیلتیں ذکر کی گئی ہیں اور اس کے پہننے کی ترغیب دی گئی ہے اس لئے ہمارے فقہاء کرام نے بھی سفید لباس کو زیادہ محبوب اور مستحب اور باقی رنگوں کے لباس کو جائز قرار دیا ہے چنانچہ

(۱) فقیہ ابواللیث علیہ الرحمہ کی کتاب بستان کی شرح میں ہے کہ رنگوں میں زیادہ مستحب رنگ سفید ہے (سبز عمامہ پر اعتراضات کا محاسبہ مؤلفہ مولانا ظریف القادری صاحب گوجرانوالہ بحوالہ کشف اللباس فی مسائل اللباس صفحہ نمبر ۲-۳)

(۲) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں بہترین لباس سفید است بہترین لباس سفید ہے۔

(ضیاء القلوب فی لباس المحبوب ص ۷ بحوالہ سبز عمامہ اور مصافحہ ص ۸)

(۳) امام ابن النجیم حنفی فرماتے ہیں۔ صاحب کنز الدقائق نے کفن کا رنگ بیان نہیں کیا کیونکہ تمام رنگ جائز ہیں۔ لیکن سفید رنگ زیادہ محبوب ہے۔ (البحر الرائق ص ۶۷ ج ۲)

(۴) امام عبدالرحمن صفوری لکھتے ہیں افضل الثياب يوم الجمعة البياض لقوله صلى الله عليه وسلم البسوا من ثيابكم البياض فانها اطيب واظهر وكفنوا فيها موتاكم رواه الترمذی قال فی الاحیاء لبس السواد ليس من السنة بل كره جماعة النظر اليه۔ جمعہ کے دن سب سے اچھا لباس سفید رنگ کا لباس ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اپنے سفید

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رنگ کے لباس پہنو کیونکہ وہ زیادہ پاکیزہ اور زیادہ ستھرا ہیں اور اس میں اپنے مردوں کو کفن دو اس حدیث کو محدث ابو عیسیٰ ترمذی نے روایت کیا۔ امام غزالی نے فرمایا سیاہ لباس پہننا سنت نہیں ہے بلکہ علماء کی ایک جماعت نے اس کی طرف دیکھنے کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (نزهة المجالس جلد اول صفحہ نمبر ۱۳۳)

(۵) امام اجل محی الدین نووی نے کتاب مستطاب ریاض الصالحین میں رنگ دار لباسوں کے بیان کے لئے جو باب باندھا ہے اس کے ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں بساب استحباب الثوب البیض وجواز الاخضر والاصفر والاسود یہ باب ہے اس بارہ میں کہ سفید لباس مستحب ہے اور سرخ اور، سبز، زرد اور سیاہ رنگ کا لباس جائز ہے۔ (ریاض الصالحین ص ۳۲۵)

الحمد للہ:- امام محی الدین نووی کے الفاظ مبارکہ نے اس مسئلہ کا دو ٹوک فیصلہ فرما دیا کہ سرخ، سبز، زرد اور سیاہ رنگ کا لباس جائز ہے اور سفید رنگ کا لباس مستحب ہے یعنی سفید لباس کے علاوہ جو لباس سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیب تن فرمایا وہ جائز ہے اور وہ بیان جواز کے لئے تھا اصل سنت سفید رنگ کا لباس پہننا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب (تنبیہ) علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں۔

وبستحب الابيض وكذا الاسود لانه شعار بني العباس ودخل عليه الصلوة والسلام مكة وعلى راسه عمامة سوداء ولبس الاخضر سنة كمافي الشريعة اه من الملتقى وشرحه. اور سفید لباس مستحب ہے اور اسی طرح سیاہ لباس بھی ہے کیونکہ یہ بنی عباس کا شعار ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے وقت مکہ میں اس حال میں داخل ہوئے تھے کہ آپ کے سراقہ پر سیاہ عمامہ تھا اور سبز لباس کا پہننا سنت ہے جیسا کہ کتاب شریعت الاسلام سے ملتی اور اس کی شرح میں نقل کیا گیا ہے۔ (رد المحتار جلد پنجم ص ۲۴۷) اس عبارت میں سبز لباس کو سنت قرار دینا یہ بعض علماء کا قول ہے لیکن مفتی بہ قول وہی ہے جو ہم نے اوپر ذکر کیا کہ سنت سفید لباس ہے باقی رنگوں کے لباس صرف درجہ جواز میں ہیں بدین وجہ امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے شامی کی اس عبارت کا ترجمہ ان لفظوں میں فرمایا۔ سفید کپڑے بہتر ہیں کہ حدیث میں اس کی تعریف آئی ہے اور سیاہ کپڑے بھی بہتر ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن جب مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو سراقہ پر سیاہ عمامہ تھا سبز کپڑوں کو بعض کتابوں میں سنت لکھا ہے۔ (رد المحتار) (بہار شریعت ص ۴۷ ج ۱۶)

سفید رنگ کے لباس کو ماہنامہ رضائے مصطفیٰ نے بھی سنت مانا ہے

اہل سنت و جماعت کے ترجمان ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کو جراثیم نے سفید لباس اور سفید عمامہ کو سنت مانا

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے اور اس کے احیاء پر شہیدوں کا ثواب ملنے کا مژدہ سنایا ہے چنانچہ اس میں ایک مضمون بعنوان "ہفت روزہ اہل حدیث لاہور کا ایک قابل توجہ مضمون"، عمامہ شریف،، ٹوپی پوش مولویوں اور ننگے سر نماز پڑھنے والے وہابیوں کی توجہ کے لئے "موجود ہے جس میں مضمون نگار لکھتا ہے۔

سفید لباس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا ارشاد گرامی ہے سفید کپڑے پہنا کرو اس لئے کہ وہ بہت پاک اور پسندیدہ ہیں اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) اشد ضروری ہے کہ منبر و محراب سے عمامہ کو رواج دینے اور مقبول عام بنانے کے لئے خواص و عوام الناس کو اس کا احساس دلایا جائے تاکہ ہمارے معاشرے میں اس کی قدر و منزلت ہو کہ اس کی نسبت براہ راست سرور کائنات سے ہے جن کے نورانی طریقوں میں ہماری دنیاوی اور اخروی کامیابی اور جن کی ایک سنت مطہرہ اپنانے سے دوسری سنتوں کے اپنانے کے راستے کھل جاتے ہیں۔

عمامہ و داڑھی تجربہ شاہد ہے کہ داڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹوانے اور عمامہ باندھنے سے

مغربی لباس ترک کرنا آسان ہو جاتا ہے اور دل میں اسلام کی عظمت آ جاتی ہے بچوں کی دینی تعلیم و تربیت کی فکر ہوتی ہے اور طبعیت اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچنے کے لئے چوکس ہو جاتی ہے مرد کے چہرے کی زینت داڑھی سے ہے اور سر کی زینت عمامہ سے ہے دراصل عمامہ سر کا تاج ہے اسے چھوڑنا تاج و تخت سے دستبردار ہونا ہے جو کہ ایک مسلمان کا شیوہ نہیں ہوتا۔ لہذا آئیے آج ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بسری سنت کو زندہ کر کے شہیدوں کے ثواب کے مستحق بنیں۔ عمامہ شریف اور پورا لباس سفید یا کم از کم لباس کا کچھ حصہ سفید خود استعمال کریں اور ان دونوں چیزوں کو فروغ دیں۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں۔

(ہفت روزہ اہل حدیث لاہور یکم مارچ ۱۹۸۵ء) (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ بابت رجب المرجب ۱۴۰۵ھ)

سفید عمامہ اصل سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں دستار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر

اوقات سفید بودوگا ہے دستار سیاہ و احیاناً سبز۔ (ضیاء القلوب فی لباس المحبوب، مطبع مجتہائی ص ۳)

(ترجمہ) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک اکثر (اوقات میں) سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ رنگ

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کی ہوتی تھی اور کبھی سبز رنگ کی ہوتی تھی۔ (سبز عمامہ پر اعتراضات کا محاسبہ مؤلفہ مفتی محمد ظریف قادری گوجرانوالہ صفحہ نمبر ۱۱ سبز عمامہ اور مصافحہ مؤلفہ سید ریاض الحسن شاہ صاحب حیدر آباد سندھ صفحہ نمبر ۷) شیخ محقق علی الاطلاق رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت نے سفید عمامہ کی اصل سنت ہونے کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ سیاہ اور سبز دستار کا پہننا آپ سے کبھی کبھار ثابت ہوا ہے اور یہ بیان جواز کے لئے تھا نہ کہ اصل سنت ہونے کے لئے واللہ تعالیٰ اعلم

سفید ٹوپی بھی سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ اکثر اوقات میں سفید ٹوپی اور کبھی کبھار دوسرے رنگ کی ٹوپی پہنتے تھے چنانچہ محدث ابن الجوزی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ کان رسول اللہ صلی علیہ وسلم یلبس قلنسوة بیضاء۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنا کرتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (سراقہ) پر سفید ٹوپی دیکھی۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ص ۵۶)

سفید عمامہ علماء و مشائخ کا معمول رہا ہے

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس پسند تھا آپ نے اسے اکثر اوقات میں زیب تن فرمایا اس کو بہترین لباس قرار دیا اور زندوں اور مردوں کے حق میں اس کے پہننے کا حکم ارشاد فرمایا اس لئے قدیم علماء و مشائخ سفید لباس اور سفید عمامہ کو پہنتے چلے آئے ہیں عارف باللہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ قسطنطنیہ میں۔ (ترجمہ) اور اپنا نسب بدلنے کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ سید زادی کی اولاد جو غیر سید سے ہے۔ خالص سبز عمامہ اس نیت سے باندھے کہ وہ ایسا کرنے سے اپنے غیر سید باپ دادا سے اپنا نسب منقطع کرنے اور اپنے سید نانا سے اپنا نسب جوڑنے کا قصد کرے اور اگر سید زادی کی یہ اولاد خالص سبز عمامہ نہ باندھے بلکہ سفید عمامہ میں کوئی ایسی علامت اختیار کرے جس سے اس کا سید زادی کی اولاد ہونا ثابت ہوتا ہو تاکہ لوگ اس کا احترام کریں اور اس کی بے ادبی سے بچیں تو یہ اپنا نسب بدلنے کے قبیل سے نہیں ہوگا جبکہ خالص سبز عمامہ کا نجیب الطرفین سیدوں کے لئے اور سفید عمامہ میں مخصوص علامت کا سید زادی کی اولاد کے لئے شعار ہونا لوگوں کے عرف و عادت کی بناء پر ہو ورنہ ان دونوں کی شرع میں کوئی اصل نہیں علامہ عہد الرؤف مناوی شرح جامع صلیبیہ

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرماتے ہیں کہ امام ذہبی نے کہا ہے کہ سبز علامت کے لیے شرع میں کوئی اصل نہیں بلکہ سلطان شعبان کے حکم سے ۳۷۲ھ میں حادث ہوئی۔

امام عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ کے اس ارشاد نے صاف صاف بتا دیا کہ ۳۷۲ھ تک اکثر مسلمانوں اور ان کے مشائخ و علماء کا عام لباس سفید رنگ کے کپڑے اور سفید رنگ کا عمامہ تھا۔ سلطان شعبان نے اس بن میں حکم دیا تو سبز عمامہ نجیب الطرفین سادات نے اس لئے باندھنا شروع کیا کہ لوگ اس عمامہ کو دیکھ کر ان کا ادب بجالائیں اور ان کی بے ادبی سے بچیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایک انوکھی تحقیق

حضرت مولانا مفتی ظریف القادری صاحب مدرس و مفتی جامعہ حنیفہ سراج العلوم گوجرانوالہ نے،، سبز عمامہ کے جواز و استحباب پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی محاسبہ " کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰ پر آپ لکھتے ہیں۔

سوال:- کیا سفید رنگ کا عمامہ پہننا کسی صریح اور صحیح حدیث سے ثابت ہے؟

جواب:- ماہنامہ البر کے مضمون نگار نے سفید رنگ کے عمامہ کو ہی مسنون ثابت کرنے کے لئے ادھر ادھر سے بعض علماء کے اقوال کا سہارا تو لیا مگر ایک بھی حدیث ایسی پیش نہیں کر سکے جس سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح طور پر سفید رنگ کا عمامہ پہننا یا پہننے کا حکم ارشاد فرماتا ثابت ہو۔ بلکہ اس کے برعکس مضمون کو بڑھانے کے لیے سیاہ عمامہ کے بارے متعدد روایات نقل فرمادیں حالانکہ سیاہ عمامہ زیر بحث نہ تھا نہ ہے ہم اس سوال کا جواب محترم مضمون نگار کے ذمہ چھوڑتے ہیں کیونکہ وہ سفید عمامہ ہی کو سنت قرار دینے کے لئے کافی تحقیق کر چکے ہیں بہر حال بندہ ناچیز کے فی الحال علم میں ایسی کوئی روایت نہیں جس میں واضح طور پر سفید عمامہ کا ذکر ہو۔ (اھ بلفظہ التمام)

مفتی صاحب موصوف سے ہم جواباً عرض کرتے ہیں کہ اولاً ہم نے ابتداء میں جو آٹھ حدیثیں پیش کی ہیں اگرچہ یہ مطلق سفید لباس کے بارہ میں ہیں لیکن مطلق لباس میں چونکہ عمامہ بھی داخل ہے اور اس کو آپ نے بھی اپنی اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۸ کے ان لفظوں میں مانا ہے "اور لباس میں بھی داخل ہے" تو پھر سفید عمامہ کے بارہ میں حدیث کی موجودگی کے انکار کی وجہ کیا ہے؟

ثانیاً آپ نے اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۱ پر شیخ محقق علی الاطلاق کی کتاب ضیاء القلوب سے یہ خود نقل کیا ہے کہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دستار مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات سفید بودوگا ہے دستار سیاہ و احیاناً سبز پھر اس کا ترجمہ ان لفظوں میں کیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک اکثر سفید ہوتی تھی اور کبھی سیاہ اور کبھی سبز رنگ کی ہوتی تھی شیخ کی اس عبارت کو آپ نے اپنے اس سوال کے جواب میں پیش کیا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز عمامہ استعمال فرمایا ہے؟ تو شیخ کی یہی عبارت ہمارے اس سوال کا جواب بھی بنتی ہے کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر اوقات میں سفید عمامہ استعمال فرمایا، الحاصل اس عبارت میں اگر آپ کا مدعا ثابت ہو سکتا ہے تو اسی سے ہمارا مدعا بھی حاصل ہوتا ہے پھر آپ کا سفید عمامہ کے متعلق ایسی حدیث کا مطالبہ کرنا جس سے واضح طور پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفید رنگ کا عمامہ پہننا یا پہننے کا حکم ارشاد فرمانا ثابت ہو بے جا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے کی توفیق بخشے آمین۔

ثالثاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید لباس پہننے کا حکم فرمایا اور اس کو بہترین لباس قرار دیا تو اس سے یہی قرین قیاس ہے کہ آپ نے خود بھی عمامہ سمیت اپنا لباس اکثر اوقات میں سفید ہی پہنا ہوگا اس لئے سفید عمامہ کے لئے کسی خاص نص کا مطالبہ بیکار ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

ایک تشویشناک خبر

ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ رقم طراز ہے دعوت اسلامی کی تبلیغ کا اثر دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت پر بھی ہو گیا۔ دیوبندی تہلیغیوں کو آپ دیکھیں گے کہ انہوں نے بھی سروں پر پگڑیاں باندھ لی ہیں جبکہ وہ پہلے عمامہ کی سنت سے غافل تھے۔ یہ سہرا دعوت اسلامی کے سر پر ہے۔ دیوبندیوں کی پگڑیاں سفید اور دعوت اسلامی کی پگڑیاں سبز رنگ کی ہیں۔ (ماہنامہ مذکورہ بالا بابت دسمبر ۱۹۹۳ء صفحہ نمبر ۵)

مقام غور

ہے کہ دعوت اسلامی نے اصل مسنون رنگ کو چھوڑ کر سبز رنگ کو عمامہ میں اختیار کیا تو اصل مسنون رنگ (سفید رنگ) ہمارے مخالفین کے حصہ میں آ گیا۔ اے کاش اگر دعوت اسلامی پہلے دن ہی سے سفید عمامہ کو اپنا شعار بناتی تو اس کے مبلغین کو سنت عمامہ کا ثواب بھی ملتا۔ اور ہمارے مخالفین کے حصہ میں بھی اصل سنت نہ آتی۔ اور نہ مخالفین کو سبز عمامہ پر طرہ طعنہ کا موقع ملتا۔

(۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۶ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ساتواں مقالہ

رسالہ: استنباء کے شرعی احکام

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على جميع الانبياء والمرسلين وعلى
الهم واصحابهم اجمعين. برادر طریقت حضرت مولانا محمد محفوظ چشتی سلمہ القوی ناظم اعلیٰ دارالمطالعہ
جماعت اہل سنت چکسواری ضلع میرپور آزاد کشمیر کی فرمائش پر یہ رسالہ استنجاء کے شرعی احکام لکھا گیا۔ اللہ
کریم جل شانہ اسے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔

استنجاء کی فضیلت

استنجاء کی فضیلت قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَيَسْجُدْ وَتَسْجُدُ
يَسْبُونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ ۝ اس (مسجد قباء کے آس پاس) میں وہ لوگ ہیں
کہ خوب ستھرا ہونا چاہتے ہیں اور ستھرے لوگ اللہ کو پیارے ہیں۔ (پ ۱۱-۲)

شان نزول

یہ آیت مسجد قبا والوں کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کے نزول پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
صحابیوں سے پوچھا کہ تم کیسی طہارت کرتے ہو کہ رب تعالیٰ نے تمہاری تعریف فرمائی ہے۔ انہوں نے
عرض کیا کہ ہم اولاً ذھیلوں سے پھر پانی سے استنجاء کرتے ہیں فرمایا ٹھیک ہے۔ (نور العرفان ص ۳۲۴)
اور تفسیر مدارک میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار کی جماعت اللہ تعالیٰ نے تمہاری تعریف کی ہے سو وہ
کیا کام ہے جو تم وضو اور پاخانہ کے وقت کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم ٹی
پیشاب پھرنے کے بعد تین پتھروں سے صفائی کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد پانی سے استنجاء کرتے ہیں۔ یہ
سن کر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔ (حاشیہ جلالین ص ۱۶)

اور تفسیر صاوی میں ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ خدا کی قسم ہم اس کے سوا کچھ نہیں جانتے کہ
ہمارے پھروس میں رہنے والے یہودی لوگ پانی سے استنجاء کیا کرتے تھے تو ہم بھی ایسا کرتے ہیں۔ اور
بزار کی روایت میں ہے کہ انہوں نے عرض کیا۔ ہم پتھر استعمال کرنے کے بعد پانی استعمال کرتے
ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ هُوَ ذَلِكَ عَلَيْكُمْ۔ یہی وہ پاکی ہے جس کو اللہ نے سراہا ہے۔ سو تم پتھر پاکی
لازم ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(صاوی ص ۱۴۴ ج ۲)

اس آیت کریمہ سے پانی سے استنجاء کرنے کی فضیلت بخوبی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ کریم ہمیں عمل کی توفیق عنایت فرمائے۔ (آمین)

استنجاء کا مفہوم

پیشاب اور ٹی کے راستے پر جو پلیدی ہوا سے زائل کرنے کا نام استنجاء ہے۔

(حاشیہ شمس علی التہمین ص ۷۶ ج ۱)

استنجاء کی قسمیں

استنجاء کی پانچ قسمیں ہیں۔ دو قسم کا استنجاء واجب ہے۔ (۱) جنابت یا حیض یا نفاس کے غسل کے وقت استنجاء کرنا تاکہ پلیدی اس کے جسم پر نہ پھیلے (۲) جب پلیدی اپنے مخرج سے نکل کر اس سے آگے بڑھے خواہ تھوڑی ہو یا زیادہ استنجاء کرنا واجب ہے۔ یہ امام محمد کا قول ہے اور اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور شیخین کے نزدیک جب مقدار ایک درہم بڑھے گی تو استنجاء واجب ہوگا (۳) جب پلیدی مخرج سے نہ بڑھے تو استنجاء کرنا سنت ہے۔ (۴) جب پیشاب کیا ہو اور ٹی نہ کی ہو تو آلہ تناسل کا استنجاء مستحب ہے (۵) جب صرف بدبودار ہوا خارج ہوئی ہو تو استنجاء کرنا بدعت ہے اسی طرح کتاب الاختیار شرح المختار میں مذکور ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۵۰ ج ۱)

وہ جگہیں جہاں قضاے حاجت ممنوع ہے

ان جگہوں میں ٹی یا پیشاب کرنا مکروہ ہے (۱) پانی میں اگرچہ بہہ رہا ہو (۲) دریا یا کنوئیں یا تالاب یا چشمے کے کنارے پر (۳) پھلدار درخت کے نیچے (۴) فصل والے کھیت میں (۵) سایہ میں جہاں لوگ بیٹھتے ہوں (۶) مسجد کے قرب و جوار میں (۷) چوپایوں کے باندھنے کی جگہ میں (۸) لوگوں کے راستے میں (۹) ہوا کے چلنے کی سمت میں (۱۰) چھپے یا سانپ یا چیونٹی کے سوراخ میں (۱۱) شکاف میں (۱۲) ایسی جگہ جس پر کوئی گزرتا ہو یا بیٹھتا ہو (۱۳) راستے کے قرب و جوار میں (۱۴) کسی قافلے کے قرب و جوار میں (۱۵) کسی خیمہ کے آس پاس میں (۱۶) بلند جگہ میں کہ پیشاب بہہ کر قدموں کو پلید کرے۔ اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اسی طرح (۱۷) عید گاہ کے پہلو میں (۱۸) قبرستان میں (۱۹) وضو گاہ (۲۰) اور غسل خانے میں قضائے حاجت کرنا بھی مکروہ ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۱۲ ج ۲)

(۲۱) اور ہڈی یا میٹنی پر قضائے حاجت مکروہ ہے (در مختار ص ۲۵۲ ج ۲)

(۲۲) جنازہ گاہ کے آس پاس قضائے حاجت بھی مکروہ ہے۔ (طحطاوی علی المراقی ص ۳۰)

کن چیزوں سے استنجاء کرنا جائز ہے

قضائے حاجت کے بعد ٹی پیشاب کی پلیدی دور کرنے کے لئے ہر وہ شے استعمال کرنا جائز ہے جو بے قیمت بیکار پاک ہو کہ پلیدی کی رطوبت کو جذب کر کے موضع نجاست کو صاف کر دے۔ ڈھیلا ہویا پتھر، مٹی ہو یا پرانا کپڑا، زمین ہو یا دیوار سب برابر ہیں۔ کذا فی الفتاوی الرضویہ ص ۱۴۳ ج ۲

کن چیزوں سے استنجاء کرنا منع ہے

ہڈی، کھانے کی شے، گوبر، پکی اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلے، جانوروں کے چارہ سے اور ایسی چیز سے جس کی کچھ قیمت ہو اگرچہ آدھ پیسہ بھی ان سب چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ ہے۔ یونہی کاغذ سے استنجاء کرنا منع ہے اگرچہ اس پر کچھ لکھانہ ہو یا ابو جہل ایسے کافر کا نام لکھا ہو اور جس ڈھیلے سے ایک بار استنجاء کر لیا ہو اسے دوبارہ کام میں لانا مکروہ ہے مگر اس کی دوسری کروٹ پاک ہو تو اس سے استنجاء کر سکتا ہے۔

(بہار شریعت ص ۱۱۴ ج ۲)

قضائے حاجت کی دعائیں

جب پاخانہ کو جائے تو مستحب ہے کہ جائے حاجت سے باہر یہ پڑھ لے۔ بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ النّٰعِثِ وَالنّٰعٰثِ پھر نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے غفرانک الحمد لله الذی اذهب عنی ما یوْذی وامنک علی ما ینطعنی (بہار شریعت ص ۱۱۴ ج ۲)

ڈھیلوں سے استنجاء کرنے کا طریقہ

پاخانہ کے بعد مرد کے لئے ڈھیلوں کے استعمال کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے موسم میں پہلا ڈھیلا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

آگے سے پیچھے کو لے آئے اور دوسرا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لے آئے اور تیسرا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور سردی کے موسم میں اس کے برعکس کرے یعنی پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لے جائے اور دوسرا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے آئے اور تیسرا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لے آئے اور عورت سردی اور گرمی کے موسم میں اُسی طرح کرے جس طرح مرد گرمی میں کرتا ہے یعنی پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا ڈھیلا پیچھے سے آگے کو لے آئے اور تیسرا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے آئے۔

(ہکذا فی التہمین للنزیلی ص ۷۷ ج ۱)

پیشاب گاہ کے استنجاء کا طریقہ

مرد اپنے آلہ تناسل کو بائیں ہاتھ سے پکڑے اور پتھر وغیرہ پر اسے گزارے یہاں تک کہ پیشاب کی تری خشک ہو جائے نہ ہی آلہ تناسل کو اور نہ ہی پتھر کو دائیں ہاتھ سے پکڑے۔

(کذا فی حواشی الطحاوی علی المراتی ص ۲۶)

پانی سے استنجاء کرنے کا طریقہ

پاخانہ کے بعد پانی سے استنجاء کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور اگلیوں کے پیٹ سے دھوئے اور اگلیوں کے سرے نہ لگیں اور پہلے بیچ والی انگلی اونچی رکھے پھر جو انگلی اس سے متصل ہے۔ اس کے بعد چھینگی اونچی رکھے اور مبالغہ سے دھوئے تین اگلیوں سے زیادہ کے ساتھ طہارت نہ کرے اور آہستہ آہستہ ملے یہاں تک کہ پلیدی کی چکنائی زائل ہو جائے۔

(بہار شریعت ص ۱۱۵ ج ۲)

استنجاء کے ضروری مسائل

(۱) پیشاب کرنے کے بعد جس کو یہ احتمال ہے کہ کوئی قطرہ باقی رہ گیا ہے یا قطرہ پھر آئے گا اس پر استبراء یعنی پیشاب کرنے کے بعد اگر قطرہ رکا ہوا ہو تو گر جائے واجب ہے۔ استبراء ٹہلنے سے ہوتا ہے یا زمین سے پاؤں مارنے سے یا داہنے پاؤں کو بائیں پر اور بائیں کو داہنے پر رکھ کر زور کرنے یا بلندی سے نیچے اترنے یا نیچے سے بلندی پر چڑھنے یا کھنگارنے یا بائیں کروٹ پر لیٹنے سے ہوتا ہے اور استبراء اس وقت تک

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرے کہ دل کو اطمینان ہو جائے اور یہ استبراء کا حکم مردوں کے لئے ہے۔ عورتیں فارغ ہونے کے بعد تھوڑی دیر وقفہ کر کے طہارت کریں۔ (بہار شریعت ص ۱۱۵ ج ۲)

(۲) ڈھیلوں کی کوئی مقرر مقدار سنت نہیں بلکہ جتنے ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے اتنے استعمال کرے البتہ مستحب یہ کہ وہ طاق ہوں اور کم از کم تین ڈھیلے ہوں (نور الایضاح)

(۳) جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ حاجت سے زیادہ بدن کھولے۔

(بہار شریعت ص ۱۱۲ ج ۲)

(۴) قضائے حاجت کے وقت دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے تاکہ جلد فارغ ہو سکے۔ (بہار شریعت)

(۵) کھڑے ہو کر یا لیٹ کر یا ننگے ہو کر پیشاب کرنا مکروہ ہے نیز ننگے سر پا خانہ پیشاب کو جانا بھی مکروہ ہے۔

(۶) اپنے ساتھ ایسی چیز لے جانا جس پر کوئی دعایا اللہ و رسول یا کسی بزرگ کا نام لکھا ہو۔ ممنوع ہے۔

(بہار شریعت)

(۷) کوئی متبرک کاغذ بٹوے یا جیب میں رکھ کر یا گلے میں یا بازو پر تعویذ باندھ کر ٹٹی خانہ میں جانا جائز ہے۔ (واللہ اعلم)

(۸) پیشاب کرتے وقت کسی قسم کی گفتگو کرنا مکروہ ہے اور دو آدمیوں کا قضائے حاجت کے وقت آپس میں گفتگو کرنا اور زیادہ سخت ہے۔ ہاں عذر کے وقت گفتگو کرے تو ممانعت نہیں۔ یوں ہی استنجاء خشک کرتے وقت گفتگو کرنا بھی منع ہے۔

(۹) پاخانہ یا پیشاب پھرتے وقت یا استنجاء کرتے وقت قبلہ کو منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر چہ عمارت کے اندر ہو پھر اگر بھولے سے قبلہ کو منہ کر کے بیٹھ گیا ہو اور یاد آ جائے تو قبلہ سے منہ پھیر لینا مستحب ہے۔ بشرطیکہ ایسا کرنا ممکن ہو۔ ورنہ کوئی حرج نہیں۔

(۱۰) بچے کو پاخانہ پیشاب پھیرالے ڈالے کو مکروہ ہے کہ وہ اس بچے کا منہ قبلہ کو کرے ورنہ یہ شخص گناہگار ہوگا۔ اکثر عورتیں اس بات کا خیال نہیں رکھتیں۔

(۱۱) پاخانہ پیشاب پھرتے وقت سورج اور چاند کی طرف نہ منہ ہونہ پیٹھ کہ یہ دونوں اللہ کی عظیم نشانیوں میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے ہیں۔

(۱۲) پانی سے استنجاء کرنا افضل ہے بشرطیکہ پردہ میں پانی سے استنجاء کرنا ممکن ہو اور اگر اس کے لئے بے پردگی ہوتی ہو تو پھر پھر سے ہی استنجاء کر لے اور پانی سے استنجاء نہ کرے اور افضل یہ ہے کہ پھر سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ سلف صالحین کے زمانے میں پانی سے استنجاء مستحب تھا مگر ہمارے زمانے میں سنت ہے اور بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ پانی سے استنجاء ہر دور میں سنت ہے اور یہی قول صحیح مفتی بہ ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ ص ۸۴ ج ۱)

(۱۳) خود نیچی جگہ بیٹھنا اور پیشاب کی دھارا اونچی جگہ گرا کر نامنوع ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۱۲ ج ۲)

(۱۴) اگر استنجاء کرنے کے بعد اکثر شیطان و سوسہ آتا ہو تو اس کی طرف توجہ نہ دے جیسا کہ نماز میں حکم ہے اور اپنی میانی پر تھوڑا سا پانی چھڑک دے تاکہ اگر کوئی تری دیکھے تو اس پر محمول کر سکے۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۴۹ ج ۱)

(۱۵) امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پانی سے استنجاء کرتے وقت پہلے ٹہنی کی جگہ کو پھر پیشاب کی جگہ کو دھوئے اور صاحبین کے نزدیک پہلے پیشاب کی جگہ کو دھوئے اور علامہ غزنوی صاحبین کے قول پر چلے ہیں اور یہی زیادہ مناسب ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۴۹ ج ۱)

(۱۶) پانی سے استنجاء کیا تو استنجاء سے فارغ ہونے پر بایاں ہاتھ بھی پاک ہو گیا ہے اسے دوبارہ دھونا زیادہ پاکی اور زیادہ ستھرائی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارہ میں مروی ہے کہ آپ نے دست مبارک استنجاء کرنے کے بعد دھویا اور اسے دیوار سے رگڑا۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۴۹ ج ۱)

(۱۷) جس شخص کا بایاں ہاتھ نہ ہو اور نہ کوئی ایسا شخص موجود ہو جو اس کے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالے تو استنجاء نہ کرے اور اگر جاری پانی پر ہو تو دائیں ہاتھ سے استنجاء کرے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۴۶ ج ۱)

(۱۸) ایسی سخت زمین پر جس سے پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر آئیں۔ پیشاب کرنا ممنوع ہے۔ ایسی جگہ کو کرید کر نرم کر لے یا گڑھا کھود کر پیشاب کرے۔ (بہار شریعت ص ۱۱۲ ج ۲)

(۲۰) استنجاء کرتے وقت چھینک یا سلام یا آذان کا جواب زبان سے نہ دے اور اگر چھینک مارے تو زبان سے الحمد للہ نہ کہے بلکہ دل میں کہہ لے۔ (بہار شریعت ص ۱۱۲ ج ۱)

(۲۱) استنجاء کے وقت پاخانہ کا مقام سانس کے زور سے نیچے کود با کر رکھیں اور خوب اچھی طرح دھوئیں کہ

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دھونے کے بعد ہاتھ میں بوباقی نہ رہے۔ پھر کسی پاک کپڑے سے پونچھیں اور کپڑا پاس نہ ہو تو بار بار ہاتھ سے پونچھیں کہ تری برائے نام رہ جائے۔ (بہار شریعت ص ۱۱۳ ج ۲)

(۲۲) قبل یاد بر سے نجاست نکلے تو ڈھیلوں سے استنجاء کرنا سنت ہے اور اگر صرف پانی سے ہی استنجاء کر لے تو بھی جائز ہے۔ مگر مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے سے استنجاء کرنے کے بعد پانی سے استنجاء کرے۔

(بہار شریعت ص ۱۱۳ ج ۲)

(۲۳) ڈھیلوں سے طہارت اس وقت کفایت کرے گی جبکہ نجاست سے نہ نکلے آس پاس کی جگہ ایک درہم سے زیادہ آلودہ نہ ہو اور اگر درہم سے زیادہ جگہ پر پلیدی لگ جائے تو پانی سے استنجاء کرنا واجب ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۱۲ ج ۲)

(۲۴) پرانی دیوار سے استنجاء کے ڈھیلے لینا جائز نہیں اگرچہ وہ مکان اس کے کرایہ میں ہو۔

(بہار شریعت ص ۱۱۲ ج ۲)

(۲۵) زمزم شریف کے پانی سے استنجاء کرنا مکروہ ہے اور ڈھیلانہ لیا ہو تو ناجائز ہے۔

(بہار شریعت ص ۱۱۵ ج ۲)

(۲۶) وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجاء کرنا خلاف اولیٰ ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۱۵ ج ۲)

(۲۷) پاک ڈھیلے دائیں جانب رکھنا اور کام میں لانے کے بعد بائیں جانب رکھ دینا اس طرح پر کہ جس رخ میں نجاست لگی ہو نیچے ہو مستحب ہے۔

(بہار شریعت ص ۱۱۵ ج ۲)

(۲۸) سردیوں میں گرمیوں کی نسبت دھونے میں زیادہ مبالغہ کرے اور اگر سردیوں میں گرم پانی سے استنجاء کرے تو اسی قدر مبالغہ کرے جتنا گرمیوں میں۔ مگر گرم پانی سے استنجاء کرنے میں اتنا ثواب نہیں جتنا سرد پانی سے اور مرض کا بھی احتمال ہے۔

(۲۹) روزے کی حالت میں نہ زیادہ پھیل کر بیٹھے اور نہ مبالغہ کرے۔

(بہار شریعت ص ۱۱۵ ج ۲)

(۳۰) ریتلے پتھر سے استنجاء خشک کرنا ہو تو استنجاء خشک کرتے وقت یہ خیال رکھے کہ پیشاب والے ریت کے ذرات جوتی میں جمع نہ ہوں اور نہ کپڑوں کو لگیں۔ واللہ اعلم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

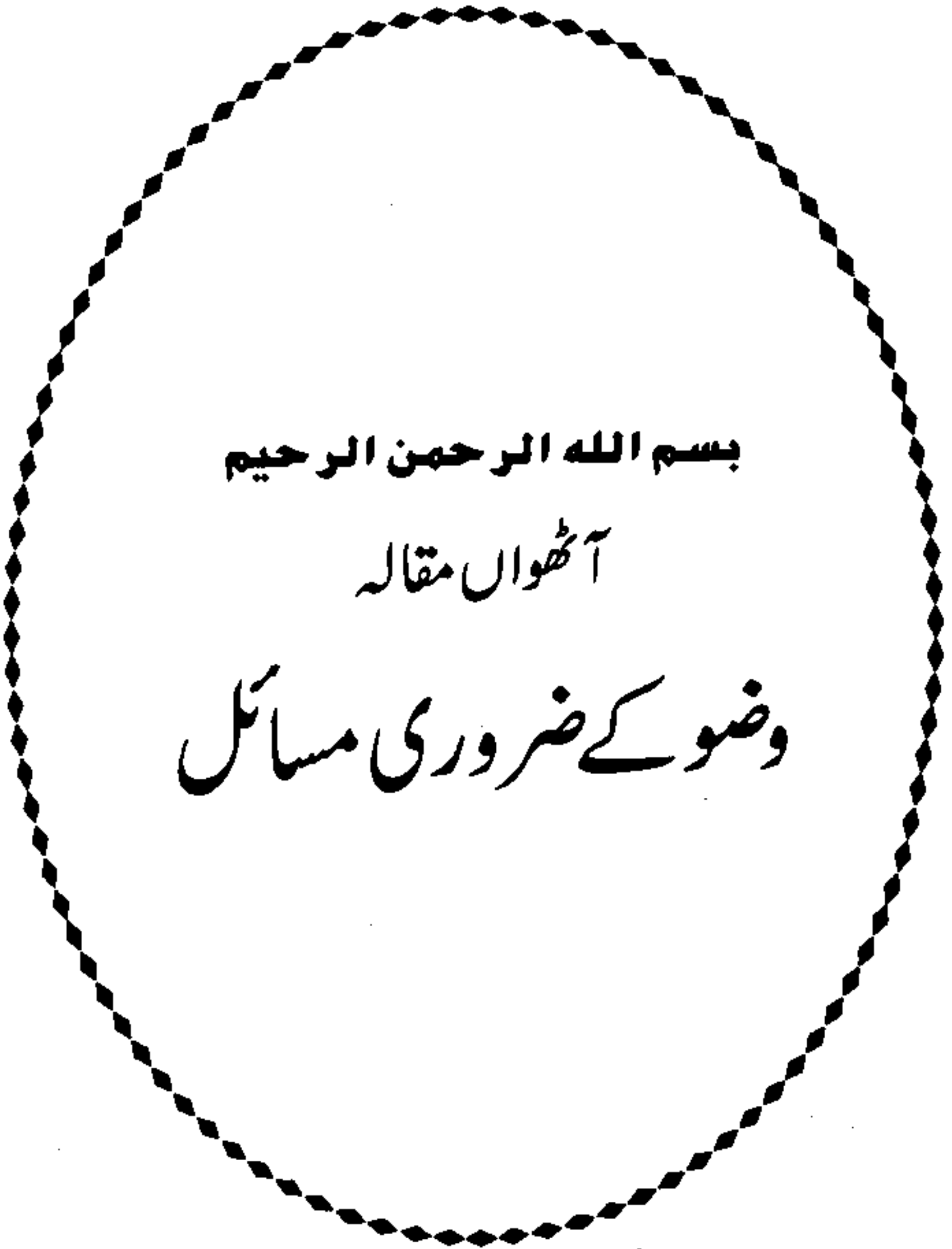
استنجاء کے آداب

جب انسان بیت الخلاء یعنی ٹٹی خانے میں جانے کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ وہ کپڑے نہ پہن کر جائے جن میں وہ نماز پڑھے گا ورنہ پوری پوری کوشش کرے کہ کپڑوں پر پلیدی اور مستعمل پانی نہ لگے اور سر پر کپڑا باندھ لے اور داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھے۔ بسم اللہ اللہم انی اعوذ بک من الخبیث والخبائث واعوذ بک من الرجس الخبیث المخبث الشیطان اور مکروہ ہے کہ وہ بیت الخلاء میں ایسی انگوٹھی پہن کر جائے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام یا قرآن مجید کی کوئی آیت وغیرہ لکھی ہوئی ہو۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر داخل کرے اور بیٹھے اور کھڑے ہو کر بے پردگی نہ کرے اور دونوں پاؤں کے درمیان کشادگی رکھے اور بائیں پہلو پر زور ڈال کر بیٹھے اور بیت الخلاء میں گفتگو نہ کرے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے، اور نہ زبان سے ذکر الہی کرے اور نہ چھینک آنے پر الحمد للہ کہے اور اگر کسی کو چھینکتے سننے تو اس کی چھینک کا جواب بھی نہ دے اور نہ آذان کا جواب دے اور نہ بلا وجہ اپنی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ پیٹ سے خارج ہونے والی شے کو دیکھے اور نہ پیشاب پر تھو کے اور نہ ناک سے نکلے اور نہ کھنکار ڈالے اور نہ ادھر ادھر دیکھنے میں کثرت کرے اور نہ اپنے بدن سے کھیلے اور نہ چھت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے اور جلد سے فارغ ہونے کی کوشش کرے۔ پیشاب پر زیادہ دیر نہ بیٹھے کہ اس سے بوا سیر اور کلیجے کی مرض عارض ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ لقمان علیہ السلام سے مروی ہے۔ پھر جب فارغ ہو کر کھڑا ہو تو یہ دعا پڑھے۔

الحمد للہ الذی اذہب عني الاذی وعافانی اور دایاں پاؤں نکال کر بیت الخلاء سے نکلے۔

(بحر الرائق ص ۲۴۳ ج ۱)

(۵ شعبان المعظم ۱۴۰۷ھ)



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله خالق السموات والارضين والصلوة والسلام على نبيه الامين وعلى اله واصحابه اجمعين اما بعد۔ برادرِ طریقت حضرت مولانا محمد محفوظ چشتی حیدری سلمہ ربّہ التّوی تاظم اعلیٰ دارالمطالعہ جماعت اہل سنت چکسواری ضلع میرپور آزاد کشمیر کی فرمائش پر افادہ عامۃ المسلمین کے لیے یہ مقالہ "وضو کے ضروری مسائل" ترتیب دینے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے اللہ کریم جل شانہ اسے ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔

جاننا چاہیے کہ پانچ اوقات کی نماز ہر بالغ مسلمان مرد و زن پر فرض عین ہے۔ نماز کی صحت کی شرائط میں سے ایک شرط طہارت بدنی ہے یعنی نمازی کے جسم کا حدث اور جنابت سے پاک ہونا شرط ہے حدث دور کرنے لیے وضو اور جنابت دور کرنے کے لیے غسل کیا جاتا ہے اور پانی کی عدم موجودگی کے وقت تیمم سے حدث و جنابت دور کی جاتی ہے اس مقالے میں ہم صرف وضو کے ضروری مسائل عرض کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

وضو کی تعریف

حدث دور کرنے کی نیت سے ہاتھ، چہرہ اور پاؤں کا دھونا اور سر کا مسح کرنا وضو کہلاتا ہے۔

وضو کے فرائض وضو میں چار باتیں فرض ہیں (۱) ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (۲) سارے چہرے کا دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) پاؤں کا ٹخنوں سمیت دھونا (عامہ کتب فقہ)

وضو کے واجبات وضو میں کوئی بات واجب نہیں ہے (در مختار)

وضو کی سنتیں وضو میں یہ باتیں سنت ہیں (۱) ثواب کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ شریف پڑھنا (۳) ابتدائے وضو میں ہاتھوں کو گھٹیوں تک دھونا (۴) ٹھکی کرنا (۵) ناک میں پانی چڑھانا (۶) مسواک کرنا اگر چہ انگلی کے ساتھ ہو (۷) داڑھی کا خلال کرنا (۸) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا (۹) ہاتھوں، چہرے اور دونوں پاؤں کو تین تین بار دھونا (۱۰) ایک بار سارے سر کا مسح کرنا (۱۱) دونوں کالوں کا مسح کرنا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا (۱۳) اعضاء کو پے درپے دھونا (۱۴) دائیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہاتھ میں برتن پکڑ کر دائیں پاؤں کی انگلیوں پر پانی ڈالنا اور اسے بائیں ہاتھ سے مل کر تین مرتبہ دھونا پھر بائیں پاؤں کی انگلیوں پر پانی ڈال کر اسے دھونا (۱۵) ہاتھوں اور پاؤں کو دھوتے وقت انگلیوں سے ابتداء کرنا (۱۶) سر کے اگلے حصہ سے مسح کی ابتداء کرنا (۱۷) پہلے کھلی کرنا پھر ناک میں پانی چڑھانا (۱۸) غیر روزہ دار کا کھلی اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۶ ج ۱) (۱۹) داڑھی کے جو بال چہرہ کے دائرہ سے نیچے ہیں ان کا مسح کرنا۔ (بہار شریعت ص ۱۸ ج ۲) (۲۱) دھوتے وقت اعضاء کو ملنا (۲۲) پانی میں فضول خرچی نہ کرنا (۲۳) پانی چہرہ پر نہ مارنا (۲۴) عورت کا اپنی فرج خارج کو دھونا (در مختار ج ۱ ص ۹۱)

وضو کے بعض مستحبات وضو کی بعض مستحبات

(۱) دائیں جانب سے وضو کی بعض مستحبات باتیں یہ ہیں۔ (۱) دائیں جانب سے ابتداء کرنا (۲) بیک وقت دونوں رخسارے دھونا (۳) بیک وقت دونوں کانوں کا مسح کرنا (۴) گردن کا مسح کرنا (۵) قبلہ رو بیٹھ کر وضو کرنا (۶) اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا (۷) وضو کا پانی پاک جگہ پر گرانا (۸) اپنے ہاتھ سے وضو کا پانی بھرنا (۹) دوسری نماز کے لئے پانی بھر کر رکھ دینا (۱۰) وضو کرتے وقت دوسرے سے مدد نہ لینا (۱۱) ڈھیلی آنکھوں وغیرہ کو حرکت دینا (۱۲) وقت آنے سے پہلے وضو کر لینا (۱۳) اطمینان سے وضو کرنا (۱۴) کپڑوں کو وضو کے پانی سے بچانا (۱۵) کانوں کا مسح کرنا (۱۶) مٹی کے برتن میں پانی بھر کر وضو کرنا (۱۷) لوٹا بائیں جانب رکھ کر وضو کرنا (۱۸) دائیں ہاتھ سے کھلی کرنا (۱۹) دائیں ہاتھ سے ناک میں پانی چڑھانا (۲۰) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۲۱) ناک میں بائیں ہاتھ کی چھنگلی ڈالنا (۲۲) پاؤں کو بائیں ہاتھ سے دھونا (۲۳) چہرہ دھوتے وقت ماتھے کے سرے پر پانی پھیلا کر ڈالنا تاکہ اوپر کا حصہ دھل جائے (۲۴) چہرہ کو دونوں ہاتھوں سے دھونا (۲۵) ہاتھ پاؤں دھونے میں انگلیوں سے شروع کرنا (۲۶) چہرے ہاتھ اور پاؤں کی مقررہ حد سے زیادہ جگہ کو دھونا (۲۷) ہر عضو کو دھو کر اس پر ہاتھ پھیر دینا تاکہ بوندیں کپڑوں پر نہ پڑیں (۲۸) ہلکے برتن سے وضو کرنا (۲۹) وضو کی نیت زبان سے کرنا (۳۰) ہر عضو کے وقت بسم اللہ پڑھنا (۳۱) وضو کے خاتمہ پر کلمہ شہادت پڑھنا (۳۲) ہر عضو کی دعا پڑھنا (۳۳) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا (۳۴) وضو کی کچھ تری باقی رہنے دینا (۳۵) وضو کرنے کے بعد ہاتھ نہ جھٹکنا (۳۶) وضو کے بعد میانی پر پانی چھڑک دینا (۳۷) تحیۃ الوضو کی دو رکعت پڑھنا (بہار شریعت ج ۲ ص ۱۹)

وضو کی دعائیں

وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھے کلی کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحَسَنِ عِبَادَتِكَ پڑھے ناک میں پانی چڑھاتے وقت اَللّٰهُمَّ اِرْحَنِيْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَ لَا تُرْحَنِيْ رَائِحَةَ النَّارِ پڑھے۔ چہرہ دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِيْ يَوْمَ تَبْيِضُ وَجُوْهُ "وَتَسْوُدُ وَجُوْهُ" پڑھے۔

دایاں بازو دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِيَمِيْنِيْ وَحَاسِبِيْ حَسَابًا يَّسِيرًا پڑھے۔ بایاں بازو دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِيْ كِتَابِيْ بِشِمَالِيْ وَلَا مِنْ وَّرَآءِ ظَهْرِيْ پڑھے۔ سر کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اَظْلِنِيْ تَحْتَ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ عَرْشِكَ پڑھے۔ اور کانوں کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ اَحْسَنَهُ پڑھے۔ گردن کا مسح کرتے وقت اَللّٰهُمَّ اَعِثْ رَقَبَتِيْ مِنَ النَّارِ پڑھے۔ دایاں پاؤں دھوتے وقت اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا وَسَفِيْءًا مَّشْكُوْرًا وَتَجَارِيْ لَنْ تَبُوْرَ پڑھے یا سب جگہوں پر درود شریف ہی پڑھتا جائے۔ اور درود شریف پڑھنا ہی بہتر ہے اور جب وضو سے فارغ ہو تو کلمہ شہادت پڑھے اور سورہ قدر پڑھے اور سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ اور اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ پڑھے۔ (بہار شریعت ص ۲۱ ج ۲)

وضو کے مکروہات

وضو میں یہ باتیں مکروہ ہیں (۱) عورت کے غسل یا وضو کے نیچے ہوئے پانی سے وضو کرنا (۲) پلید جگہ بیٹھ وضو کرنا (۳) وضو کا پانی پلید جگہ گرانا (۴) مسجد کے اندر وضو کرنا (۵) لوٹے میں مستعمل پانی کے قطرے ٹپکانا (۶) پانی میں تھوکرنا (۷) پانی میں سکنا (۸) قبلہ کی طرف تھوکرنا یا کھنکار ڈالنا یا کھلی کا پانی پھینکنا (۹) بلا حاجت دنیاوی گفتگو کرنا (۱۰) زیادہ پانی خرچ کرنا (۱۱) اتنا پانی خرچ کرنا کہ کوئی سقت ادا نہ ہو (۱۲) چہرہ پر پانی مارنا (۱۳) چہرہ پر پانی ڈالتے وقت پھونکنا (پھونکیں مارنا) (۱۴) ایک ہاتھ سے چہرہ دھونا (۱۵) گلے کا مسح کرنا (۱۶) ہاتھ سے کلی کرنا (۱۷) ہاتھ سے ناک میں پانی چڑھنا (۱۸) دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۱۹) اپنے لیے کوئی لونا مخصوص کر لینا (۲۰) جس کپڑے سے استنجا، خشک کیا ہو اس سے وضو کے اعضاء پر لٹھننا (۲۲) دھوپ کے گرم پانی سے وضو کرنا (۲۳) وضو کرتے وقت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہونٹ یا آنکھیں زور سے بند رکھنا جب کہ ہونٹ اور آنکھوں کے فرض حصوں تک پانی پہنچ جائے (۲۴) ہر سنت کا ترک بھی مکروہ ہے (۲۵) تین بار سے زیادہ کسی عضو کو دھونا (۲۶) بلا ضرورت وضو کرتے وقت دوسرے سے مدد لینا۔ (در مختار ص ۹۷ ج ۲)

وضو توڑنے والی باتیں: یہ باتیں وضو توڑتی ہیں۔

(۱) پاخانہ بیٹھنا (۲) پیشاب پھرنا (۳) مرد یا عورت کے اگلے یا پچھلے راستہ سے فودی یا مندی یا منی یا کیرایا کنکری وغیرہ کا ٹکنا (۴) ٹٹی کی راہ سے بدبودار ہوا کا خارج ہونا (۵) جسم کی کسی بھی جگہ سے خون، پیپ زرد پانی وغیرہ کا نکل کر ایسی جگہ کی طرف بہنا جس کی طہارت وضو یا غسل میں فرض ہوتی ہے (۶) کھانے یا پانی یا صفراء وغیرہ کی منہ بھر کر قے کرنا (۷) لیٹ کر یا کسی ایسی شے کی ٹیک یا تکیہ یا سہارا لے کر سونا کہ وہ ہٹائی جائے تو وہ گر پڑے (۸) بے ہوش ہو جانا (۹) پاگل ہو جانا (۱۰) نشہ والا ہو جانا (۱۱) غشی کا چھا جانا (۱۲) رکوع و سجود والی نماز میں بالغ کا قہقہہ لگانا (۱۳) اکہ تناسل کو تندی کی حالت میں عورت کی شرم گاہ سے مس کرنا جبکہ پردہ حائل نہ ہو (۱۴) تھوک پر خون کے رنگ کا غالب آ جانا (بہار شریعت ص ۲۴ ج ۲)

وضو نہ توڑنے والی باتیں

ان باتوں سے وضو نہیں ٹوٹتا (۱) بلا حائل مرد یا عورت کا اپنے اکہ تناسل یا قبل یا دبر کو ہاتھ لگانا (۲) اکہ تناسل میں روئی بھری ہونے کی حالت میں اُس روئی کے اندرونی حصہ کا پیشاب سے تر ہو جانا (۳) بہے بغیر خون کا ظاہر ہو جانا (۴) خون لکے بغیر چمڑے کا کٹ کر گرنا (۵) کیرے کا زخم یا کان یا ناک سے ٹکنا بشرطیکہ اس کے جسم پر تری نہ ہو (۶) غیر محرم عورت کو بلا حائل چھونا (۷) بلغم کی قے اگرچہ منہ بھر ہو (۸) کھانے یا پانی کی قے جبکہ منہ بھر نہ ہو (۹) سرین جما کر بیٹھنے والے کا نیند کے غلبہ سے ادھر ادھر جھومنا (۱۰) سجدہ یا رکوع میں مسنون حالت میں سو جانا (مرآۃ الفلاح ص ۵۱) (۱۱) آنسو بہا کر رونے اور بچے کو دودھ پلانے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا کیوں کہ آنسو اور دودھ پاک ہوتے ہیں اور پاک شے کے خروج سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہ کام جن کیلئے وضو کرنا فرض ہے

نماز پڑھنے کے لئے اگرچہ نفل نماز ہو یا سجدہ تلاوت ہو یا نماز جنازہ ہو (۲) قرآن مجید کو ہاتھ میں پکڑنے

۱۰۲
کے لئے با وضو ہونا فرض ہے۔ (بہار شریعت ص ۲۲ ج ۲)

وہ کام جن کیلئے وضو کرنا واجب ہے

بیت اللہ شریف کا طواف کرنے کے لئے وضو کرنا واجب ہے۔ (بہار شریعت)

وہ کام جن کیلئے وضو کرنا سنت ہے

غسل جنابت سے پہلے وضو کرنا (۲) جنبی شخص کیلئے کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا (۳) آذان کہنے کے لئے وضو کرنا (۴) اقامت کہنے کے لئے وضو کرنا (۵) خطبہ جمعہ پڑھنے کے لئے وضو کرنا (۶) خطبہ عیدین پڑھنے کے لئے وضو کرنا (۷) روضہ نبوی کی زیارت کے لئے وضو کرنا (۸) عرفہ میں وقوف کے لئے وضو کرنا (۹) صفا مردہ کے مابین سعی کرنے کے لئے وضو کرنا سنت ہے (بہار شریعت ص ۲۲ ج ۲)

وہ کام جن کیلئے وضو کرنا مستحب ہے

سونے سے پہلے وضو کرنا (۲) جاگنے کے بعد وضو کرنا (۳) میت کو نہلانے کے بعد وضو کرنا (۴) جنازہ اٹھانے کے بعد وضو کرنا (۵) اپنی بیوی سے جماع کرنے سے پہلے وضو کرنا (۸) علم دین پڑھنے کے لئے وضو کرنا (۹) علم دین پڑھانے کے لئے وضو کرنا (۱۰) جمعہ وعیدین کے خطبوں کے علاوہ خطبہ کے لئے وضو کرنا (۱۱) دینی کتب چھونے کے لئے وضو کرنا (۱۲) اپنی شرمگاہ کو چھونے کے بعد وضو کرنا (۳) جھوٹ بولنے کے بعد وضو کرنا۔ (۱۴) گالی دینے کے بعد وضو کرنا (۱۵) فحش لفظ زبان سے نکالنے کے بعد وضو کرنا (۱۶) کافر سے بدن چھو جانے کے بعد وضو کرنا (۱۷) صلیب کو چھونے کے بعد وضو کرنا (۱۸) بت کو چھونے کے بعد وضو کرنا (۱۹) کوڑھی یا سفید داغ والے کو چھونے کے بعد وضو کرنا (۲۰) بد بودار بغل کھیلانے کے بعد وضو کرنا (۲۱) نماز سے باہر قہقہہ لگانے کے بعد وضو کرنا (۲۲) فحش لڑچکر پڑھنے کے بعد وضو کرنا (۲۳) اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد وضو کرنا (۲۴) کسی عورت کے بدن سے اپنے بدن کا بلا حائل مس ہو جانے کے بعد وضو کرنا (۲۵) وضو پر وضو کرنا جبکہ دوسری مجلس میں کیا جائے۔

(بہار شریعت و بحر الرائق وغیرہ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وضو کرنے کا طریقہ

نمازی استنجاء کرنے کے بعد پاک بلند جگہ پر بیٹھے۔ اپنی بائیں جانب پانی کا لوٹا رکھ کر وضو کی نیت کرے۔ بسم اللہ پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ گھٹیوں تک دھوئے پھر دائیں ہاتھ میں پانی لے کر منہ میں ڈالے۔ اگر مسواک موجود ہو تو مسواک سے ورنہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے مسواک کرے اور غرغہ کر کے حلق تک منہ کے ہر حصہ پر سے پانی گزارے تین کلیاں کرنے کے بعد اپنے دائیں ہاتھ سے ناک میں پانی چڑھائے اور سانس کھینچ کر پانی ناک کے دونوں نچھوں کے ہر حصہ پر سے گزارے بائیں ہاتھ کی چھنگلی نچھوں میں ڈال کر ناک کی صفائی کرے اور بائیں ہاتھ سے ناک کو جھاڑے۔ تین مرتبہ ناک میں پانی چڑھانے کے بعد پیشانی سے ٹھوڑی تک اور ایک کان کی ٹو سے دوسرے کان کی ٹو تک چہرے کو دھو کر ہر بال پر سے تین مرتبہ پانی گزارے تاکہ کوئی بال برابر جگہ خشک نہ رہ جائے، ناک کے قریب آنکھ کے کؤوں میں بھی پانی پہنچائے۔ پھر دایاں بازو کہنیوں سمیت تین مرتبہ دھوئے اور کوئی جگہ بال برابر خشک نہ رہے۔ پھر اسی طرح بائیں بازو دھوئے پھر سر کا مسح اس طرح کرے کہ انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے سوا ایک ہاتھ کی باقی تین انگلیوں کے سرے دوسرے ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے سروں سے ملائے اور پیشانی کے بالوں پر انہیں رکھ کر گدی تک اس طرح لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں اور سر کے درمیانی حصہ کا مسح پوری طرح ہو جائے۔ پھر گدی سے ہتھیلیوں کے ساتھ سر کی دونوں طرفوں کا مسح کرتے ہوئے انہیں پیشانی تک لے آئے پھر شہادت کی انگلیوں کے پیٹوں سے دونوں کانوں کے اندرونی حصوں کا مسح کرے، پھر انگوٹھوں کے پیٹوں سے دونوں کانوں کی بیرونی سطح کا مسح کرے۔ پھر دایاں پاؤں تین مرتبہ نچھوں سمیت دھوئے اور یہ خیال رکھے کہ ایڑیوں کی کوئی جگہ خشک نہ رہے۔ پھر بائیں پاؤں اسی طرح دھو کر وضو ختم کرے اور کلمہ شہادت پڑھے اور ہر عضو کی جو دعائیں لکھی گئی ہیں، وہ اپنے اپنے موقع پر پڑھتا جائے۔ وضو کرتے وقت ہرگز ہرگز دنیاوی گفتگو نہ کرے واللہ اعلم بالصواب۔

وضو کے ضروری مسائل

(۱) لوٹے کی ٹوٹنی نہ زیادہ تنگ ہو اور نہ زیادہ کشادہ تاکہ پانی ضرورت سے زیادہ نہ نکلے (۲) بہت سے لوگ یوں کرتے ہیں کہ ناک یا آنکھ یا بھوؤں پر پانی کا چٹو ڈال کر سارے چہرہ کو تیل کی طرح چڑ لیتے ہیں اور سمجھتے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں کہ اس سے چہرہ دھل گیا ہے۔ حالانکہ اس سے فرض ادا نہیں ہوتا بلکہ ہر بال پر سے پانی بہانا ضروری ہے (۳) غسل جنابت سے پہلے وضو کیا ہو تو غسل کے بعد دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسی وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے (۴) بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ رونے یا گرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے حالانکہ ان دونوں سے وضو نہیں ٹوٹتا (۵) بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ وضو جب تک یاد رہے باقی رہتا ہے اور جب اس کا تصور زائل ہو جائے تو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ خیال درست نہیں ہے بلکہ جب تک وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو جائے محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا (۶) بعض بے وضو لوگ لوٹے میں پانی ڈالتے وقت یا لوٹا بھر کر اٹھاتے وقت ہاتھ پانی میں ڈال دیتے ہیں اس سے پانی مستعمل ہو جاتا ہے۔ ایسے پانی سے وضو درست نہیں ہوتا یہ مسئلہ کثیر الوقوع ہے مگر اس سے اکثر لوگ غافل ہیں (۷) بعض لوگ مسجد کے لوٹوں میں بچا ہوا پانی گرا کر تازہ پانی بھرتے ہیں یہ فضول خرچی ہے اس سے بچنا چاہیے (۸) وضو کے دوران دنیاوی گفتگو ہرگز نہ کی جائے ورنہ ثواب میں کمی آئے گی (۹) کسی عضو کے دھونے کے معنی یہ ہیں کہ اس عضو کے ہر حصے پر سے کم از کم دو بوندیں پانی بہہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی سے چڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے نہ اس سے وضو صحیح ہو اور نہ غسل اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے، لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اپنی نمازوں کو ضائع کرتے ہیں (۱۰) بہت سے لوگ بازو دھوتے وقت سارے بازو کو تیل کی طرح چڑ لیتے ہیں پھر چلو میں پانی لے کر بازو پر ڈالتے ہیں اس سے بازو کے بعض حصے پر سے پانی نہیں گزرتا۔ ایسا نہیں کرنا چاہیے بلکہ لوٹے کی ٹوٹنی سے پانی بازو کے ہر حصہ پر سے گزارنا چاہیے۔ (۱۱) عوام میں مشہور ہے کہ وضو جوان کا سا نماز بوڑھوں کی سی ہونی چاہیے۔ یعنی وضو جلدی کریں۔ ایسی جلدی بھی نہ کریں کہ جس سے کوئی سفت یا مستحب چھوٹ جائے۔ (۱۲) بعض لوگ وضو کر کے فوراً مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں اور وضو کے قطرے مسجد میں گراتے ہیں۔ یہ مکروہ تحریمی ہے۔ بلکہ اعضاء خشک کر کے مسجد میں داخل ہونا چاہیے (۱۳) اعضاء وضو کو کپڑے سے مکمل طور پر خشک نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ بعض نمی عضودوں پر رہنے دینی چاہیے کہ یہ میزان میں رکھی جائے گی (۱۴) عوام میں مشہور ہے کہ گھٹنا یا ستر کھلنے یا اپنا یا پر یا ستر دیکھنے سے وضو جاتا رہتا ہے۔ یہ محض بے اصل بات ہے۔ (۱۵) چلو میں پانی لینے کے بعد پیٹ سے ہوا خارج ہوئی تو یہ پانی مستعمل ہو جانے کی وجہ سے بے کار ہو گیا ہے اسے پھینک دینا چاہیے۔ (۱۶) میانی میں تری دیکھی مگر یہ معلوم نہیں ہے کہ پانی ہے یا پیشاب تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اس کی طرف توجہ نہ کرے کہ یہ شیطانی دوسرہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نواں مقالہ

طبی و شرعی نقطہ نظر سے مسواک کی فضیلت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد: انسان کا منہ قرآن کا راستہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی تلاوت زبان سے کی جاتی ہے اور زبان منہ میں ہوتی ہے۔ اس وجہ سے شرع شریف نے منہ کی صفائی کی خصوصی تاکید کی ہے۔ اس مختصر مقالہ "طہن و شرعی نقطہ نظر سے مسواک کی فضیلت" میں ہم نے اسی بارہ میں ضروری معروضات عرض کی ہیں اللہ تعالیٰ توفیق عمل بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

مسواک کی فضیلت میں احادیث مبارکہ موجود ہیں

مسواک کے مسائل و احکام بیان کرنے سے پہلے مسواک کی فضیلت میں چند احادیث ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔ وباللہ التوفیق

(۱) امام بخاری و مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لولا ان اشفق علی امتی لا مرتہم بتاخير العشاء و بالسواک عند کل صلوۃ۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو نماز عشاء کی تاخیر اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا امر فرما دیتا۔ (یعنی فرض کر دیتا) (مشکوٰۃ ص ۴۱ ج ۱)

(۲) امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے صحیح اسناد کے ساتھ اور بخاری نے کتاب الصوم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لولا ان اشفق علی امتی لا مرتہم بالسواک عند کل وضوء۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں ان کو ہر وضوء کے ساتھ مسواک کرنے کا امر فرما دیتا۔ (مرقاۃ المفاتیح ص ۲ ج ۲)

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السواک مطہر للہم مریضۃ للرب۔ مسواک کرنا منہ کی صفائی اور رب کی رضا کا سبب ہے۔ رواہ الثانی و احمد و الدرعی و الترمذی و البخاری فی صحیحہ بلا اسناد (مشکوٰۃ ص ۴۱ جلد اول)

(دستور الجلال السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۳۸ ج ۲)

(۴) طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نے ارشاد فرمایا۔ السواک بطیب الفم و یرضی الرب۔ سواک کرنا منہ کو صاف کرتا ہے اور رب کو راضی کرتا ہے۔ (جامع صغیرہ جلد دوم ص ۳۸)۔

(۵) امام جلال الدین سیوطی حضرت حسان بن عطیہ سے مرسل روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السواک نصف الايمان والوضؤ نصف الايمان۔ سواک کرنا ایمان کا نصف حصہ ہے اور وضو ایمان کا نصف حصہ ہے۔ (حسنہ فی الجامع الصغیر ص ۳۸ ج ۲)

(۶) ابو نعیم حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السواک واجب و غسل الجمعة واجب علی کل مسلم۔ سواک کرنا لازم ہے اور جمعہ کے دن نہانا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ (حسنہ فی الجامع الصغیر ص ۳۸ ج ۲)

(۷) ابو نعیم حضرت عبداللہ بن جراد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السواک من الفطرة۔ سواک کرنا فطرت سے ہے یعنی ان باتوں سے ہے جن کا حکم ہر شریعت میں دیا گیا تھا۔ حسنہ فی الجامع الصغیر ص ۳۸ ج ۲)

(۸) امام ویلی منہ الفردوس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السواک شفاء من کل داء الا السام والسم الموت۔ سواک کرنا ہر بیماری سے شفا ہے سوائے موت کے۔ (حسنہ فی الجامع الصغیر ص ۳۸ ج ۲)

(۱۰) مشکوٰۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ مونچھیں کترانا۔ داڑھی بڑھانا۔ سواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن تراشنا۔ انگلیوں کی چٹنیں دھونا۔ بغل کے بال دور کرنا۔ مٹھے زیر ناف موٹنا۔ استنجاء کرنا اور کھلی کرنا۔ (بہار شریعت حصہ دوم ص ۱۲)

(۱۱) طبرانی اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السواک مطہرة للفم مرضاة للرب و مجلاة للبصر۔ سواک کرنا منہ کو پاکیزگی بخشنے والا رب کو راضی کرنے والا اور نظر کو قوت دینے والا عمل ہے۔ (صحیح البیہاری ص ۳۶)

(۱۲) حضرت ابو ہریرہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السواک یزید الرجل فصاحة۔ سواک کرنا مرد کو فصاحت میں زیادہ کرتا ہے۔ (مفہمہ فی الجامع الصغیر ص ۳۸ ج ۲)

(۱۳) امام بیہقی شعب الايمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اذا قام احدکم من اللیل فلیستک فان احدکم اذا قرء فی صلوة وضع ملک فاه علی فیہ و لا یخرج من فیہ شئی الا دخل فہ الملک۔ جب تم میں سے کوئی رات کے وقت نماز کے لیے اٹھنے کا ارادہ کرے تو اُسے مسواک کر لینی چاہیے کیونکہ تم میں سے کوئی جب نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو فرشتہ اس کے منہ پر اپنا منہ رکھ دیتا ہے۔ اور اس کے منہ سے کوئی شے نہیں نکلتی مگر وہ فرشتے کے منہ میں چلی جاتی ہے۔ (صحیح البیہاری ص ۳۷)

(۱۴) دیلمی مسند الفردوس میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا السواک سہ فاستاکوا فی وقت شتم۔ مسواک کرنا سنت ہے جس وقت چاہو مسواک کرو (حسبہ فی الجامع الصغیر ص ۲۸ ج ۲)

مسواک سننِ انبیاء سے ہے

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اربع من سنن المرسلین الحیاء و التطهر و السواک و النکاح۔ چار کام انبیاء کی سنتوں سے ہیں۔ حیاء کرنا، خوشبو لگانا۔ مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۴۱ جلد اول)

مسواک کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول شریف

(۱) شریح بن حانی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تھے تو وہ سب سے پہلے کونسا کام شروع کرتے تھے تو آپ نے فرمایا۔ مسواک کرنا۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ ج ۱)

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ نماز تہجد کے لیے اٹھتے تو آپ اپنے دانتوں کو مسواک سے ملتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ ج ۱)

(۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن اور رات میں سو کر بیدار نہ ہوتے تھے مگر وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ ج ۱)

(۴) حضرت ابوامامہ باہلی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا ما جاء لی جبرائیل علیہ السلام قط الا امر لی بالسواک۔ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام ہرگز نہیں آئے مگر اس حال میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہ آپ نے مجھے مسواک کا امر دیا۔ لقد خشيت ان احفى مقدم فتي۔ مجھے اس بات کا خوف ہوا کہ میں اپنے منہ کا اگلا حصہ پھیل دوں گا۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۳۱)

(۵) حضرت خزیمہ بن ثابت فرماتے ہیں ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یستاک فی اللیل مراراً۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات میں کئی مرتبہ مسواک کرتے تھے۔ رواہ ابن ابی شیبہ صحیح البیہاری ص ۳۸۔

(۶) حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر میں بیدار ہوتے تو بریدہ نامی اپنی لوٹڈی کو آواز دے کر مسواک مانگا کرتے تھے۔

(رواہ ابن ابی شیبہ صحیح البیہاری ص ۳۸)

(۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی رات میں نہ سوتے اور نہ رات گزارتے یہاں تک کہ مسواک کر لیتے تھے۔ رواہ ابن عساکر (صحیح البیہاری ص ۳۸)

(۸) ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وضو کا پانی اور مسواک رکھ دی جاتی تھی۔ پھر جب آپ بیدار ہوتے تو قضاے حاجت فرماتے پھر مسواک کرتے۔

(صحیح البیہاری ص ۳۹)۔

امت کو مسواک کا خصوصی حکم

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ السواک سنة فاستاكوا ای وقت شتم۔ مسواک کرنا سنت ہے سو تم جس وقت چاہو مسواک کرو۔ (حسنہ الجلال السیوطی فی الجامع الصغیر الجلد الثانی ص ۳۸)۔

(۲) سلیمان بن صرد روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ استاكوا و تنظفوا و اوتروا فان الله عز و جل و تربح الوتر۔ مسواک کرو اور صفائی اختیار کرو اور کام طاق مرتبہ کرو کیونکہ اللہ طاق ہے طاق کو پسند فرماتا ہے۔ رواہ ابن ابی شیبہ (صحیح البیہاری ص ۳۹)

(۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اکثرت علیکم فی السواک۔ میں نے تمہیں کثرت سے مسواک کرنے کا حکم دیا ہے۔ رواہ الامام احمد۔ (صحیح البیہاری ص ۴۰)

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لولا ان اشق علی امتی لامرتہم عند کل صلوٰۃ بوضوء وکل وضوء بسواک۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میری امت پر شاق ہوگا تو میں انہیں ہر نماز کے ساتھ وضو کرنے اور ہر وضو کے ساتھ سواک کرنے کا حکم دے دیتا۔ رواہ النسائی (صحیح البیہاری ص ۴۰)۔

انگلی سے مسواک کر لینا

حضرت عمر بن عوف مزی فرماتے ہیں کہ جب مسواک نہ ہو تو انگلیاں مسواک کے قائم مقام ہوتی ہیں۔ رواہ ابو نعیم (صحیح البیہاری ص ۴۲)

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یجزی من السواک الا صابع۔ انگلیاں مسواک کے قائم مقام ہوتی ہیں۔ رواہ البیہقی (صحیح البیہاری ص ۴۳)

مسواک کے منافع جلیلہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مسواک میں دس خوبیاں ہیں۔ منہ کو پاک کرتی ہے۔ مسوڑوں کو مضبوط کرتی ہے۔ نظر کو تیز کرتی ہے۔ بطنم دُور کرتی ہے۔ دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ سفت کی ادائیگی کا باعث بنتی ہے۔ فرشتوں کو خوش کرتی ہے۔ رب کو راضی کرتی ہے۔ نیکیوں میں زیادتی پیدا کرتی ہے۔ اور معدہ کو درست کرتی ہے۔ رواہ ابو الشیخ فی الثواب و ابو نعیم فی کتاب السواک و ضبطہ السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۸۷ الجلد الثانی۔

اور حاکم کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسواک میں دس خوبیاں ہیں۔ منہ کو پاک کرنے والی ہے۔ رب کو راضی کرنے والی ہے۔ شیطان کو غصہ دلانے والی ہے۔ فرشتوں کو محبت بخشنے والی ہے۔ مسوڑوں کو مضبوط کرتی ہے۔ نظر کو تیز کرتی ہے۔ اور نیکیاں ستر گنا کرتی ہے اور دانتوں کو سفید کرتی ہے۔ دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ اور معدہ میں کھانے کی خواہش پیدا کرتی ہے۔ (صحیح البیہاری ص ۳۷)

بخاری الدین حلبی لکھتے ہیں کہ شیخ محاطی رحمۃ اللہ علیہ نے مسواک کے یہ تیرہ فائدے ذکر کیے ہیں۔ مسواک نہ کو پاک بناتی ہے۔ رب کو راضی کرتی ہے۔ دانتوں کو سفید بناتی ہے۔ منہ کی بدبو دور کرتی ہے۔ مسوڑوں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کو مضبوط کرتی ہے۔ دانتوں کا رنگ نکھارتی ہے۔ زبان کو جاری کرتی ہے ذہنیت کو بڑھاتی ہے۔ رطوبت کاٹتی ہے۔ نظر کو تیز کرتی ہے۔ بالوں کی سفیدی میں دیری لاتی ہے۔ کمر کو سیدھا کرتی ہے۔ اجر و ثواب بڑھاتی ہے۔ اور ہمارے شیخ علامہ سراج الدین بلقینی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب التدریب میں یہ دو فائدے بھی بڑھائے ہیں کہ رُوح نکلنے میں آسانی پیدا کرتی ہے اور موت کے وقت کلمہ شہادت یاد دلاتی ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۵۹)۔

مسواک سے نماز کا ثواب بڑھ جاتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تفضل الصلوۃ التی یستاک لها علی الصلوۃ التی لا یستاک لها سبعین ضعفاً۔ نماز جس کے لیے مسواک کی جائے اُس نماز پر جس کے لیے مسواک نہ کی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ ص ۴۱ ج ۱)

(۲) حضرت ام الدرداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رکعتان بسواک خیر من سبعین رکعة بغیر سواک۔ مسواک کے ساتھ دو رکعتیں مسواک کے بغیر ستر رکعتوں سے بہتر ہیں۔ رواہ الدارقطنی (صحیح البیہاری ص ۳۷)

(۳) اور ابن حبان کی روایت کے لفظ یہ ہیں۔ الرکعتان بعد السواک احب الی من سبعین رکعة قبل السواک۔ مسواک کے بعد دو رکعتیں پڑھنا میرے نزدیک مسواک سے پہلے ستر رکعتیں پڑھنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح البیہاری ص ۳۸)

مسواک کے اوصاف

مسواک نہ بہت نرم ہو نہ سخت اور پیلو یا زیتون یا نیم وغیرہ کڑوی لکڑی کی ہو۔ میوے یا خوشبودار مَحُول کے درخت کی نہ ہو۔ چھنگلیا کے برابر موٹی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبی ہو۔ اتنی چھوٹی بھی نہ ہو کہ مسواک کرنا دشوار ہو۔ جو مسواک ایک بالشت سے زیادہ ہو اس پر شیطان بیٹھتا ہے۔ مسواک جب قابل استعمال نہ رہے تو اُسے دفن کر دیں یا کسی جگہ احتیاط سے رکھ دیں کہ کسی ناپاک جگہ نہ گرے کہ ایک تو آلہ اداۓ سنت ہے اس کی تعظیم چاہیے دوسرے آبِ دہن مسلم ناپاک جگہ ڈالنے سے خود محفوظ رکھنا چاہیے

اسی لیے پاخانہ میں تھوکنے کا علماء نامناسب لکھتے ہیں۔ (بہار شریعت ص ۱۷ ج ۲)

(تنبیہ) اگر مسواک موجود نہ ہو یا کسی کے دانت نہ ہوں تو دائیں ہاتھ کی انگلی کفایت کرتی ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۲۱۱)۔

مسواک کرنے کا طریقہ

مسواک کم از کم تین تین مرتبہ دائیں بائیں اوپر نیچے کے دانتوں میں کرنی چاہیے اور ہر مرتبہ مسواک کو دھونا چاہیے۔ مسواک دائیں ہاتھ سے کرے اور اس طرح ہاتھ میں لے کہ چھنگلیا مسواک کے نیچے اور بیچ کی تین انگلیاں اوپر اور انگوٹھا سرے پر نیچے ہو مٹھی نہ باندھے۔ دانتوں کی چوڑائی میں مسواک کرے لمبائی میں نہیں۔ چت لیٹ کر مسواک نہ کرے۔ پہلے دھنی جانب کے اوپر کے دانت مانجھے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت پھر دھنی جانب کے نیچے کے پھر بائیں جانب کے نیچے کے۔ جب مسواک کرنا ہو تو اُسے دھو لے۔ یونہی فارغ ہونے کے بعد دھو ڈالے اور زمین پر پڑی نہ چھوڑ دے بلکہ کھڑی رکھے اور ریشہ کی جانب اوپر ہو۔ (بہار شریعت حصہ دوم ص ۱۷)

مسواک کا شرعی حکم

امام علی قاری لکھتے ہیں۔ قال ابن الہمام الحق ان السواک من مستحبات الوضوء ای لا من سننہ کما ذکرہ الجمهور ويستحب فی خمسة مواضع اصفرار السن و تغییر الراحة والقیام من النوم والقیام الی الصلوٰۃ و عند الوضوء۔ امام ابن الہمام نے کہا ہے کہ حق بات یہ ہے کہ مسواک وضو کے مستحبات میں سے ہے یعنی اس کی سنتوں سے نہیں جیسا کہ جمهور علماء نے ذکر کیا۔ اور مسواک کرنا پانچ جگہوں میں مستحب ہے۔ جب دانت پہلے ہو جائیں۔ جب منہ سے بو آنے لگے۔ جب نیند سے بیدار ہو۔ جب نماز کا ارادہ کرے اور وضو کے وقت (مرقاۃ جلد دوم ص ۳)

اور علامہ شامی لکھتے ہیں۔ قال فی امداد الفتاح و لیس السواک من محاصل الوضوء فانہ يستحب فی حالات منها تغییر الفم و القیام من النوم والی الصلوٰۃ و دخول البیت والاجتماع بالناس و قراءة القرآن لقول ابی حنیفہ ان السواک من سنن الدین فتسوی فیہ الاحوال کلھا اہ صاحب امداد الفتاح نے فرمایا اور مسواک کرنا وضو کے محاصل سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نہیں کیونکہ وہ چند اور حالات میں بھی مستحب ہے۔ مثلاً جب منہ میں بو پیدا ہو جائے، نیند سے اٹھنے کے وقت۔ نماز کا قصد کرنے کے وقت۔ گھر میں داخل ہونے کے وقت، لوگوں سے ملاقات کرنے کے وقت اور قرآن مجید کی تلاوت کے وقت کیونکہ امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ مسواک دین کی سنتوں سے ہے پس اس میں تمام احوال برابر ہیں، (رد المحتار جلد اول ص ۸۴)۔

بِحَالَتِ روزه مسواک جائز ہے

امام ابن عابدین شامی فرماتے ہیں روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ نہیں بلکہ مسنون ہے اگرچہ وہ شام کے وقت کرے یا پانی سے بھگوئی ہوئی مسواک سے کرے۔ یہ مسئلہ کتاب نہایہ میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کیونکہ حدیث شریف اگر یہ بات میری امت پر شاق نہ ہوتی تو میں ان کو ہر وضو کے وقت اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا حکم فرما دیتا کا عموم ظہر، عصر اور مغرب کی نمازوں کے لیے مسواک کرنے کو شامل ہے۔ امام شافعی زوال کے بعد روزہ دار کے لیے مسواک کرنا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ (رد المحتار جلد دوم ص ۱۲۴)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں مسواک کیا کرتے تھے

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا یا ایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم مالا احصى يتسوك وهو صائم۔ میں نے ان گنت مرتبہ دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں مسواک کرتے ہیں۔ رواہ الترمذی و ابوداؤد (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۵۹)

اس حدیث کے نیچے امام علی قاری لکھتے ہیں قال المظهر لا يضر السواک للصائم فی جمیع النہار بل ہو سنة عند اکثر اهل العلم و بہ قال مالک و ابو حنیفہ لانہ مظهر و قال ابن عمر یکرہ بعد الزوال لان خلوف الصائم اثر العبادة و الخلوف یظهر عند خلو المعدة من الطعام و خلو المعدة یكون عند الزوال غالباً و ازالة اثر العبادة مکروہ و بہ قال الشافعی و احمد و لنا ما روی ابن ماجہ و الدار قطنی من حدیث عائشة قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خیر خصال الصائم السواک و روی ابن حبان عن ابن عمر قال کان صلی اللہ علیہ وسلم یستاک آخر النہار و هذا

Click For More Books

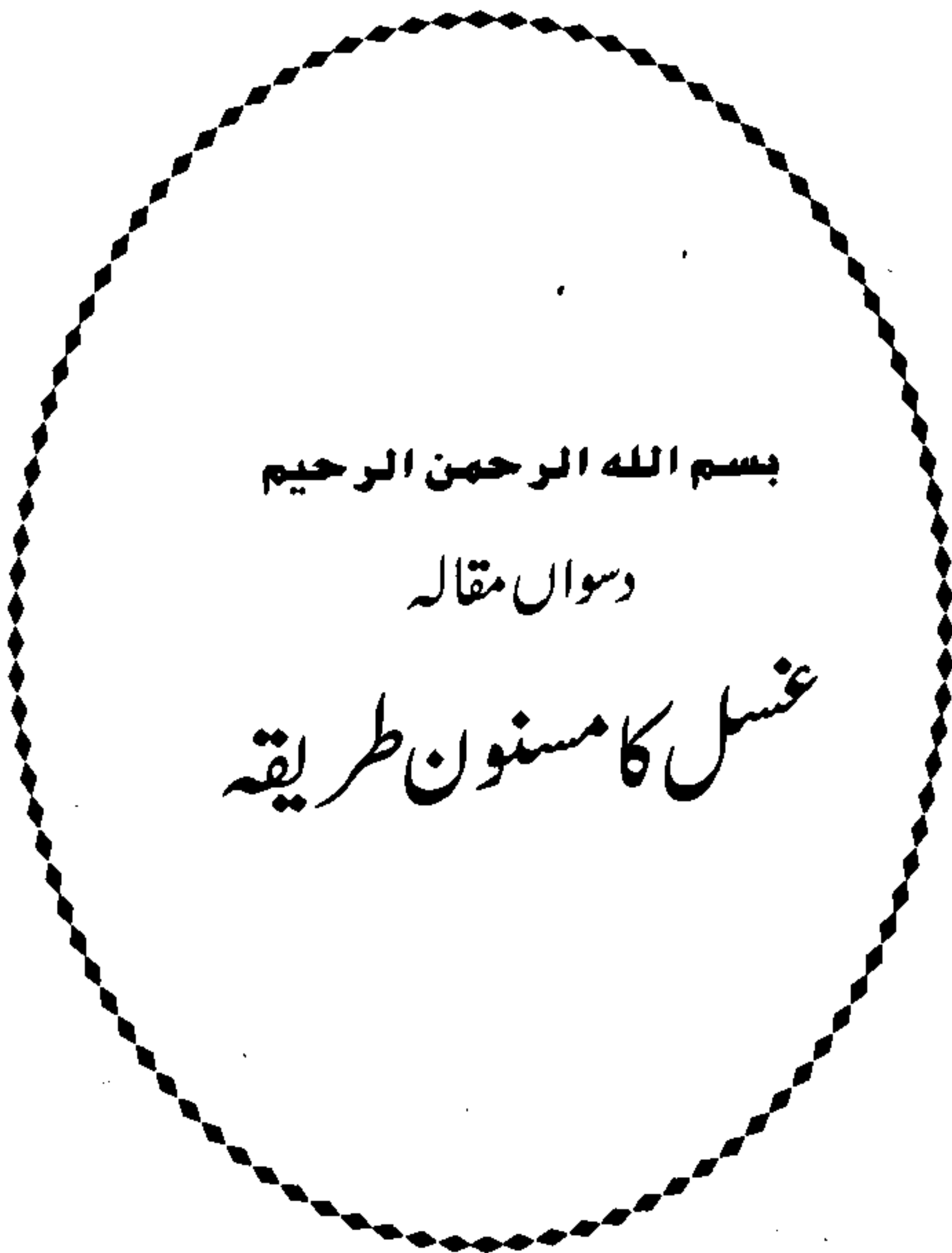
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

هو الصحيح۔ شیخ مظہر نے کہا ہے کہ روزہ دار کو پورے دن میں مسواک کرنا نقصان نہیں دیتا بلکہ یہ اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے اور یہی امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا قول ہے۔ کیونکہ مسواک منہ کو پاک کرنے والی ہے۔ اور حضرت ابن عمر نے فرمایا زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے کیونکہ روزہ دار کے منہ کی بوجہ عبادت کا اثر ہے اور یہ معدہ کے خالی ہونے کے وقت پیدا ہوتی ہے اور معدہ غالباً زوال کے بعد خالی ہوتا ہے۔ اور عبادت کا اثر زائل کرنا مکروہ ہوتا ہے۔ یہ امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے۔ ہماری دلیل حضرت عائشہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کا بہترین کام مسواک کرنا ہے اور یہ حدیث ہے کہ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دن کے آخری حصہ میں مسواک کیا کرتے تھے اور یہی قول صحیح ہے۔ اھ ملقطاً (مرقاۃ حصہ ۲ ص ۲۶۷)۔

سفر میں مسواک اپنے پاس رکھنا سنت ہے

سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں اور مستحب یہ ہے کہ انسان سفر و حضر میں اپنے ساتھ یہ سات چیزیں رکھے۔ اللہ کے تقویٰ اور بھروسہ کے بعد صفائی۔ زینت۔ سرمہ دانی۔ کنگھی۔ مسواک۔ قینچی۔ بال درست کرنے والی لکڑی۔ اور تیل کی شیشی۔ لانہ روی فی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما کان یفوتہ ذلک حضراً و سفراً۔ کیونکہ حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت میں ہے کہ یہ چیزیں سفر و حضر میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتی تھیں۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۷) الحمد للہ۔ یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے مسواک کی اہمیت و فضیلت بخوبی معلوم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۲۱ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ)



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على جميع الانبياء و المرسلين و على
الهم و اصحابهم اجمعين اما بعد: برادر طریقت حضرت مولانا محمد محفوظ چشتی جلاپوری سلمہ ربہ
القوی ناظم اعلیٰ دارالمطالعہ جماعت اہل سنت چکسواری ضلع میرپور آزاد کشمیر کی فرمائش پر یہ مقالہ "غسل کا
مسنون طریقہ" لکھنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے اللہ کریم جل شانہ اسے صدقہ جاریہ بنائے آمین۔

غسل کا مفہوم

لغت عرب اور اصطلاح شرع میں سارے جسم کو دھونے اور ہر بال پر سے پانی گزارنے کا نام
غسل ہے۔ (البحر الرائق ص ۴۵ ج ۱)

غسل کی فضیلت

- (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ تم جس شے
کے ذریعہ سے پاکیزگی حاصل کر سکو پاکیزگی حاصل کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزگی پر اسلام کی بنیاد رکھی
ہے۔ اور جنت میں سوائے ہر پاکیزگی والے کے کوئی شخص داخل نہ ہوگا۔ (اصح البیہاری ص ۹۷ ج ۱)
- (۲) اور حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "اسلام
پاکیزہ چیز ہے سو جنت میں سوائے پاکیزہ کے کوئی شخص داخل نہ ہوگا۔" (اصح البیہاری ص ۹۷ ج ۱)
- (۳) اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکار
پاکیزگی والے کو پسند فرماتا ہے۔" (اصح البیہاری ص ۹۷ ج ۱)
- (۴) اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "بلاشبہ جمعہ کے دن
نہانا اہل بیت گناہوں کو ہالوں کی جڑوں سے پوری طرح نکال دیتا ہے۔" (جامع صغیر ص ۸۳ ج ۱)
- (۵) اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے روز
غسل کرے وہ آئندہ جمعہ تک پاکی میں رہتا ہے۔" (جامع صغیر ص ۱۴۵ ج ۲)
- (۶) اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے روز
غسل کرے اس کے گناہ اور اس کی خطائیں مٹادی جاتی ہیں۔ پھر جب وہ جمعہ پڑھنے کو چلے لگتا ہے تو اس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے لیے اُس کے ہر قدم کے بدلے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔" (الصحيح البیہاری ص ۱۲۵ ج ۱)

غسل جنابت کا ترک موجب عذاب ہے

امام ابو داؤد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص جنابت کے غسل میں ایک بال کی جگہ دھوئے بغیر چھوڑے گا۔ اُس کے ساتھ آگ میں ایسا ایسا کیا جائے گا۔ "یعنی اُسے عذاب دیا جائے گا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے بالوں سے دشمنی کی ہے۔" یعنی سر کے بال منڈوا ڈالے ہیں کہ بالوں کی وجہ سے کوئی جگہ خشک نہ رہ جائے۔ آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۵ ج ۱)

جنابت میں رہنا بے برکتی کا سبب ہے

امام ابو داؤد حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں (جاندار کی) تصویر ہو اور نہ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں کتا ہو اور نہ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں کوئی جنبی ہو۔" (الصحيح البیہاری ص ۱۳۳ ج ۱)

تنبیہ

مسلمان اس ارشاد نبوی میں غور کریں اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ آج کل ہمارے گھروں میں خیر و برکت کی کمی کی یہی تو وجہ ہے کہ ہمارے گھروں میں جانداروں کے فوٹو ہوتے ہیں یا ہمارے گھروں میں کتوں کی موجودگی ہوتی ہے یا ہم سستی کی وجہ سے غسل جنابت کو چھوڑے رہتے ہیں۔ اگر آج مسلمان ان تینوں کاموں سے پرہیز کریں تو ہمارا ملک خیر و برکت کا گہوارہ بن سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نیک عمل عنایت فرمائے۔

اقسام غسل

امام حسن شرنبلالی فرماتے ہیں غسل کی دو قسمیں ہیں غسل باطن اور غسل ظاہر۔ غسل ظاہر غسل باطن کے بغیر مفید نہیں ہوتا اور غسل باطن سے مراد دل کو خلوص نیت، کھوٹ، حسد اور بغض سے دوری اور ماسوا اللہ ہے پاکی سے آراستہ کرنا ہے۔" (مراقی الفلاح ص ۵۹)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غسل کے فرائض

غسل جنابت میں گیارہ اعضاء کا دھونا فرض ہے۔ (۱) منہ کا دھونا۔ (۲) ناک کا دھونا۔ (۳) سارے بدن کا دھونا۔ (۴) اُس قلفہ کی اندرونی جگہ کا دھونا جس کا کھولنا آسان ہو۔ (۵) ناف کی اندرونی جگہ کا دھونا۔ (۶) نہ ملے ہوئے سوراخ کا دھونا۔ (۷) مرد کے بالوں کی مینڈھیوں کے اندرونی حصہ کا دھونا اگر چہ ان کے کھولنے میں حرج ہو۔ (۸) داڑھی کے بالوں کے چمڑا کا دھونا اگر چہ وہ گنی ہو۔ (۹) مونچھوں کے بالوں کے چمڑے کا دھونا۔ (۱۰) بھوؤں کے بالوں کے چمڑے کا دھونا۔ (۱۱) عورت کے لیے فرج خارج کا دھونا۔ (مراقی الفلاح ص ۵۵)

غسل کے واجبات

غسل میں کوئی شے واجب نہیں جیسا کہ وضو اور تمیم میں کوئی شے واجب نہیں۔ (رد المحتار ص ۱۱۵ ج ۱)

غسل کی سنتیں

غسل میں یہ باتیں سنت ہیں (۱) غسل کی نیت کرنا۔ (۲) ابتدائے غسل میں گلیوں تک دونوں ہاتھ تین مرتبہ دھونا۔ (۳) جائے استنجاء کو دھونا اگر چہ اُس پر نجاست نہ لگی ہوئی ہو۔ (۴) بدن پر نجاست لگی ہو تو نہانے سے پہلے اُسے دھونا۔ (۵) نماز کا سا وضو کرنا۔ (۶) بدن پر پہلی مرتبہ پانی ڈالنے کے بعد اُسے تیل کی طرح چڑھنا تاکہ بال بال پر سے پانی بہہ سکے۔ (۷) تین مرتبہ دائیں کندھے پر پانی ڈالنا۔ (۸) پھر بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالنا۔ (۹) پھر سر اور سارے بدن پر تین دفعہ پانی ڈالنا۔ (۱۰) پھر جائے غسل سے ہٹ کر پاؤں دھونا۔ (۱۱) نہانے میں قبلہ کو رخ نہ کرنا جبکہ بے پردہ نہا رہا ہو۔ (۱۲) سارے بدن پر ہاتھ پھیرنا۔ (۱۳) جسم کو ملنا۔ (۱۴) ایسی جگہ نہانا جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔ (۱۵) کسی سے کلام نہ کرنا۔ (۱۶) غسل کے دوران کوئی دُعا زبان سے نہ پڑھنا۔ (۱۷) ترتیب سے غسل کرنا یعنی پہلے ہاتھ گلیوں تک دھونا پھر جائے استنجاء کو دھونا پھر بدن کی نجاست دُور کرنا پھر نماز کا سا وضو کرنا پھر بدن پر تیل کی طرح پانی چڑھنا پھر دائیں کندھے پر پانی ڈالنا پھر بائیں کندھے پر پانی ڈالنا پھر سر اور پورے جسم پر پانی ڈالنا پھر جائے غسل سے ہٹ کر پاؤں دھونا۔ (بہار شریعت ص ۳۶ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غسل کے مکرو بات :

غسل میں وہی باتیں مکروہ ہیں جو وضو میں مکروہ ہوتی ہیں اور ان کی تفصیل ہمارے رسالہ وضو کے ضروری مسائل میں ملاحظہ فرمائیں۔ علاوہ ازیں جائے غسل میں زبان سے دُعا کا پڑھنا بھی مکروہ ہے۔ (مرآتی الفلاح ص ۵۷)

فرض غسل

(۱) جنابت دور کرنے کے لئے غسل کرنا فرض ہے۔ (۲) حیض کا خون بند ہونے پر غسل کرنا فرض ہے۔ (۳) اور نفاس کا خون بند ہونے پر غسل کرنا فرض ہے۔ (عامہ کتب فقہ حنفی)

غسل فرض کرنے والی باتیں

ان باتوں سے غسل فرض ہوتا ہے۔ (۱) جسم کے ظاہر کی طرف منی کا ٹکنا بشرطیکہ وہ اپنی جائے قرار سے شہوت کے ساتھ جُدا ہوئی ہو۔ (۲) حشفہ یا حشفہ کی مقدار ذکر کا کسی زندہ انسان کے قبل یا دبر میں داخل ہو کر چھپنا۔ (۳) مردہ عورت یا چوپائے سے وطی کے سبب سے منی کا خارج ہونا (۴) سونے سے بیدار ہونے کے بعد پتلے پانی کا پایا جانا بشرطیکہ اس کا آلہ تناسل سونے سے پہلے منتشر نہ تھا۔ (۵) نشے یا بے ہوشی سے افاقہ کے بعد اس تری کا موجود ہونا جسے وہ منی خیال کرتا ہو (۶) عورت کے ماہواری خون (حیض) کا بند ہونا (۷) بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آئے اس کا منقطع ہونا۔ (مرآتی الفلاح ص ۵۳)

وہ باتیں جن سے غسل فرض نہیں ہوتا

ان باتوں سے غسل فرض نہیں ہوتا (۱) مرد یا عورت کی اگلی راہ سے ہڈی یا ودوی کا ٹکنا۔ (۲) بے تری دیکھے خواب میں احتلام ہونا (۳) نفاس کا خون دیکھے بغیر بچہ جننا (۴) آلہ تناسل پر ایسا کپڑا پیٹ کر وطی کرنا جو لذت کے پائے جانے میں رکاوٹ پیدا کرے بشرطیکہ انزال نہ ہو (۵) دُبر میں دوائی پچکاری کے ذریعہ داخل کرنا (۸) کنواری سے وطی کرنا جبکہ اس کا پردہ بکارت قائم رہے اور انزال نہ ہو۔

میت کو نہلانا صحیح العقیدہ مسلمان فوت ہو جائے تو اسے غسل دینا فرض علی الکفایہ ہے اگر کوئی ایک

شخص غسل دے دے گا۔ تو سب سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی اُسے غسل نہ دے گا تو سب گناہگار ہوں گے۔ تفصیل میت کے شرعی احکام انشاء اللہ مسائل جنازہ میں لکھے جائیں گے۔

مسنون غسل

یہ غسل مسنون ہیں (۱) نماز جمعہ پڑھنے کے لئے غسل کرنا سنت ہے (۲) نماز عید الفطر پڑھنے کے لئے غسل کرنا سنت ہے (۳) نماز عید البقرہ پڑھنے کے لئے غسل کرنا سنت ہے (۴) حج یا عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے غسل کرنا سنت ہے (۵) وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۵۷)

مستحب غسل

یہ غسل مستحب ہیں (۱) پاکیزگی کی حالت میں کافر مسلمان ہو تو اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے (۲) پندرہ برس کی عمر پوری ہونے کی وجہ سے بالغ ہونے پر غسل کرنا مستحب ہے (۳) جنون یا نشے یا بے ہوشی سے افاقہ پانے والے کا نہانا مستحب ہے (۴) بچپنے لگوانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (۵) میت کو نہلانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے (۶) لیلۃ البراءۃ کی رات میں غسل کرنا مستحب ہے (۷) لیلۃ القدر کی رات میں غسل کرنا مستحب ہے۔ (۸) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شہر میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۹) مزدلفہ میں ٹھہرنے کی غرض سے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۱۰) مکہ شریف میں داخل ہونے کے وقت غسل کرنا مستحب ہے۔ (۱۱) نماز کسوف پڑھنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے (۱۲) نماز خسوف پڑھنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۱۳) نماز استسقاء پڑھنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۱۴) خوف عارض ہونے کے وقت نوافل پڑھنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے (۱۵) بے پناہ اندھیرا دن کے وقت چھا جائے تو اس وقت نوافل پڑھنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۱۶) سخت آندھی چلنے کے وقت نوافل پڑھنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے (۱۷) توبہ کرنے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۱۸) سر سے واپسی پر غسل کرنا مستحب ہے (۱۹) مستحاضہ کا غسل کرنا جبکہ استحاضہ کا خون منقطع ہو جائے مستحب ہے (۲۰) جس شخص کو بے گناہ قتل کیا جا رہا ہو اس کا غسل کرنا مستحب ہے۔ (۲۱) جس شخص کے جسم پر نجاست لگے اور اُسے جائے نجاست کا علم نہ ہو تو اس کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

(مراقی الفلاح ص ۵۸)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

غسل کا مسنون طریقہ

غسل کرنے والا باپردہ جگہ میں تہبند وغیرہ باندھ کر قبلہ رو بیٹھے اور اگر ننگا نہانا چاہے تو قبلہ رو نہ بیٹھے، طہارت کی نیت کرے پھر دونوں ہاتھ گلیوں تک تین مرتبہ دھوئے پھر استنجاء کرے پھر جسم پر نجاست حقیقہ لگی ہوئی ہو تو اسے دور کرے پھر نماز کے وضو کا سا وضو کرے پھر دائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے پھر بائیں کندھے پر تین مرتبہ پانی ڈالے پھر سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے پھر باقی تمام بدن پر تین بار پانی ڈالے اور ہر بار جسم کو ملے تاکہ بال بال پر سے پانی گزر جائے۔ (در مختار ص ۱۱۵ ج ۱) اور اگر پانی جمع ہونے کی جگہ میں کھڑا تھا تو وہاں سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے (مراقی الفلاح)

غسل کے ضروری مسائل

(۱) دانتوں کی جڑوں یا کھڑکیوں میں کوئی شے جو پانی بہنے سے روکے جی ہو تو اس کا چھڑانا ضروری ہے۔ بشرطیکہ اس کے چھڑانے میں ضرر اور حرج نہ ہو۔ جیسے چھالیہ کے دانے یا گوشت کے ریشے اور اگر اس کے چھڑانے میں ضرر اور حرج ہو جیسے بہت پان کھانے سے دانتوں کی جڑوں میں جو چونا جم جاتا ہے یا عورتوں کے دانتوں میں مٹی کی رینجیں کہ ان کے پھیلنے میں دانتوں یا مسوڑوں کی مضرت کا اندیشہ ہے تو معاف ہے (بہار شریعت ص ۳۴ ج ۲)

(۲) اگر بہتے پانی مثلاً دریا وغیرہ میں نہایا تو تھوڑی دیر میں رکنے سے تین بار دھونے اور ترتیب اور وضو یہ سب غسل کی سنتیں ادا ہو گئیں اور اس کی بھی ضرورت نہیں کہ تین بار اعضاء کو حرکت دے۔ (بہار شریعت)

غسل میں احتیاط کی جگہیں

حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ اکثر عوام بلکہ پڑھے لکھے لوگ یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس سے غسل ہو گیا۔ حالانکہ بعض اعضاء ایسے ہیں کہ جب تک ان کی خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے وہ نہیں دھلیں گے اور غسل نہ ہوگا۔ لہذا بالتفصیل بیان کیا جاتا ہے۔ اعضاء وضو میں جو مواضع احتیاط ہیں ہر عضو کے بیان میں ان کا ذکر کر دیا گیا ان کا یہاں لحاظ ضروری ہے اور ان کے علاوہ خاص غسل کی ضروریات یہ ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱) سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا ضروری ہے اور گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے اور عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہوئی ہو کہ کھولے بغیر جڑیں تر نہ ہوں گی تو اس کا کھولنا ضروری ہے۔

(۲) کانوں میں بالی وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا بھی وہی حکم ہے جو ناک میں نتھ کے سوراخ کا حکم وضو کے بیان میں ہوا یعنی اگر بالی کا سوراخ بند ہو تو اس میں پانی بہانا فرض ہے اور اگر تنگ ہو تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے ورنہ ضروری نہیں۔

(۳) بھوؤں اور مونچھوں اور داڑھی کے بال کا جڑ سے نوک تک اور ان کے نیچے کی کھال کا دھلنا ضروری ہے۔

(۴) کان کا ہر پرزہ اور اس کے سوراخ کا منہ دھلنا ضروری ہے۔

(۵) کانوں کے پیچھے کے بال ہٹا کر پانی بہانا ضروری ہے۔

(۶) ٹھوڑی اور گلے کا جوڑ کہ چہرہ اٹھائے بغیر نہ دھلے گا اُسے اٹھا کر دھونا ضروری ہے۔

(۷) بغلیں ہاتھ اٹھائے بغیر نہ دھلیں گی لہذا انہیں ہاتھ اٹھا کر دھونا ضروری ہے۔

(۸) بازو کا ہر پہلو دھونا ضروری ہے۔

(۹) پیٹھ کا ہر ذرہ دھونا ضروری ہے۔ ۱۰۔ پیٹ کی ہلیں اٹھا کر دھونا ضروری ہے (۱۱) ناف کو انگلی ڈال کر

دھونا جبکہ پانی بہنے میں شک ہو ضروری ہے (۱۲) جسم کا ہر رونگٹا جڑ سے نوک تک دھونا ضروری

ہے۔ (۱۳) ران اور پیڑو کے جوڑ کا خیال رکھنا ضروری ہے جبکہ پیٹھ کر نہائے۔ (۱۵) دونوں سرین کے

ملنے کی جگہ خصوصاً جب کہ کھڑے ہو کر نہائے دھونا ضروری ہے (۱۶) رانوں کی گولائی احتیاط سے دھونا

ضروری ہے (۱۷) یونہی پنڈلیوں کی کروٹیں اور ذکر انشبین کے ملنے کی سطحیں بے جدا کئے نہ دھلیں گی لہذا

ان کو خیال سے دھوئے (۱۸) انشبین کی سطح زیریں جوڑ تک بھی احتیاط سے دھوئے۔ (۱۹) انشبین کے

نیچے کی جگہ جڑ تک بھی احتیاط سے دھوئے۔ (۲۰) جس کا ختنہ نہ ہوا اگر اس کی کھال چڑھ سکتی ہو تو چڑھا

کر دھوئے اور کھال کے اندر پانی چڑھائے عورتوں پر خاص یہ احتیاطیں ضروری ہیں۔ (۱) ڈھکی ہوئی

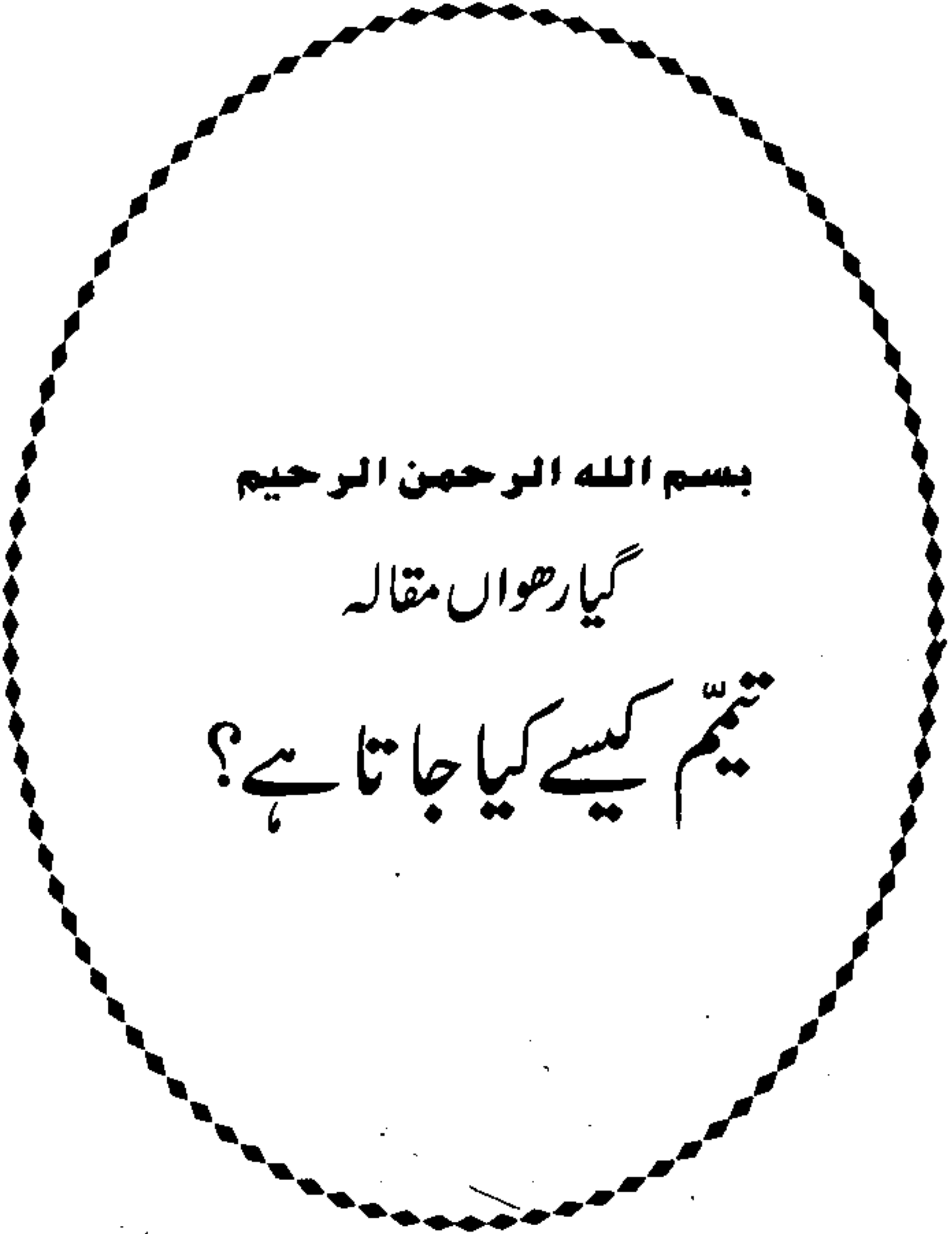
پستان کو اٹھا کر دھوئے (۲) پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر کو دھوئے (۳) فرج خارج کا ہر گوشہ اور ہر ٹکڑا نیچے

اور اوپر خیال سے دھوئے ہاں فرج داخل میں انگلی ڈال کر دھونا مستحب ہے واجب نہیں۔ (۴) ماتھے پر

افشاں چنی ہو تو اسے چھڑانا ضروری ہے۔ (بہار شریعت تہرہ یسر) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على جميع الانبياء والمرسلين
وعلى الهم واصحابهم اجمعين اما بعد. برادر طریقت حضرت مولانا محمد محفوظ چشتی ناظم اعلیٰ
دارالمطالعہ جماعت اہل سنت چکسواری ضلع میرپور آزاد کشمیر کی فرمائش پر رسالہ، "تیمم کیسے کیا جاتا
ہے؟" لکھنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اللہ کریم اسے صدقہ جاریہ بنائے آمین

تیمم کا مفہوم

پانی پر قدرت نہ ہونے کی حالت میں طہارت حاصل کرنے کی نیت سے ہاتھ پاک مٹی پر مار
کر چہرے اور بازوؤں پر پھیرنے کا نام تیمم ہے کذا قال فی الفتاویٰ الرضویہ ص ۶۲۸ ج ۱

تیمم اس امت کے خصائص سے ہے

تیمم صرف امت محمدیہ کے لئے مشروع ہوا پہلی امتوں کے لئے نہ تھا۔ امام زین الدین حنفی
فرماتے ہیں۔ پھر جاننا چاہیے کہ تیمم امت محمدیہ کے سوا کسی امت کے لئے مشروع نہیں ہوا اور اس میں
رخصت دو طرح سے ثابت ہوئی۔ آلہ یعنی پانی کی حیثیت سے کیونکہ پاک مٹی کو طہارت بخش قرار دیا گیا
حالانکہ وہ پلیدی پھیلانے والی ہے نہ اکھاڑنے والی اور طہارت کے محل کی حیثیت سے کیونکہ وضو کے بعض
اعضاء پر مسح کو کافی قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ کتاب المستصفیٰ میں فرمایا۔ (البحر الرائق ص ۱۳۸ ج ۱)

تیمم کے فرائض

تیمم میں تین فرض ہیں۔ (۱) پاکی کی نیت کرنا۔ (۲) سارے چہرہ پر ہاتھ پھیرنا
(۳) دونوں بازوؤں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔ (بہار شریعت ص ۶۵ ج ۲)

تیمم کے ارکان:

تیمم کے دو رکن ہیں۔ (۱) دو ضربیں لگانا۔ ایک چہرہ پر مسح کرنے کے لئے اور دوسری بازوؤں پر
مسح کرنے کے لئے۔ (۲) بازوؤں پر مسح کرنے میں بازوؤں میں ساری جگہ کو گھیرنا تاکہ ہاتھ ہال ہال پر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے گزر جائے۔ (در مختار ص ۱۶۹ ج ۱)

تیمم کے واجبات وضو کی طرح تیمم میں کوئی شے واجب نہیں واللہ اعلم۔

تیمم کی سنتیں تیمم میں یہ باتیں سنت ہیں۔ (۱) بسم اللہ شریف پڑھنا (۲) ہاتھوں کو مٹی پر ملنا (۳) ضرب لگاتے وقت انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ (۴) ضرب لگانے کے بعد ہاتھوں کو جھاڑنا (۵) زمین پر ہاتھ رکھ کر لوٹ دینا (۶) پہلے چہرہ اور پھر بازوؤں کا مسح کرنا (۷) پے در پے چہرہ اور بازوؤں کا مسح کرنا (۸) داڑھی کا خلال کرنا (۹) ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال کرنا جبکہ غبار پہنچ گیا ہو اور اگر غبار نہ پہنچا ہو مثلاً پتھر وغیرہ کسی چیز پر ہاتھ مارا جس پر غبار نہ ہو تو انگلیوں کا خلال فرض ہے۔ (۱۰) ہتھیلیوں کے پیٹ سے ضرب لگانا (۱۱) ہاتھ مٹی میں رکھ کر آگے لے جانا پھر پیچھے لے آنا (۱۲) پہلے دائیں بازو کا مسح کرنا پھر بائیں بازو کا۔ (۱۳) حدیثوں میں مسح کرنے کی جو کیفیت منقول ہے اُس کے مطابق مسح کرنا۔ (در مختار ص ۱۷۰ ج ۲)

تیمم صحیح ہونے کی شرطیں

تیمم صحیح ہونے کے لئے ان باتوں کی موجودگی شرط ہے۔ (۱) تیمم کرنے والے کا صحیح العقیدہ مسلمان ہونا۔ (۲) پانی کی عدم موجودگی یا اُس کی موجودگی میں عدم قدرت کا پایا جانا (۳) مٹی پر ہاتھ سے ضرب لگانا (۴) طہارت کی نیت کرنا (۵) چہرہ اور بازوؤں کے بال بال پر مسح کرنا کہ کوئی جگہ مسح سے محروم نہ رہے۔ (۷) مٹی یا مٹی کی جنس پر ضرب لگانا (۸) مٹی کا پاکی بخش ہونا۔ (در مختار ص ۱۷۰ ج ۱)

نیت تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں

تیمم کی نیت کے صحیح ہونے کے لئے ان باتوں کا پایا جانا شرط ہے۔ (۱) تیمم کرنے والے کا مسلمان ہونا (۲) تیمم کرنے والے کا عقل مند ہونا (۳) جس شے کی نیت کر رہا ہے اُس کا علم ہونا (مراتی الفلاح ص ۶۰)

کیسے تیمم سے نماز درست ہوتی ہے؟

نماز اُس تیمم سے جائز ہوگی جو پاک ہونے کی نیت سے یا کسی ایسی عبادت مقصودہ کے لئے ہو جو طہارت کے بغیر جائز نہ ہو سو اگر مسجد میں جانے یا نکلنے یا قرآن مجید چھوئے یا اذان و اقامت کہنے یا سلام کرنے یا

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سلام کا جواب دینے یا قبروں کی زیارت کرنے یا میت دفن کرنے یا بے وضو شخص نے قرآن مجید زبانی پڑھنے کے لئے تیمم کیا تو ان سب صورتوں میں اس تیمم سے نماز جائز نہیں ہوگی بلکہ جس عبادت کے لئے تیمم کیا گیا اس کے سوا کوئی عبادت بھی اُس تیمم سے جائز نہیں۔ ہاں اگر جنبی شخص نے زبانی قرآن مجید پڑھنے کے لئے تیمم کیا ہو تو اس سے نماز پڑھ سکتا ہے مگر سجدہ شکر کی نیت سے جو تیمم کیا ہو اس سے نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح دوسرے کو تیمم کا طریقہ بتانے کے لئے جو تیمم کیا ہو اس سے بھی نماز جائز نہیں۔ (بہار شریعت ص ۶۵ ج ۲)

پانی پر قدرت نہ ہونے کی صورتیں

پانی پر قدرت نہ ہونے کی چند صورتیں ہیں (۹۱) ایسی بیماری کہ وضو یا غسل سے اس بیماری سے دیر میں تندرست ہونے کا صحیح اندیشہ ہو خواہ یوں کہ اس نے خود آزمایا ہے کہ جب وضو یا غسل کرتا ہے تو وہ بیماری بڑھ جاتی ہے یا کسی مسلمان اچھے لائق حکیم نے جو ظاہر افاق نہ ہو کہہ دیا ہو کہ اس بیماری میں نقصان کرے گا۔ محض اپنے ہی خیال ہی خیال میں بیماری بڑھنے کا اندیشہ ہو تو تیمم کرنا جائز نہیں یونہی کا فریاق طیب کے کہنے کا بھی کچھ اعتبار نہیں۔ (۲) ایسی جگہ میں ہونا کہ وہاں چاروں طرف ایک ایک میل کے اندر پانی کی موجودگی کا پتہ نہ ہو۔ اگر ایک میل کے اندر پانی کی موجودگی کا غالب گمان ہو تو پانی کی تلاش واجب ہے۔ تلاش کے بعد نہ ملے تو تیمم کر لے۔ (۳) اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو اور لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز اُس کے پاس نہ ہو کہ جسے نہانے کے بعد اوڑھے اور سردی کے ضرر سے بچے اور نہ آگ اُس کے پاس ہو جس کو تانپ سکے تو اس حالت میں تیمم جائز ہے (۴) ایسی جگہ میں ہو کہ وہاں دشمن کا خوف ہے کہ اگر اُس نے دیکھ لیا تو اُسے مار ڈالے گا یا اُس کا مال چھین لے گا یا اُس غریب نادار کا قرض خواہ ہے کہ وہ اُسے قید کر دے گا یا پانی کے پاس سانپ ہے کہ وہ اُسے کاٹ کھائے گا یا شیر ہے اُسے پھاڑ کھائے گا یا بدکار شخص ہے اور یہ عورت یا مرد اپنی بے آبروئی کا صحیح گمان رکھتا ہے تو ان سب صورتوں میں بھی تیمم جائز ہے۔ (۵) جنگل میں ہے اور کنویں پر ڈول رستی نہیں کہ پانی نکال سکے تو اس صورت میں بھی تیمم جائز ہے۔ (۶) پیاس کا خوف ہے یعنی اُس کے پاس پانی تو موجود ہے مگر وضو یا غسل کے اندر اُسے خرچ کرے تو خود یا کوئی دوسرا مسلمان یا اپنا یا کسی دوسرے مسلمان کا جانور اگر چہ وہ کتا ہی کیوں نہ ہو جس کا پالنا جائز ہے پیاسا رہ جائے گا یا اپنی یا ان چیزوں میں سے کسی کی پیاس خواہ فی الحال موجود ہو یا آئندہ اس کے لاحق ہونے کا اندیشہ ہو کہ وہ راہ ایسی دور ہو کہ دُور تک پانی کا پتہ نہیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تو اس صورت میں بھی تیمم جائز ہے۔ (۷) پانی مہنگا ملتا ہو۔ یعنی وہاں کے حساب سے جو قیمت پانی کی ہونی چاہیے اُس سے دوگنا قیمت مانگتا ہے اس صورت میں بھی تیمم جائز ہے۔ اور قیمت میں اتنا فرق نہیں تو تیمم جائز نہیں ہے (۸) یہ گمان ہو کہ اگر میں پانی تلاش کرتا رہا تو قافلہ نظروں سے غائب ہو جائے گا یا ریل گاڑی چھوٹ جائے گی تو اس میں بھی تیمم جائز ہے۔ (۹) یہ گمان ہو کہ اگر وہ وضو یا غسل کرتا رہا تو عیدین کی نماز فوت ہو جائے گی۔ خواہ یوں کہ امام نماز عید پڑھ کر فارغ ہو جائے گا یا زوال کا وقت داخل ہو جائے گا تو ان دونوں صورتوں میں بھی تیمم جائز ہے۔ (۱۰) غیر دلی کو وضو یا غسل کرتے رہنے سے نماز جنازہ کے فوت ہو جانے کا خوف ہو تو اُسے بھی تیمم جائز ہے۔ (بہار شریعت ص ۶۰ ج ۲)

کن چیزوں سے تیمم جائز ہے

تیمم اُسی چیز سے جائز ہے جو مٹی کی جنس سے ہو اور وہ یقینی پاک ہو یعنی جو شے زمین سے حاصل ہوتی ہو اور وہ نہ آگ میں جل کر راکھ بنتی ہو اور نہ پگھلتی یا نرم ہوتی ہو وہ مٹی کی جنس سے ہے۔ اُس سے تیمم جائز ہے مثلاً ریتا۔ چونا۔ سرمہ۔ ہڑتال۔ کندھک۔ مُردہ سنگ۔ گبرو۔ پتھر۔ زبرجد۔ فیروزہ۔ عقیق۔ زمرد وغیرہ جو اہر سے تیمم جائز ہے اگرچہ اس پر مٹی کا غبار نہ ہو۔ پکی اینٹ۔ چینی کے برتن جس پر کسی چیز کی رنگت ہو جو جنس زمین سے ہے جیسے گیر و گھڑ یا مٹی یا وہ چیز جس کی رنگت جنس زمین سے تو نہیں مگر برتن پر اُس کا جرم نہ ہو صرف رنگت ہو تو ان دونوں صورتوں میں اس سے تیمم جائز ہے۔ اور اگر وہ جنس زمین سے نہ ہو اور اس کا جرم برتن پر ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں۔ اور شورہ جو ہنوز پانی میں ڈال کر صاف نہ کیا گیا ہو اُس سے بھی تیمم جائز ہے۔ ورنہ نہیں۔ اور جو نمک پانی سے بنتا ہے اس سے تیمم جائز نہیں اور جو کان سے نکلتا ہے جیسے سیندھانمک اس سے تیمم جائز ہے۔ مٹی یا پتھر جل کر سیاہ ہو جائے تو اس سے تیمم جائز ہے یونہی اگر پتھر جل کر راکھ ہو جائے تو اس سے بھی تیمم جائز ہے۔ بھگی مٹی سے بھی تیمم جائز ہے جبکہ مٹی غالب ہو۔ چونے کی دیوار پر تیمم جائز ہے۔ (بہار شریعت ص ۶۸ ج ۲)

اور سنگ مرمر سے بھی تیمم جائز ہے واللہ اعلم اور کپڑے وغیرہ پر مٹی کا جو غبار پڑا ہو اس سے بھی تیمم جائز ہے۔ واللہ اعلم

کن چیزوں سے تیمم جائز نہیں

جو چیز آگ سے جل کر راکھ ہو جاتی ہو جیسے لکڑی گھاس وغیرہ یا پگھل جاتی ہو یا نرم ہو جاتی ہو جیسے چاندی، سونا، تانبا، پتیل، لوہا وغیرہ دھاتیں کیونکہ یہ زمین کی جنس سے نہیں لہذا ان سے تیمم جائز نہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہاں اگر یہ دھاتیں کان سے نکال کر پگھلائی اور صاف نہ کی گئیں کہ ان میں مٹی کی آمیزش باقی ہے تو ان سے تیمم جائز ہے اور جو شے مٹی کی جنس سے نہ ہو اگر اُس پر پاک گرد و غبار پڑا ہو کہ ضرب لگانے سے اُس کا اثر ہاتھوں میں ظاہر ہوتا ہے تو اس غبار سے تیمم جائز ہے۔ اور مشک، عنبر، کافور اور لوبان سے تیمم جائز نہیں یونہی موتی سیپ اور گھونگھے سے بھی تیمم جائز نہیں اگرچہ پسے ہوں اور ان چیزوں کے چونے سے تیمم جائز نہیں۔ راکھ اور سونے چاندی فولاد وغیرہ کے کشتوں سے بھی تیمم جائز نہیں اگر خاک میں راکھ مل جائے اور خاک زیادہ ہو تو اُس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور مصنوعی مُردہ سنگ سے تیمم جائز نہیں اور مونگے یا اُس کی راکھ سے بھی تیمم جائز نہیں (بہار شریعت ص ۴۹ ج ۲)

تیمم کیسے کیا جاتا ہے

تیمم کرنے والا گھڑی یا چھلہ انگشتی اُتار کر اور آستین چڑھا کر قبلہ رخ بیٹھے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر طہارت کی نیت کرے۔ پھر پاک مٹی یا مٹی کی جنس پر اپنے ہاتھ مارے درآن حالیکہ ان کی انگلیاں کشادہ ہوں اگر ہاتھوں کو زیادہ گرد و غبار لگ جائے تو انہیں جھاڑے اور اس ضرب سے سارے چہرہ کا مسح کرے کہ بال بال پر سے ہاتھ پھر جائے۔ اور عموماً منہ بند کرنے کی حالت میں ہونٹوں کا جو حصہ ظاہر رہتا ہے اس پر بھی ہاتھ پھرے غرضیکہ وضو میں چہرہ کی جو جگہیں دھونی فرض ہوتی ہیں تیمم میں اُن سب جگہوں پر ہاتھ پھرنا ضروری ہے۔ پھر اسی طرح دوسری ضرب لگا کر پہلے ہاتھ سے دائیں بازو کا کہنیوں سمیت مسح کرے پھر دائیں ہاتھ سے بائیں بازو کا کہنیوں سمیت مسح کرے پھر انگلیوں میں انگلیاں ڈالے تاکہ اُن کے اندر کی جگہ کا مسح بھی ہو جائے واللہ اعلم اور ہاتھوں کے مسح میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چاروں انگلیوں کا پیٹ دائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں سے دہنے ہاتھ کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کے پیٹ سے دائیں انگوٹھے کی پشت کو مسح کرے یونہی دائیں ہاتھ سے بائیں بازو کا مسح کرے اور اگر ایک دم سے پوری ہتھیلی اور انگلیوں سے مسح کر لیا تو تیمم ہو گیا خواہ کہنی سے انگلیوں کی طرف لائے یا انگلیوں سے کہنی کی طرف لے جائے مگر پہلی صورت میں خلاف سنت ہوگا۔ (بہار شریعت ص ۶۷ ج ۲)

تنبیہ

تیمم میں سر اور پاؤں کا مسح نہیں ہے۔ (بہار شریعت ص ۶۷ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لطیفہ میرے استاد محترم حضرت مولانا محمد شفیع حیدری سجادہ نشین نارہ شریف تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی نے ایک دفعہ بیان فرمایا کہ جن دنوں لیاقت علی خان قتل کیے گئے تھے ہم ان دنوں لاہور شہر میں رہتے تھے۔ وہاں اُن کی عائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ایک آفیسر صاحب اپنے چہرے بازوؤں سر اور پیروں پر خوب گرد و غبار ڈالے ہوئے شریک نماز ہوئے۔ نماز کے بعد لوگوں نے ان کا یہ حال دیکھ کر کہا۔ صاحب! شاید آپ کو لیاقت علی خان کے قتل سے بہت ہی زیادہ صدمہ پہنچا ہے اسی لئے تو آپ کا یہ حال ہے۔ وہ بولے مجھے صدمہ تو عام لوگوں جتنا ہی ہوا ہے مگر میں نے یہ مسئلہ سن رکھا تھا کہ نماز جنازہ تیار ہو تو تیمم کر لینا چاہیے۔ آج میں نے اسی مسئلہ پر عمل کیا ہے۔ الغرض ان صاحبوں کو مسئلہ تو آتا تھا مگر مسئلے پر عمل کرنے کا طریقہ نہیں آتا تھا اس لئے ہر مسلمان پر شرعاً لازم ہے کہ وہ تیمم کا طریقہ سیکھے اور بوقت ضرورت اس سے کام لے۔ واللہ ولی التوفیق۔

غسل کے لئے تیمم کرنا

جس شخص پر غسل فرض ہو اور نہانے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے تیمم کرنے کی اجازت ہے۔ وضو اور غسل دونوں کا تیمم ایک ہی طرح کیا جاتا ہے یعنی صرف چہرے اور بازوؤں کا مسح کافی ہے۔ سارے جسم پر مسح کرنے کی ضرورت نہیں واللہ اعلم۔

پانی کی موجودگی میں تیمم کرنا

جن عبادتوں کے لئے وضو شرط نہیں بلکہ مستحب

ہے اُن کی ادائیگی کے لئے پانی کی موجودگی اور اُس پر قدرت ہونے کی صورت میں بھی تیمم کرنا جائز ہے۔ لیکن اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے مثلاً سلام کا جواب دینے یا درود شریف وغیرہ وظائف پڑھنے یا طہارت پر سونے یا بے وضو شخص کو مسجد میں جانے یا زبانی قرآن پڑھنے کے لئے تیمم جائز ہے اگرچہ پانی پر قدرت ہو۔ وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز قضاء ہو جائے گی تو چاہیے کہ تیمم کر کے نماز پڑھے پھر وضو یا غسل کر کے اعادہ کرنا لازم ہے۔ (بہار شریعت ص ۶۲ ج ۲)

جس پر نہانا فرض ہے اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے کے لئے تیمم کرنا جائز نہیں ہاں اگر مجبوری ہو جیسے ڈول رسی مسجد میں ہو اور کوئی ایسا نہیں جو لادے تو تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد لے کر نکل آئے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(بہار شریعت ص ۶۴)

امام حنفی فرماتے ہیں کہ فقہائے حنفیہ نے فرمایا ہے کہ اگر بے وضو شخص نے مسجد میں داخل ہونے یا قرآن مجید سے دیکھ کر تلاوت کرنے یا قرآن مجید کو چھونے یا اسے لکھنے یا اس کی تعلیم دینے یا قبور کی زیارت کرنے یا مریض کی تیمارداری کرنے یا میت دفن کرنے یا آذان یا اقامت کہنے یا اسلام قبول کرنے یا اسلام دینے یا اسلام کا جواب دینے کے لئے تیمم کیا تو عام علماء کے نزدیک اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ بخلاف اس تیمم کے جو نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت کے لئے کیا گیا ہو اسی طرح ہمارے شیخ خیر الدین رملی نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے۔ (در مختار ص ۹۷ ج ۱)

یا ایسی عبادت ہے جس کا بدل موجود نہیں اور وضو یا غسل کرنے میں اس کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ مثلاً نماز جنازہ یا نماز عیدین یا نماز خوف یا نماز کسوف یا نماز استقاء ان سب کے لئے پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز ہے۔ اور امام صدر الشریعہ فرماتے ہیں "میت نہلانا ہو اور کوئی ایسا شخص موجود نہیں جس کے لئے اس کا چھوٹا جائز ہے تو اس صورت میں پانی کی موجودگی میں اسے تیمم کرایا جائے گا۔ (بہار شریعت ص ۶۴ ج ۲)

وضو میں مشغول ہو گا تو ظہر یا مغرب یا عشاء یا جمعہ کی پچھلی سنتوں کا یا نماز چاشت کا وقت جاتا رہے گا۔ تو تیمم کر کے پڑھ لے۔ (بہار شریعت ص ۶۲ ج ۲)

تیمم توڑنے والی باتیں

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے یا غسل فرض ہوتا ہے ان سے تیمم بھی جاتا رہے گا۔ اور علاوہ ان کے پانی پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (بہار شریعت ص ۷۰ ج ۲)

تیمم کے ضروری مسائل

- (۱) یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی دیوار یا زمین سے تیمم ناجائز یا مکروہ ہے غلط ہے۔ (بہار شریعت ص ۷۰ ج ۲)
- (۲) بے وضو شخص کے اکثر اعضاء وضو میں یا جنبی شخص کے اکثر بدن میں زخم ہو یا چھک لگی ہو وہ تیمم کرے ورنہ وضو یا بدن کا جو حصہ اچھا ہوا سے دھوئے اور زخم کی جگہ پر مسح کرے اور بوقت ضرر زخم کے آس پاس کی جگہ کا بھی مسح کرے اور اگر مسح بھی ضرر کرتا ہو تو اس عضو پر کپڑا ڈال کر اس کپڑے پر مسح

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرے۔ (بہار شریعت ص ۶۰ ج ۲)

(۴) اگر پانی ٹھنڈا یا نقصان پہنچاتا ہو تو گرم پانی سے وضو کرے تیمم جائز نہیں ہاں اگر گرم پانی نہ ملتا ہو تو تیمم کر لے۔

(۵) اگر پانی کے ایک میل کی مسافت کے اندر موجود ہونے کا گمان غالب ہو تو اسے تلاش کرنا واجب ہے ورنہ واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

(۶) اگر اپنے ساتھی کے پاس پانی موجود ہے اور یہ گمان ہے کہ وہ مانگے پر دے دے گا تو بغیر مانگے تیمم جائز نہیں۔ پھر اگر پانی نہ مانگا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور نماز کے بعد مانگا تو اس نے دے دیا یا بے مانگے اس نے خود دے دیا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے اور اگر مانگا اور اس نے نہ دیا تو نماز ہو گئی اور اگر نماز کے بعد نہ ہی مانگا جس سے اس کے دینے یا نہ دینے کا حال کھلتا اور نہ اس نے خود دیا تو نماز ہو گئی اور اگر دینے کا گمان غالب نہیں اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو بھی یہی صورتیں ہیں کہ بعد کو پانی دے دیا تو وضو کر کے نماز کا اعادہ کرے ورنہ نماز ہو گئی۔ (بہار شریعت ص ۶۱ ج ۲)

(۷) قیدی کو قید خانے والے وضو نہ کرنے دیں تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور اس کا اعادہ کرے اور اگر دشمن یا قید خانہ والے نماز نہ پڑھنے دیں تو اشارہ سے پڑھے پھر اس کا اعادہ کرے۔

(بہار شریعت ص ۶۲ ج ۲)

(۸) پانی موجود ہے مگر آٹا گوند مٹے کی ضرورت ہے جب بھی تیمم جائز ہے اور شور بے کی ضرورت کے لئے تیمم جائز نہیں۔ (بہار شریعت ص ۶۲ ج ۲)

(۹) بدن یا کپڑا اس قدر نجس ہے کہ مانع جواز نماز ہے اور پانی صرف اتنا ہے کہ چاہے تو وضو کر لے یا اس کو پاک کر لے دونوں کام نہیں ہو سکتے تو پانی سے نجس بدن یا کپڑے کو پاک کر لے پھر وضو کے لئے تیمم کرے۔ (بہار شریعت ص ۶۳ ج ۲)

(۱۰) مسافر کو راہ میں رکھا ہوا پانی ملے تو اگر کوئی وہاں ہے تو اس سے دریافت کرے اگر وہ کہے کہ یہ پانی صرف پینے کیلئے ہے تو تیمم کرے اس سے وضو جائز نہیں چاہے کتنا ہی ہو اور اگر اس نے کہا کہ یہ پانی پینے اور وضو کرنے کے لئے ہے تو اب تیمم جائز نہیں اور اگر کوئی ایسا نہیں جو بتا سکے اور پانی تھوڑا ہو تو تیمم کرے اور زیادہ ہو تو وضو کرے۔ (بہار شریعت ص ۶۳ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۱) مسجد میں سویا تھا اور احتلام ہو گیا تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں فوراً تیمم کر کے باہر نکل آئے تاخیر حرام ہے۔ (بہار شریعت ص ۶۴ ج ۲)

(۱۲) اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ وہاں پانی ملتا ہے اور نہ پاک مٹی کہ تیمم کرے تو اسے چاہیے کہ نماز کے وقت میں نمازی کی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلا نیت نماز بجالائے۔ (بہار شریعت ص ۶۵ ج ۲)

(۱۳) اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ وضو کرتا ہے تو پیشاب کے قطرے ٹپکتے ہیں اور تیمم کرے تو نہیں ٹپکتے تو اسے لازم ہے کہ تیمم کرے۔ (بہار شریعت ص ۶۵ ج ۲)

(۱۴) بیمار بے دست و پا شخص اپنے آپ تیمم نہیں کر سکتا تو اسے کوئی دوسرا شخص تیمم کرادے اور اس وقت تیمم کرانے والے کی نیت کا اعتبار نہیں بلکہ اس شخص کی نیت کا اعتبار ہے جسے تیمم کرایا جا رہا ہے۔

(بہار شریعت ص ۶۶ ج ۲)

(۱۵) چہرہ کا مسح کرتے وقت داڑھی اور مونچھوں اور بھوؤں کے بالوں پر ہاتھ پھیرا جانا ضروری ہے۔ بھوؤں کے نیچے اور آنکھوں کے اوپر جو جگہ ہے اور ناک کے حصہ زیریں کا خیال نہ رکھیں گے تو ان پر ہاتھ نہ پھرے گا اور تیمم نہ ہوگا۔ (بہار شریعت ص ۶۶ ج ۲)

(۱۶) مونچھ کے بال اتنے بڑھ گئے کہ ہونٹ چھپ گئے تو ان بالوں کو اٹھا کر ہونٹ پر ہاتھ پھیرے بالوں پر ہاتھ پھیرنا کافی نہیں۔ (بہار شریعت ص ۶۶ ج ۲)

(۱۷) اگر چہرہ یا بازوؤں کے مسح میں ہاتھ کی ایک یا دو انگلیوں سے مسح کیا تو تیمم نہ ہوا اگرچہ تمام عضو پر پھیر لیا ہو۔ (بہار شریعت ص ۶۸ ج ۲)

(۱۸) تیمم ہوتے ہوئے دوبارہ تیمم نہ کرے۔ (بہار شریعت ص ۶۸ ج ۲)

(۱۹) مسافر کا ایسی جگہ سے گزر ہوا کہ ہر طرف کچڑی ہے اور پانی بھی نہیں پاتا کہ وضو یا غسل کرے اور کپڑے میں بھی غبار نہیں تو اسے چاہیے کہ کپڑا پاک کچڑ سے سان کر سکھائے اور اس سے تیمم کرے اور اگر وقت جاتا ہو تو مجبوری کی وجہ سے کچڑی سے تیمم کر لے جب کہ پانی پر مٹی غالب ہو۔ (بہار شریعت ص ۶۹ ج ۲)

(۲۰) گدے اور درزی وغیرہ پر غبار ہے تو اس سے تیمم کر سکتا ہے اگرچہ وہاں مٹی موجود ہو جب کہ غبار اتنا ہو کہ ہاتھ پھیرنے سے انگلیوں کا نشان بن جاتا ہو۔ (بہار شریعت ص ۷۰ ج ۲)

(۱۴ رمضان المبارک ۱۴۰۷ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم الله الرحمن الرحيم

پارہواں مقالہ

نماز کے برکات و ثمرات اور بے نماز کی سزائیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رحمت رب دو عالم میں بسائے گی نماز

اے مسلمان پڑھ نمازیں بخشوائے گی نماز
رحمت رب دو عالم میں بسائے گی نماز
قبر کی اندھیروں میں کام آئے گی نماز
مگر مئی روز قیامت سے بچائے گی نماز
رب اکبر کے عذابوں سے چھڑائے گی نماز
وارثِ خلدِ بریں تجھ کو بنائے گی نماز
اپنے بیگانے بنے ہوں گے ترے جس دن عدد
خیر خواہ بن کر تجھے اُس دن بہلائے گی نماز
بے نمازی رو رہے ہوں گے خدا کے سامنے
جب قیامت میں نمازی کو ہسائے گی نماز
بے نمازی ساتھ ہوں گے کافروں کے حشر میں
غافلوں کو خوب اُس دن یاد آئے گی نماز
مارا مارا پھرتا ہے تو جستوائے رزق میں
پڑھ نمازیں تیری روزی کھینچ لائے گی نماز
اے مسلمان ہوش کر ٹو سوچ اپنی بہتری
منزل مقصود پہ تجھ کو پہنچائے گی نماز
زندگی بھر خوب پڑھ قائم نمازیں شوق سے
تیرا بیڑا پار محشر میں لگائے گی نماز



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين
امابعد آج کل اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت نماز پنجگانہ کی ادائیگی سے لاپرواہی کا
شکار ہے۔ بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں اسی مرض میں مبتلا دیکھے جاتے ہیں۔ کوئی خوش نصیب ہی گھرایسا ہوگا
جس کے سب بالغ افراد پانچ وقت کی نماز فرض کے پابند ہوں گے اکثر گھروں کا تو یہ حال ہے کہ ان میں کوئی
ایک بھی پکا نمازی نہیں اور اکتے دتے گھرایسے ہیں جن کے بعض افراد بعض اوقات کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔

پھر مزید افسوس کی بات یہ ہے کہ جو مسلمان نمازی سمجھے جاتے ہیں وہ بھی نماز کو صحیح طریقہ سے با آداب ادا
نہیں کرتے۔ عجلت پسندی نماز میں اختیار کرتے ہیں تو ارکان نماز کو صحیح طور پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے نمازوں
کا بیڑا غرق کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے نمازی وہ فوائد و ثمرات حاصل نہیں کر سکتے جو اللہ تعالیٰ
نے دنیا و آخرت میں نمازیوں کے لئے نماز میں رکھے ہوئے ہیں۔

نماز میں لاپرواہی اور بے احتیاطی کی وجہ نماز کے برکات و ثمرات سے مسلمانوں کی لاعلمی ہے۔ ورنہ دیکھا
جاتا ہے کہ انسان جس کام کے فوائد و ثمرات جانتا ہے اور اُس کے ترک کے نقصانات سے بھی باخبر ہوتا ہے
اُس کو اچھی طرح بجالاتا ہے۔ بدیں وجہ ہم نے مسلمانوں کو نماز پنجگانہ کی ترغیب دینے کے لئے یہ مختصر
رسالہ ”نماز کے برکات و ثمرات“ لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف مقبولیت بخشے اور
اس کے ذریعہ سے بے نماز مسلمانوں کو نماز پنجگانہ کی ادائیگی کا جذبہ اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نماز کی فرضیت و اہمیت

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ حشر کے دن بندوں سے ایمان کے بعد تمام عملوں میں سب سے پہلے
نماز کا حساب لے گا۔ اگر نماز کا حساب درست نکلا تو بندہ کامیاب ہوگا۔ ورنہ شرمسار اور خسارہ پانے والا
ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ بیشک سب سے پہلے جس عمل کا حساب بندے سے لیا
جائیگا وہ اُس کی نماز ہے پھر اگر نماز درست ہوئی تو وہ کامیاب ہو جائے گا۔ اور اگر وہ خراب نکلی تو وہ نامراد
ہوگا۔ رواہ ابوداؤد عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۸)۔

اسی مفہوم کو ایک فارسی شاعر نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۔ روز محشر کہ جاں گداز بود اولیں پر سش نماز بود

یعنی محشر کا وہ دن جو جان پگھلانے والا ہوگا اُس میں سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔ اسی مفہوم میں بعض اُردو شعراء کے اشعار بھی بدیہ ناظرین کیے جاتے ہیں۔

نماز پوچھے گا روز محشر ہر اک سے پہلے خدائے اکبر

خدا را اُس دن کا خوف کھاؤ نماز پڑھ لو نماز پڑھ لو

قیامت میں ہو گی نمازوں کی پرش نہ کام آئے گی حشر میں حیلہ سازی
بر حشر بگڑی بنائے گا مولا نمازیں کریں گی وہاں کار سازی
نمازیں ہیں معراج اے اہل ایمان گناہگار ہے وہ جو ہے بے نمازی
خدا کی قسم اہل بیت و صحابہ بزرگ و مقدس تھے سارے نمازی

بے نماز کا حشر

امام احمد و داری و بیہقی شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پانچ نمازیں ہیں جو شخص ان کی محافظت (پابندی) کرے گا وہ اُس کے لئے قیامت کے دن نور، راہنما اور نجات ہوں گی۔ اور جو ان کی محافظت نہ کرے گا اُس کے لئے وہ نہ نور ہوں گی، نہ راہنما اور نہ نجات ہوں گی۔ وَكَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ فِرْعَوْنَ وَفَارُونَ وَهَامَانَ وَابْنِ خَلْفٍ. اور وہ قیامت کے روز فرعون، قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔
(مشکوٰۃ جلد اول ص ۵۴)

تنبیہ

ان چاروں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ انسان نماز سے یا تو سلطنت کے فرور میں غافل ہو جاتا ہے یا دولت کے سبب سے یا ملازمت و مرتبہ و وجاہت کے سبب سے یا تجارت و دکانداری کے سبب سے، اس لئے ان چاروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ چاروں ایسی ہی صورتوں سے تباہ و برباد ہوئے۔ اب جو شخص ان صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے سبب سے نماز نہیں پڑھے گا اُس کا حشر ان کے ساتھ ہو گا۔ نہ اتالی نہ۔ ماتھیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین (وقت روزہ رمضان لاہور ۱۹۵۲ء)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بے نمازی ساتھ ہوں گے کافروں کے حشر میں غفلوں کو خوب اس دن یاد آئے گی نماز
بے نمازی رو رہے ہوں گے خدا کے سامنے جب قیامت میں نمازی کو ہنسائے گی نماز

نماز جنت کی کنجی ہے

امام مسلم حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت،، (بہار شریعت جلد سوم ص ۶)

بھی ہے خلدِ بریں کی چابی اسی میں ہے سب کی کامیابی
نہ مومنو اس سے دل چراؤ، نماز پڑھ لو، نماز پڑھ لو
خالص خدا کے واسطے پڑھتا ہے جو نماز جنت کی اُسکو چابی دلاتی نماز ہے
ہر بندگی سے رب کو پیاری ہے یہ نماز یہ بات ہر بشر کو سکھاتی نماز ہے
کرتا ہے صدق دل سے جو بندہ رکوع سجود نار ستر سے اُس کو بچاتی نماز ہے

نماز حشر کے دن پورا نور ہوگی

امام ابو داؤد حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بشر
المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التام يوم القيامة یعنی جو لوگ اندھیروں میں مسجد کی طرف
چلنے والے ہیں اُن کو یہ بشارت دو کہ اُن کے لئے قیامت کے دن پورا نور ہے۔ (سنن ابی داؤد ص ۸۳ ج ۱)
اے عزیز و فرض ہے ہر طرح سے ثم پر نماز

ہے یہ واجب سرخرو مسجد میں ہو پڑھ کر نماز

ہے بہت تاکید قرآن میں، نہیں ہوتی معاف

شادی ہو یا غم کسی حالت میں مومن پر نماز

نمازی جنت میں داخل ہوگا

امام نسائی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ
نمازیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے اُنکو بندوں پر فرض فرمایا پس جو شخص اُن کو اس حال میں ادا کرے گا کہ ان کی کسی

جزء کو ان کے حق کو حقیر جانتے ہوئے ضائع نہ کرے گا تو اُس کے لئے اللہ کے پاس عہد ہے کہ وہ اُسے جنت میں داخل کرے اور جو اُن کو ادا نہ کرے گا اُس کے لئے اللہ کے پاس کوئی عہد نہیں اگر وہ چاہے تو اُسے عذاب دے اور اگر چاہے تو اُسے جنت میں داخل کرے (جامع صغیر ص ۶ ج ۲ ص ۲۷)

جنت میں مکاں اپنا بناتے ہیں نمازی
معبود بھی خوش ہوتا ہے محبوب بھی راضی
مسجد میں بڑے شوق سے آتے ہیں نمازی
سجدے کے لئے سر کو جھکاتے ہیں نمازی
پھل اپنی نمازوں کا یہ پاتے ہیں نمازی
لو تم بھی چلو غلد میں جاتے ہیں نمازی
حوران جناں کہتی ہیں اکبر سے کہ سرکار

نماز بخشش کا ذریعہ ہے

امام احمد و ابوداؤد حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،، پانچ نمازیں اللہ نے فرض کیں جس نے اچھی طرح وضو کیا اور وقت میں پڑھیں اور رکوع و خشوع پورا کیا تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم میں عہد کر لیا ہے کہ اُسے بخش دے گا اور جس نے یہ نہ کیا اُس کے لئے عہد نہیں چاہے اُسے بخش دے اور چاہے اسے عذاب کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳ ج ۱)

اے مسلمان پڑھ نمازیں بخشوائے گی نماز
قبر کی اندھیروں میں کام آئے گی نماز
اپنے بیگانے بنے ہونگے ترے جس دن عدو
آ کہ گھیریں گی تجھے جب آخرت کی سختیاں
مارا مارا پھرتا ہے تو جستوائے رزق میں
پڑھ نمازیں حیرت روزی کھینچ لائے گی نماز

نماز میں سات آسمانوں کے فرشتوں کی عبادت موجود ہے۔

نماز میں سات آسمانوں کے فرشتوں کی عبادت موجود ہے۔ آسمان اول کے فرشتے قیام میں۔ آسمان دوم کے رکوع میں۔ آسمان سوم کے سجدہ میں۔ آسمان چہارم کے قعدہ میں، آسمان پنجم کے تسبیح میں، چھٹے آسمان کے تہلیل میں اور ساتویں آسمان کے تہجد میں ہیں جب مومن بندہ دو رکعت نماز ان مذکورہ افعال و اذکار سے ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تو اُس بندے کے نامہ اعمال میں سات آسمان کے فرشتوں کی کنتی کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مطابق نیکیاں لکھی جاتی ہیں امام نجم الدین عمر نسفی رحمۃ اللہ علیہ خصال میں فرماتے ہیں کہ زمینوں کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے، کیونکہ درخت اور مینار اور پہاڑ قیام میں چار پائے رکوع میں، حشرات الارض سجدہ اور دیواریں اور ٹیلے اور کاہ اور ریگ وغیرہ قعدہ میں ہیں (صلوٰۃ مسعودی)

بحوالہ ہفت روزہ رضوان لاہور، ۷ جون ۱۹۵۲ء

نماز کی پچیس ۲۵ برکتیں

مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب مزنگ لاہور لکھتے ہیں۔ نماز میں یہ برکتیں ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (۱) نماز پڑھنے سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے (۲) فرشتے پیار کرتے ہیں (۳) نماز انبیاء کی سنت ہے (۴) نماز معرفت ہے (۵) نماز ایمان کی جڑ ہے (۶) نماز اجابت دعا ہے (۷) نماز باعث قبولیت ایمان ہے (۸) نماز سے رزق میں برکت ہوتی ہے (۹) نماز سے بدن میں راحت ہے (۱۰) نماز دشمن کے لئے اوزار ہے (۱۱) نماز شیطان کو ناخوش کرتی ہے (۱۲) نماز منکر و منکر کے لئے جواب ہے (۱۳) نماز ملک الموت کے سامنے سفارشی ہوگی (۱۴) نماز قبر میں روشنی ہے (۱۵) نماز نیچے بچھونا ہے (۱۶) نماز قیامت تک قبر میں مونس و غم خوار ہوگی (۱۷) نماز وہ نور ہے جو آگے آگے چلتا ہو گا۔ (۱۸) نمازی اور دوزخ کے درمیان نماز پردہ ہوگی (۱۹) نماز خدا کے سامنے حجت ہوگی (۲۰) نماز ترازو میں ثقل ہوگی (۲۱) نماز پل صراط سے گزار دے گی (۲۲) نماز جنت کی کنجی ہے کیونکہ اس میں تسبیح، تحمید، تقدیس، تعظیم، قرآن اور دعا ہے لہذا افضل الاعمال ہے۔ (بستان العارفین مصنفہ فقیہ ابولیت سمرقندی متونی ۳۷۳ مصری ص ۱۰۱ بحوالہ ہفت روزہ رضوان لاہور ۷ جون ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۱)

چشم رسول پاک کا تارہ نماز ہے مومن کی زندگی کا سہارا نماز ہے بحر حوادث زمانہ میں مومنو اللہ کے کرم کا اک کنارہ نماز ہے ہوں کیوں غذائے روح کے بھوکے نہ اس سے شاد دنیائے معرفت کا سہارا نماز ہے

نماز میں نوکرا متیں ہیں

امام ابن حجر روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ من

حفظ الصلوات الخمس لوقتها و داوم علیہا اکرم اللہ بسبع کرامات اولہا ان یحیٰ

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ ویكون بدنہ صحیحاً وتحرسه الملائكة وتنزل البركة فی داره ویظهر علی وجهه سیماء الصالحین ویلین اللہ قلبه ویقر علی الصراط کالبرق اللامع ینجیه اللہ من النار ینزله اللہ فی جوار الذین لا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔ جو شخص پانچ نمازوں کی محافظت اُن کے وقت میں کرتا ہے اور اُن پر ہیشگی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے نوکرامتوں سے نوازتا ہے۔

پہلی یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس سے محبت رکھتا ہے۔ دوسری یہ کہ اُس کا بدن تندرست ہوتا ہے، تیسری یہ کہ اُس کی پہرہ داری فرشتے کرتے ہیں چوتھی یہ کہ اُس کے گھر میں برکت نازل ہوتی ہے۔ پانچویں یہ کہ اُس کے چہرہ پر نیکیوں کی علامت ظاہر ہوتی ہے۔ چھٹی یہ کہ اللہ اس کا دل نرم کر دیتا ہے ساتویں یہ کہ وہ پل صراط سے چمکدار بجلی کی طرح گزرے گا آٹھویں یہ کہ اسے اللہ دوزخ سے نجات بخشے گا۔ نویں یہ کہ اللہ اُسے اُن لوگوں کے پڑوس میں بسائے گا جن پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے، یعنی اولیاء اللہ۔ (منہیات ابن حجر عسقلانی ص ۶۸ مطبوعہ مکتبہ مجتہبی دہلی ہند)

جبین عبادت ٹھکاتے چلو تم	حقائق کے پردے اٹھاتے چلو تم
ہر اک شے کو نیچا دکھاتے چلو تم	عبادت کے پرچم اڑاتے چلو تم
راء حق میں سر کو کٹاتے چلو تم	قرینے وفا کے سکھاتے چلو تم
ہر اک کام پہ سجدہ بندگی	نقوش محبت بناتے چلو تم
وہی ذات واحد ہو پیش نظر	توہم کے پردے اٹھاتے چلو تم
جھکاؤ جھکاؤ جبین نیاز	ہر اک بزم کو جگمگاتے چلو تم
سناؤ فدا نغمہ لا الہ	نئی طرز سے آج گاتے چلو تم

(بیچہ فکر جناب غلام وارث فدا تلمیذ صاحب سنی مفت روزہ رضوان ۷ جون ۱۹۵۲ء)

نماز میں دس خوبیاں ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الصلوة عماد الدین وفيها عشر خصال زين الوجه ونور القلب وراحة البدن وأنس في القبر ومنزل الرحمة ومفتاح السماء ولقيل الميزان ومروضة الرب ولعن الجنة

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وحجاب من النار ومن اقامها فقد اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين
نماز دین کا ستون ہے اور اس میں دس خوبیاں ہیں۔ (۱) چہرے کی زینت (۲) دل کی روشنی (۳) بدن کا
آرام (۴) قبر کا سکون (۵) رحمت کا نزول (۶) آسمان کی چابی (۷) ترازو کے اعمال کا بوجھ (۸) اللہ
تعالیٰ کی رضامندی (۱۰) دوزخ کا پردہ اور جس شخص نے اسے قائم کیا اُس نے دین کو قائم کیا اور جس نے
اسے چھوڑ دیا اُس نے دین کو چھوڑ دیا۔ (ملہیات ابن حجر ص ۸۳ مطبوعہ مکتبہ مجتہائی دہلی)

ٹھکانہ گور ہے تیرا عبادت کچھ تو کر راقب
کہادت ہے کہ خالی ہاتھ گھر جانا نہیں اچھا
مسلمان نماز منجگانہ کی ادائیگی کے ان عظیم برکات و ثمرات پر غور کریں اور انہیں حاصل کرنے کے لئے ہر
وقت کوشاں رہیں۔ نماز میں غفلت برتنا دنیا و آخرت کا بہت بڑا خسارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں
نمازی بنائے۔ آمین

ترک نماز کی دنیاوی سزائیں

جو شخص نماز میں سُستی کرتا ہے وہ دنیا میں ان پانچ سزاؤں کا مستحق ہے۔ (۱) اُس کی عمر میں برکت نہ رہے
گی (۲) اُس کے چہرہ سے نیک لوگوں کے آثار مٹا دیئے جائیں گے یعنی اس کے چہرہ پر نحوست برے
گی (۳) اُس کو نقلی عمل کا ثواب نہ ملے گا۔ (۴) اس کی دعا آسمان تک نہ اُٹھے گی یعنی مقبول نہ ہوگی۔ (۵) نیک
لوگوں کی دعا میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ (ہفت روزہ رضوان لاہور بابت ۷ جون ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۱۴)

بے نمازی کے لیے مرنے کے وقت کی سزائیں

(۱) بے نماز ذلیل ہو کر مرے گا (۲) بھوکا مرے گا۔ (۳) پیاسا مرے گا ایسا پیاسا کہ دنیا کے سمندروں کا
پانی اُس کو پلایا جائے تو پھر بھی اس کی پیاس نہ بجھے گی۔

(ہفت روزہ رضوان ص ۱۴ بابت ۷ جون ۱۹۵۲ء)

بے نماز کے لئے قبر کی سزائیں

(۱) بے نماز پر قبر تنگ ہوگی یہاں تک کہ ادھر کی پسلیاں ادھر اور ادھر کی پسلیاں ادھر ہو جائیں گی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲) اُس کی قبر میں آگ بھر جائے گی۔ رات دن آگ کے انگاروں پر لوٹ پوٹ ہوتا رہے گا۔
(۳) اس کی قبر میں اس پر ایک اثر دہا مسلط کیا جائے گا۔ اس کا نام گنجا شجاع ہے۔ اس کی آنکھیں آگ کی طرح کی ہیں۔ اور اس کے ناخن لوہے کے ہیں۔ ہر ایک ناخن کا طول ایک روز کی مسافت ہے۔ میٹ سے باتیں کرے گا اور کہے گا کہ میں گنجا شجاع ہوں اور اس کی آواز بجلی کی مسافت کی مانند ہوگی وہ کہے گا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تجھے نماز صبح کو سورج نکلنے کے بعد تک ضائع کرنے پر ماروں اور میں تجھے نماز ظہر کو عصر کے وقت تک ضائع کرنے کے سبب ماروں اور نماز عصر کو مغرب کے وقت تک ضائع کرنے کی وجہ سے ماروں اور نماز مغرب کو نماز عشاء تک ضائع کرنے کی وجہ سے ماروں اور نماز عشاء کو فجر کی نماز تک ضائع کرنے کی وجہ سے ماروں۔ جب وہ اُس کو ایک ضرب لگائے گا تو وہ زمین میں ستر گز دھنس جائے گا۔ وہ قبر میں ہمیشہ قیامت ہونے تک عذاب دیا جائے گا۔ (درۃ الناصحین بحوالہ رضوان مذکورہ بالا ص ۱۵)

بے نمازی کے لیے حشر کی سزائیں

نماز میں سُستی کرنے والے کے لیے حشر کی تین سزائیں یہ ہیں۔

(۱) حساب کی سختی (۲) خدا تعالیٰ کا غضب (۳) دوزخ میں داخل ہوگا۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ میدان محشر میں اُٹھے گا کہ اُس کے چہرہ پر تین سطریں لکھی ہوئی ہوں گی۔ (۱) اے اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار۔ (۲) اے اللہ تعالیٰ کے حق کو ضائع کرنے والے (۳) جس طرح تو نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا حق ضائع کیا اسی طرح تو آج اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوگا۔ راوی حدیث پندرہویں سزا بیان کرنا بھول گیا خدا جانے وہ کتنی بڑی سزا ہوگی۔

(زواجر ابن حجر ص ۱۱۱ ج ۱ بحوالہ رضوان مذکورہ بالا)

(۴) بے نماز تو ریت انجیل زبور اور قرآن شریف میں ملعون ہے۔ اور جماعت میں نماز نہ پڑھنے والا ایسی حالت میں زمین پر چلتا ہے کہ زمین اُس پر لعنت کرتی ہے۔

(درۃ الناصحین ص ۵۵ بحوالہ مفت روزہ رضوان لاہور بابت ۷ جون ۱۹۵۲ء)

اَعَاذُكَ اللَّهُ تَعَالٰی مِنْ عَذَابِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ آمِينَ.

سخت تمکات آئیں بے نمازی کے لئے بے نمازی کے لئے ہے سخت ذلت اے عزیز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بے نمازی کے لئے جہنم میں سزائیں

امام احمد اور بیہقی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سُستی کے سبب سے ایک نماز ترک کر دی گویا اسکی دنیا اور جو کچھ اُس میں ہے اُس سے چھین لیا گیا۔ اور جس نے سُستی سے چار نمازیں قضاء کیں تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو طیۃ النہال پلائے گا۔ عرض کیا گیا۔

طیۃ النہال کیا ہے؟ فرمایا دوزخ والوں کا نچوڑ یعنی خون اور پیپ (ہفت روزہ رضوان مذکورہ بالا صفحہ نمبر ۵۰)

(۲) کتاب مجالس الابرار اور احسن المواعظ ص ۱۳۷ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من ترک الصلوة متعمداً حتی مضی وقتها عذب فی النار حقناً والحقب ثمانون سنة والسنة ثلاثہ مائۃ وستون يوماً کل يوم مقدارہ الف سنة. جس نے جان بوجھ کر ایک نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ اُس کا وقت گزر گیا۔ وہ دوزخ میں کئی ہفتے عذاب دیا جائے گا۔ اور ایک ہفتہ اسی سال کا اور ایک سال ۳۶۰ دن کا اور ہر ایک دن ایک ہزار سال کا ہوگا۔

(ہفت روزہ رضوان بابت ۷ جون ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۵۰)

تنبیہ

اس حساب سے ایک ہفتہ دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس کا ہوا۔ اور ایسے بہت سے ہفتے جن کی تعداد اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس شخص کو عذاب دیا جائے گا جس کی ایک نماز قضا ہو گئی اور وقت گزر گیا۔ تو جو لوگ ساری ساری عمر نماز نہیں پڑھتے اُن کا کیا حال ہوگا۔

بھائیو: غور کرو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم اور اپنے حبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے ہمیں دوزخ سے بچائے اور ہر قسم کی نیکی کی توفیق دے۔ آمین۔ نیز سرکش لوگوں کو بہت سے ہفتے عذاب دینے کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ نماز نہ پڑھنے سے بڑھ کر اور کونسی سرکشی ہے۔ (ہفت روزہ رضوان مذکورہ بالا)

بے نمازی کا نام دوزخ کے دروازہ پر لکھا جاتا ہے:

محدث ابو نعیم حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور نے فرمایا۔ جس نے قصداً نماز چھوڑی جہنم کے دروازہ پر اُس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص ۹)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بے نمازی کفر کے قریب پہنچ جاتا ہے

بہت سی ایسی حدیثیں آئی ہیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کفر ہے اور بعض صحابہ کرام مثلاً امیر المومنین حضرت فاروق اعظم و عبد الرحمن بن مسعود و عبد اللہ بن عباس و جابر بن عبد اللہ و معاذ بن جبل و ابو ہریرہ و ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ مثلاً امام احمد و اسحاق بن راہویہ و عبد اللہ بن مبارک و امام نخعی کا بھی یہی مذہب تھا۔ اگرچہ ہمارے امام اعظم و دیگر ائمہ نیز بہت سے صحابہ کرام اس کی تکفیر نہیں کرتے پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص ۱۰)

بے نماز مسلمانوں سے آخری گزارش

قرآن شریف کی آیات اور احادیث کی روایات سے واضح طور پر ثابت ہے کہ نماز بھگنا نہ فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور اسے سستی اور غفلت سے چھوڑنے والا فاسق یعنی بے دین بہت بڑا گناہگار ہے اتنا بڑا گناہ جو کسی کا خون کرنے۔ شراب پینے اور سو رکھانے سے بھی بہت بڑا گناہ ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی سزا اور غضب کا باعث ہے اور دنیا و آخرت میں ذلت کا سبب ہے۔ (ہفت روزہ رضوان مذکورہ بالا ص ۴۶)

ایسے عظیم فریضہ خداوندی کی ادائیگی میں ہرگز ہرگز غفلت اور سستی سے کام نہ لیں۔ پانچ وقت میں نماز با جماعت کی ادائیگی سے اللہ اور اس کے رسول راضی ہوں گے۔ اور دنیا و آخرت کی برکتیں اور کامیابیاں بھی نصیب ہوں گی۔ اور وہ جہاں میں عزت بھی ملے گی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح مقبول نمازیں پڑھنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔ کارِ مانعیت ہو کر دیم۔

(۲۸ رمضان ۱۴۱۵ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیرھواں مقالہ

قضاء نمازوں کے مسائل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله خالق السموات والارضين والصلوة والسلام على نبيه الامين وعلى اله واصحابه اجمعين اما بعد: اس مختصر مقالہ میں "قضاء نمازوں کے ضروری مسائل" لکھے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین۔

مومنوں پر نماز فرض ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ان الصلوة كانت على المؤمنين كتاباً موقوتاً۔ بے شک نماز مسلمانوں پر وقت بندھا ہوا فرض ہے (پ ۵ رکوع ۱۲)۔ اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمانوں پر نماز فرض ہے۔ اور دوسرا یہ کہ ہر نماز کو اپنے وقت میں ادا کرنا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا عذر نماز چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے

امام علاؤ الدین ہسکلی فرماتے ہیں۔ ہی فرض عين على كل مكلف بالاجماع فرضت في الاسراء قبل الهجرة بسنة و نصف و كانت قبله صلاتين قبل طلوع الشمس و قبل غروبها و يكفر جا حدها بشوئها بدليل قطعي و تاركها عمداً مجانة اى تكاسلاً فاسق يحبس حتى يصلى۔ یعنی نماز پنجگانہ ہر مکلف پر بالاجماع فرض عین ہے۔ اور وہ ہجرت سے ڈیڑھ سال قبل معراج شریف کے موقع پر فرض کی گئی اور اس سے پہلے مسلمانوں پر نماز فجر اور نماز عصر فرض تھیں۔ اور نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے کیونکہ اس کی فرضیت دلیل قطعی سے ثابت ہے اور سستی کی بناء پر نماز چھوڑنے والا فاسق ہے اُسے نماز کا پابند بننے تک قید رکھا جائے گا۔ (در مختار ص ۲۵۸ ج ۱) اور یہی امام اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔ التاخير بلا عذر كبرة لا تزول بالقضاء بل بالعوبة او الحج۔ نماز پنجگانہ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یعنی اُسے اپنے وقت میں ادا نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اور نماز فوت شدہ کی قضاء پڑھنے سے تاخیر کا گناہ معاف نہیں ہوتا بلکہ تو بہ یا حج سے معاف ہوتا ہے۔

(در مختار ص ۵۳۳ ج ۱)

صاحب بہار شریعت لکھتے ہیں۔ "بلا عذر شرعی نماز قضاء کر دینا بہت سخت گناہ ہے۔ اس پر فرض ہے کہ اس کی قضاء پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے۔ توبہ یا حج مقبول سے گناہ تاخیر معاف ہو جائے گا (در مختار)

Click For More Books

(بہار شریعت حصہ چہارم ص ۴۱)

بلا عذر نماز چھوڑنے پر وعیدیں

بلا عذر شرعی نماز نہ بھگانے کے ترک پر قرآن و حدیث میں سخت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ یہاں بعض ذکر کی جاتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

آیات کریمہ

(۱) واقیموا الصلوٰۃ ولا تكونوا من المشرکین۔ اور نماز قائم کرو اور مشرکوں سے نہ ہو۔ (پ ۲۱ رکوع ۷)

”اس سے معلوم ہوا کہ نماز نہ پڑھنا عملی شرک ہے اور جن بزرگوں نے ترک نماز کو کفر قرار دیا ہے ان کی دلیل یہی آیت کریمہ ہے (نور العرفان ص ۶۵۰)

(۲) و اذا قيل لهم اركعوا لا يركعون ويل يومئذ للمكذبین۔ اور جب ان سے کہا جائے کہ نماز پڑھو تو نماز نہیں پڑھتے۔ اس دن جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ (پ ۲۹ رکوع ۲۲)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز بڑی اہم عبادت ہے کہ اس کے ترک پر کفار کو بھی عذاب ہوگا

(نور العرفان ص ۹۲۸)

(۳) فمخلف من بعدهم خلف اضعوا الصلوٰۃ و اتبعوا الشهوات فسوف يلقون غياً اور ان (پیغمبروں) کے پیچھے ان کی جگہ وہ نامراد آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔ (پ ۱۶ رکوع ۷)

غی جہنم میں ایک وادی ہے جس کی گرمی اور گہرائی سب سے زیادہ ہے۔ اس میں ایک کنواں ہے جس کا نام ہبہ سب ہے۔ جب جہنم کی آگ بجھنے پر آتی ہے تو اللہ عز و جل اس کنوئیں کا منہ کھول دیتا ہے اس سے وہ بدستور بھڑکنے لگتی ہے۔ یہ کنواں بے نمازوں، زانیوں، شرابیوں، سود خوروں اور ماں باپ کو ایذا دینے والوں کے لیے ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص ۳)

(۴) کل نفس بما کسبت رهینه الا اصحاب الیمین۔ فی جنات یتسآء لون عن المجرمین ما سلککم فی سقر۔ قالوا لم نک من المصلین۔ ہر جان اپنے عمل میں گرفتار ہو

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گی مگر دائیں طرف والے باغوں میں مجرموں سے پوچھیں گے۔ تمہیں کیا بات دوزخ میں لے گئی؟ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے (پ ۲۹ رکوع ۱۶)

(۵) فویل للمصلین الذین ہم عن صلاتهم ساهون۔ الذین ہم یرآئون۔ تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں وہ جو دکھاوا کرتے ہیں (پ ۳۰ رکوع ۳۲)
یہ آیات مدینہ میں ابن ابی وغیرہ منافقین کے حق میں نازل ہوئیں جو عقیدت سے نہیں بلکہ مسلمانوں کے دکھاوے کو کبھی کبھی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔ (نور العرفان ص ۹۸۹)

(۶) ان المنافقین یخادعون اللہ و هو خادعهم و اذا قاموا الی الصلوۃ قاموا کسالی یرآءون الناس و لا یدکرون اللہ الا قلیلاً۔ بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کو فریب دینا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کر کے مارے گا اور وہ جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو جی ہارے سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو نہیں یاد کرتے مگر تھوڑا (پ ۵ رکوع ۱۸)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں سستی کرنا منافقت کی علامت ہے اور اس سستی کی مختلف صورتیں ہیں۔ بلا وجہ مسجد میں حاضر نہ ہونا، بلا وجہ جماعت سے الگ نماز پڑھنا، مسجد میں جماعت کے بعد پہنچنا، ٹوپی یا کرتہ کے بغیر نماز پڑھنا اور ارکان نماز کو درستی سے ادا نہ کرنا (نور العرفان ص ۱۵۹)

(۷) ولا یأئون الصلوۃ الا وہم کسالی۔ اور منافقین نماز کو نہیں آتے مگر ہارے جی سے (پ ۱۰ رکوع ۱۳)

(۸) یوم یکشف عن ساق و یدعون الی السجود فلا یستطیعون خاشعۃ ابصارهم ترہقہم ذلۃ و قد کانوا یدعون الی السجود و ہم سالمون۔ جس دن ایک ساق (پنڈلی) کھولی جائے گی اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو سجدہ نہ کر سکیں گے۔ لگا ہیں نیچی کیے ہوئے ان پر خواری و ذلت چڑھ رہی ہوگی۔ بے شک وہ دنیا میں سجدہ کے لیے بلائے جاتے تھے جب تندرست تھے۔

(پ ۲۹ رکوع ۴)

بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یکشف ربنا عن ساقہ فیسجد لہ کل مؤمن و مؤمنۃ و یبقی من کان یسجد فی الدنیا رباً و سمۃ فیزہب یسجد فیسجد ظہرہ طبعاً

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

واحد ا۔ ہمارا رب (قیامت کے دن) اپنی ساق کھولے گا تو ہر مرد و زن مومن اسے سجدہ کرے گا۔ اور جو لوگ دنیا میں ریاکاری اور شہرت کے لیے سجدہ کیا کرتے تھے وہ باقی رہ جائیں گے پھر وہ سجدہ کا ارادہ کریں گے تو ان کی پٹھیں تختہ بن جائیں گی (اور وہ سجدہ نہ کر سکیں گے)۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۰۷ جلد چہارم)

احادیث مبارکہ

(۱) محدث حاکم حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امت پر سب سے پہلے پانچ نمازیں فرض کیں اور ان کے نیک اعمال میں سے جو چیز سب سے پہلے اٹھالی جائے گی وہ پانچ نمازیں ہیں اور ان کے اعمال میں سے جس چیز کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ پانچ نمازیں ہیں سو جو کوئی ان میں سے کچھ ضائع کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو۔ کیا تمہیں میرے اس بندے کی کوئی نفل نماز ملتی ہے جس سے تم اس کے فرضوں کی کمی پوری کرو گے؟ اور یہ حکم اللہ کی رحمت و عدل کی بناء پر ہوگا۔ پھر اگر کوئی نفل نماز مل گئی تو وہ میزان میں رکھی جائے گی اور اُسے کہا جائے گا۔ جنت میں خوش و خرم داخل ہو جا۔ و ان لم یوجد له شئ من ذلک امرت الزبانیۃ فاخذوا بیدہ و رجلہ لم یذف بہ فی النار۔ اور اگر اس کے لیے اس میں سے کوئی شے نہ پائی گئی تو دوزخ کے دار و غوں کو کہا جائے گا کہ اسے اس کے ہاتھ اور پاؤں سے پکڑ کر دوزخ میں ڈال دو (جامع صغیر ص ۱۱۳ جلد اول)

(۲) محدث ضیاء حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے سے قیامت کے دن اس کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے سو اگر نماز درست ہوئی تو اس کے سب اعمال درست ہوں گے اور اگر اس کی نماز میں بگاڑ ہو تو اس کے سب اعمال میں بگاڑ ہوگا۔ رواہ الجلال السیوطی وحسنہ (جامع صغیر جلد اول ص ۱۱۲)۔

(۳) ابوداؤد اور بیہقی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں۔ جو شخص اچھی طرح سے وضو کرے گا اور انہیں ان کے وقت میں پڑھے گا اور ان کے رکوع اور سجدہ کو پورا کرے گا تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے دُومہ کرم پر اس بات کا عہد ہے کہ وہ اسے بخش دے۔ و من لم یفعل فلیس علی اللہ عہد ان شاء غفر له، و ان شاء

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عذابہ۔ اور جو کوئی ایسا نہ کرے گا اس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر کوئی عہد نہیں۔ اگر وہ چاہے گا تو اسے بخشے گا اور اگر چاہے گا تو عذاب دے گا (جامع صغیر جلد دوم ص ۶۔ صحیحہ السیوطی وصاحب مشکوٰۃ ص ۵۳ ج او قال رواہ احمد و ابوداؤد و دروئی مالک و الترمذی و نحوہ)

(۴) حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کا ذکر فرمایا۔ تو فرمایا جو شخص نمازوں کی پابندی کرے گا۔ نمازیں اس کے لئے قیامت کے دن روشنی اور دلیل اور نجات بنیں گی و من لم يحافظ عليها لم تكن له نوراً ولا برهاناً ولا نجاتاً و كان يوم القيامة مع قارون و فرعون و هامان و ابی بن خلف۔ اور جو شخص نمازوں کی پابندی نہیں کرے گا۔ نمازیں اس کے لیے روشنی و دلیل اور نجات نہ بنیں گی اور وہ قیامت کے روز قارون، فرعون، هامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ رواہ احمد و الدارمی و الترمذی فی شعب الایمان۔

(مشکوٰۃ جلد اوّل ص ۵۴)۔

(۵) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے جانی دوست یعنی رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی کہ اللہ کا شریک کسی چیز کو نہ ٹھہرا اگرچہ ٹوکڑے ٹوکڑے کر دیا جائے اور جلا دیا جائے اور تو ہرگز فرض نماز قصداً (بے عذر شرعی) نہ چھوڑ کہ جو کوئی اسے چھوڑ دیتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذمہ اٹھ جاتا ہے۔ اور تو ہرگز شراب نہ پی کہ وہ ہر بُرائی کی چابی ہے۔ رواہ ابن ماجہ (مشکوٰۃ۔ جلد اوّل۔ ص ۵۴)۔

(۶) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ الصلوٰۃ عماد الدین فمن اقامها فقد اقام الدین و من ترکها فقد هدم الدین۔ نماز دین کا مرکزی ستون ہے سو جو اسے قائم کرے وہ اپنے دین کو قائم کرتا ہے اور جو اسے گرا دے وہ اپنے دین کو گراتا ہے۔ (مدیۃ المصلی)۔

(۷) طبرانی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر جہاراً۔ صحیحہ الجلال السیوطی۔ جو شخص جان بوجھ کر نماز ترک کر دے وہ کھلم کھلا کفر یعنی ناشکری کرتا ہے۔ (جامع صغیر جلد دوم۔ ص ۱۶۸)۔

(۸) طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ من ترک صلوٰۃ لنفسه و هو علیہ غضبان۔ جو شخص نماز ترک کر دے وہ اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔ صحیحہ السیوطی (جامع صغیر۔ جلد دوم ص ۱۶۸)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۹) مسلم "ابوداؤد" ترمذی اور ابن ماجہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
بین الرجل و بین الشوک و الکفر ترک الصلوۃ۔ مرد اور شرک و کفر کے درمیان نماز کا چھوڑ
دینا ہے۔ سننہ السیوطی (جامع صغیر جلد اول۔ ص ۱۲۶)۔

(۱۰) مسلم انہی سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بین العبد و بین الکفر ترک الصلوۃ
بندے اور کفر کے درمیان نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد اول۔ ص ۵۳)

(۱۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ العهد الذی بیننا و
بینہم الصلوۃ فمن ترکها فقد کفر۔ ہمارے اور ان کے مابین عہد نماز ہے سو جو شخص اسے چھوڑ
دے وہ کفر کرتا ہے۔ رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۳ ج ۱)۔

(۱۲) ابو نعیم ابو سعید رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جس نے قصد نماز چھوڑی جہنم کے
دروازے پر اس کا نام لکھ دیا جاتا ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم۔ ص ۹)

(۱۳) شیخین نے عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جس دین میں
نماز نہیں اس میں کوئی خیر نہیں (بہار شریعت حصہ سوم۔ ص ۹)

(۱۴) بیہقی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں۔ جس نے نماز چھوڑی اس کا کوئی
دین نہیں۔ نماز دین کا ستون ہے۔ (بہار شریعت حصہ سوم ص ۹)۔

(۱۵) بخاری و مسلم و امام مالک تافع رحمۃ اللہ علیہ سے راوی کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے
صوبوں کے حاکموں کے پاس یہ فرمان بھیجا۔ ان اہم امور کم عندی الصلوۃ من حفظها و
حافظ علیہا حفظ دینہ و من ضیعہا فهو لما سواہ اضع۔ تمہارے سب کاموں سے اہم کام
میرے نزدیک نماز ہے جس نے اس کی محافظت کی اور محافظت کرائی اس نے اپنا دین محفوظ رکھا اور جس
نے اسے ضائع کیا وہ دوسرے کاموں کو بدرجہ اولیٰ ضائع کرے گا۔

(بہار شریعت ص ۹ ج ۳) (مشکوٰۃ فی باب المواقی)

(۱۶) ابن ماجہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ بین العبد
والشرک الا ترک الصلوۃ فاذا ترکها فقد اشرک۔ بندے اور شرک کے درمیان کوئی چیز حائل
نہ ہوگی مگر یہی بات کہ نماز چھوڑ دے پھر جب وہ نماز چھوڑ دیتا ہے تو شرک کرتا ہے صحیحہ السیوطی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(جامع صغیر ص ۱۳۵ ج ۲)

مسلمان ان آٹھ آیتوں اور سولہ حدیثوں کو بغور پڑھیں اور اندازہ کریں کہ بلا عذر شرعی جان بوجھ کر نماز ترک کر دینا کتنا سخت گناہ ہے اور آخرت میں اس کا کتنا بڑا وبال نماز چھوڑنے والے کے سر پر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پانچ وقت کا نماز بنائے۔ آمین۔

چھوٹی ہوئی نمازوں کی قضاء فرض ہے

مخگانہ نمازوں میں سے جو نماز بلا عذر شرعی یا عذر شرعی سے مٹھوٹ جائے اُس کی قضاء پڑھنا شرعاً فرض ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ من نسی صلوٰۃ او نام عنها فكفار تھا ان یصلیہا اذا ذکرها و فی روایة لا كفارة لها الا ذلك۔ جو شخص نماز کو بھول جائے یا نماز سے سو جائے تو اس نماز کا کفارہ یہی ہے کہ وہ اسے ادا کرے جس وقت اسے وہ یاد آئے اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کا کفارہ نہیں مگر یہی (کہ اس کی قضاء پڑھ لی جائے) متفق علیہ وقال الجلال السيوطی رواہ احمد و البخاری و مسلم و الترمذی و النسائی و هذا حدیث صحیح۔

(جامع صغیر ج ص ۸۲۔ مشکوٰۃ فی کتاب الصلوٰۃ فی تجلیما۔ جلد اول ص ۵۶)

اور ابوبقارہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے فی النوم تطریط انما التطریط فی البقطة فاذا نسی احدکم صلوٰۃ او نام عنها فلیصلها اذا ذکرها فان الله تعالى قال و اقم الصلوٰۃ لذكری۔ سوتے میں اگر نماز جاتی رہی تو قصور نہیں۔ قصور تو بیداری میں ہے۔ سو جب تم میں سے کوئی نماز بھول جائے یا اس سے سو جائے تو وہ اسے اُس وقت ادا کرے جس وقت اُسے یاد آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے نماز میری یاد کے لیے قائم کرو۔

رواہ مسلم (مشکوٰۃ جلد اول ص ۵۶)۔

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسے فی النوم تطریط انما التطریط فی البقطة ان تلآخر صلاة حتى يدخل وقت صلاة اخرى نیند میں قصور نہیں۔ سوائے اس کے نہیں کہ قصور بیداری میں ہے اور وہ یہ کہ ایک نماز کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کرے کہ دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے۔ رواہ احمد و ابن حبان فی صحیحہ و سننہ الجلال السيوطی (جامع صغیر ص ۱۳۷ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیا تارک نماز کافر ہے؟

"بلا عذر نماز چھوڑنے پر وعیدیں" کے ضمن میں ہم نے جو حدیثیں نقل کی ہیں ان میں سے بعض سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جو مسلمان فرض نماز بلا عذر قصداً چھوڑے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اس بارہ میں علمائے امت کا اختلاف ہے۔ ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔ "اور کتاب شرح السنہ میں ہے کہ جو شخص جان بوجہ کر کوئی فرض نماز چھوڑے اس کی تکفیر میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ بے نماز کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز کا ترک کفر ہے۔ حضرت عبداللہ بن شقیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ صحابہ سوائے نماز کے اور کسی عمل کے ترک کو کفر نہیں مانتے تھے۔ حضرات حماد بن زید، مکحول۔ امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک بے نماز مرتد کے حکم میں ہے۔ مگر وہ دائرۃ اسلام سے نہیں نکلتا اور اصحاب رائے کا کہنا ہے کہ بے نماز قتل نہ کیا جائے بلکہ اسے نماز کا پابند بننے تک قید رکھا جائے۔ اور یہی امام زہری کا بھی قول ہے۔ امام علی قاری فرماتے ہیں و نعم الراۓ رأی ابی حنیفہ اذ الا قوال باقیہا ضعیفۃ ثم من التأویلات ان یکون مستحلاً لترکھا او ترکھا یؤدی الی الکفر فان المعصیۃ برید الکفر او یخشی علی تارکھا ان یموت کافراً او فعلہ شاہ فعل الکافر۔ اور بہترین رائے امام ابو حنیفہ کی رائے ہے کیونکہ باقی تمام اقوال ضعیف ہیں۔ اور جن حدیثوں کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ ترک نماز کفر ہے ان کی تاویلیں اس طرح کی جاسکتی ہیں کہ ترک نماز اس وقت کفر ہے جب اسے حلال جانا جائے یا نماز کا ترک کفر کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ تا فرمانی کفر کا قاصد ہوتا ہے یا نماز کے تارک کے کفر پر خاتمہ کا خوف ہے یا تارک نماز کا یہ فعل کافر کے فعل کے مشابہ ہے۔ (مرقاۃ جلد دوم۔ ص ۱۱۳)۔

صاحب بہار شریعت لکھتے ہیں۔ "بہت سی ایسی حدیثیں آئیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ قصداً نماز کا ترک کفر ہے اور بعض صحابہ مثلاً امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم، عبدالرحمن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہم کا یہی مذہب تھا اور بعض ائمہ امام احمد بن حنبل واسحاق بن راہویہ، عبداللہ بن مبارک اور امام نخعی کا بھی یہی مذہب تھا۔ اگرچہ ہمارے امام اعظم و دیگر ائمہ نیز بہت سے صحابہ کرام اس کی تکفیر نہیں کرتے پھر بھی یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ ان جلیل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

القدر حضرات کے نزدیک ایسا شخص کافر ہے۔" (بہار شریعت - حصہ سوم - ص ۱۰)

بے نماز کے عدم کفر کی دلیل

امام اعظم وغیرہ بزرگان دین کی اس مسئلہ میں دلیل وہ حدیث ہے جس میں سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا و
من لم يفعل فليس على الله عهدان شاء غفر له و ان شاء عذبه اور جو کوئی یہ نہ کرے گا یعنی
اس طرح نماز نہ ادا کرے گا اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر کوئی عہد نہیں اگر وہ چاہے گا تو اُسے بخش
دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا رواہ احمد و ابوداؤد و صاحب مشکوٰۃ ص ۵۳ ج ۱ و روی مالک و
النسائی نحوه و صحیحہ الجلال السیوطی فی جامعہ الصغیر ص ۶ ج ۲

اس مسئلہ پر اس حدیث سے استدلال کے بارہ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسی حدیث کی شرح میں
فرماتے ہیں۔ و درین حدیث دلیل ست بر آنکہ تارک صلوٰۃ کافر نیست و مرتکب کبیرہ واجب نیست تعذیب
وے و مغلد نیست در تار چنانکہ مذہب اہل سنت و جماعت است۔ اور اس حدیث میں اس بات پر دلیل
موجود ہے کہ نماز کا تارک کافر نہیں ہے اور کبیرہ گناہ کے ارتکاب کرنے والے کے لیے عذاب واجب نہیں
ہے اور نہ وہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔

(امعة اللمعات جلد اول ص ۲۸۱)

استدلال کی وجہ

اس حدیث سے اس مسئلہ پر استدلال کی وجہ کی وضاحت یہ ہے کہ کافر کی بخشش نہ ہوگی اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے ان الله لا يفرح ان يشرك به و يغفر ما دون ذلك لمن يشاء۔ بلاشبہ اللہ شرک
(کفر) کی بخشش نہ کرے گا اور اس سے کم درجہ کا گناہ جس کے لیے چاہے گا بخشے گا۔ جب اس حدیث میں
تارک نماز کی بخشش اللہ کی مشیت پر موقوف بتائی گئی ہے تو ثابت ہوا کہ ترک نماز کفر نہیں بلکہ کفر سے کم درجہ
کا کبیرہ گناہ ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تنبیہ

سعودی حکومت کے مفتی عبدالعزیز بن محمد اللہ بن باز کے فتاویٰ میں لکھا ہے۔ "سوال۔ میں نے بہت سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لوگ دیکھے جو حج کا فرض ادا کرتے ہیں لیکن نماز کا فرض ادا نہیں کرتے تو کیا کہا جائے گا کہ ان لوگوں نے حج ادا کیا یا نہیں؟ کیونکہ وہ نماز کو ادا نہیں کرتے حالانکہ نماز اسلام کا مرکزی ستون ہے۔

الجواب:- جو شخص نماز ترک کر دے حالانکہ نماز اس پر فرض ہے تو اگر اس کا یہ ترک نماز کی فرضیت کے انکار کی بناء پر ہے تو بالا جماع اس کی تکفیر کی جائے گی اور اگر یہ ترک بر بنائے سستی اور لا پرواہی ہے تو علماء کے دو قول ہیں۔ ان دو قولوں میں صحیح قول یہ ہے کہ اس کی تکفیر کی جائے گی اور اس کے حج کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بھی انہی دو قولوں پر دار و مدار ہوگا۔"

(فتاویٰ متعلق باحکام الحج والعمرة والزیارة ص ۱۰)

سعودی مفتی کا یہ فتویٰ حنفی مذہب کے خلاف ہونے کی وجہ سے ہمارے نزدیک غیر معتبر ہے۔ بلاشبہ بے نماز کا حج صحیح ہے ہاں نماز کے ترک کا گناہ اپنی جگہ لازم ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز قضاء کرنے کے عذر

وقتی نماز قضاء کرنے کے یہ عذر ہیں مثلاً

(۱) مسافر کو چور اور ڈاکوؤں کا صحیح اندیشہ ہے تو اس وجہ سے وقتی نماز قضاء کر سکتا ہے بشرطیکہ کسی طرح نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اگر سوار ہے اور سواری پر نماز پڑھ سکتا ہے اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے تو عذر نہ ہوا۔ یونہی اگر قبلہ کو منہ کرتا ہے تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے۔ تو جس رخ بن پڑے پڑھ لے نماز ہو جائے گی ورنہ نماز قضاء کرنے کا گناہ ہوگا (رد المحتار)

(۲) جنائی (بچہ جننے والی عورت) نماز پڑھے گی تو بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ نماز قضاء کرنے کے لیے یہ عذر ہے۔ بچہ کا سر باہر آ گیا اور نفاس سے پیشتر وقت ختم ہو جائے گا تو اس حالت میں بھی اس کی ماں پر نماز پڑھنا فرض ہے۔ نہ پڑھے گی تو گناہگار ہوگی۔ کسی برتن میں بچہ کا سر رکھ کر جس سے اس کو صدمہ نہ پہنچے نماز پڑھے۔ مگر اس ترکیب سے پڑھنے میں بچہ کے مرجانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر معاف ہے بعد نفاس اس نماز کی قضاء پڑھے گی (رد المحتار)

(۳) سوتے میں یا بھولے سے نماز قضاء ہو گئی تو اس کی قضاء پڑھنا فرض ہے البتہ قضاء کا گناہ نہیں مگر بیدار ہونے اور یاد آنے پر اگر وقت مکروہ نہ ہو تو اسی وقت قضا پڑھ لے تاخیر مکروہ ہے۔ ہاں اگر نماز کا وقت داخل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہونے کے بعد سو گیا پھر وقت نکل گیا تو قطعاً گناہگار ہوا جبکہ جاگنے پر صحیح اعتماد یا جگانے والا موجود نہ ہو بلکہ فجر میں دخول وقت سے پہلے بھی سونے کی اجازت نہیں ہو سکتی جبکہ اکثر حصہ رات کا جاگنے میں گزرا اور ظن ہے کہ اب سو گیا تو آنکھ نہ کھلے گی۔

(۴) حالت جنون میں مجنون کی جو نمازیں فوت ہوئیں اچھے ہونے کے بعد ان کی قضاء واجب نہیں جبکہ جنون نماز کے چھ وقت تک برابر رہا ہو (عالمگیری)

(۵) ایسا مریض کہ اشارہ سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا اگر یہ حالت پورے چھ وقتوں تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضاء واجب نہیں (عالمگیری) (مہار شریعت حصہ چہارم۔ قضاء نماز کا بیان)۔

کوئی نماز کی قضاء فرض ہے

فرض نماز کی قضاء پڑھنا فرض ہے اور واجب نماز کی قضاء پڑھنا واجب اور سنت نماز کی قضاء پڑھنا سنت ہے یعنی وہ سنتیں جن کی قضاء ہے۔ مثلاً فجر کی سنتیں جبکہ فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور ظہر کی پہلی سنتیں جبکہ ظہر کا وقت باقی ہو (در مختار۔ رد المحتار)۔

جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضاء ویسی ہی پڑھی جائے گی مثلاً سفر میں نماز قضاء ہوئی تو چار رکعت والی نماز دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضاء چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے (عالمگیری)۔

پانچوں فرضوں میں ہاہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر کی قضاء پڑھے پھر ظہر کی پھر عصر کی پھر مغرب کی پھر عشاء کی پھر وتر کی قضاء پڑھے۔ خواہ یہ سب قضاء ہوں یا بعض ادا اور بعض قضاء ہوں مثلاً ظہر کی نماز قضاء ہو گئی تو فرض ہے کہ اس کی قضاء پہلے پڑھے پھر عصر کی نماز ادا کرے یا وتر قضاء ہو گئے تو واجب ہے کہ پہلے و تروں کی قضاء پڑھے پھر فجر کی نماز ادا کرے۔ اگر قضاء نماز یاد ہوتے ہوئے وقتی پڑھے گا تو یہ ناجائز ہے۔ (عالمگیری)

چھ نمازیں جس کی قضاء ہو گئیں کہ چھٹی نماز کا وقت ختم ہو گیا تو اس پر ترتیب فرض نہیں رہی اب اگرچہ ہا وجود وقت کی گنجائش اور یاد کے وقتی پڑھے گا ہو جائے گی خواہ وہ سب ایک ساتھ قضاء ہوئیں یا متفرق طور پر قضاء ہوئیں۔ (در مختار)۔ جب چھ نمازیں قضاء ہونے کے سبب سے ترتیب ساقط ہو گئی تو ان میں سے اگر بعض

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پڑھ لیں کہ اب چھ سے کم رہ گئیں تو ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے وقتی نماز ہو جائے گی۔ البتہ اگر سب قضا میں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضاء ہوگی تو بشرائط سابق اسے پڑھ کر وقتی پڑھے گا ورنہ نہ ہوگی (درمختار)

باوجود یاد اور گنجائش وقت کے جو وقتی نماز پڑھے گا اس کا فساد موقوف ہے۔ اگر وقتی نمازیں پڑھتا رہا اور قضاء رہنے دی تو جب وقتی اور قضاء دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی یعنی چھٹی نماز کا وقت ختم ہو جائے گا تو وہ سب نمازیں صحیح ہو جائیں گی اور اگر اس درمیان میں قضاء نماز پڑھ لی تو سب وقتی نمازیں نفل ہو گئیں اب ان سب کی قضاء پڑھے۔ (درمختار)

جس کے ذمہ میں قضاء نمازیں ہوں۔ اگرچہ ان کا پڑھنا جلد سے جلد واجب ہے مگر بال بچوں کی خورد و نوش اور اپنی ضروریات کی فراہمی کے سبب تاخیر جائز ہے۔ تو کاروبار بھی کرے اور جو وقت فرصت کا ملے اس میں قضاء پڑھتا رہے یہاں تک کہ قضاء نمازیں سب ادا ہو جائیں (درمختار)

قضاء نمازیں نوافل سے اہم ہیں یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انہیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضا میں پڑھے کہ بری الذمہ ہو جائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سنت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔

(رد المحتار) (کھامن بہار شریعت ملقطاً)

قضاء نمازوں اور وقتی نماز میں ترتیب لازم ہے۔ اس ترتیب کے ساقط ہونے کے تین سبب ہیں۔ (۱) وقتی نماز کے وقت کا تنگ ہونا۔ (۲) قضاء نمازیں بھول کر وقتی نماز پڑھ لینا۔ (۳) قضاء نمازوں کا چھ ہو جانا (مراقی الفلاح ص ۲۸۶)

اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور سب قضا میں پڑھ لے تو وقتی اور قضاء نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے۔ باقی میں ترتیب ساقط ہے (شرح وقایہ) (بہار شریعت)

ترتیب کے لئے مطلق وقت کا اعتبار ہے۔ مستحب وقت ہونے کی ضرورت نہیں تو جس کی عصر کی نماز قضاء ہو گئی اور آفتاب زرد ہونے سے پہلے ظہر سے فارغ نہیں ہو سکتا مگر آفتاب ڈوبنے سے پہلے دونوں پڑھ سکتا ہے تو ظہر پڑھ لے پھر عصر پڑھے (رد المحتار) (بہار شریعت)

قضاء نماز یاد نہ رہی اور وکھیر پڑھ لی پڑھنے کے بعد یاد آئی تو وکھیر ہو گئی اب قضاء پڑھ لے اور اگر وکھیر پڑھنے کے دوران قضاء نماز یاد آئی تو وکھیر نفل بن گئی۔ قضاء پڑھنے کے بعد دوبارہ پڑھے۔ (بہار شریعت)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اگر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز قضاء ہو گئی تو اب ظہر کی نماز کی قضاء پڑھے۔

قضاء نماز کے مکروہ اوقات

طلوع آفتاب، غروب آفتاب اور نصف النہار ان تین وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نماز نہ واجب اور نہ نفل۔ نہ ادا اور نہ قضاء یونہی سجدہ تلاوت و سجدہ سہو بھی ناجائز ہے البتہ اس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے مگر اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ حدیث میں اس کو منافق کی نماز فرمایا گیا ہے۔ طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اس وقت تک ہے کہ اس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار آفتاب کا کنارہ چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے۔ نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی تک ہے۔ یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے اس کے برابر برابر دو حصے کریں پہلے حصہ کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے اور اس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک وقت استواء و ممانعت ہر نماز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ و بہار شریعت۔ نماز کے وقتوں کا بیان حصہ سوم ص ۲۱)

(تنبیہ) بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو نماز قضاء ہو جائے اسے دوسرے دن اس کے وقت میں قضا پڑھیں مثلاً آج فجر کی نماز قضاء ہو گئی تو اسے کل فجر کے وقت میں قضا پڑھیں گے۔ یہ خیال غلط ہے۔ صرف اوقات مکروہہ میں قضاء نماز نہ پڑھی جائے۔ اور کوشش ہونی چاہیے کہ جلد از جلد قضاء نماز پڑھ لی جائے کیونکہ زندگی کا پتہ نہیں ہوتا۔ بہار شریعت میں ہے۔ قضاء کے لئے کوئی وقت معین نہیں عمر میں جب پڑھے گا بری الذمہ ہو جائے گا مگر طلوع و غروب اور زوال کے وقت میں نہ پڑھے کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔ (عالمگیری)

قضاء نمازوں کی نیت

اگر ایک جنس کی متعدد نمازیں قضاء ہوں تو نیت میں تعین کرنا ضروری ہے مثلاً فجر کی چند نمازیں ذمہ میں ہوں تو نیت میں کہے کہ میرے ذمہ میں فجر کی جتنی نمازیں قضاء ہیں ان میں سے سب سے پہلی کی نیت کرتا ہوں یا کہے ان میں سے سب سے آخری کی نیت کرتا ہوں۔ مراقی الفلاح میں ہے۔ واذا كثرت الفرائض لم يحسن كل صلاة فاذا اراد تسهيل الامر عليه لوى اول ظهر عليه ادرك ولعه ولم يصله او ان شاء لوى آخره فيقول اصلی آخر ظهر ادركه ولم اصله بعد اور جب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قضاء نمازیں زیادہ ہو جائیں تو ہر نماز کی تعیین کی ضرورت ہوگی۔ پھر جب وہ اس امر کی آسانی چاہے تو نیت میں کہے کہ سب سے پہلی وہ ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اُسے ادا نہیں کیا اس کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں یا اگر چاہے تو یوں کہے کہ آخری ظہر جس کا وقت میں نے پایا اور اُسے ادا نہیں کیا اس کی ادائیگی کی نیت کرتا ہوں۔ (مراقی الفلاح مدنی ص ۲۸۹)

عمر بھر کی قضاء نمازیں

اگر کسی شخص نے عمر بھر نمازیں چھوڑے رکھیں اور اب ان کی قضاء پڑھنا چاہے تو اگر مرد ہے تو نابالغی کے بارہ سال اور عورت ہے تو نابالغی کے ۹ سال (طحطاویہ علی المراقی مدنی ص ۲۸۵) نکال کر باقی عمر کی سب فرض و وتر نمازوں کی قضاء پڑھے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ اسے اپنی عمر کا صحیح علم ہو اور اگر صحیح علم نہ ہو تو اتنے سالوں کی نمازیں پڑھے کہ سب کی ادائیگی ہو جانے کا یقین ہو جائے۔ امام احمد طحطاوی لکھتے ہیں۔ من لا یدری کمية الفوائت بعمل باکبر رایہ فان لم یکن له رای یقضى حتى یتیقن انه لم یبق علیه شئ۔ جو شخص قضاء نمازوں کی تعداد کا علم نہیں رکھتا وہ اپنی غالب رائے کے مطابق نمازیں قضاء پڑھے اور اگر غالب رائے موجود نہ ہو تو اتنی نمازیں پڑھے کہ اُسے کوئی نماز باقی نہ رہ جانے کا یقین ہو جائے۔ (حاشیہ طحطاویہ علی المراقی ص ۲۹۰)

میت کی نمازوں کا فدیہ

جس کی نمازیں قضاء ہو گئیں اور اس کا انتقال ہو گیا تو اگر وہ وصیت کر گیا اور مال بھی چھوڑا تو اس کے مال کی ایک تہائی سے ہر فرض و وتر کے بدلے نصف صاع گہیوں یا ایک صاع جو تصدق کریں اور مال نہ چھوڑا اور ورثاء فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر تصدق کر کے اس کے قبضہ میں دے دیں پھر مسکین اپنی طرف سے اُسے ان پر ہبہ کر دے اور یہ قبضہ بھی کریں پھر مسکین کو دے دیں اور یونہی لوٹ پھیر کرتے رہیں یہاں تک کہ سب کا فدیہ ادا ہو جائے۔ اور اگر مال چھوڑا مگر وہ نا کافی ہے جب بھی یہی عمل کریں اور اگر وصیت نہ کی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہے تو دے دے (در مختار۔ رد المحتار) (بہار شریعت حصہ چہارم ص ۴۷)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جمعة الوداع میں قضاے عمری کا اصل مقصد

جمعة الوداع کے دن کئی لوگ نوافل قضاے عمری پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں اور بعض سمجھتے ہیں کہ عمر بھر جو نمازیں ادا نہیں کی گئیں وہ اسی میں ادا ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ نہ یہ نماز حرام و بدعت ہے اور نہ اس ایک نماز کے پڑھنے سے باقی تمام نمازیں معاف ہو جاتی ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ جس شخص کی فرض نمازیں قضاء ہو گئی ہوں اور وہ ان قضاء نمازوں کو پڑھ لے پھر جمعة الوداع کے دن نوافل قضاے عمری اس طرح پڑھے کہ بارہ رکعتیں پڑھے ہر دو رکعتوں میں سلام پھیرے۔ اور ہر رکعت میں بعد فاتحہ شریف کے آیت الکرسی ایک بار۔ سورۃ اخلاص ایک بار سورۃ فلق ایک بار اور سورۃ الناس ایک بار پڑھے تو اس نماز سے وہ گناہ معاف ہو جائے گا جو نمازیں اوقات کے اندر نہ پڑھنے سے ذمہ میں باقی رہ گیا تھا۔ اس کو مختصر الاحیاء میں ذکر کیا گیا ہے۔ تفسیر روح البیان جلد ثالث ص ۴۔ بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت رمضان ۱۴۰۴ھ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۳۱ دسمبر ۲۰۰۵ء بمطابق ۲۸ ذوالقعدہ ۱۴۲۶ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چودھواں مقالہ

جماعتِ نمازِ پنجگانہ کی شرعی اہمیت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پڑھ نمازیں باجماعت کھول جنت اے عزیز

پڑھ نماز ہجگانہ باجماعت اے عزیز

دے گا بدلے میں خدائے پاک جنت اے عزیز

خُلد جنت کی ہے چابی باجماعت ہر نماز

پڑھ نمازیں باجماعت کھول جنت اے عزیز

- اک نماز باجماعت بڑھ کہ ہے پچیس سے

پڑھ نمازیں مسجدوں میں باجماعت اے عزیز

تجھ کو دوزخ سے بچائے گی نماز باجماعت

چھوڑ غفلت پڑھ نمازیں باجماعت اے عزیز

کام دے گی ایک دن تجھ کو قبر میں یہ نماز

پڑھ نمازیں باجماعت با محبت اے عزیز

سب سے پہلے ہو گا محشر میں نمازوں کا سوال

پڑھ نمازیں دے گا رب پاک عزت اے عزیز

بار بار اللہ تعالیٰ دے رہا ہے یہ حکم

پڑھ نماز ہجگانہ باجماعت اے عزیز

سخت تنبیہات آئیں بے نمازی کے لیے

بے نمازی کے لیے ہے سخت ذلت اے عزیز

قاسم نا چیز کی بھی ہے نصیحت یہ تھی

زندگی بھر پڑھ نمازیں باجماعت اے عزیز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذى خلقنا بشرا وجعلنا مؤمناء مسلماً أمة رسولہ الذى بعثه الى الخلق
كافة بشيراً ونذيراً أو الصلوة والسلام عليه وعلى آله واصحابه ابداً ابداً أما بعد
اللہ رب العزت جل جلالہ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

آیات مبارکہ

(۱) وَاقِمُْوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ (پارکوع ۵)۔ اور نماز قائم رکھو
اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ (کنز الایمان)۔

(۲) اور فرماتا ہے یا مریم اُفتی لربک و اسجدی و ارکعی مع الرَّاكِعِينَ (پارکوع ۱۳)
اے مریم اپنے رب کے حضور ادب سے کھڑی ہو اور اس کے لیے سجدہ کر اور رکوع والوں کے ساتھ رکوع کر
(کنز الایمان)۔

(۳) اور فرماتا ہے و اذا كنت فيهم فاقمت لهم الصلوة فلتقم طائفة منهم معك
ولياخذوا اسلحتهم. فاذا سجدوا فليكنوا من وراءكم ولتات طائفة اخرى لم
يصلوا فليصلوا معك و لياخذوا حذرهم و اسلحتهم ج و ذا الذين كفروا لو تغفلون
عن اسلحتكم و امنعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة (پارکوع ۱۲)۔

اور اے محبوب جب تم اُن میں تشریف فرما ہو پھر نماز میں اُن کی امامت کرو تو چاہیے کہ اُن میں ایک جماعت
تمہارے ساتھ ہو اور اپنے ہتھیار لیے رہیں پھر جب وہ سجدہ کر لیں تو ہٹ کر تمہارے پیچھے ہو جائیں۔ اور
اب دوسری جماعت آئے جو اس وقت تک نماز میں شریک نہ تھی اب وہ تمہارے مقتدی ہوں اور چاہیے کہ
اپنی پناہ اور اپنے ہتھیار لیے رہیں۔ اور کافروں کی تمنا ہے کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے
غافل ہو جاؤ تو ایک دفعہ تم پر جھک پڑیں (کنز الایمان)

اس سے معلوم ہوا کہ نماز باجماعت ایسی ضروری ہے کہ ایسی سخت جنگ کی حالت میں بھی کسی سے جماعت
معاف نہ کی گئی۔ افسوس اُن پر جو بلاوجہ جماعت چھوڑ دیتے ہیں (نور العرفان)۔

احادیث مقدسہ: متعدد احادیث میں جماعت کے ترک پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ ہم اُن میں سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بعض کو یہاں ذکر کرتے ہیں تاکہ ترکِ جماعت کی قباحت و شاعت پر مزید روشنی پڑ جائے وباللہ تعالیٰ التوفیق و بیدہ ازمۃ التحقيق ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

(۱) احمد و ابو داؤد و نسائی و ابن خزیمہ و ابن حبان و حاکم ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ ثَلَاثَةِ فِی قَرْیَةٍ وَلَا بَدْوٍ لَا تُقَامُ فِیْهِمُ الصَّلَاةُ إِلَّا وَقَدْ اسْتَحْوَذَ عَلَیْهِمُ الشَّیْطَانُ فَعَلِیْکَ بِالْجَمَاعَةِ فَإِنَّمَا یَأْكُلُ الذَّنْبُ الْقَاصِیَةَ۔ کسی گاؤں یا بادیہ (جنگل) میں تین شخص بستے ہوں اور نماز قائم نہ کی جائے یعنی جماعت سے نماز نہ پڑھی جائے تو ان پر شیطان مسلط ہو گیا سو جماعت کو لازم جانو کہ بھیڑ یا اسی بکری کو کھایا کرتا ہے جو ریوڑ سے دور ہو۔

(بہار شریعت)

(۲) اور ابو داؤد ابن ماجہ و ابن حبان حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیَ فَلَمْ یَمْنَعْهُ مِنْ اتِّبَاعِهِ عُذْرٌ "قَالُوا مَا الْعُذْرُ قَالَ" خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ "لَمْ یَقْبَلْ مِنْهُ" الصَّلَاةُ الَّتِیْ صَلَّیَ۔ جس نے آذان سنی اور آنے سے کوئی عذر مانع نہیں اُس کی وہ نماز مقبول نہیں جو اُس نے پڑھی، لوگوں نے عرض کیا عذر کیا ہے؟ فرمایا خوف یا بیماری (بہار شریعت)

(۳) اور ابن حبان اور حاکم نے انہی سے روایت کی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے آذان سنی اور آنے سے کوئی عذر مانع نہیں اُس کی نماز ہی نہیں (بہار شریعت)۔

(۴) اور مشکوٰۃ میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ یَحْبِبْهُ فَلَا صَلَوةَ لَهُ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔ جس نے آذان سنی اور جماعت کو حاضر نہ ہوا اُس کی کوئی نماز نہیں مگر عذر کی وجہ سے (بہار شریعت)۔

(۵) اور ابن ماجہ و مشکوٰۃ میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مَنْ اِدْرَكَ الْاِذَاْنَ فِی الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ لَا لِحَاجَةَ وَهُوَ لَا یُرِیدُ الرَّجُوعَ فَهُوَ مُنَافِقٌ۔ جس نے مسجد میں آذان سنی اور باہر نکل گیا۔ حالانکہ کسی ضرورت سے نہیں نکلا اور لوٹنے کا ارادہ نہیں رکھتا تو وہ منافق ہے۔

(۶) اور ابو داؤد و نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ انّ المدینة کثیرة الهوام و السباع و انا ضریب فہل تجد لى من دُخِیة۔ یا رسول اللہ مدینہ میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

موذی جانور بکثرت ہیں اور میں نابینا ہوں تو کیا مجھے رخصت ہے کہ گھر میں ہی نماز پڑھ لیا کروں؟ فرمایا
هل تسمع حى على الصلوة حى على الفلاح. آياتم حى على الصلوة، حى على
الفلاح سنا کرتے ہو۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ فرمایا فحی ہلا۔ تو حاضر ہوا کرو۔ راوی فرماتے ہیں ولم
ننہن اور حضور علیہ السلام نے انہیں گھر نماز پڑھ لینے کی رخصت نہ دی۔

(۷) امام احمد و ابو داؤد و نسائی و حاکم و ابن خزیمہ و ابن حبان اپنی صحیح میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ
سے راوی ہیں کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اشاہد فلان آیا فلاں
حاضر ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں۔ پھر فرمایا کیا فلاں حاضر ہے؟ لوگوں نے عرض کی نہیں فرمایا ان ہاتین
الصلاتین اقل الصلوات علی المنافقین ولو تعلمون ما فیہما لا تیموہما و لو حبوا
علی الרכب۔ یہ دونوں نمازیں (صبح و عشا) منافقین پر بہت گراں ہیں اور اگر وہ جانتے کہ ان میں کیا
ثواب ہے تو وہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے آتے (بہار شریعت)

(۸) اور امام مالک نے ابو بکر بن سلیمان سے روایت کی کہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک
دفعہ صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ دیکھا۔ آپ بازار تشریف لے گئے راستہ میں
سلیمان کا گھر تھا۔ اُن کی ماں شفا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا لم ارسلیمان فی الصبح۔ صبح کی
نماز میں میں نے سلیمان کو نہیں پایا۔ اُنہوں نے کہا وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے پھر اُنہیں نیند آگئی۔ آپ
نے فرمایا لان اشہد صلوٰۃ الصبح فی جماعة احب الی من ان اقوم لیلة۔ صبح کی نماز جماعت سے
پڑھوں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں رات بھر قیام کروں (بہار شریعت)۔

(۹) اور مسلم و ابو داؤد و نسائی و ابن ماجہ نے روایت کی کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لقد
رأیتنا و ما یتخلف عن الصلوة الا منافق قد علم نفاقه او مریض یمشی بین رجلین
حتى یاتی الصلوة و قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا سنن الہدی وان
من سنن الہدی الصلوة فی المسجد الذی یوذن فیہ۔ ہم نے اپنے آپ کو اس جماعت میں
دیکھا کہ نماز سے پیچھے نہیں رہتا مگر کھلا منافق یا بیمار اور بیمار کی یہ حالت ہوتی تھی کہ دو شخصوں کے درمیان
میں چلا کر نماز کو لاتے اور فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سنن الہدی کی تعلیم فرمائی اور جس
مسجد میں آذان ہوتی ہے اُس میں باجماعت نماز پڑھنا سنن الہدی سے ہے (بہار شریعت)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۰) اور مشکوٰۃ شریف میں انہی سے ہے کہ وہ فرماتے ہیں من سرہ ان یلقى اللہ غداً مسلماً
فلیحافظ علیٰ ہذہ الصلوات الخمس حیث ینادی بہن فان اللہ شرع لنبیکم سنن
الہدی و لو انکم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ہذا المتخلف فی بیتہ لترکتہ سنۃ
نبیکم و لو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتہم۔ جسے یہ اچھا معلوم ہو کہ وہ کل خدا تعالیٰ سے مسلمان ہونے
کی حالت میں ملے تو وہ پانچوں نمازوں پر محافظت کرے جب اُن کی اذان کہی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے
تمہارے نبی کے لیے سنن الہدی مشروع فرمائی ہیں اور یہ سنن الہدی میں سے ہے اور اگر تم نے اپنے
گھروں میں نماز پڑھ لی جیسے یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں نماز پڑھ لیا کرتا ہے تو تم نے اپنے نبی کی
سنت چھوڑ دی اور اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے (بہار شریعت)

(۱۱) اور امام احمد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا لولا ما فی
البیوت من النساء و الذریۃ اقمث صلوۃ العشاء و امرت فتیانہ یحرقون ما فی
البیوت بالنار۔ اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں کو یہ
حکم کرتا کہ وہ (جماعت ترک کرنے والوں کے) گھروں میں تمام چیزیں جلا دیں (مشکوٰۃ)۔

(۱۲) اود بخاری اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا و الذی نفسی بیدہ لقد هممت ان آمر بحطب فیحطب ثم امر بالصلوۃ
فیؤذن لہا ثم امر رجلاً فیوم الناس ثم اخالف الی رجال فاحرق علیہم بیوتہم و الذی
نفسی بیدہ لو یعلم احدہم انہ یجد عرفاً سمینا او مرماتین حسنین لشہد العشاء۔
قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ ایندھن جمع کرنے
کا حکم دوں تو وہ جمع کیا جائے پھر نماز کے قائم کرنے کا حکم دوں تو اذان دی جائے پھر ایک آدمی کو حکم دوں
تو وہ لوگوں کی امامت کرائے پھر میں اُن لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز میں حاضر نہیں تو اُن پر اُن کے
گھروں کو جلا دوں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اُن میں سے کوئی
ایک یہ جانے کہ اُسے عشاء کی نماز میں ایک موٹی رگ یا دو اچھے اچھے پائے بکری کے (کھانے کو) ملیں گے
تو وہ ضرور عشاء کی نماز میں حاضر ہو۔

(۱۳) اور مشکوٰۃ اور مسلم میں ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کے پاس ایک ایندھن آیا اور اُس نے مرض کی یا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رسول اللہ میرا کوئی قائد نہیں جو مجھے مسجد تک لے جایا کرے پھر اُس نے آپ سے اپنے گھر میں نماز پڑھ لینے کی رخصت مانگی تو آپ نے اُسے رخصت دے دی پھر جب وہ مُرد کر چلا تو آپ نے اُس کو بلایا اور فرمایا **هل تسمع النداء بالصلوة**۔ آیا آذان سُنا کرتے ہو؟ اُس نے کہا ہاں تو آپ نے فرمایا **فاجب** تو حاضر ہوا کرو۔

(۱۴) اور **مشکوٰۃ** و مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ مسجد میں آذان ہوئی تو ایک آدمی باہر نکل گیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

(۱۵) **مرقاہ** شرح **مشکوٰۃ** میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **لا صلوة لجار المسجد الا في المسجد**۔ مسجد کے ہمسایہ کی کوئی نماز نہیں مگر مسجد میں۔

(۱۶) **مکاشفۃ القلوب** میں ہے **من سمع النداء ولم يحبه لم يرد خيراً ولم يرد به خيراً**۔ جس نے موذن کو سُننا اور نماز کو حاضر نہ ہوا تو اُس نے نہ بہتری کا ارادہ کیا اور نہ اُس کے ساتھ بہتری کا ارادہ کیا گیا۔

(۱۷) نیز اسی میں ہے حضرت ابو ہریرہ کا اپنا ارشاد ہے **لان تملا اذن ابنِ آدم رصاصاً مذاباً خیر له من ان يسمع النداء ثم لا يجيب**۔ کسی انسان کے کان پگھلائے ہوئے سیسے سے بھرے جائیں تو یہ اس بات سے بہتر ہے کہ وہ آذان سن کر نماز میں حاضر نہ ہو۔

(۱۸) اسی میں ہے کہ حضرت میمون بن مہران سے روایت ہے کہ آپ ایک مسجد میں تشریف لائے تو آپ کو معلوم ہوا کہ لوگ نماز باجماعت سے فارغ ہو چکے ہیں۔ آپ نے فرمایا **اللہ وانا علیہ راجعون** البتہ اس ایک نماز (باجماعت) کی فضیلت کامل جانا عراق کی بادشاہی مل جانے سے میرے نزدیک محبوب تر ہے۔

(۱۹) اور اسی میں ہے **روی ان السلف كانوا يعزون انفسهم ثلاثة ايام اذا فاتتهم التكبيرة الاولى ويعتزون سبعا اذا فاتتهم الجماعة**۔ اور روایت ہے کہ بے شک سلف صالحین کا معمول تھا کہ اگر ان کی تکبیر اولی فوت ہو جاتی تھی تو وہ تین دن تک اور اگر ایک جماعت فوت ہو جاتی تھی تو سات دن تک غم منایا کرتے تھے۔

تنبیہ

سبحان اللہ ہمارے اسلاف کا تو نماز کی جماعت بلکہ تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے پر یہ حال تھا۔ اور آج ہم ہیں کہ تکبیر اولیٰ تو درکنار جماعت بلکہ سرے سے نماز کے فوت ہونے پر غم منانا تو درکنار غم کا تصور تک بھی نہیں کرتے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

الحمد للہ۔ یہاں تک جو ارشادات و فرمودات ذکر کئے گئے ان سے یہ بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ جماعت کا ترک حضور علیہ السلام اور ان کے صحابہ کو بہت ہی ناپسند اور معیوب تھا اور اس میں انہیں اتنا بڑا دینی و اخروی خسارہ نظر آتا تھا کہ جس کے برابر دنیا کا کوئی بڑے سے بڑا نقصان نہیں ہو سکتا۔

جماعت پنجگانہ کا شرعی حکم

ہر مسلمان عاقل بالغ آزاد قادر علی الجماعۃ پر پنجگانہ نماز کی جماعت واجب ہے بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گناہگار اور مستحق سزا ہے اور کئی بار ترک کرنے والا تو فاسق اور مردود الشہادۃ ہے اور اسے سخت سزا دی جائے گی اور اگر اس کے پڑوسیوں نے ہا وجود علم کے سکوت کیا تو وہ بھی گناہگار ہونگے۔ دُرِّ مختار میں ہے۔
والجماعۃ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ لِلرِّجَالِ قَالَ الزَّاهِدِيُّ ارَادُوا بِالْتَّكْوِيدِ الْوَجُوبَ وَاقْلَبُوا النَّانَ وَاحِدًا "مع الامام و لو مُمیزاً او ملکاً او جنیاً فی مسجد او غیرہ و قیل واجبة" علیہ العامة۔

(ترجمہ) اور مردوں کے لیے جماعت نماز پنجگانہ سُنَّتِ مُؤَكَّدَةٌ ہے امام زاہدی نے کہا ہے کہ اس قول میں سُنَّتِ مُؤَكَّدَةٌ سے مراد واجب ہے۔ اور جماعت کا یہ حکم اُس وقت ہے جب دو نمازی موجود ہوں ایک امام اور ایک مقتدی اگرچہ مقتدی نابالغ ہو یا بشکل انسانی فرشتہ ہو یا جن ہو اور کہا گیا ہے کہ نماز پنجگانہ کی جماعت واجب ہے اور اکثر ائمہ کا یہی قول ہے۔ الحاصل مسلمان اللہ عزوجل اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ارشادات پڑھیں سمجھیں اور حتی الوسع نماز باجماعت ادا کریں۔ اس سے شرعی واجب بھی ادا ہوگا اور نماز کا ثواب بھی زیادہ ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق بخشے آمین۔

(۲۰ ربیع الآخر ۱۴۰۰ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پندرھواں مقالہ

امام کیسا ہونا چاہیے؟

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم الله الرحمن الرحيم ۵

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على خير الاولين والاخرين و
على جميع عباد الله الصالحين اما بعد۔ ہمارے علاقے میں جب کوئی سنی مسلمان فوت ہوتا ہے تو
مساجد کے لاؤڈ سپیکروں میں اس کی وفات اور نماز جنازہ کے وقت کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ عوام علاقہ نماز
جنازہ کی ادائیگی کے لیے مقررہ وقت پر جمع ہو جاتے ہیں اور ورثائے میت کی اجازت سے کسی عالم دین کی
اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ بعض دفعہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اس موقع پر بعض بد مذہب مولویوں
کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہہ دیا جاتا ہے اور سنی لوگ بھی اُس کی اقتداء میں نماز جنازہ ادا کرتے
ہیں۔ حالانکہ اس صورت میں نماز جنازہ سرے سے ادا ہی نہیں ہوتی۔ اور نہ مسلمانوں کے ذمہ سے فرضیت
ساقط ہوتی ہے۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اس مسئلہ کی نزاکت سے سنی مسلمانوں کو آگاہ کر دیا جائے۔ پس
اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ہم نے یہ رسالہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے اور اسے
مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

سنیوں کا امام کیسا ہونا چاہیے؟

سنی صحیح العقیدہ مسلمان نماز پنجگانہ، نماز جمعہ، نماز عیدین، نماز تراویح، نماز جنازہ وغیرہا میں صرف صحیح
العقیدہ سنی شخص کو اپنا امام بنائیں۔ یعنی جو توحید و رسالت پر ایمان رکھنے کے ساتھ ساتھ عظیمہ انبیاء و رسل و
ملائکہ و اولیاء و علماء و صلحاء کا قائل ہو، کسی صحیح العقیدہ شیخ طریقت کے ہاتھ پر بیعت ہو۔ صفات محبوبان خدا
مثلاً علم غیب وغیرہا کا معتقد ہو۔ نعرہ رسالت اور صلاۃ و سلام کو جائز کہتا ہو۔ بزرگان دین امام اعظم ابو
حنیفہ، سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی، مجدد الف ثانی، خواجہ معین الدین چشتی، داتا گنج بخش اور اعلیٰ حضرت
بریلوی وغیرہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مسلک حق کا پابند ہو، گیارہویں تیجہ، چہلم، عرس، انگوٹھے
چومنا، حیلہ استقاط، کفنی، آذان علی القبر وغیرہ معمولات اہل سنت کو مستحسن قرار دیتا ہو۔ مفسر یہ کہ وہ اہل
بدعت و ہوا سے مجتنب اور علامات اہل سنت سے متصف ہو۔ عملاً فاسق فاجر معلن نہ ہو۔ صاحب علم و تقویٰ
ہوتا کہ لوگ اُس کی اقتداء میں رہبت رکھتے ہوں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سُنی امام کی فضیلت

مذکورہ بالا اوصاف حمیدہ کے حامل امام کی اقتداء میں نماز بڑی فضیلت رکھتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں "اگر تمہیں یہ بات اچھی لگے کہ تمہاری نماز مقبول ہو تو وہ شخص تمہاری امامت کرائیں جو تم میں سب سے اچھے ہیں" (جامع صغیر جلد اول ص ۱۰۶)

اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا "اگر تمہیں یہ بات اچھی لگے کہ تمہاری نماز مقبول ہو تو تمہارے علماء تمہاری امامت کرائیں۔ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے مابین سفیر ہوتے ہیں۔ (جامع صغیر ص ۱۰۶ جلد اول)

اور تیسرے مقام پر فرمایا "تم اپنے بہترین لوگوں کو اپنا امام بناؤ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے مابین سفیر ہوتے ہیں" (صحیح البیہاری ص ۳۵۹)

اور چوتھی روایت میں ارشاد فرمایا "اگر تمہیں یہ بات بھلی لگے کہ تمہاری نماز پاکیزہ ہو تو تم اپنے بہترین لوگوں کو آگے بڑھاؤ یعنی امام بناؤ" (صحیح البیہاری ص ۳۵۹)

ان ارشادات عالیہ متبرکہ مقدسہ سے معلوم ہوا کہ نماز کی عند اللہ مقبولیت و صحت و درستگی کے لیے امام کا صحیح العقیدہ صاحب علم و تقویٰ ہونا ضروری ہے۔ اسی وجہ سے شب معراج آقائے دو جہاں فخر کون و مکاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو امامت انبیاء کا منصب جلیل عطا ہوا۔ اور آپ زندگی بھر امامت کراتے رہے۔ مرض الوفا میں خیر الصحابہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق ارشاد فرمایا "مُرُوا ابابکر ان یُصلی بالناس" ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں (مشکوٰۃ شریف جلد اول ص ۹۳)۔

اور اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان میت پر بذات خود نماز پڑھایا کرتے تھے اور اگر آپ سے نماز جنازہ پڑھائے بغیر صحابہ کسی مسلمان کو دفن دیتے تو آپ انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے اور ارشاد فرماتے یہ قبریں اندھیروں سے بھری ہوتی ہیں۔ میری نماز ان کے رہنے والوں کے لیے نور بنتی ہے۔ اوکما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ یہاں تک کہ منافقین کا جنازہ بھی آپ ہی سے پڑھوایا جاتا تھا چنانچہ جب سردار منافقین ابن ابی فوفت ہوا تو اس کا راسخ الاعتقاد بیٹا سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست کی۔ چونکہ ابھی تک آپ کو منافقین کا جنازہ پڑھنے سے من جانب اللہ منع نہیں کیا گیا تھا اس لیے آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے تبرکات بھی عطا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمائے چنانچہ حاشیہ نور العرفان علی کنز الایمان آیت کریمہ وَلَا تَصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا ط کے تحت فرمایا "جب عبد اللہ بن ابی منافق مر گیا تو اس کے بیٹے عبد اللہ نے عرض کیا کہ حضور اس پر جنازہ کی نماز پڑھیں، اور اپنی قمیض اس کو عطا فرماویں۔ کیونکہ وہ یہ وصیت کر گیا تھا اور اس وقت تک منافقوں کی نماز جنازہ سے منع بھی نہیں کیا گیا تھا۔ نیز حضور کو یہ خبر تھی کہ اس سے ایک ہزار کافر ایمان لائیں گے۔ حضرت عمر نے اس کے خلاف رائے دی۔ مگر حضور نے اس میت کو اپنی قمیض بھی دیدی۔ اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھی۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس کے بعد ایک ہزار آدمی یہ دیکھ کر کہ ایسا مردود بھی حضور کے لباس سے برکت چاہتا ہے ایمان لے آئے۔ اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات قمیض، لعاب شریف وغیرہ قبر میں بھی مومن کے کام آتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ کافر منافق کو کوئی تبرک آخرت میں فائدہ نہیں دے گا تیسرے یہ کہ مردے کے کفن یا قبر میں متبرک چیزیں رکھنا تا کہ قبر کا عذاب دفع ہو۔ جائز بلکہ سفت ہے۔ چوتھے یہ کہ اس خوف سے کہ یہ متبرک چیزیں مردے کی آلائش سے خراب ہوں گی یہ متبرک چیزیں رکھنا نہ چھوڑے آب زمزم پیتے ہیں اور معلوم ہے کہ پیٹ میں جا کر پیشاب بن جاتا ہے غرضیکہ آیت وحدیث سے مردے کو کفنی دینا اور غلاف کعبہ میں دفن کرنا ثابت ہے۔

بد مذہب امام

جب یہ واضح ہو گیا کہ سنی میت کی نماز جنازہ کے لیے سنی امام کا ہونا ضروری ہے تو اب بد مذہب امام کے بارہ میں حضرت مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث سید ابوالبرکات احمد شاہ صاحب قادری قدس سرہ العزیز ہانی حزب الاحناف لاہور کا یہ فتویٰ مبارک ملاحظہ فرمائیں اور بد عقیدہ لوگوں کی اقتداء میں اپنی نمازیں برباد نہ کریں۔

فتویٰ مبارکہ

سوال

امامت کس کس شخص کی جائز ہے اور کس کس کی ناجائز اور مکروہ اور سب سے بہتر امامت کس کی ہے؟

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جواب : جو قرأت غلط پڑھتا ہو، جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو صحیح نہ کرتا ہو یا جزو دین سے کسی ضروری چیز کا منکر ہو، جیسے وہابی دیوبندی، رافضی (شیعہ) غیر مقلد، نیچری، قادیانی، چکڑالوی، خاکساری پرویزی، مودودی وغیرہم ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور جس کی گمراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے افضل بتاتے ہیں۔ یا تفسیقیہ کہ بعض صحابہ کرام مثل امیر معاویہ، عمرو بن عاص، ابوموسیٰ اشعری وغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کو برا کہتے ہیں ان کے پیچھے نماز کراہت شدیدہ تحریمہ مکروہ ہے کہ انھیں امام بنانا گناہ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور جتنی نمازیں ان کے پیچھے پڑھی ہوں ان سب کا پھر پڑھنا واجب ہے اور انہی کے قریب ہے فاسق معین مثلاً داڑھی منڈایا خشخشی رکھنے والا یا داڑھی کتر واکر حد شرع سے کم کرنے والا یا کندھوں سے نیچے عورتوں جیسے بال رکھنے والا، خصوصاً وہ جو چوٹی گندھوائے اور اس میں موباف ڈالے یا ریشمی کپڑا پہنے یا مفرق ٹوپی کلاہ یا ساڑھے چار ماشہ سے زائد کی انگوٹھی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا ایک نگ کی دو انگوٹھیاں اگرچہ وہ دونوں کر ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی ہوں پہنے یا سودخور یا ناچ دیکھنے والا ان سب کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور جو فاسق معین نہیں یا قرآن عظیم میں ایسی غلطی کرتا ہے جو مفسد نماز نہیں یا نابینا یا جاہل یا ولد الزنا یا امر دیا جذامی یا برص والا یا غسل میت کا پیشہ کرے جس سے لوگ کراہت و نفرت کرتے ہیں۔ اس قسم کے لوگوں کے پیچھے نماز مکروہ تنزیہی ہے کہ پڑھنی خلاف اولیٰ ہے۔ بخلاف ان کے پہلی دو قسم والوں کے کہ اگرچہ (وہابی، مرزائی، شیعہ، مودودی وغیرہم) عالم بھر ہی ہوں حکم کراہت رکھتا ہے۔ مگر جہاں جمعہ وعیدین اک ہی جگہ ہوتے ہوں اور ان کا امام بدعتی (جس کی بدعت حد کفر کو نہ پہنچی ہو) فاسق معین ہے اور دوسرا امام نہ مل سکتا ہو، وہاں ان کے پیچھے جمعہ وعیدین پڑھ لیں بخلاف قسم اول مثل دیوبندی، وہابی وغیرہم کے کہ نہ ان کی نماز نماز ہے اور نہ ان کے پیچھے نماز نماز ہے۔ بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امام نہ مل سکتا ہو تو جمعہ وعیدین کا ترک فرض ہے۔ جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے اور عیدین کا کچھ عوض نہیں۔ امام اسے کیا جائے جو حنفی المذہب، صحیح العقیدہ، قبیح سلف صالحین، صحیح الطہارۃ صحیح القراءة ہو۔ مسائل نماز و طہارت کا عالم غیر فاسق ہو۔ نہ اس میں کوئی ایسا جسمانی یا روحانی عیب ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہو، یہی اس مسئلہ کا اجمالی جواب ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور تفصیل کے لیے بہار شریعت حصہ سوم و چہارم اور نفی العار اور احکام شریعت ملاحظہ کیجیے۔ فقط۔
(ہفت روزہ رضوان لاہور بابت ۷ جون ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۴۱)

الحمد للہ اس فتویٰ متبرکہ سے اظہر من الشمس ہوا کہ بد مذہب فرق باطلہ و ہابیہ، دیوبندیہ، ردافض، خوارج، مرزائیہ، خاکساریہ، پرویزیہ اور مودودیہ وغیرہم کے پیچھے ہم اہل سنت احناف کی نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں۔ ایسوں کو امام بنانا اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ ان کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نمازوں کی قضاء فرض ہے۔ نہ ان کی نماز شرعاً نماز ہے نہ ان کی اقتداء میں پڑھی ہوئی نماز نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اس نازک ترین مسئلہ میں احتیاط برتنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

بد مذہب کی پڑھائی ہوئی نماز جنازہ سے فرض کفایہ ادا نہیں ہوتا

جب یہ معلوم ہو گیا کہ بد مذہب بد عقیدہ لوگوں کی نہ نماز نماز ہے اور نہ ان کی اقتداء میں نماز نماز ہے تو ظاہر ہے کہ بد مذہب امام کی پڑھائی ہوئی نماز جنازہ سے فرضیت علی الکفایہ مسلمانوں کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگی۔ اور جس جس مسلمان نے اس کی موت کی خبر سنی خواہ وہ اس نماز میں شریک ہو یا نہیں اس فرض علی الکفایہ کا تارک ہوگا اور میت مسلمان سنی صحیح العقیدہ کا بے نماز جنازہ پڑھے دفن لازم آئے گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ چنانچہ اس بارہ میں امام اہل سنت علی حضرت الشاہ الحافظ القاری الامام العلامہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس اللہ سرہ کے یہ فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں اور اپنے اموات کے جنازہ کی نماز کو برہاد ہونے سے بچائیں۔

فتاویٰ متبرکہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ وہابی امام کے پیچھے اہل سنت و جماعت کی اقتداء خواہ بنگانہ یا تراویح یا جمعہ یا عیدین یا نوافل یا نماز جنازہ درست ہے یا کیا حکم ہے؟
الجواب: وہابی کے پیچھے کوئی نماز فرض خواہ لعل کسی کی نہیں ہو سکتی، نہ اس کے پڑھنے سے نماز جنازہ ادا ہو۔ اگرچہ نماز جنازہ میں جماعت و امامت شرط نہیں، لہذا اگر عورت امام اور مرد مقتدی ہے تو نماز جنازہ کا فرض ادا ہو جائے گا۔ کیونکہ اس صورت میں اگرچہ مقتدیوں کی اس عورت کے پیچھے نماز نہ ہوئی مگر خود اس عورت کی تو ہو گئی اور اسی قدر فرض کفایہ کی ادا کے لیے کافی ہے۔ مگر وہابی کی نماز خود باطل ہے۔ لہذا لا دین لہ ولا صلوا لہن لا دین لہ (کیونکہ وہابی کا کوئی دین نہیں اور جس شخص کا کوئی دین نہ ہو اس کی کوئی نماز نہیں) تو نہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اس کی اپنی ہو سکتی ہے، اور نہ اس کے پیچھے کسی کی ہو سکتی ہے۔ اگرچہ اس کا مقتدی اس کا ہم مذہب ہی ہو۔ یا کسی قسم کا بد مذہب ہو۔ سنی تو سنی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۸۱ ج ۳)

اور اعلیٰ حضرت دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں "بارہا یہ بتایا گیا ہے کہ وہابی لوگوں کے پیچھے نماز باطل ہے۔ اور خود ان کی اپنی نماز بھی باطل ہے۔ وہ (وہابی لوگوں کی نماز) نماز ہی نہیں لغو حرکات ہیں۔ مسلمان اسی وقت اپنی جماعت قائم کریں اور جماعت نہ ملے تو تنہا پڑھیں۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۲۸۲ ج ۳)

الغرض سنی مسلمان علمائے اہل سنت کے یہ ارشادات عالیہ سنیں سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ ہرگز ہرگز کسی وہابی وغیرہ بد مذہب کو اپنا امام نہ بنائیں۔ اگر وہابی مولوی کے سوا کوئی صالح امامت شخص نہ ملے تو تنہا اپنی اپنی نماز پڑھیں۔ اور اس بد عقیدہ مولوی کی اقتداء میں اپنی نماز ضائع نہ کریں۔

بد مذہب مولوی کو سنیوں کی امامت سے گریز کرنا چاہیے

اگر وہابی وغیرہم بد مذہب مولوی سنی مسلمانوں کے خیر خواہ ہوتے تو وہ نماز جنازہ میں خود کسی سنی عالم دین کو امامت کے لیے کہتے اور خود اس کی اقتداء کرتے۔ کیونکہ سنی کی امامت سے سنیوں کی نماز صحیح ہوتی ہے اور خود اس کے اپنے عقیدہ میں اس کی اپنی نماز بھی صحیح ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر بد اعتقاد لوگوں کو سنی امام کے پیچھے نماز پڑھتے دیکھا جاتا ہے۔ پس اس صورت میں سب مسلمان فرض کفایہ سے بری الذمہ بھی ہو جاتے اور فتنہ و فساد کا اندیشہ بھی نہ ہوتا لیکن اس کے برعکس یہ فتنہ اندوز لوگ اہلسنت میں گھلے ملے رہتے ہیں۔ اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح وہ ایسی میت کی نماز جنازہ پڑھا کر خود مشرک و بدعتی بنیں جس پر وہ ساری عمر مشرک و بدعتی ہونے کا فتویٰ لگاتے رہے ہیں۔ اے اللہ ہمارے بھولے بھالے سنی بھائیوں کو سمجھ عطا فرماتا کہ وہ اس نازک مسئلہ میں احتیاط کا پہلو اختیار کیا کریں اور جس کے صحیح العقیدہ ہونے کا پختہ یقین ہو اسے فریضہ امامت سونپ کر اپنی نمازوں کو ضائع ہونے سے بچاسکیں۔ آمین ثم آمین۔

نا پسندیدہ امام

ہر صحیح العقیدہ سنی مسلمان وہابیہ زمانہ سے دلی نفرت رکھتا ہے اور یہ نفرت اس کی بد اعتقادی کی وجہ سے ہے۔ لہذا یہ نفرت بوجہ شرعی ہے۔ لہذا وہابی مولویوں کو سنیوں کا امام بننے سے اس وجہ سے بھی گریز کرنا چاہیے کہ سنی ان سے وجہ شرعی سے نفرت رکھتے ہیں اور ایسے شخص کا امام بننا شرعاً ممنوع بلکہ مکروہ ہے حضور صلی اللہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ان تین شخصوں کی نماز ان کے کانوں سے بلند نہیں ہوتی بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس آجائے۔ عورت جس کے خاوند نے اس سے ناراضگی کی حالت میں رات بسر کی۔ اور اس قوم کا امام جو اس امام سے نفرت رکھتی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۹۲ ج ۱)

اور امام ابوالاخلاص حسن وفائی شرنبلالی کتاب مستطاب مراۃ الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے لوگوں کو نماز پڑھائی حالانکہ وہ اس سے نفرت رکھتے تھے، تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ اگر یہ نفرت اس امام کے فساد عقیدہ یا فساد عمل کی وجہ سے ہے یا اس وجہ سے ہے کہ اس سے افضل شخص موجود تھا اور اس نے نماز پڑھائی تو ان دونوں صورتوں میں کراہت ہے اور اگر یہی افضل ہے اور اس میں فساد عقیدہ یا فساد عمل نہیں تو اس صورت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ کیونکہ جاہل اور فاسق عالم اور پرہیزگار سے عداوت رکھا کرتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تمہیں یہ بات بھلی لگے کہ تمہاری نماز عند اللہ مقبول ہو تو تمہارے علماء تمہارے امام ہونے چاہئیں۔ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے رب کے درمیان سفیر ہوتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ تمہارے بہترین لوگ ہی تمہارے امام ہونے چاہئیں۔ اور امام غزالی فرماتے ہیں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امام ضامن ہوتے ہیں۔ لہذا مناسب نہیں کہ انسان ایسے لوگوں کا امام بنے جو اس سے نفرت کرتے ہوں۔" (مختصر احیاء العلوم ص ۲۴) اور امام صدر الشریعہ فرماتے ہیں "کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں تو اس کا امام بننا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ناراضگی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو کراہت نہیں، بلکہ اگر وہی حق ہو تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔ (بہار شریعت)۔

آخری گزارش

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ ہم اہلسنت کی نماز ہر باطل مذہب والے کے پیچھے باطل اور برباد ہے خواہ وہ وہابی ہو یا شیعہ، مرازاوی ہو یا مودودی یا دیوبندی۔ لہذا سنی مسلمان ہر قسم کی نماز میں صرف اپنے ہم عقیدہ علماء کو امام بنایا کریں۔ اور ہر ایرے غیرے کے پیچھے نماز پڑھ کر اپنی نمازیں برباد نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو اس نازک ترین مسئلہ کے سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۸ جمادی الاول ۱۴۰۵ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سولہواں مقالہ

نماز میں لاؤڈ سپیکر چلانے کی ممانعت کا بیان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه

اجمعين أما بعد۔

استفتاء:-

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ان مسائل کے بارہ میں کہ

(۱) امام فرض نماز پڑھاتے وقت لاؤڈ سپیکر استعمال کرتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز ہے؟

(۲) لاؤڈ سپیکر پر پڑھی گئی نمازیں مکروہ یا فاسد تو نہیں ہوں گی؟

(۳) لاؤڈ سپیکر پر پڑھی ہوئی نمازوں کا لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟

(۴) مقتدی پیش امام کے تابع ہے لہذا سپیکر امام استعمال کر رہا ہے تو مقتدی کیوں ذمہ دار ہے؟

(۵) اگر نماز میں مقتدی زیادہ ہیں تو رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق مکمل کھڑے کرنا سفت

ہے۔ کیا سپیکر اس سفت کو پامال نہیں کر رہا ہے لہذا کیا یہ بدعت نہیں؟

(۶) کیا قرآن پاک میں کوئی ایسا حکم موجود ہے کہ ہر نمازی تک امام کی تلاوت کی آواز پہنچنا ضروری ہے؟

(۷) اگر نماز لاؤڈ سپیکر پر نہیں ہوتی تو جن منتظمین یا امام نے اس آلہ کا اہتمام کیا ہے ان کے لئے شریعت کا

کیا حکم ہے؟

(مرسلہ محمد اٹحق) معرفت نیشنل بینک لائبریری مکان نمبر ۱۳۰/۶ لیاقت آباد۔ کراچی نمبر ۱۹ کوڈ نمبر ۷۵۹۰۰

الجواب بتوفیق الملک الوہاب عزوجل۔

(جواب سوال اول)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ولا تجهر بصلاتک ولا تعافت بها و ابغ بین ذلک سبیلاً۔

(پ ۱۵ رکوع ۱۲)۔ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ ہالکل آہستہ اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ

چاہو۔ (کنز الایمان ص ۴۶۷)

اس آیت کے شان نزول کے بارہ میں حدیث شریف میں آیا ہے۔ عن سعید بن جبیر عن ابن

عباس فی قوله تعالیٰ ولا تجهر بصلاتک ولا تعافت بها قال نزلت و رسول الله

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مَنْعَتِي بِمَكَّةَ كَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ سَبَّوْا الْقُرْآنَ وَمِنْ أَنْزَلَهُ وَمِنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَنَبِيٍّ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ إِي بِقِرْأَتِكَ فَيَسْمَعُ الْمُشْرِكُونَ فَيَسَبُّوْا الْقُرْآنَ وَلَا تَخَافُ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تَسْمَعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا۔ (بخاری شریف ص ۶۸۶۔ مسلم شریف ص ۲۰۳ جلد اول)۔

یعنی یہ آیت اُس وقت اُتری جب رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں پوشیدہ تھے۔ آپ جب اپنے اصحاب کو نماز پڑھایا کرتے تو اپنی آواز مبارک کو قرآن کریم پڑھتے وقت خوب بلند فرمایا کرتے تھے۔ جب کافر آپ کی آواز سنتے تو قرآن کریم کی اور اُس کے اتارنے والے کی اور لانے والے کی شان میں گستاخانہ کلمات بکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک ﷺ کو فرمایا نماز کی قرأت کو اونچا نہ کرو کہ کافر سن لیں گے تو بیہودہ کلمات بکریں گے اور نہ اپنے اصحاب سے اتنا آہستہ پڑھو کہ وہ سن نہ سکیں اور ان دونوں کے بیچ میں راستہ چاہو۔ صحیحین میں اس شان نزول کے ساتھ دوسرا شان نزول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مروی ہے کہ یہ آیت دعاء کے بارہ میں ہے۔ اس دوسرے شان نزول کے بارہ میں امام نووی فرماتے ہیں۔ و ذکر تفسیر عائشة ان الآية نزلت في الدعاء و اختاره الطبري وغيره لكن المختار الاظهر ما قاله ابن عباس رضي الله تعالى عنهما. امام مسلم نے حضرت عائشہ کی تفسیر بھی ذکر کی ہے کہ صلوٰۃ سے مراد دعاء ہے اور اس تفسیر کو امام طبری وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔ لیکن مختار اور زیادہ قوی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا قول ہے۔ (شرح مسلم شریف ص ۲۰۳ ج اول)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر کو اکثر مفسرین کرام نے اختیار فرمایا چنانچہ جلالین میں ہے۔ قال تعالى ولا تجهر بصلاتك بقراءتك فيها فيسمعك المشركون فيسبوا القرآن ومن انزله ولا تخافت تسربها لينتفع اصحابك و ابتغ اقصا بين ذلك الجهر والمخافتة سبيلاً طريقاً و سطاً۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور آپ نماز میں قرأت کو زیادہ بلند نہ کریں کہ مشرک لوگ سن کر آپ کو اور قرآن کو اور اللہ تعالیٰ کو گالیاں دیں لگیں اور نہ بہت آہستہ کریں تاکہ آپ کے ساتھی نفع حاصل کر سکیں اور جہر و مخافت کے درمیان وسط راستہ اختیار کریں۔ (جلالین ص ۲۴۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس تفسیر کو تفسیر خازن میں نقل کرنے کے بعد باقی اقوال کو لفظ قیل سے ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک مختار قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی کا ہے۔ اور اسی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قول کی بناء پر فرماتے ہیں۔ وابتغ ای اطلب بین ذلک سبیلاً ای طریقاً وسطاً بین الجہر و الاخفاء۔ اور جہر و اخفاء کے مابین وسط راستہ تلاش کرو۔ (تفسیر خازن ص ۱۸۹ الجزء الرابع)۔

(۳) امام بغوی نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اس تفسیر کو اختیار فرمایا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تفسیر کو وقیل سے ذکر فرمایا۔ (معالم التنزیل ۱۸۹ الجزء الرابع)
مفتی نور اللہ نعیمی صاحب لکھتے ہیں۔ "بہت سے مفسرین کرام نے اس صورت کا ذکر اسی شان نزول کے ساتھ فرمایا بلکہ اس شان نزول کی بعض روایات میں بھی تصریح آئی ہے۔ (فتاویٰ نوریہ ص ۳۱۱ ج ۱)

نماز میں لاؤڈ سپیکر چلانا ممنوع ہے

اس آیت کریمہ کی بناء پر ہمارے جید مستند معتبر علماء اہل سنت نے نماز میں لاؤڈ سپیکر چلانے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ بعض حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں۔ "اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب لاؤڈ سپیکر پر نماز پڑھانی منع ہے کیونکہ اس میں ضرورت سے زیادہ اونچی آواز نکلتی ہے جو کہ نماز میں ممنوع ہے۔ اس طرح جب مقتدی تھوڑے ہوں تو زیادہ چیخ کر قراءۃ نہ کرے۔ حضور ﷺ جب نماز میں بلند آواز سے قراءۃ فرماتے تھے تو کفار رب کو گالیاں دیتے تھے تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس لئے اب بھی ظہر و عصر میں آہستہ قراءۃ کی جاتی ہے تاکہ مسلمان اس زمانے کی اپنی مجبوری یاد رکھیں۔" (نور العرفان علی کنز الایمان ص ۴۶۷)

(۲) اور حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب لکھتے ہیں۔ "آیت کریمہ کی تفسیر میں ہم نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کہا بلکہ اکابر علماء و حضرات مفسرین نے ترجمہ و تفسیر کے طور پر جو کچھ ارشاد فرمایا ہے صرف وہ نقل کر دیا ہے۔ نیز آیت مذکورہ سے نماز میں لاؤڈ سپیکر کی ممانعت پر ہم نے ہی استدلال نہیں کیا بلکہ حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی۔ خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب محدث کچھوچھوی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب علیہم الرحمۃ و مولانا مفتی احمد یار خان صاحب و مولانا مفتی محمد صاحب داد صاحب و مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان صاحب رضوی و مولانا عبدالحمید صاحب بدایونی وغیرہم کثیر علماء کرام نے آیت کریمہ مذکورہ سے نماز میں لاؤڈ سپیکر کی ممانعت پر استدلال کیا اور اس کی تائید

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمائی۔ ملاحظہ ہو علماء کرام کا اہم فتویٰ مطبوعہ کراچی لہذا اسے تفسیر بالرائے سے تعبیر کرنا ہرگز صحیح نہیں۔

والعباد باللہ تعالیٰ منہ۔" (رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت ۹ ذوالحجہ ۱۳۸۳ھ)

الحمد للہ یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے ثابت ہوا کہ نماز میں لاؤڈ سپیکر چلانا شرعاً منع ہے۔ لہذا نماز میں اسے استعمال کرنے والے شرعی ممنوع کام کے مرتکب ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچنے کی توفیق بخشے آمین۔

جواب سوال دوم

چونکہ نماز میں لاؤڈ سپیکر چلانا شرعاً منع ہے اس لئے جس نماز میں لاؤڈ سپیکر چلایا جائے گا وہ ضرور کراہت والی ہوگی۔ ہاں جن مقتدیوں تک امام کے منہ کی اصل آواز پہنچ جاتی ہے ان کی نماز تو کراہت کے ساتھ ادا ہو جاتی ہے لیکن جن تک امام کی آواز لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ ہی سے پہنچتی ہے ان کی نماز فاسد ہے۔ اس بارہ میں چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں۔ آئندہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) سے خطاب سننے میں حرج نہیں مگر اس کی آواز پر رکوع و سجود کرنا مفید نماز ہے۔

(فتاویٰ امجدیہ جلد دوم ص ۸۳۶ بحوالہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت ۹ ذی الحجہ ۱۳۸۳ھ)

اور آپ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ "خطبہ کی حالت میں آئندہ مکبر الصوت (لاؤڈ سپیکر) لگانے میں کوئی حرج نہیں مگر نماز کی حالت میں امام کا اس آلہ کو استعمال کرنا درست نہیں۔ اس آلہ کے ذریعہ سے جن لوگوں نے تکبیرات کی آواز سن کر رکوع و سجود کیا ان کی نمازیں نہیں ہوئیں۔" واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ امجدیہ جلد دوم ص ۹۹۶ بحوالہ رضائے مصطفیٰ مذکور بالا)

(۲) اور حضرت مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں۔ "نماز میں مقتدیوں کو امام کی تکبیرات اور مکبروں کی تکبیرات پر رکوع و سجود و نقل و حرکت کرنا چاہیے نہ کہ لاؤڈ سپیکر کی آواز پر۔ جس نے صرف لاؤڈ سپیکر کی آواز پر رکوع و سجود کیا نہ امام کی آواز پر اور نہ مکبروں کی آواز پر اس کی نماز درست نہیں ہوگی کہ لاؤڈ سپیکر نمازی نہیں تو تلقین خارج صلوٰۃ سے ہوئی۔" (رضائے مصطفیٰ مذکور بالا)

(۳) اور حضرت مولانا مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ وقت نماز لاؤڈ سپیکر کا استعمال ہرگز ہرگز نہ ہو۔ اگرچہ وہ ایسا ہو کے خود آواز لے لیتا ہو اس میں آواز ڈالی نہ جاتی ہو۔ اگرچہ تحقیق

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے یہی ثابت ہو کہ اس سے جو آواز مسموع ہوتی ہے وہ متکلم ہی کی آواز ہے۔ ایک مذہب اس بارہ میں یہ بھی ہے کہ وہ آواز غیر ہے اس کو مرجوح رکھا جائے۔ اعتبار متکلم کی اس آواز کا ہے جو اس کے دہن سے نکلی ہو اور فضاء کی ہوا کو متحرک کرتی ہوئی بے کسی اور قوت دافعہ کے کان تک پہنچی۔ وہ آواز جو کسی کا سر سے ٹکرا کر سکون پاگئی اور اس کا سر کی ٹکر کی قوت سے متحرک ہو کر پلٹی اس کا اعتبار نہیں۔ جیسے گنبد سے ٹکرا کر جو آواز پلٹی ہے یا کنوئیں کی پلٹی ہوئی آواز جسے مسموع ہو اس پر سجدہ اس لئے واجب نہیں ہوتا کہ اب یہ جو پلٹی ہوئی آواز ہے یہ اگرچہ وہی دہن قاری سے نکلی ہوئی ہے مگر کا سر سے ٹکرانے کی وجہ سے یہ اس حیثیت کی نہیں رہی۔ اب اس کا سر کی ٹکر کی قوت سے کان تک پہنچتی ہے۔ لاؤڈ سپیکر میں یہ نہیں کہ بجلی کی قوت سے فضا کی ہوائے کا سر جہاں تک دفع ہوگئی ہے بے کسی اور کا سر سے ٹکرائے ہوئے بے اس کا سر کی قوت دفع کے شامل ہوئے محض بجلی کے اس فعل سے کان تک پہنچی ہے۔ ہذا ما عندی والعلم بالحق عند الباری وهو تعالیٰ اعلم۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی کوئی عبارت ایسی نہیں ہے جس سے یہ سمجھا جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نزدیک محض لاؤڈ سپیکر کی آواز پر انتقالات کرنے والے کی نماز درست ہے۔ "واللہ تعالیٰ اعلم"۔ اس فتویٰ پر اکیس علماء اہل سنت کی تصدیقات و دستخط ہیں۔ (رضائے مصطفیٰ مذکور بالا)۔

(۴) اور مولانا مفتی برہان الحق جبل پوری لکھتے ہیں۔ "لاؤڈ سپیکر موجودہ زمانے کی ایجادات سے ہے۔ اس میں جو آواز نکلتی ہے وہ بعینہ امام کی آواز نہیں ہوتی بلکہ اس آواز کی نقل ہوتی ہے۔ جس طرح کسی پہاڑ یا اونچی دیوار سے ٹکرا کر صدا کی صورت میں سنائی دیتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ صدا جو پہاڑ یا دیوار سے ٹکراتی ہے وہ ذرا وقفہ کے ساتھ سنی جاتی ہے اور لاؤڈ سپیکر میں بجلی کی قوت اور آلات کے ذریعہ سے اسی وقت فوراً بغیر کسی وقفہ کے سنی جاتی ہے۔ اور پہاڑ یا دیوار سے ٹکرا کر صدا براہ راست سنی جاتی ہے۔ لاؤڈ سپیکر میں آواز کو کئی منزلیں طے کرنا پڑتی ہیں۔ منہ سے نکل کر مائک کے پردوں سے ٹکرا کر ایپلی فائر میں پہنچ کر تار کے ذریعہ لاؤڈ سپیکر میں پہنچ کر اس کے پردوں سے ٹکرا کر منتشر ہوتی ہے۔ ان سب مرحلوں میں امام یا بولنے والے کی اصلی آواز تو تار تار ہو جاتی ہے۔ اس کی نقل در نقل بجلی کے ذریعہ سے سننے والوں تک پہنچتی ہے۔ اس آواز پر جو رکوع و سجود ہوں گے وہ امام کی صحیح آواز پر نہ ہوں گے بلکہ نقلی آواز پر ہوں گے۔ سجدہ تلاوت جس طرح تلاوت کرنے والے پر واجب ہے اسی طرح سننے والے پر بھی واجب ہے لیکن کوئی شخص ایسی جگہ تلاوت کر رہا ہے کہ اس کی تلاوت کی آواز تو دوسروں کے کانوں تک نہیں پہنچ رہی ہے بلکہ

صرف اس کی صدا کسی دیوار یا بلند چیز سے ٹکرا کر پہنچ رہی ہے تو اس صدا کے سننے والے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں کیونکہ یہ اصلی آواز نہیں بلکہ آواز کی نقل ہے۔ درمختار میں ہے۔ لا تجب بسماع من الصدی یعنی آیت سجدہ صدا سے سننے والے پر سجدہ واجب نہیں مراقی الفلاح میں ہے۔ لا تجب بسماعها من الصدی وهو ما یجیبک مثل صوتک فی الجبال والصحاری و نحوها یعنی آیت سجدہ کو صدا سے سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں اور صدا وہ جوابی آواز ہے جو تیری آواز کی طرح پہاڑوں اور صحراؤں وغیرہ سے آتی ہے۔ طحاوی میں ہے۔ فانه لا اجابة فی الصدی وانما هونی حکایة۔ یعنی صدا سے کوئی حکم نہیں بلکہ وہ آواز کی نقل و حکایت ہے۔ جب صدا کے ذریعہ سجدہ کی آیت سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں تو نماز میں تکبیر کی صدا پر اقتداء کیسے صحیح اور درست ہو سکتی ہے۔

علاوہ ازیں لاؤڈ سپیکر کا کوئی جزء نماز میں داخل نہیں وہ کلیۃً خارج نماز ہے۔ اور اس کا ریگولیٹر غیر مصلی کے ہاتھ میں ہے۔ مانک اپیلی فار اور لاؤڈ سپیکر سب خارجی آلات ہیں۔ نماز سے ان کا ذرا بھی لگاؤ نہیں۔ امام کی تکبیر ایک غیر مصلی چیز کے ذریعہ سے مصلیوں تک پہنچانا مفسد صلوٰۃ ہے۔ علامہ شامی نے تنبیہ ذوی الافہام میں فرمایا ادخال مالیس من الصلوٰۃ فی الصلوٰۃ موجب فساد الصلوٰۃ۔ یعنی نماز میں ایسی چیز کا داخل کرنا جس کا نماز سے کوئی تعلق نہیں نماز کو فاسد کر دینے کا موجب و سبب ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نماز میں شامل نہیں مگر امام کی تکبیر پر اس کی نیابت میں تکبیر پکار رہا ہے اس کی تکبیر پر جو لوگ تحریمہ کہہ کر نیت باندھ لیں گے رکوع و سجود کریں گے ان کی نماز قطعی طور پر نہ ہوگی کیونکہ وہ ایک ایسے شخص کی اقتداء کر رہے ہیں جو خود نماز میں شامل نہیں۔

پھر اگر امام نے تکبیر تحریمہ کہتے وقت یہ کوشش کی کہ مانک اس کی آواز پڑے اور اس کے ذریعہ سے وہ آواز لاؤڈ سپیکر میں پہنچ کر نمازیوں تک پہنچے تو اس کا یہ فعل خود منافی نماز ہوگا۔ اور امام ہی کی نماز سرے سے فاسد ہو جائے گی تو مقتدیوں کا کیا حال ہوگا۔ پھر اگر درمیان میں بجلی فیل ہوگئی یا تار کا سلسلہ ٹوٹ گیا تو امام رکوع میں ہوگا۔ اور مقتدی قیام میں امام سجدہ میں ہوگا اور مقتدی رکوع میں یہ نماز نہیں ہوئی ایک کھیل ہو گیا۔

نماز بالکل اس طریقہ پر ادا کرنی چاہیے جو طریقہ حضور اکرم ﷺ اور شریعت مطہرہ نے تعلیم فرمایا کہ اگر جماعت کثیر ہو اور امام کی آواز کافی نہ ہو تو چند مکمل اتنے اتنے فاصلہ پر جماعت میں مقرر ہوں کہ ان کی نیت بھی امام ہی کے ساتھ نماز کی ہو اور امام کی تکبیر تسبیح اور سلام کی آواز پر تکبیر تحمید سلام اتنی آواز سے کہیں کہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دوسری صفوں تک ان کی آواز پہنچے۔ یہ لوگ امام کے نائب اور مبلغ ہوں گے۔ یہاں بھی فقہائے کرام کے ارشادات ہیں کہ جو لوگ امام کی تکبیر پر اس کی نیابت میں تکبیر تحریمہ کہیں ان کی نیت صرف یہ ہو کہ وہ فقط امام کی آواز پر آواز لگا کر دوسروں تک آواز ہی پہنچانا چاہتے ہیں بلکہ آواز لگانے اور تکبیر پکارنے سے پہلے ان کی نیت بھی تحریمہ کی ہو اور تحریمہ کی تکبیر اتنی بلند آواز سے کہیں کہ تحریمہ کی آواز نمازیوں تک پہنچے اگر یہ نیت نہ ہوئی اور صرف لوگوں کو آواز پہنچانا متصور رہا ہے تو اس مکمل کی نہ نماز ہوگی نہ ان لوگوں کی نماز ہوگی جو اس کی تکبیر پر تحریمہ باندھیں گے۔ "واللہ تعالیٰ اعلم (رضائے مصطفیٰ مذکور بالا)

(۵) اور مفتی محمد صاحب داد خان صاحب لکھتے ہیں۔

"نماز میں قرأت کے لئے لاؤڈ سپیکر کا استعمال مکروہ و منع ہے۔ کیونکہ قرأت میں ایسا تصنع و تکلف اور زنیادہ بلند آواز جو حضور قلب خشیت اور تذلل نماز کے منافی ہے منع ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے صاف اعلان فرمایا کہ ولا تجهر بصلاحتک یعنی جہری نماز میں نہ تو زیادہ آواز کو بلند کرو اور نہ زیادہ آہستہ بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو۔ ایسے صریح احکام کے خلاف اپنی خواہشات نفسانیہ کے مطابق دین متین میں مداخلت کرنا بدیہی البطلان ہے۔ مجمع کثیر میں تبلیغی اغراض حسہ کے لئے یا مسجد سے باہر آذان مسنون کے لئے لاؤڈ سپیکر کے استعمال کا جواز ہو سکتا ہے۔ هذا ما ظهر لی فی هذا الباب واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔"

(رضائے مصطفیٰ بابت ۹ محرم ۱۳۸۳ھ)

(۶) اور مفتی غلام معین الدین نعیمی لکھتے ہیں۔

"بہر طریق نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال ناروا اور بدعت سیدہ ہے اور منکیت و غیریت کے اعتبار سے لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ سے رکوع و سجود اور تکبیرات انتقال کرنا مفسد نماز ہے۔" (رضائے مصطفیٰ مذکور بالا)

(۷) اور مفتی عزیز احمد گڑھی شاہولا ہور لکھتے ہیں۔

"جہیر الصوت (لاؤڈ سپیکر) کے متعلق محققین سائنس دانوں کی تحقیق یہ ہے کہ بولنے والے کی آواز میکروفون سے نکراتی ہے۔ اور اس نکر سے ایک دوسری آواز اسی کی مثل پیدا ہوتی ہے۔ جو مخلوق کے کانوں تک پہنچتی ہے۔ جیسے پہاڑ کی صدا۔ گنبد اور کنوئیں کی آواز بولنے والے کی آواز کے نکالنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ مشاہدہ سے بھی ظاہر ہے کہ لاؤڈ سپیکر کی آواز بولنے والے کی آواز کی گیر ہے۔ کیونکہ یہ آواز بولنے والے کی آواز سے کبھی چوگنی کبھی چھگنی کبھی اس سے کم و بیش ہوتی ہے۔ تو یہ آواز عہد بولنے والے کی آواز ہو ہی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نہیں سکتی بلکہ دونوں میں فرق ظاہر ہے۔ اور جبکہ یہ آواز بولنے والے کی آواز کی غیر ہوئی تو اس کی اقتداء سے نماز فاسد ہوگی۔ کیونکہ آلہ مذکورہ نہ امام ہو سکتا ہے نہ امام کا مقتدی بلکہ ایک اجنبی چیز ہے جس کا نماز سے کوئی تعلق نہیں۔ شریعت مطہرہ نے اپنے امام کی یا امام کے مقتدی کی جو اس نماز میں شریک ہو اقتداء کرنے کی اجازت دی ہے اس کے علاوہ کسی خارج کی اقتداء کرنے سے نماز فاسد ہونے کا حکم دیا ہے۔ لہذا آلہ جہیر الصوت کی آواز کی اقتداء بہر صورت ناجائز اور مفسد نماز ہوگی۔ نماز کا معاملہ نہایت اہم ہے۔ اس میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ لاؤڈ سپیکر نماز میں لگانے سے احتراز لازم ہے۔ ہاں خطبہ و تلاوت قرآن کریم و نعت خوانی میں لگانے میں حرج نہیں ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب" (رضائے مصطفیٰ۔ مذکور بالا)

(۸) اور مولانا مفتی محمد اعجاز ولی خان صاحب لکھتے ہیں۔

"لاؤڈ سپیکر پر اقتداء صلوٰۃ کے عدم جواز میں کسی منصف کو انکار نہیں۔" (رضائے مصطفیٰ۔ مذکور بالا)

(۹) اور مولانا مفتی محمد خلیل کاظمی محدث امر وہی لکھتے ہیں۔

"نماز میں لاؤڈ سپیکر کا استعمال خلاف سنت و بدعت ہے۔" (رضائے مصطفیٰ۔ مذکور بالا)

(۱۰) اور مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

"یہاں (نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال پر) کوئی وجہ ہی نہیں نکلتی جو اس کو بدعات سے خارج کر دے کہ صراحۃً طریقہ سنت کی مغیرہ ہے۔ بس جمہور اہل سنت کے نزدیک اس کے بدعت ہونے میں شک نہیں۔ اس آلہ کے ذریعہ سے جو شخص ارکان نماز ادا کرے گا اس کی نماز نہ ہوگی۔" (رضائے مصطفیٰ مذکور بالا)

(۱۱) اور مولانا عبدالحمن جامع مسجد داتا گنج بخش لاہور لکھتے ہیں۔

"لاؤڈ سپیکر سے پیدا شدہ آواز پر امام کی اقتداء کرنے والے کی نماز ادا نہ ہوگی۔ اور جب اس کی آواز سے فائدہ اٹھانے والے مقتدیوں کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ فاسد یا باطل ہو جاتی ہے تو واجب ہے کہ اس آلہ کو جمعہ و عیدین وغیرہ میں استعمال کر کے نمازوں کو فاسد و برباد نہ کیا جائے۔ ورنہ امام و متولی و مجوز و معاون سب کتنا ہمار ہوں گے۔ اور ان کی دیکھا دیکھی واسطہ در واسطہ قیامت تک جتنے لوگ اس فعل نامشروع برباد شدہ نماز کا ارتکاب کریں گے ان سب کا گناہ بھی ان پر ہوگا۔ اور مرتکبین کے گناہ میں سے کچھ بھی کمی نہ ہو جیسا کہ حدیث میں ہے۔ من دعا الی ضلالہ کان علیہ من الاثم مثل آثام من تبعہ لا ینقص

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ذلک من آثمہم شیئاً۔" (رضائے مصطفیٰ - مذکور بالا)

(۱۲) اور مولانا محمد رفیع اللہ اجمیری لکھتے ہیں۔

"آلہ نشر الصوت (لاؤڈ سپیکر) کا استعمال نماز میں جائز نہیں اور نہ یہ تکبیر مکبرین کی سنت کے قائم مقام ہو سکتا ہے۔" (رضائے مصطفیٰ - مذکور بالا)

(۱۳) اور مولانا آل حسن اشرفی کچھ چھوی لکھتے ہیں۔

"بے شک نماز میں اس آلہ کا استعمال مکبرین والی سنت متواترہ کو مٹا دینے کی وجہ سے بدعت سیئہ ہے اور اجماع امت کے خلاف ہے۔" (رضائے مصطفیٰ - مذکور بالا)

(۱۴) اور مولانا سید محمد حسین علی پوری لکھتے ہیں۔

"اگر مقتدی آلہ مکبر الصوت کی آواز پر تکبیر تحریمہ کی بناء اور نماز ادا کریں گے تو نماز فاسد اور واجب الاعداء ہوگی والتلقن من الغیر مفسد لامحالة (عنايہ)

تکبیرات امام کی تبلیغ کے لئے مکبرین مقرر کیے جائیں جیسا کہ حضور ﷺ اور صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین سے ثابت ہے۔" (رضائے مصطفیٰ - مذکور بالا)

(۱۵) اور مولانا محبوب علی صاحب مفتی اعظم بمبئی لکھتے ہیں۔

"نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے احتراز واجب لازم و ضروری ہے۔ اس کی اقتداء میں نماز نہ ہوگی۔ مسلمانوں کو نماز میں اس آلہ کے استعمال سے بچنا چاہیے خدا تعالیٰ نیک توفیق عطا فرمائے آمین۔"

(رضائے مصطفیٰ - مذکور بالا)

(۱۶) مولانا مفتی محمد امین صاحب فیصل آبادی لکھتے ہیں "فقیر کا مسلک وہی ہے جو کہ آقائے نعمت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ کا ہے۔ کہ نماز میں لاؤڈ سپیکر ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ مسجد کی انجمن نے جب اصرار کیا تو فقیر نے کہا۔ میں حضرت محدث اعظم پاکستان کا خادم ہوں اس لئے میں نہیں لگاتا۔"

(رضائے مصطفیٰ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ)

الحمد للہ۔ جید و معتبر و مستند مفتیان اہل سنت کے ان سولہ فتاویٰ مبارکہ سے ثابت ہوا کہ نماز میں لاؤڈ سپیکر چلانا مطلقاً ممنوع و ناجائز ہے۔ امام اور امام کے قریب جو مقتدی کھڑے ہوں گے اور ان تک امام کی اصل آواز پہنچے گی ان کی نماز کراحت کے ساتھ ادا ہو جائے گی اور جن تک صرف امام کی آواز لاؤڈ سپیکر ہی کے

ذریعہ سے پہنچے گی ان کی نماز فاسد ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جواب سوال سوم)

جن مقتدیوں کی نماز لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے اصلاً فاسد ہے ان پر اپنی نماز کا لوٹانا فرض ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جواب سوال چہارم)

چونکہ مقتدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی نیت کرتا ہے اور اقتداء کی نیت سے اپنی نماز کو امام کی نماز کے تابع بناتا ہے اس لئے امام کی نماز کی خرابی اس کی نماز میں بھی واقع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ امام کے سہو سے مقتدی پر بھی سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جواب سوال پنجم)

بلاشبہ نماز میں لاؤڈ سپیکر کے استعمال سے مکمل کھڑے کرنے کی سنت پائمال ہوتی ہے۔ اور دور دور کے مقتدیوں کی نماز میں فساد آتا ہے اس لئے اس کا استعمال بدعت سیئہ ہے۔ جیسا کہ گذشتہ فتاویٰ مبارکہ میں سے بعض میں اس کی تصریح بھی گزری ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جواب سوال ششم)

(۱) امام احمد طحاوی لکھتے ہیں قالوا والاولیٰ ان لا یجهد نفسه بالجهر بل بقدر الطاقة لان اسماع بعض القوم یکفی بحر و نهر و المستحب ان یجهر بحسب الجماعة فان زاد فوق حاجة الجماعة فقد اساء کمالو جهر المصلی بالاذکار قہستانی عن کشف الاصول۔ یعنی فقہائے حنفیہ نے فرمایا ہے کہ امام کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ بلند آوازی سے اپنے آپ کو نہ تھکائے بلکہ بقدر طاقت آواز نکالے کیونکہ بعض مقتدیوں کو سنانا کفایت کرتا ہے جیسا کہ بحر الرائق اور نہر الفائق میں مذکور ہوا۔ اور امام قہستانی نے کتاب کشف الاصول سے یہ نقل فرمایا ہے کہ مستحب ہے کہ امام کو مقتدیوں کے اندازہ پر آواز بلند کرنی چاہیے۔ پھر اگر وہ حاجت جماعت سے زائد آواز نکالے گا تو اساءت کا مرتکب ہوگا جیسا کہ نمازی اگر تسبیحات وغیرہ بلند آوازی سے پڑھے تو اس میں اساءت ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(طحاوی ص ۱۶۹)

(۲) بحر الرائق ج ۱ ص ۳۳۵ میں ہے۔ قالوا ولا یجهد الامام نفسه بالجهر و فی السراج الوهاج الامام اذا جهر فوق حاجة الناس فقد اسأ۔ اور در مختار ص ۳۹۳ ج ۱ میں ہے۔ ویجهر الامام وجوباً بحسب الجماعة فان زاد علیه اسأ۔ (قوله فان زاد علیه اسأ) و فی الزاہدی عن ابی جعفر لوزاد علی الحاجة فهو الفضل الا اذا جهد نفسه او اذی غیره قہستانی (شامی ص ۳۹۳ ج ۱) دیکھو مدنی طحاوی ص ۱۶۹ شیخ مصطفیٰ علی الکفر ص ۱۳۵ اور تبیین ص ۱۲۷ ج ۱ میں ہے ولا یجهد نفسه فی الجهر۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ امام کے لئے ضروری نہیں کہ وہ سب مقتدیوں تک اپنی آواز پہنچائے۔ ہاں اپنی طاقت کے اندازہ اور جماعت کی قلت و کثرت کے اندازہ پر آواز بلند کرے۔ طاقت سے زیادہ آواز بلند کرنے کی ضرورت نہیں واللہ تعالیٰ اعلم۔

(جواب سوال ہفتم)

اگر لاؤڈ سپیکر نماز میں چلایا گیا تو امام اور منتظمین اور مجوزین سب پر اس کا وبال ہوگا۔ مفتی عبدالحنان کے فتویٰ مبارکہ میں ابھی یہ گزرا کہ "ورنہ امام و متولی و مجوز و معاون سب گناہگار ہوں گے۔" واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲۳ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سترھواں مقالہ

نماز عصر اور آج کل کے مسلمان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله واصحابه اجمعين اقباعد. آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ ہمارے مسلمان بھائی نماز عصر باجماعت ادا کرنے سے سخت غفلت کا شکار ہیں۔ تقریباً سب مساجد میں نماز عصر کی جماعت میں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ چونکہ دن کے اختتام کا وقت کاروبار کی سخت مصروفیت کا وقت ہوتا ہے اور اکثر لوگ اپنے باقی ماندہ کام کو ختم کر کے گھروں کو جانے کی فکر میں ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ عصر کی نماز اکثر اپنی دکانوں میں ہی پڑھ لیتے ہیں۔ حالانکہ شرع شریف نے نماز عصر کی عظیم فضیلت بیان کی ہے اور اس کی پابندی اور محافظت کی دو گنا تاکید کی ہے۔ مسلمانوں کو اس نماز کی فضیلت و اہمیت سے آگاہ کرنے کیلئے ہم نے یہ مختصر رسالہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہ ہدایت بنائے آمین۔

آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَنِینَ۔ نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو۔

(پ ۲ رکوع ۱۵)

تفسیر

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے سب نمازوں کی پابندی و محافظت کا حکم دیا پھر خصوصیت سے نماز وسطیٰ کی محافظت کا حکم دیا۔ تاکہ لوگ نماز وسطیٰ کی محافظت کے دوسرے حکم کے پیش نظر اس کی محافظت کا خاص خیال رکھیں، نماز وسطیٰ کو کسی نماز ہے؟ اس بارہ میں بزرگان دین کے تیسہیں اقوال موجود ہیں۔

(در مختار ص ۲۶۵ ج ۱)

مگر احادیث راجحہ اور عبارات فقہیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ چنانچہ بعض احادیث مبارکہ یہاں تہر کا پیش کی جاتی ہیں وہاں اللہ التوفیق۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

احادیث مبارکہ

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔ رواہ احمد والترمذی وابن ابی شیبہ وابن حبان والبیہقی والبخاری والطیالسی وقال الجلال السیوطی هذا حدیث صحیح۔

(جامع صغیر ص ۳۸ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۵۸ ج ۱)

(۲) اور حضرت برآء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا آیت حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ ابتداء میں ان لفظوں میں نازل ہوئی حافظوا علی الصلوات والصلوة العصر (جگہبانی کرو سب نمازوں کی اور نماز عصر کی) اور ہم نے اُسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا جب تک کہ اللہ کو منظور تھا پھر اللہ نے منسوخ فرما کر ان لفظوں میں اتارا۔ حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطیٰ۔ پھر ایک شخص زاہر نامی نے حضرت برآء رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ سو کیا نماز وسطیٰ نماز عصر ہے۔ فرمایا۔ میں نے تجھے یہ بتایا ہے کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی اور اللہ نے اسے کس طرح منسوخ کیا۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۲۹۳ ج ۱) (مسلم شریف ص ۲۲۷ ج ۱)

(۳) اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ اجزاب کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شغلونا عن الصلوة الوسطیٰ صلوة العصر ملا اللہ بیوتہم وقبورہم ناراً۔ مشرکین نے ہمیں نماز وسطیٰ نماز عصر سے روک دیا اللہ اُن کے گمروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

(مسلم شریف ص ۲۲۷ ج ۱) (سنن ابی داؤد ص ۵۹ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۵۷ ج ۱۔ جامع الرضوی ص ۲۶۵)

(۴) اور مفسر عماد الدین ابن کثیر لکھتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے نماز وسطیٰ کے بارہ میں پوچھا گیا آپ نے فرمایا۔

کنّا نراها الفجر حتی سمعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم يقول يوم الاحزاب شغلونا عن الصلوة الوسطیٰ صلوة العصر الحدیث۔ ہم نماز فجر کو نماز وسطیٰ خیال کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجزاب کے دن یہ فرماتے ہوئے سنا، انہوں نے ہمیں نماز وسطیٰ نماز عصر سے روکا۔ خدا ان کی قبروں اور پیٹوں یا گمروں کو آگ سے بھر دے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(تفسیر ابن کثیر ص ۲۹۱ ج ۱)

(۵) اور ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے غلام ابویونس کو قرآن مجید کا ایک نسخہ لکھنے کا حکم دیا پھر فرمایا جب تم آیت حافظوا علی الصلوات پر پہنچو تو مجھے اطلاع دینا سوجب میں اس آیت پر پہنچا تو میں نے انہیں اطلاع دی انہوں نے یہ آیت ان لفظوں میں لکھوائی۔ حافظوا علی الصلوات والصلوة الوسطی و صلوة العصر و قوموا للہ قنّین ۵ (نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور نماز وسطیٰ اور نماز عصر کی اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے ہو جاؤ) پھر فرمایا میں نے یہ آیت اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

(مسلم شریف ص ۲۴۷ ج ۱)

ان پانچ احادیث متبرکہ سے معلوم ہوا کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ یہی اکثر علمائے صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین اور فقہائے اسلام کا قول ہے۔ چنانچہ مفسر ابن کثیر لکھتے ہیں۔ وقیل انہا صلوة العصر قال الترمذی والبخاری وهو قول اکثر علماء الصحابة وغيرهم وقال القاضي الماوردی وهو قول جمهور التابعين وقال الحافظ ابو عمر ابن عبد البر وهو قول اکثر اهل الاثر وقال ابو محمد عطيه في تفسيره هو قول جمهور الناس . اور کہا گیا ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے امام ترمذی اور امام بخاری رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ اکثر علمائے صحابہ و غیر ہم کا قول ہے اور قاضی ماوردی نے فرمایا یہ جمہور تابعین کا قول ہے اور حافظ ابو عمر بن عبد البر نے فرمایا۔ یہ اکثر محدثین کا قول ہے اور محمد بن عطیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا یہ جمہور لوگوں کا قول ہے (تفسیر ابن کثیر ص ۲۹۱ ج ۱)۔

فقہائے حنفیہ کا مذہب

بھی یہی ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے۔ چنانچہ امام علاء الدین حصکلی لکھتے ہیں۔ وہی الوسطی علی المذہب۔ اور نماز عصر ہی مختار مذہب حنفی میں نماز وسطیٰ ہے۔ اور امام ابن عابدین شامی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔

قوله وهي الوسطی علی المذہب ای المنقول عن المعتز الفلانی۔ ہمارے تینوں اماموں سے منقول یہی ہے کہ نماز عصر نماز وسطیٰ ہے۔ (در مختار ص ۲۶۵ ج ۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور امام ابو جعفر حنفی لکھتے ہیں و هذا قول ابی حنیفة . و ابی یوسف و محمد رحمہم اللہ تعالیٰ اور یہی قول ائمہ ثلاثہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا ہے۔

(شرح معانی الآثار ص ۱۲۰ ج ۱)

وجہ تسمیہ

نماز عصر کو نماز وسطیٰ کہنے کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ نماز رات کی دو نمازوں (مغرب و عشاء) اور دن کی دو نمازوں (فجر و ظہر) کے درمیان واقع ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تو انہوں نے صبح کے وقت بطور شکرانہ دو رکعتیں پڑھیں سو یہ فجر کے دو فرض بن گئیں اور ظہر کے وقت قربانی کے فدیہ میں حضرت اسماعیل کا ذنبہ ذبح کیا گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور شکرانہ چار رکعتیں پڑھیں سو یہ ظہر کے چار فرض بن گئیں اور حضرت عزیر علیہ السلام کو عصر کے وقت زندہ کیا گیا اور ان سے پوچھا گیا کہ آپ کتنی مدت ٹھہرے رہے تو آپ نے فرمایا ایک دن پھر سورج کو دیکھ کر فرمایا ایک دن کا بعض حصہ اور آپ نے شکرانہ کی چار رکعتیں پڑھیں تو وہ عصر کے چار فرض بن گئیں اور حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش مغرب کے وقت معاف کی گئی تو آپ نے چار رکعتیں بطور شکرانہ پڑھنی شروع کیں پھر تھکاوٹ کی وجہ سے تین رکعتیں پڑھ کر بیٹھ گئے۔ اور سلام پھیر دیا سو یہ مغرب کے تین فرض بن گئیں۔ اور عشاء کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ السلام نے پڑھی اس لئے وہ امت پر فرض ہو گئی اسی لئے علماء فرماتے ہیں کہ نماز وسطیٰ نماز عصر ہے اور یہ معنی ہمارے نزدیک بھی صحیح ہے کیونکہ اگر ان پانچ نمازوں میں سب سے پہلی پڑھی جانے والی نماز فجر کی نماز ہے تو آخری عشاء ہوگی۔ پس پہلی اور آخری کے وسط میں نماز عصر ہی آتی ہے (شرح معانی الآثار ص ۱۲۰ ج ۱)

احادیث فجر و ظہر مرجوح ہیں

جن حدیثوں میں آتا ہے کہ بعض صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے نماز وسطیٰ سے مراد نماز فجر یا نماز ظہر لی ہے۔ وہ مندرجہ بالا صریح و واضح حدیثوں کے مقابلہ میں متروک و مرجوح ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث نمبر ۴ کی وجہ سے اس معنی پر معمول ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے نماز وسطیٰ کی تفسیر نماز عصر سے کیے جانے سے پہلے صحابہ اپنے اجتہاد کی بناء پر نماز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وسطی سے مراد نماز فجر یا ظہر لیتے تھے، پھر جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وسطیٰ کی تفسیر نماز عصر سے فرمادی تو ان کا اس معنی پر اتفاق ہو گیا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ ازین حدیث معلوم شد کہ صلوٰۃ وسطیٰ از نام عصر است وقول اکثر علماء از صحابہ و تابعین و ابوحنیفہ و احمد و جزایشان ہمیں است پس در قرآن مجید نیز محمول بریں خواهد بود۔ دیگر مجال اختلاف نماند و غالباً اختلافی کہ در اصحاب و تابعین در تعیین آن واقع است پیش از شنیدن حدیث و رسیدن آن بود با جہتاد خود کہ در تاویل قرآن کردہ بودند۔ بعد از صحت حدیث متعین شد کہ مراد او نماز عصر است واللہ اعلم۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃ وسطیٰ نماز عصر کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اکثر صحابہ و تابعین علماء اور امام ابوحنیفہ و امام احمد بن حنبل وغیرہم کا یہی قول ہے۔ سو قرآن مجید میں بھی اسی معنی پر آیت کو محمول کیا جائے گا۔ تو اختلاف کی گنجائش باقی نہیں رہ جائے گی اور غالباً صحابہ و تابعین میں جو اختلاف ہے وہ اس حدیث کے سننے اور اس کے اُن تک پہنچنے سے پہلے تک تھا اور وہ بھی خود آیت قرآن میں ان کی اپنی کی ہوئی تاویل کی وجہ سے تھا۔ حدیث کی صحت کے بعد متعین ہو گیا کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے (اشعۃ اللمعات ص ۳۰۴ ج ۱)۔

خلاصہ بحث

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز وسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے آیت کریمہ حافظوا علی الصلوٰۃ والصلوٰۃ الوسطیٰ میں جس نماز کی محافظت کی دو بار تاکید کی گئی ہے وہ نماز عصر ہے ولہذا مسلمان اس نماز کو مستحب وقت میں باجماعت پڑھنے کا خاص اہتمام فرمائیں اللہ تعالیٰ توفیق بخشنے آمین۔

مقام غور

پھر مقام غور ہے کہ غزوہ خندق میں جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عصر کی ادائیگی سے روکا تو رحمت للعالمین ہونے کے باوجود آپ نے ان کے خلاف یہ سخت دعا فرمائی۔ ملا اللہ بونہم و قبورہم ناراً۔ اللہ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔ اس سے مسلمانوں کو اس نماز کی اہمیت کا اندازہ کر لینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ جملہ اہل اسلام کو نمازی بنائے اور بالخصوص عصر کی نماز اہتمام سے ادا کرنے کی توفیق بخشنے آمین۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نماز عصر کی فضیلت

صرف یہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیت محافظت میں نماز عصر کی دو مرتبہ تاکید فرمائی ہے اور مشرکین کے روکنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن اس نماز کو ادا نہ کر سکے تو ان کے خلاف سخت دعا فرمائی ہے بلکہ بعض احادیث متبرکہ میں نماز عصر کی عظیم فضیلت بھی بیان کی گئی ہے، چنانچہ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لن یلج النار احد صلی قبل طلوع الشمس و قبل غروبها۔ وہ شخص دوزخ میں ہرگز داخل نہیں ہوگا جس نے سورج طلوع ہونے سے پہلے (نماز فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے (نماز عصر) پڑھی۔

رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص ۵۷ ج ۱)۔

(۲) اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من صلی البردین دخل الجنة۔ جو شخص دو ٹھنڈی نمازیں (نماز فجر اور نماز عصر) پڑھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۷ ج ۱)

(۳) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے اندر رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے ایک دوسرے کے بعد آتے جاتے ہیں وہ نماز فجر اور نماز عصر میں اکٹھے ہوتے ہیں پھر جن فرشتوں نے تمہارے اندر رات گزاری ہوتی ہے جب وہ آسمانوں کی جانب چلے جاتے ہیں تو ان کا رب ان سے پوچھتا ہے۔ حالانکہ وہ انہیں بہتر جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ کہتے ہیں ترکناہم وہم یصلون و اتیناہم وہم یصلون۔ ہم نے انہیں اس حال میں چھوڑا کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم اُن کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۷ ج ۱)

نماز عصر کا مکروہ وقت

شاید یہ مسئلہ بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ سورج میں زردی ظاہر ہونے سے اس کے غروب تک کا وقت نماز کے حق میں مکروہ ہے اس وقت میں سوائے اُس دن کی عصر کے ہر نماز حرام ہے اور اس دن کی نماز عصر ادا تو ہو جاتی ہے مگر اس میں کراہت ہے ولہذا مسلمانوں کو مکروہ وقت شروع ہونے سے پہلے پہلے نماز عصر کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ادائیگی سے فارغ ہو جانا چاہیے کنزالدائق میں ہے ومنع عن الصلوة و سجدة التلاوة و صلوة الجنائزہ عند الطلوع والاستواء والغروب الاعمصر یومہ۔ اور سورج کے طلوع اور استواء اور غروب کے وقت نماز اور سجدہ تلاوت اور نماز جنازہ سے روکا گیا ہے۔ مگر اس دن کی عصر کی نماز سے۔

(کنزالدقائق)

مکروہ وقت میں نماز پڑھنے کی مذمت

چونکہ غروب آفتاب کا وقت نماز کے حق میں مکروہ ہے اس لئے اس وقت میں عصر کی نماز پڑھنے کی مذمت شرع شریف نے کی ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تلک صلوة المنافق یجلس یرقب الشمس حتی اذا اصفرت و کانت بین قرنی الشیطان نقر اربعاً لا یدکر اللہ فیہا الا قلیلاً۔ یہ منافق کی نماز ہے کہ وہ سورج کا انتظار کرتے ہوئے بیٹھا رہتا ہے یہاں تک کہ جب سورج زرد ہو جاتا ہے اور شیطان کے دو سینگوں کے درمیان چلا جاتا ہے تو وہ چار چونچیں مارتا ہے اللہ کو ان میں نہیں یاد کرتا مگر تھوڑا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵ ج ۱)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا تصلوا عند طلوع الشمس فانہا تطلع بین قرنی الشیطان ویسجد لها کل کافر ولا عند غروب الشمس فانہا تغرب بین قرنی الشیطان ویسجد لها کل کافر ولا وسط النہار فان جہنم تسجر عند ذلک۔ سورج طلوع ہوتے وقت نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اُسے ہر کافر سجدہ کرتا ہے اور نہ غروب کے وقت نماز پڑھو کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اور ہر کافر اُسے سجدہ کرتا ہے اور نہ دن کے وسط میں نماز پڑھو کیونکہ اُس وقت میں دوزخ بھڑکایا جاتا ہے رواہ احمد وغیرہ۔

(جامع الرضوی لمولانا السید ظفر الدین ص ۲۶۸)

نماز عصر کے ترک کی مذمت

یوں تو شرع شریف نے ہر فرض نماز کے ترک پر سخت وعیدیں ذکر کی ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں من ترک الصلوة معہذا فقد کفر جہاداً۔ جو شخص جان بوجہ کر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نماز ترک کر دے وہ کھلم کھلا ناشکری کرتا ہے رواہ الطبرانی فی الاوسط عن انس رضی اللہ عنہ صحیحہ السیوطی فی جامعہ الصغیر اور آپ کا ارشاد گرامی ہے من ترک صلوۃ لقی اللہ وهو علیہ غضبان۔ جو شخص نماز ترک کر دے وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اُس سے ناراض ہوگا۔ رواہ الطبرانی وضعفہ السیوطی فی جامعہ الصغیر اور آپ کا ارشاد گرامی ہے۔ ان بین الرجل و بین الشکر و الکفر ترک الصلوۃ۔ بلاشبہ مرد اور کفر و شرک کے درمیان نماز چھوڑنا ہے۔ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ۔

(مشکوٰۃ ص ۵۲ ج ۱)

اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے میرے دوست یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی کہ تو نماز فرض کو جان بوجھ کر نہ چھوڑ کیونکہ جو اُس سے چھوڑ دے اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۲ ج ۱)

لیکن نماز عصر کے ترک کی اور بھی زیادہ سخت مذمت کی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ الذی یفوتہ صلوۃ العصر فکانما و تراہلہ و مالہ وہ شخص جس کی نماز عصر فوت ہو جائے تو گویا اس کے عیال و مال برباد کر دیئے گئے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵ ج ۱)

اس حدیث کا ایک مفہوم یہ بیان کیا گیا کہ جس شخص کی نماز عصر فوت ہو جائے وہ اتنا خسار املنا سمجھے جتنا وہ اپنے عیال و مال کے ضائع ہونے میں خسار سمجھتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

آخری گزارش

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ہمارے مسلمان بھائی پڑھیں سمجھیں اور غور فرمائیں کہ شرع شریف کی نظر میں نماز عصر کی پابندی کتنی اہم بات ہے ہم اس عظیم الشان نماز میں غفلت کا شکار ہو کر کتنے بڑے نقصان میں پڑے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس نماز کی اہمیت سمجھنے اور اس کی خوب پابندی سے ادائیگی کرنے کی توفیق بخشے آمین۔

(۲۴ شوال المکرم ۱۴۱۰ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

اٹھارہواں مقالہ

چلتی گاڑی میں نماز پڑھنے کا طریقہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين و الصلوة و السلام على جميع الانبياء و المرسلين و على الهم و اصحابهم اجمعين اما بعد: راقم الحروف فقير حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ بتاریخ ۴ اپریل ۱۹۸۹ء بروز جمعرات اڈہ لاریاں پیرو دھائی راولپنڈی پہنچا تو ایک اچھے خاصے دیندار شخص کوڑکی ہوئی بس کی سیٹ پر بیٹھے ہوئے اشارہ سے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ آج کل کے اچھے خاصے دیندار اشخاص بھی مسائل شرعیہ سے کس قدر بے خبر اور ناواقف ہیں۔ بدیں وجہ عامۃ المسلمین کے افادہ کے لیے یہ مختصر رسالہ "چلتی گاڑی میں نماز پڑھنے کا طریقہ" ترتیب دینے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ذریعہ ہدایت بنائے آمین۔

علماء نے گاڑی کو دآبہ کے حکم میں رکھا ہے

سب سے پہلی بات جو ذہن نشین ہونی چاہیے وہ یہ ہے کہ ہمارے علماء کی تصریحات کے مطابق آج کل کی گاڑیاں اور بسیں دآبہ (سواری کے جانور) کے حکم میں ہیں۔ کشتی کے حکم میں نہیں ہیں چنانچہ امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "گاڑی اور سواری پر نماز پڑھنے کے لیے یہ عذر ہیں"۔ پھر آگے لکھتے ہیں "چلتی ریل گاڑی پر بھی فرض و واجب و سنت و فجر نہیں ہو سکتے اور اس کو جہاز اور کشتی کے حکم میں تصور کرنا غلطی ہے کہ کشتی اگر ٹھہرائی بھی جائے جب بھی زمین پر نہ ٹھہرے گی اور ریل گاڑی ایسی نہیں"۔ پھر آگے لکھتے ہیں "جانور اور چلتی گاڑی پر اور اس گاڑی پر جس کا جو جانور پر ہو بلا عذر شرعی فرض و سنت و فجر و تمام واجبات ادا نہیں کر سکتا"۔ (کلبا من بہار شریعت ص ۱۹ ج ۴)

الحمد للہ۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ان تین عبارات سے معلوم ہوا کہ آج کل کی گاڑیاں اور بسیں سواری کے جانور کے حکم میں ہیں۔ پانی میں چلنے والے بحری جہاز اور کشتی کے حکم میں نہیں ہیں۔ اب فقہ حنفی کی معتبر کتب مبارکہ سے دآبہ پر نماز کے جواز و عدم جواز کے مسائل لکھے جاتے ہیں کہ وہ مسائل عین چلتی گاڑی پر نماز کے جواز و عدم جواز کے مسائل ہوں گے۔ وہاں اللہ التوفیق۔

بے عذر شرعی جانور پر فرض و واجبات و سنت و فجر جائز نہیں

امام ابوالاعلاص حسن شرمہالی لکھتے ہیں۔ "دآبہ پر فرض نماز اور واجب نمازیں مثلاً نماز وتر، نماز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عیدین، نذر مانی ہوئی نماز اور اس نفل کی قضاء نماز جس کو شروع کرنے کے بعد توڑ دیا ہو جائز نہیں ہیں اور اسی طرح نماز جنازہ اور اُس آیت کا سجدہ جسے زمین پر تلاوت کیا ہو (دآبہ پر) جائز نہیں ہیں۔ مگر ضرورت کی وجہ سے۔ اللہ تعالیٰ نے فرض کے بارہ میں فرمایا۔ **فَإِنْ خِفْتُمْ فِرْجَالًا** اور **كِبَانًا**۔ (پھر اگر تمہیں خوف ہو تو پیادہ یا سواری پر نماز فرض پڑھو) اور واجب نمازوں کو فرض کے اس حکم میں ملحق کیا گیا ہے۔ (مراقی الفلاح فصل فی الصلوٰۃ علی الدآبہ ص ۲۲۲)

اور اگر یہ نمازیں عذر شرعی کے ساتھ دآبہ پر پڑھی جائیں تو ادا ہو جائیں گی۔ اور ان کا اعادہ بھی واجب نہیں ہوگا۔ امام طحاوی لکھتے ہیں۔ "کتاب خلاصہ الفتاویٰ میں مذکور ہے کہ عذر شرعی کی وجہ سے چوپایہ پر فرض نماز پڑھنا جائز ہے پھر اگر چوپایہ کو روکنا ممکن ہے تو اُسے قبلہ رخ کر کے اشارہ سے نماز پڑھے اور اگر روکنا ممکن نہیں تو جانور کا جدھر رخ ہے اسی طرف رخ کر کے نماز پڑھے۔ اگرچہ پیٹھ قبلہ شریف کی طرف ہوتی ہو۔ اسی طرح کتاب غایۃ البیان میں لکھا ہے۔ (حاشیہ مراقی الفلاح ص ۲۲۲) اور امام حسن شربلانی فرماتے ہیں۔ **ولا تلزمه الاعادة بزوال العذر** اور عذر زائل ہونے کی وجہ سے اُس پر نماز کا اعادہ لازم نہیں ہوگا۔ (مراقی الفلاح ص ۲۲۲)۔

اور درمختار میں ہے **ولا اعادة عليه اذا قدر بمنزلة المريض خانیه**۔ یعنی فتاویٰ خانیه میں فرماتے ہیں۔ اور مسافر نے جو نماز عذر شرعی کی وجہ سے دآبہ پر پڑھی اُس کا دہرانا اُس پر واجب نہیں جیسا کہ مریض دوران مرض میں اشارہ سے پڑھی ہوئی نمازیں نہیں دہرائے گا۔ (درمختار ص ۵۱۷۔ ج ۱)۔

اس سے معلوم ہوا کہ مسافر اگر شرعی عذر کی وجہ سے چلتی گاڑی پر نماز پڑھے تو جائز ہے اشارہ سے پڑھے گا اور گاڑی جس طرف رخ کرے گا اُدھر رخ کرے گا اگرچہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

عذر کی قسمیں

عذر دو قسم کا ہے ایک من جہۃ العباد ہے کہ وہ بندوں کی طرف سے حادث ہوتا ہے اور دوسرا من جہۃ اللہ تعالیٰ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واقع ہوتا ہے۔ دوسری قسم کے عذر کو شرعی عذر کہا جاتا ہے۔ مثلاً ۱۔ مینہ برس رہا ہو۔ ۲۔ اس قدر کچھڑ ہے کہ اتر کر نماز پڑھے تو مَنہ پانی میں دھنس جائے گا یا

کچھڑ میں سن جائے گا یا جو کچڑا بچھایا جائے وہ بالکل تھڑ جائے گا۔ ۳۔ اس کے ساتھی چلے جائیں گے۔ ۱۔
۴۔ سواری کا جانور شریر ہے کہ سوار ہونے میں دشواری ہوگی اور مددگار کی ضرورت ہوگی اور مددگار موجود
نہیں اور یہی۔ ۵۔ وہ بوڑھا ہے کہ بغیر مددگار اتر چڑھ نہ سکے اور مددگار موجود نہیں اور یہی حکم عورت کا
ہے۔ ۶۔ مرض میں زیادتی ہوگی۔ ۷۔ جان مال یا عورت کو ابرو کا اندیشہ ہو۔ درمختار میں ہے

ومن العذر المطر والطين يغيب فيه الوجه و ذهاب الرفقاء و دابة لا تتركب الا بعناء
او بمعين و لو محرماً لان قدرة الغير لا تعتبر (درمختار ص ۵۱۸ ج ۱)۔

اگر ان مذکورہ بالا عذروں میں سے کسی ایک عذر کی وجہ سے چلتی گاڑی میں نماز فرض و واجب و سنت فجر
پڑھے تو یہ نمازیں ہو جائیں گی۔ اور اعادہ کی بھی حاجت نہیں ہوگی اور اگر صرف اس وجہ سے نماز چلتی گاڑی
میں پڑھے کہ ڈرائیور گاڑی روکنے پر تیار نہیں ہے تو یہ عذر من جھتہ العباد ہوگا۔ اس لیے اس صورت میں نماز
کے آخر وقت کا انتظار کرے۔ پھر آخر وقت چلتی گاڑی میں پڑھ لے پھر منزل مقصود پر پہنچ کر اس کا اعادہ
کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں "فرض اور واجب جیسے وتر و نذر
اور بحق بہ یعنی سنت فجر چلتی ریل میں نہیں ہو سکتے۔ اگر ریل نہ ٹھہرے اور وقت نکلتا دیکھے پڑھ لے پھر بعد
استقرار اعادہ کرے۔

تحقیق یہ ہے کہ استقرار بالکلیہ ولو بالوسائط زمین یا تالیع پر کہ زمین سے متصل باتصال قرار ہو ان نمازوں
میں شرط صحت ہے مگر بعد رو لہذا آہ پر بلا عذر جائز نہیں اگرچہ کھڑا ہو کہ دابہ تالیع زمین نہیں ولہذا گاڑی پر
جس کا جو آہ بیلوں پر رکھا ہے اور گاڑی ٹھہری ہوئی ہے جائز نہیں کہ ہلکلیہ زمین پر استقرار نہ ہوا۔ ایک
حصہ غیر تالیع زمین پر ہے ولہذا چلتی کشتی سے زمین پر اگر اترنا منیر ہو تو کشتی میں نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ عند
التحقیق اگرچہ کشتی کنارے پر ٹھہری ہو مگر پانی پر ہو زمین تک نہ پہنچی ہو اور یہ کنارے پر اتر سکتا ہے۔ کشتی پر
۱۔ یہ سواری کے ساتھ خاص ہے کہ اونٹوں والے اپنے اپنے اونٹ پر سوار کرتے ہیں گاڑی کا نہیں کہ وہ سب
ایک ہی گاڑی میں سوار کرتے ہیں لہذا گاڑی کا حکم ملائے الگ ذکر فرمایا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نماز نہ ہوگی کہ اس کا استقرار پانی پر ہے اور پانی زمین سے متصل با اتصال قرار نہیں۔ جب استقرار کی حالتوں میں نمازیں جائز نہیں جب تک استقرار زمین پر اور وہ بھی بالکلیہ نہ ہو تو چلنے کی حالت میں کیسے جائز ہو سکتی ہیں کہ نفس استقرار ہی نہیں۔ بخلاف کشتی رواں کے کہ جس سے نزول میسر نہ ہو کہ اُسے روکیں گے بھی تو استقرار پانی پر ہوگا نہ کہ زمین پر ولہذا سیر و وقوف برابر لیکن اگر ریل روک لی جائے تو زمین پر ٹھہرے گی اور مثل تخت ہو جائے گی۔ انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لیے روکی جاتی ہے اور نمازوں کے لیے نہیں۔ تو منع من جھتہ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۶۷ ج ۳)۔

حکیم الامت کا فتویٰ

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب کے فتاویٰ میں ہے۔ سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ (۱) چلتی ہوئی ریل پر فرض نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ (۲) اگر وقت جارہا ہے اور ریل کے رکنے کی توقع بھی نہیں یا ریل رکتی تو ہے لیکن اتنی کم مدت کہ اُس میں فرض نماز ادا ہونا ممکن نہیں۔ نیز اگر کسی نے پڑھ لی تو کیا کیا جائے؟ (۳) مسافر کا کام اتنا ضروری ہے کہ اگر دوسری گاڑی سے جاتا ہے تو مقصود سفر ہی فوت ہو جاتا ہے یا دوسری گاڑی ہی نہیں جاتی تو کیا وہ اپنے سفر کو ملتوی کر دے۔ (۴) اگر دوسری گاڑی جاتی ہے یا کام غیر ضروری ہے مثلاً سیر کے لیے جارہا ہے تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے؟ (۵) اس مسئلہ کو کشتی پر قیاس کرنے میں کیا قباحت ہے؟ (۶) اس مسئلہ کو قافلہ کے مسئلہ پر قیاس کریں جیسے وہاں چلتے اونٹ پر جائز ہے یہاں جائز ہوگی یا نہیں؟

الجواب: (۱) نماز فرض واجب اور سنت فجر چلتی ہوئی گاڑی میں ناجائز ہے اور نفل اور دیگر سنن جائز ہیں۔ اس لیے کہ فرائض وغیرہ کے لیے جگہ کا ایک رہنا اور قبلہ کو نمازی کا منہ ہونا شرط ہے اور چلتی ہوئی ریل اور دیگر سوار یوں میں یہ دونوں باتیں مفقود ہیں لہذا کسی چلتی ہوئی سواری پر یہ نمازیں جائز نہیں بجز جہاز اور کشتی کے۔ درمختار میں ہے۔

ولو صلے علی دابة فی شق محمل و هو یقدر علی النزول لا تجوز الصلوة علیہا و
ہذہ کلہ فی الفرض والواجب بانواعہ و سنۃ الفجر و اما فی النفل فتجوز علی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

المحمل و العجلة مطلقاً اور ذلحار میں ہے والحاصل انّ کلامن اتحاد المكان و استقبال القبلة شرط فی الصلوة غیر النافلة (رد المحتار ص ۵۱۹ ج ۱)

اس صورت میں آخر وقت تک ریل رکنے کا انتظار کرے جب وقت جاتا دیکھے پڑھ لے اور بعد میں بوقت موقع قضاء کرے کہ ریل کا کم ٹھہرنا ان اعدار میں سے نہیں جن سے نماز سواری پر جائز ہوتی ہے۔ (۳) اس کا جواب اوپر گزر گیا۔

(۴) اس مجبوری سے سفر غیر ضروری منع نہ ہوں گے۔ کیونکہ نماز کی صورتیں اس میں ممکن ہیں۔ کمالا یمنع من الجماع فاقد الماء۔

(۵) کشتی پر ریل کا قیاس صحیح نہیں کہ وہ پانی پر چلتی ہے اور ریل زمین پر اور کشتی بھی اگر کنارہ پر کھڑی ہو اور اترنا ممکن ہو تو کشتی میں بھی یہ نمازیں جائز نہیں ہیں۔ عالمگیری میں ہے۔ و ان لم تکن مستقرة و تمکنه الخروج عنها لم تجز الصلوة فیها۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۴۴ ج ۱)

(۶) اونٹ کا حکم بھی یہی ہے کہ نفل نماز اس پر جائز ہے اور فرض وغیرہ ممنوع بلکہ اونٹ تو اگر کھڑا ہو جب بھی اُس پر فرض وغیرہ نمازیں جائز نہیں بخلاف ریل اور دیگر چار پیوں والی گاڑیوں کے کہ اگر وہ کھڑی ہوں تو ان پر یہ نمازیں جائز ہیں کہ اب وہ مثل تحت کے ہیں۔ لہذا ان کا اونٹ پر قیاس کیسا؟ اور قیاس سے کیا فائدہ؟ (فتاویٰ نعیمیہ ص ۴۴)

سوال

جب چلتی گاڑی میں فرض وغیرہ نمازیں پڑھنا جائز ہے تو پھر علماء اس میں یہ نمازیں آخر وقت میں پڑھنے اور بعد میں اعادہ کرنے کا حکم کیوں دیتے ہیں؟
الجواب: فرض نماز کو اس کے وقت میں جس طرح پڑھنا ممکن ہو پڑھ لینا چاہیے تاکہ ترک نماز کا گناہ لازم نہ آئے۔ اب جب اُس نے چلتی گاڑی میں نماز فرض پڑھ لی تو ترک نماز کے گناہ سے بچ گیا پھر چونکہ یہ نماز صحیح ادا نہیں ہوئی اس لیے اعادہ کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

نوافل چلتی گاڑی میں بھی پڑھ سکتا ہے

فقہائے حنفیہ کی مندرجہ بالا مہارات سے معلوم ہوا کہ چلتی گاڑی میں نوافل پڑھنا جائز ہے اور بعد میں ان کا

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اعادہ بھی لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نماز نفل میں شرع شریف نے بعض رعایتیں دی ہیں جو فرض نماز میں نہیں دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مقیم شخص باوجود قدرت ہونے کے نفل بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے مگر فرض بے عذر شرعی بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ڈرائیور اور کلینر کا حکم

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ حکم مسافروں کے لیے ہے ڈرائیوروں اور کلینروں کے لیے نہیں بلکہ وہ بہر حال فرض و واجب و سنت فجر کی نمازوں کی ادائیگی کے لیے گاڑی روکیں گے۔ اور یہ نمازیں زمین پر ادا کریں گے۔ کیونکہ گاڑی کا روکنا ان کے اپنے اختیار میں ہے۔ ولہذا یہ مسافروں کے حکم میں نہیں ہوں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اڈہ میں رُکی ہوئی بس میں نماز کا حکم

اڈہ میں ٹھہری ہوئی بس میں سیٹ پر بیٹھ کر رکوع و سجود کے اشارہ سے نماز فرض و واجب و سنت فجر بلکہ عند القدرة علی الركوع والسجود اشارہ سے نماز نفل پڑھنا جیسا کہ ہم نے ایک اچھے خاصے دیندار شخص کو اڈا میں پڑھتے ہوئے دیکھا ہے ناجائز ہے۔ ضروری ہے کہ مسافر زمین پر قبلہ رخ ہو کر رکوع و سجود کے ساتھ ہر قسم کی نماز ادا کرے ہاں کھڑی بس کی چھت پر قیام و رکوع و سجود کے ساتھ پڑھے تو حرج نہیں کہ اس صورت میں بس کا چھت تخت کے مثل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

چلتی گاڑی میں نماز پڑھنے کا طریقہ

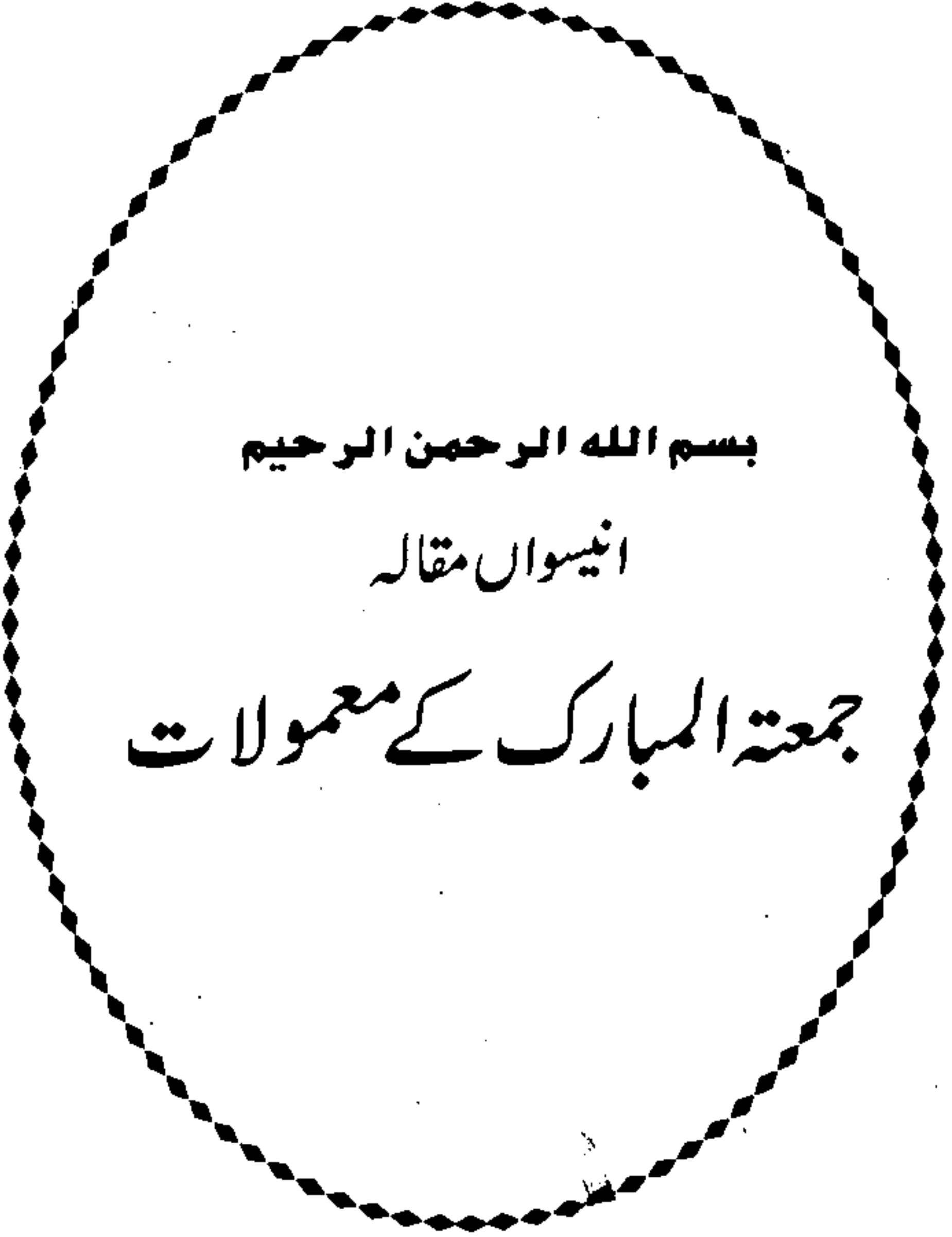
چونکہ شرعی عذر کے وقت مسافر چلتی گاڑی میں ہر قسم کی نماز اور بے عذر شرعی نفل نماز پڑھ سکتا ہے اس لیے عامۃ المسلمین کی تعلیم کی غرض سے چلتی گاڑی میں نماز پڑھنے کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔ بس کی سیٹ پر جس طرح بیٹھنا ممکن ہو بیٹھیں اور جوتے اتار کر کنارے رکھ دیں۔ گاڑی جس رخ کو جا رہی ہے اسی رخ کو منہ کریں اور نیت کر کے ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھائیں۔ پھر ناف کے نیچے باندھ کر ثناء تعوذ تسمیہ الحمد شریف اور سورۃ اخلاص پڑھیں۔ پھر اللہ اکبر کہہ کر سر کو جھکا کر سر سے رکوع کا اشارہ کریں پھر سیدھے ہو کر تسمیع و تحمید کہیں پھر رکوع کے اشارہ سے پست تر اشارہ سجدے کے لیے کریں اور رکوع اور سجدہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے اشارہ کے وقت ہاتھ کھول کر رانوں پر رکھ دیں۔ پھر باندھ کر اسی طرح دوسری رکعت پوری کریں پھر رانوں پر ہاتھ کرالتحیات درود شریف اور دُعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں۔
واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ)۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوة والسلام على نبي الانبياء والمرسلين و
على جميع اخوانه من النبيين وآله واصحابه وازواجه واحبابه اجمعين.

اس مقالہ مبارکہ "جمعة المبارک کے معمولات" میں جمعة المبارک کے فضائل و مسائل معتبر و مستند کتب
علمائے اہل سنت و جماعت سے نقل کیے گئے ہیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم.

جمعة کی فضیلت

۱۔ جلیل القدر صحابی حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔ الفضل الايام عند الله يوم الجمعة الله كريم عز وجل کے نزدیک بہترین دن جمعہ کا
دن ہے۔ (نیہقی فی شعب الایمان)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تُضَاعَفُ
الحسنات يوم الجمعة جمعہ کے روز نیکیاں بڑھائی جاتی ہیں۔ (طبرانی فی الاوسط)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جمعہ کا روز میری امت
کی بہترین عید کا دن ہے اور جمعہ کے دن کی دو رکعت نماز غیر جمعہ کے دن کی ایک ہزار رکعت نماز سے افضل
ہے۔ اور جمعہ کے روز کی ایک تسبیح غیر جمعہ کے دن کی ایک ہزار تسبیح سے بہتر ہے۔ (دیلمی)

۴۔ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مَبْدُؤُ لَايَاقَامُ
عند الله يوم الجمعة من يوم الفطر و النحر الله تعالى کے نزدیک جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار
ہے اور وہ عید الفطر اور عید البقر کے دنوں سے زیادہ عظمت والا ہے (احمد)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ "بہترین دن جمعہ
کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اور اس دن میں انھیں جنت میں داخل کیا گیا۔
اور اُس دن میں انھیں جنت سے نکالا گیا اور قیامت جمعہ کے دن قائم ہوگی" (مسلم شریف)

۶۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من مات يوم الجمعة كتب الله له اجر
شهيد وولي لعدة ايام۔ جو شخص جمعہ کے روز وفات پائے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے شہید کا ثواب لکھتا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے اور وہ عذاب قبر سے بچایا جاتا ہے۔ (نزہۃ الناظرین)

۷۔ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص جمعہ کے دن یا اس کی رات میں وفات پائے اُسے عذاب قبر سے بچایا جاتا ہے اور اُس کے لیے اس کا عمل جاری رکھا جاتا ہے" (صحیح بیہاری)

۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کے دن چھ سو ہزار گناہ گاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے۔ جن کے لیے دوزخ کا عذاب مقرر ہو چکا ہوتا ہے" (صحیح بیہاری)

نماز جمعہ کی فضیلت

۱۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الجمعة الى الجمعة و الصلوة الخمس كفارة لما بينهن اذا اجتنب الكبائر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور پانچ نمازیں اپنے اپنے درمیانی اوقات کے گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ بڑے بڑے گناہوں سے بچا جائے۔ (صحیح بیہاری)

(۲) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ المشی الى الجمعة كل قدم منها كعمل عشرين سنة فاذا فرغ من صلوة الجمعة اجيز بعمل مائتين سنة جمعہ کی طرف چلنے میں ہر قدم پر بیس سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ پھر جب وہ نماز جمعہ سے فارغ ہوتا ہے تو اُسے دو سو سال کی عبادت کا ثواب عطا ہوتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

ترک جمعہ کا عذاب

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص سستی کی بنا پر تین جمعے چھوڑے اللہ تعالیٰ اُس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔" (مسلم شریف)

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بلا وجہ تین جمعے ترک کرے۔ وہ منافق ہے۔ (بہار شریعت)

۳۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یا تو لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آ جائیں گے یا اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا تو وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔" (ابن ماجہ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صدقہ

امام غزالی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ویستحب الصدقة فی هذا الیوم خاصة اس دن (یعنی جمعہ کے دن) میں صدقہ بالخصوص مستحب ہے۔ (مختصر احیاء الدین ص ۴۷)

ایصالِ ثواب

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "بعض روایات میں آیا ہے کہ جمعہ کی رات میں روح اپنے گھر میں آتی ہے اور وہ دیکھتی ہے کہ آیا اُس کے خویش واقارب اُس کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں یا نہیں" (اشعۃ اللمعات)

صلوٰۃ و سلام

- ۱۔ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اکثروا الصلوٰۃ علی لیلۃ الجمعة و یوم الجمعة فمن صلی علی صلی اللہ علیہ عشرًا۔ جمعہ کی رات اور اُس کے دن میں مجھ پر بکثرت درود شریف بھیجو کہ جو کوئی مجھ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اُس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے"
- ۲۔ نبی انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثروا الصلوٰۃ علی یوم الجمعة فانه مشہود بشہدہ الملانکہ یعنی جمعہ کے دن میں مجھ پر بکثرت سے درود بھیجو۔ کیونکہ اس دن فرشتے حاضری دیتے ہیں۔ (ابن ماجہ)۔

تنبیہ

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اہل سنت کے ہاں نماز جمعہ کے بعد صلوٰۃ و سلام مل کر باواز بلند پڑھنے کا جو دستور ہے وہ شرعاً جائز و محبوب اور اس امر مطلق میں داخل ہے ولکن الوہابیۃ قوم لا یعقلون۔

سفر

حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "اگر جمعہ کے دن سفر کیا اور زوال سے پہلے شہر کی آہادی سے نکل جائے تو حرج نہیں ورنہ ممنوع ہے" (بہار شریعت ص ۱۰۴ ج ۴)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پہلی صف میں بیٹھنا

حضرت مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں نماز جمعہ کے لیے پیشتر سے جانا، مسواک کرنا، اچھے اور سفید کپڑے پہننا، تیل اور خوشبو لگانا اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل کرنا سنت ہے" (بہار شریعت ص ۱۰۲ ج ۴)

ظہر احتیاطی

حضرت مولانا امجد علی اعظمی فرماتے ہیں "ظہر احتیاطی خاص لوگوں کے لیے ہے جن لوگوں کو فرض جمعہ ادا ہونے میں شک نہ ہو اور عوام اگر ظہر احتیاطی پڑھیں تو انھیں جمعہ ادا ہونے میں شک ہوگا وہ نہ پڑھیں اور اس کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں اور بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی پچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں پھر دو سنتیں اور ان چھ سنتوں میں سنت وقت کی نیت کریں" (بہار شریعت ص ۹۵ ج ۴)

غسل نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اِنَّ الْغُسْلَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَسْلُ الْخَطَا یَا مِنْ اَصْوَلِ الشَّعْرِ اَسْتَلَاً بِلَا شُكِّ جَمْعُہُ كَے روزِ غُسل کرنا گناہوں کو بالوں کی جڑوں سے پوری طرح اکھاڑ کر نکال دیتا ہے (جامع صغیر)۔

روزہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یَوْمَ عِیدٍ وَ ذَکَرٌ فَلَا تَجْعَلُوا یَوْمَ عِیدٍ کَمَ یَوْمِ صِیَامٍ وَلَکِنْ اجْعَلُوا یَوْمَ فِطْرِ اِلَّا اَنْ تَخْلُطُوْہُ بِاِیَّامِ بَے شُکِّ جَمْعُہُ کا دن عید اور ذِکر الہی کا دن ہے۔ تم اس عید کے دن کو روزہ کا دن نہ بناؤ۔ بلکہ اس کو افطار کا دن بناؤ مگر یہ کہ تم اس کے روزہ کو باقی دنوں کے روزوں سے ملاؤ۔ (جامع صغیر)

نماز فجر باجماعت

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لَیْسَ مِنَ الصَّلَوَاتِ صَلَوةُ الْفُضْلِ مِنْ صَلَوةِ الْفَجْرِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فِی الْجَمَاعَةِ وَمَا احْسَبُ مِنْ شَہِدٍ ہَا اِلَّا مَغْفُورٌ اَللّٰہُ۔ نمازوں میں سے کوئی نماز جمعہ کے دن کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فجر کی باجماعت نماز سے افضل نہیں۔ اور میرا خیال ہے کہ جو کوئی اس نماز میں حاضر ہوتا ہے۔ وہ بخش دیا جاتا ہے۔ (جامع صغیر)

تلاوت قرآن مجید

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ من قرأ سورة يسین فی ليلة الجمعة غفر له۔ جو شخص جمعہ کی شب سورۃ یسین کی تلاوت کرے۔ اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۸۲ ج ۱)

۲۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص جمعہ کے روز سورۃ کہف تلاوت کرے۔ اس کے لئے اگلے جمعہ تک کے اوقات منور کر دیئے جاتے ہیں۔ (نزہۃ الناظرین صفحہ ۸۲)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن سورۃ ہود تلاوت کیا کرو۔

۴۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں سورۃ دخان کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بناتا ہے، (نزہۃ الناظرین ص ۸۲)

۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ آل عمران کی تلاوت کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سورج غروب ہونے تک اس پر رحمتیں بھیجتے رہتے ہیں۔ (نزہۃ الناظرین ص ۸۲)

قبر والدین کی زیارت

نبی اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ ذَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدَهُمَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَقَرَأَ عِنْدَهُ يَسِينَ غُفِرَ لَهُ۔ جو شخص جمعہ کے روز اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے۔ اور اس کے پاس سورۃ یسین کی تلاوت کرے تو اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ (جامع صغیر)

مزارات اولیاء کی زیارت

حضرت مولانا امجد علی اعظمی لکھتے ہیں۔ "زیارت قبور مستحب ہے۔ ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے۔ جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ یا سوموار کا دن مناسب ہے اور سب سے افضل روز جمعہ و قریب صبح ہے۔ اولیائے کرام کے مزارات طیبہ پر سڑ کر کے جانا جائز ہے وہ اپنے زائر کو طبع پہنچاتے ہیں" (بہار شریعت) نیز جمعہ کے دن روضیں جمع ہوتی ہیں۔ لہذا اس میں زیارت قبور کرنی چاہیے (بہار شریعت ص ۱۰۴ جلد چہارم)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صبح کی دُعا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن نماز فجر سے پہلے تین بار کہے استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا هو الحی القيوم و اتوب الیہ اُس کے جملہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہوں (نزہۃ الناظرین ص ۸۲)۔

ناخن تراشنا

"ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ناخن تراشوائے اللہ تعالیٰ اُسے دوسرے جمعہ تک بلاؤں سے محفوظ رکھتا ہے اور تین دن زائد یعنی دس دنوں کے لیے اسے محفوظ فرماتا ہے (بہار شریعت ص ۱۹۵ ج ۱۶)۔

موئے زیر ناف مونڈھنا

"موئے زیر ناف دُور کرنا سنت ہے۔ ہر ہفتہ میں نہانا اور بدن کو صاف ستھرا رکھنا اور موئے زیر ناف دُور کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے" (بہار شریعت ص ۱۹۷ ج ۱۶)۔

مسواک

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مسواک کرے اور جمعہ کے دن نہائے اور اگر گھر والوں کا عطر ہو تو اُس سے کچھ بدن پر ملے (جامع صغیر)۔

حجامت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقلم اظفارہ و یقص شاربه یوم الجمعة قبل ان ینخرج الی الصلوٰۃ یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے نکلنے سے پہلے ناخن تراشا کرتے تھے اور مونچھیں پست کیا کرتے تھے (صحیح البیہاری ص ۵۲۱)

خوشبو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الغسل و الطیب و اللباس یوم الجمعة۔ جمعہ کے دن غسل کرنا خوشبو لگانی اور لباس پہننا چاہیے (جامع صغیر)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عُمدہ لباس

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص جمعہ کے روز غسل کرے اور بہترین کپڑے پہنے اور اُس کے پاس خوشبو ہو تو اُس سے ملے پھر جمعہ کی نماز پڑھنے آئے۔ اس حال میں کہ وہ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے۔ پھر اللہ کی فرض کی ہوئی نماز ادا کرے۔ پھر جب اُس کا امام نکلے تو خاموش رہے۔ یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ کانت کفارة لما بينها وبين الجمعة التي قبلها۔ تو اُس کے یہ اعمال اُس جمعہ اور گزشتہ جمعہ کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ (ابوداؤد)

تیل کنگھی

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "لوگو! جب یہ دن (جمعہ کا دن) آئے تو تم غسل کرو اور جو بہترین تیل اور خوشبو میسر ہو اُسے استعمال کرو (ابوداؤد)۔

تجہیز

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "بلاشبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں جانے کے لیے اپنے کپڑوں کو دھوئی دیا کرتے تھے۔ (صحیح بیہاری)۔

عمامہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ اَنَّ الْمَلَائِكَةَ تَصَلِّي عَلَى الْعِمَامَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِأَفْهٍ فَرِشْتَةِ اُنْ لُّوْكَوْنَ كَے حَقِّ مِیْن دُعَاے رَحْمَتِ مَآ تَگتے ہِیْن جَو جَمْعہ كے رَوِز پَگڑیاں ہَا نِدھ كَر نَمَاز پڑھتے ہِیْن۔ وَ قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِيلَانِي رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ يَتَنَظَّفُ بِأَخْذِ شَعْرِهِ وَ ظَفْرِهِ وَ قَطْعِ رَأْسِهِ الْكَرْهِيَّةِ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ لِبَاسِهِ وَ الْفَضْلُهَا الْبَيَاضُ وَ يَتَعَمَّمُ وَ يَرْتَدِي۔ یعنی شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ نے فرمایا۔ مسلمان جمعہ کے دن ستمرائی حاصل کرے ناخن تراشنے، ہال کاٹنے اور ہڈی دور کرنے کے سبب سے اور وہ عمدہ ترین لباس پہنے اور افضل لباس سفید لباس ہے اور عمامہ ہاندھے اور چادر اوڑھے۔ (طنیبہ الطالبین ص ۶۱ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تعطیل جمعہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "اور اگر کوئی اس بات پر قادر ہو کہ وہ جمعہ کا دن آخرت کے لیے وقف کرے تو اُسے اس روز کوئی دنیوی کام نہیں کرنا چاہیے۔ فمن فعل فانها كفارة۔" إمامین الجمعین۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کا یہ عمل اُس کے دو جمعوں کے مابین کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ (مختصر احیائے دین صفحہ ۴۷)

تہجیر

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "جلدی جامع مسجد چلا جانا مستحب ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ جو شخص پہلی گھڑی میں جامع مسجد کو روانہ ہوا۔ گویا اُس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک اونٹ صدقہ کیا اور جو دوسری گھڑی میں روانہ ہوا گویا اُس نے گائے صدقہ کی اور جو تیسری گھڑی میں روانہ ہوا گویا اُس نے سینگوں والا مینڈھا صدقہ کیا۔ اور جو چوتھی گھڑی میں روانہ ہوا گویا اس نے مرغی صدقہ کی اور جو پانچویں گھڑی میں روانہ ہوا گویا اُس نے اٹھ صدقہ کیا۔ فاذا خرج الامام طويست الصحف و رفعت الاعلام و اجتمعت الملائكة عند المنبر يستمعون الذكر فمن جاء بعد ذلك فانما جاء لحق الصلوة ليس له من فضل شئ۔ پھر جب امام خطبہ کے لیے نکلتا ہے تو رجسٹر بند کر دیئے جاتے ہیں اور قلمیں اٹھالی جاتی ہیں اور فرشتے خطبہ سننے کے لیے منبر کے پاس جمع ہو جاتے ہیں۔ پس جو شخص اس وقت آیا وہ نماز کا حق ادا کرنے کے لیے آیا اُس کے لیے فضیلت میں سے کوئی شئی نہیں (مختصر احیاء الدین ص ۴۷)

ثم قال الغزالي و كان في القرن الاول ترى الطرقات محرواً و بعد الفجر مملوثة من الناس يمشون في السرج و يزدهمون فيها الى الجامع كاتام العيد حتى اندرس ذلك و اول بدعة احدثت في الاسلام ترك البكور الى الجامع يوم الجمعة فقد قيل ان الناس يوم القيامة يكونون في قربهم عند النظر الى وجه الله تعالى على قدر بكورهم الى الجمعة و دخل ابن مسعود رضى الله تعالى عنه بكرة الى الجامع فرأى ثلاثة نفر قد سبقوه بالبكور فاعتهم لذلك و جعل يعتب نفسه و يقول لها رابع اربعة

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کذا فی مختصر ا حیا علوم الدین۔

آذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت

پہلی آذان کے ہوتے ہی سعی واجب ہے اور بیع وغیرہ ان چیزوں کا جو سعی الی الجمعہ کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب ہے یہاں تک کہ راستے میں چلتے ہوئے خرید و فروخت کی تو بھی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۰۳ ج ۴)۔

نماز جمعہ کے بعد تجارت

تفسیر ابن کثیر میں آیت کریمہ فاذا قضیت الصلوة کے تحت لکھا کہ بعض سلف صالحین سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا من باع و اشترى فی یوم الجمعة بعد الصلوة بارک اللہ لہ سبعین مرة۔ جو شخص جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد خرید و فروخت کرے اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ستر مرتبہ برکت نازل فرماتا ہے۔

تنبیہ

بعض دکاندار صلوٰۃ و سلام بلکہ دوسری دُعا سے پہلے مسجد سے چلے جاتے ہیں ایسا کرنا اچھا نہیں بلکہ سب کے ساتھ دُعا اور صلوٰۃ و سلام میں شامل ہونا چاہیے۔

خطبہ میں درود پڑھنا

خطیب جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے تو حاضرین دل میں درود شریف پڑھیں خطبہ کے دوران زبان سے پڑھنے کی اجازت نہیں (در مختار، بہار شریعت ص ۱۰۳ ج ۴)۔

خطبہ کے دوران انگوٹھے چومنا

خطیب جب حضور علیہ الصلوٰۃ و سلام کا نام اقدس خطبہ میں ذکر کرے تو اس وقت انگوٹھے چومنے کی اجازت نہیں کیونکہ اس وقت خاموش بیٹھنا واجب ہے (اللہ اعلم بالصواب)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وظائف بعد از نماز جمعہ

امام غزالی فرماتے ہیں "جب نماز جمعہ سے فارغ ہو جائے تو سات بار الحمد شریف، سات بار سورۃ اخلاص، سات سات بار معوذتین پڑھے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ یہ وظیفہ ایک تعویذ ہے جو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک شیطان سے پناہ کا کام دیتا ہے اور یہ دُعا پڑھے اللہم یا غنی یا حمید یا مبدی یا رحیم یا ودود اکفنی بحلالک عن حرامک و اغنی بفضلك عن سواک اور کہا گیا ہے کہ جو شخص اس دُعا کو پڑھتا رہے گا وہ ضرور ایسی جگہ پہنچ جائے گا جس کا اُسے پہلے سے کوئی علم نہ تھا اور لوگوں سے یکسر بے نیاز ہو جائے گا اور پھر چھ رکعات نماز سنت ادا کرے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہی مقدار منقول ہے (کیمیائے سعادت، باب آداب الجمعہ)

صلوٰۃ التسبیح

امام غزالی فرماتے ہیں "حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے دن صلوٰۃ التسبیح کو ہرگز ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے" (کیمیائے سعادت)۔

اعتکاف

امام غزالی فرماتے ہیں "نماز جمعہ کے بعد اتنی دیر تک جامع مسجد میں معتکف رہے کہ وہ نماز عصر وہیں ادا کر سکے اور وہ شام تک وہیں رہے تو اس میں اور بھی فضیلت ہے اور کہا گیا ہے کہ اس کا ثواب ایک حج اور ایک عمرہ کے برابر ہے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو گھر چلا جائے مگر ذکر الہی سے غافل نہ رہے تاکہ جمعہ کی مخصوص قیمتی ساعت اُسے غفلت کی حالت میں نہ پائے اور اس طرح اس کی فضیلت سے محروم نہ رہ جائے۔ (کیمیائے سعادت)۔

ساعتِ اجابت

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

"جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان بندہ اُسے پالے اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کا سوال کرے تو وہ اُسے ضرور دے دیتا ہے" رہا یہ کہ وہ کوئی ساعت ہے تو اس میں بہت سی روایتیں ہیں اُن میں دو قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبہ کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک ہے اور دوسری یہ کہ وہ جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے (بہار شریعت ص ۸۶ ج ۲)۔

عیادت مریض

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص جمعہ کے روز روزہ رکھے کسی بیمار کی عیادت کرے کسی مسکین کو کھانا کھلائے کسی جنازہ کے ہمراہ جائے تو چالیس برس تک اُس کے پیچھے کوئی گناہ نہ لگے گا۔ (جامع صغیر)۔

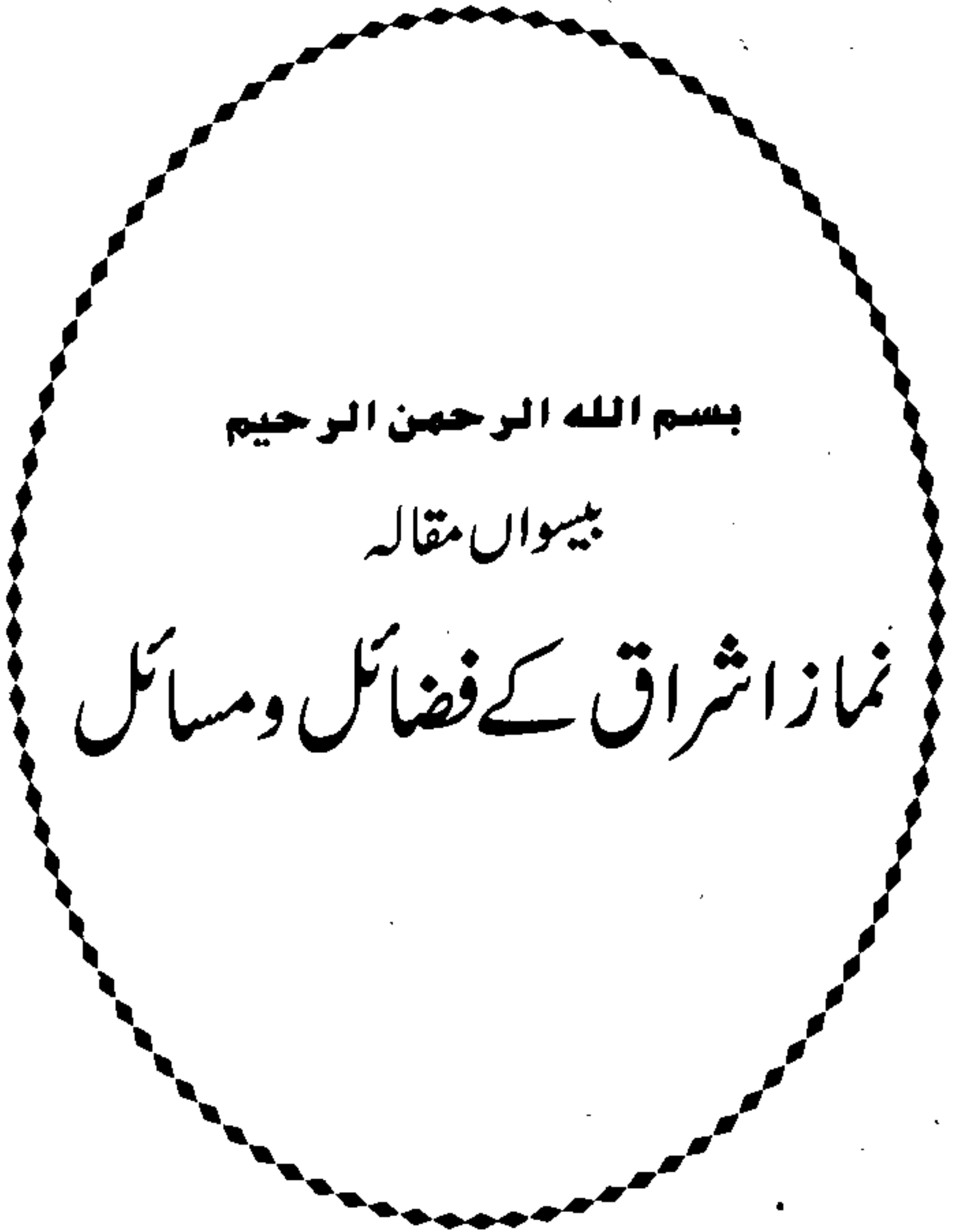
قیلولہ

حضرت سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نماز جمعہ کے بعد دوپہر کا کھانا کھایا کرتے تھے اور قیلولہ کیا کرتے تھے (صحیح البیہاری)۔

جماع

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص جمعہ کے روز اپنی بیوی سے ہمستری کرے، پھر غسل کرے اور جامع مسجد میں سویرے سویرے چلا جائے۔ اور کوئی بے فائدہ بات نہ کرے تو اُس کے ہر قدم پر اُس کے لیے ایک سال کے روزوں اور نمازوں کا ثواب ہے۔ ثم قال شیخ المشائخ سیدنا الشیخ عبدالقادر الجیلانی نور اللہ مرقدہ و هذا يستحب عند اهل العلم التيان الزوجة في يوم الجمعة و كان بعض السلف يفعلہ اتباعاً هذا الحديث۔ (ظنیۃ الطالبین ص ۶۱ ج ۲)

(۸ صفر المظفر ۱۴۰۰ھ)۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله

واصحابه اجمعين امابعد۔

حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص فجر کی نماز کے بعد اسی جگہ مصلے پر بیٹھا رہے اور ذکر میں مشغول رہے اور پھر اشراق کی نماز پڑھے تو اس کو ایک مقبول حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ اس حدیث مبارکہ میں چند امور کی وضاحت کی درخواست ہے۔

(۱) اس حدیث میں فجر کی نماز سے مراد باجماعت نماز ہے یا نہیں؟

(۲) نماز فجر جماعت سے ادا کی گئی ہے تو آیا وہ شخص جو اشراق پڑھنے کا خواہش مند ہے اپنی جگہ سے اٹھ کر دیگر حضرات سے مصافحہ کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۳) اشراق کے انتظار میں مسجد کے اندر یا صحن میں چہل قدمی کر سکتا ہے؟

(۴) جہاں فجر کی نماز پڑھی ہے اس جگہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ تلاوت قرآن کر سکتا ہے یا نہیں؟

(۵) نماز فجر پڑھ کر گھر جا کر اشراق پڑھے تو کیا وہ شخص حج و عمرہ کا ثواب پائے گا یا نہیں؟

(۶) صحن مسجد میں جا کر تازہ ہوا کے لئے اشراق کا انتظار کرتا ہے تو کیا یہ مناسب ہے؟

(۷) پیروں میں درد کی وجہ سے پیروں کو پھیلانے سے آرام ملتا ہے، تو ایسا شخص مصلے کو چھوڑ کر دوسری جگہ انتظار کرے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا یا نہیں؟

(۸) کسی کا وضو بھی ٹوٹا تو کیا ایسا شخص تازہ وضو کے لئے جاسکتا ہے؟

(۹) اشراق کے نفلوں کی کتنی رکعات ہیں؟

(۱۰) کیا کوئی خاص سورت پڑھی جائے یا کوئی بھی؟

(۱۱) سورج کتنے منٹ منٹ میں ممنوع اوقات سے باہر آ جاتا ہے دس پندرہ یا بیس؟

(۱۲) چاشت کا وقت کب شروع ہوتا ہے۔ براہ مہربانی وضاحت سے جواب عنایت فرمائیں تاکہ عوام

الناس غلط فہمی سے نجات حاصل کریں اور ثواب کے پورے پورے حقدار ہوں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(نیازمند محمد اسحاق ۶/۲۵۳) (لیاقت آباد کراچی ۷۵۹۰۰)

الجواب بتوفیق الملک الوہاب عزوجل:

نماز اشراق کے متعلق چند احادیث مبارکہ پہلے نقل کی جاتی ہیں پھر مندرجہ بالا سوالات کے جوابات عرض کیے جائیں گے۔ وبالله التوفیق۔

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من صلی فی جماعة ثم یذكر الله حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتیں کانت له کاجر حجة و عمرہ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم تامة تامة تامة۔

جو شخص باجماعت نماز پڑھے پھر ذکر الہی کرتے ہوئے بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعتیں پڑھے تو اس کے لئے حج و عمرہ کے ثواب جتنا ثواب ہے۔ روای نے فرمایا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پورا، پورا، پورا۔ راوہ ابو عیسیٰ الترمذی وقال هذا حدیث حسن غریب۔

(سنن ترمذی ص ۱۰۳ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۸۱ ج ۱، الحاوی للفتاویٰ ص ۴۲ ج ۱)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں اور حاصل کلام یہ ہوا کہ نماز اشراق کی دو رکعتوں کا ثواب باجماعت نماز فجر پڑھنے اور عمرہ کا ثواب نماز اشراق پڑھنے کی وجہ سے ہے کیونکہ حج فرض اور عمرہ نفل ہوتا ہے۔ اور اگرچہ یہ حقیقت میں حج و عمرہ کی مثل نہیں کیونکہ ثواب مشقت کے اندازہ پر ہوتا ہے لیکن اُن کے مشابہ ہے اور اس کا اس قدر ثواب ہے کہ گویا وہ اُن کا عین ہے اور علماء نے اسے ناقص کو کامل کے ساتھ ملحق کرنے کے باب سے قرار دیا ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۴۲۳ ج ۱)

(۲) امام احمد طحطاوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ان لفظوں کے ساتھ نقل کی ہے۔ من صلی الفجر فی جماعة ثم یذكر الله تعالیٰ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتیں کانت له کاجر حجة تامة و عمرہ تامة هذا حدیث حسن جو شخص نماز فجر باجماعت پڑھے پھر ذکر الہی کرتے ہوئے بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ پھر دو رکعتیں پڑھے، تو اسے پورے حج اور پورے عمرہ کے ثواب جیسا ثواب ملتا ہے یہ حدیث حسن ہے (حاشیہ مراقی الفلاح ص ۱۲۱)

(۳) حضرت سہل بن معاذ الجعفی اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

من قعد فی مصلاہ حین ینصرف من صلوٰۃ الصبح حتی یسبح رکعتی الضحی لا یقول
آلا خیراً غفر لہ خطایاہ وان کانت اکثر من زبد البحر۔ جو شخص نماز فجر سے فارغ ہونے کے
بعد اپنی جائے نماز میں بیٹھا رہے یہاں تک کہ وہ صبح کی دو رکعتیں پڑھے۔ اس حال میں کہ وہ نہ کہے مگر
اچھی بات تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ سے زیادہ ہوں۔

(سنن ابی داؤد ص ۱۸۲ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۱۰۶ ج ۱)

شیخ عبدالحق فرماتے ہیں، اس حدیث میں صبح کی دو رکعتوں سے مراد نماز اشراق کی دو رکعتیں ہیں اور دوسری
حدیثوں میں نماز اشراق اور نماز چاشت دونوں کا احتمال موجود ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۵۵۲ ج ۱)

(۴) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مامن عبد
صلی صلاۃ الصبح ثم جلس فی مجلس حتی تطلع الشمس ثم یقوم فیصلی رکعتین
او اربع آلا کان لہ خیراً ممّا طلعت علیہ الشمس۔ کوئی بندہ نہیں جو صبح کی نماز پڑھے پھر اپنی
جگہ میں بیٹھا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر وہ دو یا چار رکعتیں پڑھے مگر اس کے لئے یہ بات
ہر اس چیز سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوا۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۴۲ ج ۱)

(۵) امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح کی نماز پڑھے پھر اپنی جائے نماز پر ذکر الہی کرتے
ہوئے بیٹھا رہے۔ یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھے تو اللہ تعالیٰ آگ پر یہ
بات حرام فرما دیتا ہے کہ وہ اسے جھلے یا کھائے۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۴۳ ج ۱)

(۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ذکر الہی
کرنے والوں کے ساتھ میرا صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھا رہنا میرے نزدیک اس سے زیادہ
محبوب ہے کہ میں اولاد اسماعیل کے چار غلام آزاد کروں۔ اور ذکر الہی کرنے والوں کے ساتھ میرا نماز عصر
سے غروب آفتاب تک بیٹھا رہنا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ چار غلام آزاد کروں۔ راوی ابو
داؤد وحسنہ، السیوطی فی جامع الصغیر ص ۲۲ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۸۱ ج ۱

شیخ عبدالحق اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں،،، جاننا چاہیے کہ اس حدیث میں ذکر الہی کے ساتھ بیٹھے
رہنے کا بظاہر مفہوم ذکر الہی میں ان کے ساتھ شریک ہونا ہے اور اگر مجرد بیٹھنا اور ان کی صحبت میں رہنا ہی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مراد ہو تو یہ بھی درست ہے کیونکہ اسی معنی میں یہ آیا ہے۔ هُمْ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْفِي جَلِيسَهُمْ۔ وہ بیٹھنے والے ہیں کہ اُن کا ساتھی بد بخت نہیں ہوتا۔ (امعة اللمعات ص ۴۲۲ ج ۱)

(۷) طبرانی اوسط میں حسن سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ جو شخص نماز فجر پڑھے پھر اپنی جگہ پر بیٹھا رہے اور کوئی بے فائدہ دنیاوی کام نہ کرے اور اللہ کو یاد کرتا رہے یہاں تک کہ اشراق کی چار رکعتیں پڑھے تو وہ گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح وہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔ اس پر کوئی گناہ نہیں تھا۔ (الحاوی للفتاویٰ ص ۴۲ ج ۱)

(۸) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کا ایک دستہ (جہاد کے لئے) روانہ فرمایا۔ اس دستے نے مال غنیمت حاصل کیا اور بہت جلدی واپس چلا آیا تو لوگوں نے اس کی کثرت غنیمت اور جلدی کے ساتھ واپسی کے بارہ میں گفتگو شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے زیادہ ثواب والا جہاد، کثرت غنیمت اور جلدی واپس چلا آنے والا دستہ نہ بتاؤں۔ مَنْ تَوَضَّأَ غَدَاً إِلَى الْمَسْجِدِ لَسَبْحَةِ الضُّحَىٰ فَهُوَ أَقْرَبَ مِنْهُ مَغْذًى وَ أَكْثَرَ غَنِيمَةً وَ أَوْشَكَ رَجْعَةً۔

جو شخص وضو کرے پھر مسجد کی طرف نماز اشراق پڑھنے کیلئے جائے تو اس کا یہ عمل زیادہ ثواب والا جہاد، زیادہ کثرت والا مال غنیمت اور زیادہ جلدی واپس آنے والا دستہ ہے۔

(الحاوی للفتاویٰ ص ۴۳ ج ۱) (مشکوٰۃ ص ۸۲ ج ۱)۔

(۹) حضرت سماک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ فرمایا۔ ہاں بہت مرتبہ۔ لَمَّا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُومُ مِنْ مَصَلَاةٍ الَّتِي صَلَّى فِيهَا الْغَدَاةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتْ قَامَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ سے نہیں اٹھا کرتے تھے جس میں نماز فجر پڑھتے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا تھا پھر سورج طلوع ہو جاتا تو آپ نماز اشراق پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تھے۔

(سنن ابی داؤد ص ۱۸۳ ج ۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۰) سید غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب فجر کی نماز پڑھ لیتے تو سورج کے نکلنے تک وہیں بیٹھے رہتے تھے۔ آپ کو کہا گیا کہ آپ یہ کیوں کرتے ہیں؟ تو فرمایا اُرِیْتُ بِہِ السُّنَّةِ میں اس عمل کے ذریعہ سے سنت کی ادائیگی کا ارادہ کرتا ہوں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۹۴ ج ۱)

(۱۱) اور یہی بزرگ اپنی سند کے ساتھ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بلاشبہ میرا قوم کے ساتھ اللہ کو یاد کرتے ہوئے یعنی تکبیر تہلیل پڑھتے ہوئے نماز فجر سے طلوع آفتاب تک بیٹھا رہنا مجھے اس سے زیادہ محبوب اور خوش کن ہے کہ میں دو غلام آزاد کروں۔ (غنیۃ الطالبین ص ۹۳ ج ۲)

(۱۲) اور یہی بزرگ اپنی سند کے ساتھ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مسجد میں صبح کی نماز پڑھے پھر ذکر الہی کرتے ہوئے طلوع آفتاب تک بیٹھا رہے پھر جب آفتاب طلوع ہو تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے اور دو رکعتیں کھڑے ہو کر پڑھے تو اللہ اُس کو اُس کی ہر رکعت کے عوض میں جنت میں ایک لاکھ حوریں عنایت فرماتا ہے۔ جبکہ ان میں سے ہر حور کے ہمراہ ایک لاکھ کنیریں ہوں گا اور یہ شخص اللہ کے نزدیک اوابین (عبادت گزاروں) میں شمار ہوتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۹۴ ج ۱)

سوالات کے جوابات

نماز اشراق کی فضیلت کے بارہ میں بارہ احادیث متبرکہ پیش کرنے کے بعد مندرجہ بالا سوالات کے جوابات عرض کیے جاتے ہیں۔ وہاں اللہ التوفیق۔

جواب سوال نمبر ۱

چونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں فی جماعۃ فرمایا گیا ہے اس لئے ظاہر یہی ہے کہ نماز فجر سے مراد باجماعت نماز فجر ہے ہاں یہ ضروری نہیں کہ جماعت مسجد ہی میں ہوئی ہو بلکہ گھر کی جماعت بھی کافی ہے۔ امام احمد طحاوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں (قولہ فی جماعت) ولومع اہل بیتہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جماعت میں) سے مراد یہ ہے کہ اگر چہ اپنے گھر والوں کے ساتھ نماز فجر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

باجماعت پڑھے۔ (حاشیہ مراقی الفلاح ص ۱۲۱) ہاں بہتر یہ ہے کہ مسجد میں نماز فجر اور نماز اشراق تک اپنی جائے نماز ہی پر بیٹھے ہوئے ذکر الہی کرتا رہے کہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ من صلی الغداة فی مسجدہ ثم جلس یدکر اللہ الی ان تطلع الشمس۔ (غنیۃ الطالبین ص ۹۲ ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۲

نماز اشراق پڑھنے والا شخص اپنی جائے نماز سے اٹھ کر دوسروں سے مصافحہ کر سکتا ہے بلکہ اچھی گفتگو بھی کر سکتا ہے۔ کہ جائے نماز پر بیٹھا رہنا شرط نہیں کہ عنقریب بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز اور ایک روایت میں آیا ہے لایقول الا خیراً۔ نہ کہے مگر اچھی بات۔ (مشکوٰۃ ص ۱۰۴ ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۳

نماز اشراق کے انتظار کے دوران نمازی مسجد کے اندر یا اس کے صحن میں چہل قدمی کر سکتا ہے۔ حدیث شریف میں بیٹھے رہنے کا جو ذکر ہے وہ قیادتفاق ہے احترازی نہیں۔ قال الامام احمد الطحطاوی (قوله ثم قعد) افاداً العلامة القاری فی شرح الحصن الحصین ان القعود لیس بشرط وانما المدار علی الاشتغال بذکر هذا الوقت (قوله ثم صلی رکعتین) ویقال لهما رکعتا الاشراق وهما غیر سنة الضحی (قوله تامة) ای کل منهما ای غیر ناقص لئلا یبطل بارتکاب نحو محظور حرام او فساد والمراد الحج النفل والتاکید یفید ان له ذلک الاجر حقیقة و لیس من قبیل الترغیب (حاشیہ المراقی ص ۱۲۱) وقال علی القاری (قوله ثم قعد یدکر اللہ) ای استمر فی مکانہ و مسجدہ الذی صلی فیہ فلا ینافیہ القیام لطواف او لطلب علم او مجلس وعظ فی المسجد بل و کذا لورجع الی بیتہ واستمر علی الذکر (قوله ثم صلی رکعتین) قال الطیبی ای ثم صلی بعد ان ترتفع الشمس قدر رمح حتی ینخرج وقت الکراهة وهذا الصلوة تسمی صلوة الاشراق وهی اول صلوة الضحی (قوله تامة) صفة لحجة وعمرة کررها ثلاثاً للتاکید۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ۳۲۵ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وقال الشيخ المحقق الدهلوی ظاهر حدیث در آن است کہ این ثواب مترتب بر نشستن در جائے نماز است و اگر برخیزد و در خلوت رود و مشغول گردد این ثواب بر آن مترتب نگردد در حدیث دیگر نیز آمده است کہ ہر کہ بعد از نماز در جائے خود نشسته بماند و ذکر کند دعا می کند اورا فرشتگان بر حمت و مغفرت و در وصایائے مشائخ مذکور است کہ اگر ترس تفرقہ و پریشانی باشد یا ریاء راہ یابد در خلوت خود برود و مشغول گردد و بعض می گوید کہ ثواب ذکر و مشغولی بحال خود است و گفته اند کہ استقبال قبلہ دریں وقت از دست ندهد و اگر خواب آید ہم پس پا برود و دفع کند۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ص ۵۵۳ ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۴

نماز اشراق کا ارادہ رکھنے والا شخص جہاں نماز فجر باجماعت پڑھی ہے اُسے چھوڑ کر دوسری جگہ میں بیٹھ کر تلاوت قرآن مجید کر سکتا ہے۔ قال الشيخ السيد عبد القادر الجيلانی رحمۃ اللہ علیہ واما الورد الاول من النهار فيستحب الجلوس من بعد صلاة الفجر الى طلوع الشمس يذكّر الله فيه اما بتلاوة القرآن او تسبیح او تفکر او تذکر او تعلیم او جلوس الى عالم وكذلك بعد صلاة العصر الى غروب الشمس لانهما وقتان نهی عن التنفل بالصلاة فيهما۔ (غیۃ الطالبین ص ۹۳ ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۵

نماز فجر پڑھ کر گھر جا کر نماز اشراق پڑھے تو بھی حج و عمرہ کا ثواب پائے گا۔ کیونکہ ابھی علمائے حق کی عبارات گزریں کہ مسجد میں جائے نماز پر بیٹھا رہنا شرط نہیں۔ بلکہ نماز فجر سے نماز اشراق تک جملہ وقت میں ذکر الہی کا جاری رہنا شرط ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جواب سوال نمبر ۶

نماز اشراق کے انتظار کے دوران صحن مسجد میں بیٹھ کر ہوا خوری کرنا جائز ہے ہاں ذکر الہی جاری رکھے یا کم از کم اعتکاف کی نیت کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۷

پیروں میں درد کی وجہ سے پیروں کو پھیلانے سے آرام ملتا ہے ایسا شخص مصلے کو چھوڑ کر دوسری جگہ انتظار کرے تو اسے بھی اتنا ہی ثواب ملے گا۔ جبکہ نماز اشراق تک مسلسل ذکر الہی کرتا رہے۔ کما تر آنفا واللہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال نمبر ۸

نماز فجر کے بعد ذکر الہی میں مشغول تھا کہ وضو ٹوٹ گیا تو وضو کرنے کیلئے مسجد سے باہر جاسکتا ہے۔ تازہ وضو کر کے واپس آجائے اور نماز اشراق پڑھے۔ اس صورت میں بھی اسے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا بشرطیکہ وضو کے دوران ذکر الہی کرتا رہے اور کوئی دنیوی بات نہ کرے۔ اور وضو نہ ٹوٹنے کی صورت میں تازہ وضو نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۹

نماز اشراق کی تعداد کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ شیخ عبدالحق لکھتے ہیں۔ پستر بگزارد دو رکعت اقل این است و تا دروازه رکعت نیز آمدہ است۔ پھر دو رکعتیں پڑھے اور یہ کم تعداد ہے اور بارہ رکعت تک کا حدیثوں میں ذکر آیا ہے۔
(اشعۃ اللمعات ص ۴۲۳ ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم

جواب سوال نمبر ۱۰

مولوی رکن الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نماز اشراق کا طریقہ بدیں الفاظ لکھتے ہیں۔ "اشراق کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دور کعتیں بھی ہیں اور چار بھی۔ پہلی رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد آیت الکرسی تین بار سورہ اخلاص سات بار اور دوسری رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورہ والشمس اور تیسری رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورہ والسماء والطارق اور چوتھی رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھنا افضل ہے اور اس کے ثواب کی انتہاء یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے کہ اے بندے اب تو از سر نو عمل کر۔

(کتاب رکن دین ص ۱۰۰ بحوالہ غنیۃ الطالبین) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۱۱

عند الطلوع مکروہ وقت کے بارہ میں امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ "طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے اُس وقت تک ہے کہ اُس پر نگاہ خیرہ ہونے لگے جس کی مقدار چمکنے سے ۲۰ منٹ تک ہے۔

(بہار شریعت ص ۲۱ ج ۳ بحوالہ علمگیری و در مختار و فتاویٰ رضویہ) واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب سوال نمبر ۱۲

چاشت کی نماز کے وقت کے بارہ میں شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں اور نماز اشراق کے وقت کی ابتداء اس حدیث کے ظاہر کے حکم پر طلوع آفتاب ہے اور بعض علماء اسی قول پر ہیں۔ اور جمہور کے نزدیک آفتاب کے ایک نیزہ بلند ہونے تک اس کا آخری وقت ہے اور بعض حدیثوں میں نیزہ کی مقدار کا ذکر موجود ہے اور لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ یہ نماز اشراق کہلاتی ہے اور بعض حدیثوں میں اس نام کے ساتھ اس نماز کو موسوم کیا گیا ہے۔ اور اکثر حدیثوں میں اس نماز پر چاشت کا نام آیا ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ دونوں (اشراق و چاشت) نمازیں ایک ہی نماز ہے۔ طلوع آفتاب کے قریب اس کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اور زوال سے پہلے تک باقی رہتا ہے (افہم المعات ص ۲۲۳ ج ۱) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۳ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اکیسواں مقالہ

نماز تہجد کی شرعی حیثیت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم وعلى اله واصحابه اجمعين اما بعد ما بنامه انوار الفريد ساہیوال بابت اپریل ۱۹۹۲ء کے صفحہ نمبر ۱۰ پر تہجد کے عنوان سے حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے سنت مؤکدہ کی سُرخِ قائم فرما کر لکھا۔ "خلاصہ یہ ہے کہ نماز تہجد حضور ﷺ پر فرض تھی جیسے نافلۃ لک اور فتہ جہد کے ارشادات سے واضح ہوا۔ اور حضور ﷺ کی امت کے لئے سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ اگر بستی میں کسی ایک نے بھی یہ نماز پڑھ لی تو سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو ساری بستی کے باشندے سنت کے تارک ہوں گے۔" اہ بلفظہ۔

یہ عبارت پڑھ کر راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ کو سخت قلبی خلجان لاحق ہوا۔ کیونکہ اگر نماز تہجد سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے تو ظاہر ہے کہ بستی میں کوئی ایک بھی نہ پڑھے تو سب کا گناہگار ہونا لازم آتا ہے۔ اور آجکل اکثر جگہوں کے سب مسلمان نماز تہجد کے تارک ہوتے ہیں۔ اور اکثر بستیوں میں کوئی ایک بھی تہجد خوان نہیں ہوتا۔ اس لئے مناسب سمجھا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کتب فقہ حنفی سے کی جائے اور حقیقت مسئلہ تک پہنچا جائے۔ بحمد اللہ تعالیٰ کتب معتبرہ کی عبارات کی روشنی میں ہم نے نماز تہجد کی شرعی حیثیت اس مختصر رسالہ میں لکھ دی ہے اللہ تعالیٰ اس دینی خدمت کو ذریعہ بخشش بنائے آمین۔

شاہ صاحب موصوف کا اصل ماخذ

حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت ہے۔ "تہجد کم از کم دو رکعت اور زائد سے زائد بارہ رکعتیں ہیں۔ حضور اکثر آٹھ پڑھتے تھے۔ صحیح یہ ہے کہ حضور ﷺ پر نماز تہجد فرض تھی۔ حضور کی امت پر سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر بستی میں ایک بھی پڑھ لے سب کی طرف سے ادا ہو جائے گی۔ اور اگر کسی نے نہ پڑھی تو سب سنت کے تارک ہوئے۔" اہ بلفظہ (نور العرفان فی حاشیۃ القرآن ص ۴۶۲)

چونکہ مفتی صاحب نے اپنے اس قول کا کوئی ماخذ لکھا نہیں تھا۔ اس لئے راقم نے کتب تفاسیر و فقہ و حدیث میں اس قول کے ماخذ کو تلاش کرنا شروع کیا۔ سو اس فقیر کی نظر سے جتنی کتب گزریں ان میں سے کسی ایک میں بھی یہ لکھا ہوا نہ پایا کہ نماز تہجد امت کے حق میں سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے بلکہ فقہاء حنفیہ کی کتب مہارکہ میں اس نماز کا مندوب یعنی مستحب ہونا تصریح لکھا ہوا دیکھا۔ اس کے سنت ہونے کی تصریح بھی بعض کتب میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دیکھی۔ ظاہر ہے کہ اس سنت سے مراد سنت مستحبہ ہی ہے۔ ورنہ سنت اور مندوب کی روایتوں میں تطبیق کی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ افادہ ناظرین کے لئے چند عبارات ذیل میں درج کی جاتی ہیں۔ وبالله التوفیق۔

(۱) صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی خلیفہ اعلیٰ حضرت بریلوی کتاب مستطاب بہار شریعت کے حصہ چہارم مصدقہ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہما میں لکھتے ہیں۔

صلوٰۃ اللیل۔ رات میں بعد نماز عشاء جو نوافل پڑھے جائیں اُن کو صلوٰۃ اللیل کہتے ہیں۔ اسی صلوٰۃ اللیل کی ایک قسم تہجد ہے کہ عشاء کے بعد رات میں سو کر اُٹھیں اور نوافل پڑھیں سونے سے پہلے جو کچھ پڑھیں وہ تہجد نہیں (ردالمحتار) تہجد نفل کا نام ہے۔ اگر کوئی عشاء کے بعد سو رہا پھر اُٹھ کر قضا پڑھی تو اس کو تہجد نہ کہیں گے۔ جو شخص تہجد کا عادی ہو بلا عذر اُسے چھوڑنا مکروہ ہے (بہار شریعت ص ۲۲ ج ۲ ملقطاً)

الحمد للہ اس ایک کتاب نے صاف صاف فیصلہ سُنا دیا کہ نماز تہجد نفل کا نام ہے۔ لہذا اس کو سنت مؤکدہ علی الکفایہ کہنا درست نہیں ہے۔

(۲) اور علامہ ابن نجیم بحر الرائق میں لکھتے ہیں۔ قدر دذ فی فتح القدیر فی صلوٰۃ التہجد اھی سنة فی حقنا ام تطوع واطال الکلام علی وجه التحقیق کما هو دابہ و اوسع منه ما ذکرہ فی اواخر شرح المنیۃ۔ (بحر الرائق ص ۵۲ ج ۲)

اور علامہ شامی اس کتاب کے حواشی میں فرماتے ہیں۔ قد اختلف العلماء فی ذلک ثم ذکر الادلة للفريقين والذي حط عليه كلامه ان الفرضية منسوخة كما قالت عائشة رضي الله عنها فی حدیث رواہ مسلم و ابو داود والنسائی (منہ الخالق ص ۵۲ ج ۲)

اور یہی بزرگ اس کے متعلق ردالمحتار میں لکھتے ہیں۔ ومفاده اعتماد السنية فی حقنا لانه صلى الله عليه وسلم واطب عليه بعد نسخ الفرضية ولذا اقال فی الحلیۃ والاشبہ انه سنة (ردالمحتار ص ۵۰۶ ج ۱) ان عبارات کا حاصل یہ ہے کہ صاحب فتح القدیر نے اپنی تحقیق سے یہ ثابت کیا ہے کہ نماز تہجد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فرض تھی۔ پھر منسوخ ہو گئی۔ اور ہمارے حق میں سنت ہے۔ اقول اس جگہ سنت سے مراد سنت مؤکدہ علی الکفایہ نہیں بلکہ سنت مستحبہ ہے۔ جیسا کہ صاحب بہار شریعت نے ردالمحتار کے حوالے سے اس نماز کا نفل ہونا لکھا۔ کما مر کلامہ الشریف آنفاً واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳) اور صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں۔ ومن المنذوبات صلوٰۃ اللیل حث السنة الشریفة علیہا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

كثيراً افادت انّ لفها عليها اجراً كبيراً فمنها ما في صحيح مسلم مرفوعاً الفضل الصيام بعد رمضان شهر الله المحرم وفضل الصلوة بعد الفريضة صلوة الليل وروى ابن خزيمة مرفوعاً عليكم بقيام الليل فانه داب الصالحين قبلكم وقربة الى ربكم و مكفرة للسيئات ومنهاة عن الاثم وروى الطبراني مرفوعاً لا بد من صلوة بليل ولو حلب شاة وما كان بعد صلوة العشاء فهو من الليل اه وهو يفيد ان هذه السنة تحصل بالتفّل بعد صلوة الليل قبل النوم. اور مستحب نمازوں میں سے ایک صلوة اللیل ہے۔ حدیث شریف نے اس پر بہت اکسایا ہے اور اس کے کرنے والے کے لئے بڑا اجر ثابت کیا ہے۔ سو ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رمضان کے بعد بہترین روزہ اللہ کے مہینے محرم کا ہے۔ اور فرض نماز کے بعد بہترین نمازرات کی نماز ہے۔

اور امام ابن خزيمة نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ تم پر رات کا قیام لازم ہے۔ کیونکہ وہ نیکوں کا طریقہ ہے جو تم سے پہلے ہوئے اور تمہارے رب کی طرف قربت ہے اور گناہوں کو مٹانے والا اور گناہ سے روکنے والا ہے۔ امام طبرانی نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رات کی نماز سے تمہیں چارہ نہیں اگرچہ بکری دوہنے کی مقدار وقت میں پڑھی جائے اور نماز عشاء کے بعد جو نماز ہو وہ صلوة اللیل سے ہے۔ اس آخری حدیث سے معلوم ہوا کہ سونے سے پہلے نماز عشاء کے بعد جو نفل پڑھے جائیں اُس سے یہ سنت حاصل ہو جاتی ہے۔ (بحر الرائق ص ۵۲ ج ۲) صاحب بحر الرائق کا صلوة اللیل کو مندوبات سے شمار کرنا پھر نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے نفل سے صلوة اللیل کی سنت کے حاصل ہو جانے کی تصریح کرنا صاف دلالت کرتا ہے کہ صلوة اللیل اور صلوة التہجد سنت مستحبہ کے قبیل سے ہیں نہ کہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ کی قسم ہے۔

(۴) امام ابوالاخلاص شرمہالی فرماتے ہیں۔ وندب صلوة اللیل خصوصاً آخرہ کما ذکرناہ و اقل ما ینبغی ان یتنفل باللیل ثمان رکعت کذا فی الجوہرۃ و فضلہا لا یحصر قال تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین و فی صحیح مسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بصلوة اللیل فانه داب الصالحین قبلکم وقربة الى ربکم و مکفرة للسيئات و منهاة عن الاثم. اور صلوة اللیل مستحب ہے خصوصاً رات کے آخری حصہ میں (نماز تہجد) جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور صلوة اللیل کی فضیلت کا کوئی شمار نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کوئی جان نہیں جانتی اُس آنکھوں کی ٹھنڈک کو جو اُس کے لئے پوشیدہ کی گئی ہے۔ اور صحیح مسلم شریف میں رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث موجود ہے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہ تم پر صلوٰۃ اللیل لازم ہے، کیونکہ یہ صالحین کا طریقہ ہے، تمہارے رب کی طرف قربت کا ذریعہ ہے، گناہوں سے کفارہ ہے اور خطاؤں سے روکنے والی ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۲۶۱ مطبوعہ مصر)
اس عبارت نے تو صاف فیصلہ کر دیا کہ صلوٰۃ اللیل صلوٰۃ التہجد سمیت مستحب نماز ہے۔ سقت المؤکدہ علی الکفایہ نہیں والحمد للہ علی ذلک۔

(۵) اور در مختار میں ہے۔ ومن المندوبات رکعتا السفر والقدم منه وصلوٰۃ اللیل و اقلها علی مافی الجوهرة ثمان۔ اور مستحب نمازوں میں سے سفر کی نماز اور سفر سے واپسی کی نماز اور صلوٰۃ اللیل ہیں۔ اور وہ جوھرہ نیزہ میں بیان شدہ قول پر آٹھ رکعتیں ہیں۔ (در مختار ص ۵۰۵ ج ۱)

وقال العلامة الشامی ثم اعلم ان ذکره صلوٰۃ اللیل من المندوبات مشی علیہ فی الحاوی القدسی وقد تردد المحقق فی فتح القدير كونه سنة او مندوباً لان الادلة القولية تفيد النذب والمواظبة الفعلية تفيد السنية لانه صلى الله عليه وسلم اذا واظب على تطوع يصير سنة لكن هذا بناء على انه كان تطوعاً في حقه وهو قول طائفة وقالت طائفة كان فرضاً عليه فلان فید مواظبة علیہ السنية فی حقنا صریح مافی مسلم وغيره عن عائشة كان فريضة ثم نسخ هذا خلاصة ما ذكره ۵۱۔ (رد المحتار جلد اول ص ۵۰۶) واللہ اعلم۔

(۶) فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ومنها ای من المندوبات صلوٰۃ اللیل کذا فی البحر الرائق ومنتہی تہجدہ علیہ السلام ثمان رکعات و اقلہ رکعتان کذا فی فتح القدير ناقلاً عن المبسوط۔ اور مستحب نمازوں میں سے صلوٰۃ اللیل ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔ اور نبی علیہ السلام کے تہجد کی زیادہ سے زیادہ رکعتیں آٹھ ہیں۔ اور کم سے کم دو جیسا کہ فتح القدير میں مبسوط سے نقل فرمایا۔ (فتاویٰ ہندیہ ص ۱۱۳ ج ۱)

(۷) اور تفسیر خازن میں ہے۔ والمراد من الآية قيام الليل للصلوة كانت صلوٰۃ اللیل فريضة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و علی الامة فی الابتداء لقوله تعالى يا ايها المزمحل قم الليل الا قليلاً نصفه ثم نزل التخفيف فصار الوجوب منسوخاً في حق الامة بالصلوات الخمس وبقي قيام الليل على الاستحباب بدليل قوله تعالى فاقروا واما تيسر منه وبقي الوجوب ثابتاً في حق النبي صلى الله عليه وسلم بدليل قوله تعالى نافلة لك اي زيادة لك يريد فريضة زائدة على سائر الفرائض التي فرضها الله تعالى عليك روى عن عائشة رضي الله عنها ۱۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلاث هنّ على فريضة وهن سنة لكم الوتر والسواك وقيام الليل وقيل ان الوجوب صار منسوخاً في حقه كما في حق الامة فصار قيام الليل نافلاً الخ. (خازن ص ۷۴ ج ۲)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ رائج قول یہی ہے کہ قیام اللیل نبی علیہ السلام پر بدستور فرض رہا اور امت کے حق میں مستحب اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں اس کے منسوخ ہونے کا قول ضعیف ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔
(۸) اور امام بغوی تفسیر معالم التنزیل ص ۷۴ جلد چہارم میں اسی طرح لکھتے ہیں۔ ثم نزل فصار الوجوب منسوخاً في حق الامة بالصلوات الخمس وبقي الاستحباب. واللہ اعلم۔
(۹) امام ابوالبرکات نسفی تفسیر مدارک التنزیل میں لکھتے ہیں۔

والمعنى ان التهجد زيد لك على الصلوات المفروضة غنيمه لك او فريضة عليك خاصة دون غيرك لانه تطوع لهم. اور آیت کا معنی یہ ہے کہ بلاشبہ آپ کے لئے پانچ نمازوں پر تہجد کو آپ کے لئے بطور غنیمت کے زیادہ کیا گیا ہے یا دوسروں کی بجائے صرف آپ پر فرض کیا گیا کیونکہ دوسروں کے لئے تہجد تطوع یعنی نفل ہے۔ (تفسیر مدارک التنزیل ص ۳۲۲ ج ۲)

(۱۰) اور امام ابوبکر الجصاص حنفی لکھتے ہیں۔ لاخلاف بين المسلمين في نسخ فرض قيام الليل والله مندوب اليه مرغّب فيه. اور مسلمانوں کے درمیان اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ (امت کے حق میں) صلوٰۃ اللیل یعنی تہجد کی فرضیت منسوخ ہو گئی اور وہ مستحب نماز ہے جس کی طرف ترغیب دلائی گئی ہے۔ (تفسیر احکام القرآن ص ۴۶۸ ج ۳)

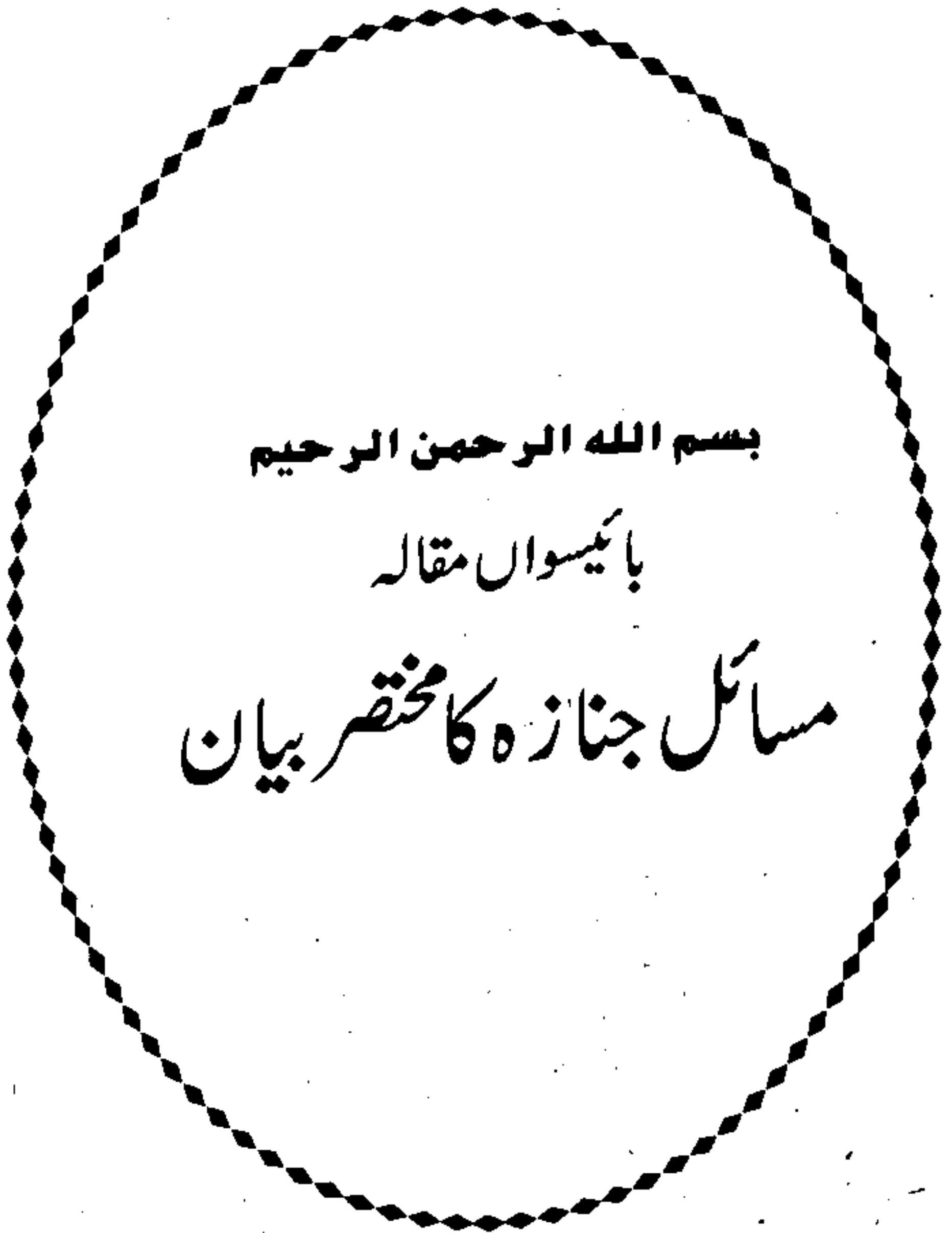
(تنبیہ) امام جصاص کی عبارت میں (امت کے حق میں) بین السطور اس لئے لکھا ہے کہ سرکار مدینہ ﷺ کے حق میں اس کے نسخ کے بارہ میں امت کا اختلاف موجود ہے۔ جیسا کہ خازن وغیرہ کی عبارت سے ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ تلک عشرہ کامة۔

الحمد لله فقد حنفی اور تفسیر کی معتبر کتب مبارکہ کی ان عبارات متبرکہ سے روز روشن سے زیادہ روشن ہوا کہ نماز تہجد امت پر سنت مستحبہ ہے۔ سنت مؤکدہ علی الکفایہ نہیں کہ اس کے ترک سے جملہ مسلمانوں کا تارک سنت مؤکدہ ہونا لازم آئے اور وہ گناہگار ٹھہریں۔

(۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمين و الصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين و على الهيم و اصحابه اجمعين اما بعد۔ برادر طریقت مولانا محمد محفوظ چشتی جلاپوری سلمہ ربہ القوی نے فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ کو ارشاد فرمایا کہ مسائل جنازہ کو مختصراً یکجا کیا جائے اس حکم کی تعمیل میں یہ رسالہ "مسائل جنازہ کا مختصر بیان" لکھنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اللہ کریم جل شانہ اس دینی خدمت کو شرف مقبولیت بخشے۔ آمین۔

تلقین مختصر

جب کسی مسلمان پر نزع کا وقت آجائے تو حاضرین اس بات کی پوری پوری کوشش کریں کہ وہ دنیا سے باایمان جائے۔ اور ہر وہ کام کریں جس سے اس کی نزع میں آسانی پیدا ہوتی ہو مثلاً سب اس کے پاس بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھیں تاکہ اس کا خاتمہ پاکیزہ کلمہ پر ہو۔ سورہ یسین اور سورہ رعد کی تلاوت اس کے سر ہانے کی جائے کہ اس کی برکت سے نزع آسان ہو جاتی ہے۔ اس گھر سے جنابت، حیض و نفاس والے اشخاص نکل جائیں۔ یونہی اس گھر سے جاندار کی تصویروں اور فوٹوؤں اور کتوں کو نکال دیں کہ ان اشیاء کی موجودگی رحمت کے فرشتوں کے دخول میں مانع ہے۔ اس کی سلامتی ایمان و مغفرت کی دعائیں مانگی جائیں اور اس سے بے جا باتیں نہ پوچھی جائیں۔ اور نہ اس کے سامنے بے صبری کا مظاہرہ کیا جائے۔ نزع کے وقت مرنے والے کی چار پائی شمالاً جنوباً کریں اور اس کا رخ قبلہ کو پھیریں اور اس کے دونوں ہاتھ پہلو میں رکھیں اور اگر اسے شرقاً غرباً لٹا کر اس کے سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کا منہ قبلہ کو کریں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بہتر یہ ہے کہ اس کے پاس خوشبو جتی جلا کر فضاء کو معطر کریں۔

اگر مرنے والے شخص نے نزع کے وقت کوئی کفریہ کلمہ بولا ہو تو اس کا کوئی اعتبار نہ کریں اور اگر صحیح العقیدہ سنی مسلمان کی نزع میں سختی دیکھیں تو اس کا عوام میں چرچا نہ کریں اور اگر بد مذہب کی ایسی حالت ہو تو اسے ظاہر کریں تاکہ لوگ اس کی بد مذہبی سے بیزار ہوں۔

لوگ مرنے والے شخص کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ دیں۔ ہو سکتا ہے کہ نزع کے خوف میں کلمہ طیبہ سے انکار کر بیٹھے۔ اگر اس نے ہوش میں کلمہ پڑھ لیا ہو تو اب اسے تلقین کی حاجت نہیں ہاں نزول رحمت کے لئے اس کے پاس ذکر الہی کیا جائے۔ مرنے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ان جملہ فرائض و واجبات کے فدیہ کرنے کی وصیت کرے جو ادا ہونے سے رہ گئے ہوں۔ اگر کسی کا قرض دینا ہو تو وارثوں کو آگاہ کر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دے۔ بعض جگہوں میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی عورت مرنے لگتی ہے تو اس کے شوہر کو کہا جاتا ہے کہ تو اسے اپنے جملہ حقوق بخش دے۔ چنانچہ وہ بخش دیتا ہے یہ بہت اچھا طریقہ ہے۔ اگر یہی طریقہ دوسرے رشتہ داروں کے حقوق بخشوانے کے لئے بھی استعمال کیا جائے تو بہت اچھا ہے۔ مرنے والا جس شخص سے معافی کا سوال کرے اسے معافی دینی چاہئے اور اسے میت سے بھی معافی مانگنی چاہئے واللہ اعلم۔

موت کے بعد کیا کرنا چاہئے؟

جب روح نکل جائے تو فوراً ایک چوڑی پٹی یا عمامہ وغیرہ میت کے جڑوں کے نیچے سے نکال کر اس کے سر پر لے جا کر باندھ دیں تاکہ میت کا منہ کھلا نہ رہ جائے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ اس عمل میں سستی کرتے ہیں تو میت بہت بدنما نظر آتی ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں اور بہتر ہے کہ اس کے دونوں پاؤں کے انگوٹھوں کو باندھ دیں۔ اس کی آنکھیں بند کریں اور اس وقت یہ دعا پڑھیں۔

بسم اللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ اللہم یسر علیہ امرہ و سہل علیہ ما بعدہ و اسعدہ بلفاء ک واجعل ما خرج الیہ خیر“ ”مما خرج عنہ اور اگر یہ دعا یاد نہ ہو تو درود شریف یا کوئی اور کلمہ ذکر الہی پڑھ دیں۔ پھر اس کے پیٹ پر لوہا وغیرہ معمولی وزن کی کوئی شے رکھ دیں تاکہ اس کا پیٹ پھولنے سے محفوظ رہے۔ پھر اس کے کپڑے اتار کر اسے کپڑے سے ڈھانپ کر چار پائی پر رکھیں۔ اور اس کے پڑوسیوں کو اس کی موت کی خبر دیں تاکہ وہ اس کی تجہیز و تکفین کا بندوبست کریں۔ دور دراز کے رشتہ داروں کو بلانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بلکہ بہتر ہے کہ وہ بھی اس کی تجہیز و تکفین میں شمولیت کا ثواب حاصل کر لیں۔ یونہی مسجد کے لاؤڈ سپیکروں میں اس کی موت کا اعلان کرنے میں بھی کوئی شرعی ممانعت نہیں ہے۔ بعض مساجد میں موت کے اعلان کے وقت پہلے بیگل بجایا جاتا ہے۔ یہ بدعت ہے کہ بیگل کا مسجد سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے اعلان موت سے پہلے چند مرتبہ درود شریف پڑھنا بہتر ہے۔ مرنے کے فوراً بعد میت کو پہلا غسل دے دیں تاکہ اس کی جنابت دور ہو جائے اور اس کے پاس ذکر الہی و تلاوت قرآن مجید جائز ہو جائے اور رحمت الہی کے فرشتے میت کے پاس آنے سے باز نہ رہیں۔ پھر تکفین و تدفین میں حتی المقدور عجلت کریں کہ اس کی حدیثوں میں بہت تاکید آئی ہے پھر جب دور دور کے رشتہ دار پہنچ آئیں اور کفن اور قبر تیار ہو جائیں تو میت کو دوسری بار پورا غسل دیں یہ دوسرا غسل طہارت کے لئے نہیں بلکہ نظافت کے لئے دیا جاتا ہے کیونکہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ پہلے غسل کے بعد میت کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مواضع نجاست سے پلیدی نکل کر اس کے جسم پر بقدر مانع پھیل گئی ہو۔ سو دوسرے غسل سے میت یقیناً پاک ہو جائے گی اور اس پر نماز جنازہ کی صحت یقینی ہو جائے گی۔ بعض لوگ دوہرے غسل سے روکتے ہیں خدا تعالیٰ انہیں شریعت کے احکام سمجھنے کی توفیق بخشے۔ میت جب تک گھر میں رہے اس کے پاس تلاوت قرآن کی جائے یا ذکر الہی یا کلمہ طیبہ کا ذکر کیا جائے اور موت کے بارے میں اشعار پڑھے جائیں رونا پیٹنا اور بے صبری کا مظاہرہ کرنا شرعاً سخت ممنوع ہے۔ ہاں اگر بے اختیار آنسو نکلیں تو کوئی حرج نہیں۔ بعض جگہوں میں رواج ہے کہ مستورات میت کے پاس پنجابی کے اشعار باہم مل کر پڑھتی ہیں اس میں یہ خیال رہے کہ آواز زیادہ اونچی نہ ہو کہ غیر محرم سنیں۔ مردوں اور عورتوں کے اختلاط کو روکنے کے لئے الگ الگ بیٹھنے کی جگہیں مقرر کی جائیں۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ موت کے وقت محلے کی عورتیں بن ٹھن کر آتی ہیں یہ بات موت کے موقع پر مناسب معلوم نہیں ہوتی۔ عام لباس میں آنا چاہیے اور حسن نمائی سے گریز کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کا سوال ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اہل میت حاضرین کو نسوار سگریٹ پیش کرتے ہیں اور لوگ ان چیزوں کو بے دھڑک استعمال کرتے ہیں۔ میت جب تک گھر میں ہو اس کے گھر کی ضیافت مکروہ ہے ہاں دفن کے بعد میت کے رشتہ دار اس کے گھر میں رات گزاریں تو ان کے لئے کھانا تیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بعض لوگ چالیس روز تک میت کے گھر کے کھانے دانے میں نفرت محسوس کرتے ہیں۔ یہ ان کی نازک طبیعی کا نتیجہ ہے ورنہ اس روٹی میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔ بعض جگہوں میں یہ دیکھا گیا ہے کہ میت کے گھر کے رشتہ دار بوڑھی عورتیں دس دس دن تک ڈیرہ ڈالے رہتی ہیں اگر یہ بات اہل میت کے لئے بوجھ بنتی ہو تو ایسا کرنا منع ہے۔ کتب فقہ میں جو اہل میت کی ضیافت کی ممانعت لکھی ہے وہ اسی صورت پر محمول ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ بعض جگہوں میں دستور ہے کہ میت کے پڑوسی حیلہ اسقاط کے لئے توشہ جمع کرتے ہیں اور حیلہ اسقاط کے وقت پڑوسی اور رشتہ دار نقدی بھی دیتے ہیں تاکہ میت کے لئے زیادہ سے زیادہ توشہ تیار ہو۔ یہ رسم نیک ہے اور اس صدقہ کا ثواب میت کو ملتا ہے اور اس کے ذمہ سے فرائض و واجبات کے سقوط کا ذریعہ بنتا ہے۔ بعض کم علم لوگ اس نیک رسم کو بند کرنا اپنا فرض جانتے ہیں۔ خدا انہیں ہدایت دے۔ بعض جگہوں میں رواج ہے کہ میت کے گاؤں والے اور رشتہ دار ماتم دیتے ہیں۔ یعنی اہل میت کی مالی معاونت کرتے ہیں۔ یہ اہل ہامی کی ایک صورت ہے۔ وہابی الخیال شخص کے علاوہ کون اس نیک طریقہ کی مخالفت کرے گا۔ جو لوگ میت کے گھر جمع ہوں ان کو تلاوت قرآن مجید کرنی چاہیے یا کلمہ طیبہ کا ختم پڑھ کر اس کا ثواب میت کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روح کو بخشنا چاہیے فضول باتوں میں وقت گزارنا اچھی بات نہیں۔

بعض جگہوں میں رسم ہے کہ اہل میت دفن سے پہلے گھر میں قرآن مجید کا ختم پڑھاتے ہیں یہ نیک رسم باعث برکت اور موجب مغفرت میت ہے۔ ماتم کی چٹائی بچھا کر اس پر فاتحہ خوانی کرنا نیک جائز رسم ہے۔ سوائے بد مذہب شخص کے کوئی اس سے منع نہیں کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

غسل دینے کا طریقہ

جب میت کو نہلانا چاہیں تو جس تختہ پر اسے غسل دینے کا ارادہ رکھتے ہوں پہلے اسے طاق مرتبہ دھونی دیں۔ پھر اس پر میت کو لٹا کر اس کے کپڑے اتاریں اور اس پر ناف سے گھٹنوں تک پردہ ڈالیں۔ نہلائے والا اپنے بائیں ہاتھ پر تھیلی پہن لے پھر میت کو تین ڈھیلوں سے استنجاء کرائے یعنی اس کی پیشاب گاہ کو تین ڈھیلوں سے اور پاخانہ کی جگہ کو تین ڈھیلوں سے صاف کرے پھر پانی سے اچھی طرح استنجاء کرائے۔ پھر نماز کا سا وضو کرائے ہاں ابتداء میں گھٹنوں تک ہاتھ دھلانا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا ضروری نہیں بلکہ بہتر یہ ہے کہ کپڑا یا روئی تر کر کے اس کے منہ اور ناک کی صفائی کرے۔ اور اگر چھوٹی چھوٹی لکڑیوں کے سروں پر روئی لپیٹ کر کام میں لائے تو بہتر ہے پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو انہیں اچھی طرح دھوئے پھر میت کو بائیں کروٹ لٹا کر اس کے دائیں حصہ بدن کو سر سے پاؤں تک نہلائے اور یہ کوشش کرے کہ اس کے بدن کی کوئی جگہ خشک نہ رہے اور پانی تختے تک پہنچ جائے۔ تین بار یونہی پانی بہائے پھر اسے دائیں کروٹ پر لٹائے اور اس کے بائیں حصہ بدن کو اسی طرح نہلائے پھر میت کو سہارا دے کر بٹھائیں اور نرمی سے اس کا پیٹ اوپر سے نیچے کو دبائے اور اگر کوئی پلیدی اس کے پیٹ سے خارج ہو تو اسے دھو دیں آخر میں اس کے سارے بدن پر کافور کا پانی بہائے اور اس کے جسم کو کسی پاک و صاف کپڑے سے پونچھے تاکہ کفن گیلانہ ہو پھر اسے اٹھا کر چار پائی پر بچھے ہوئے کفن پر لٹا دیں۔ اور اس کی سجدہ کی جگہوں کو خوشبو لگائے اور کفن کو کافور لگائے۔

ضروری مسائل

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ ایک دفعہ اس کے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین بار سنت ہے۔ میت کے جسم کو اچھی طرح مل کر دھوئیں تاکہ اس کے بدن کی صفائی ہو جائے۔ نہلانے والے شخص کا با وضو ہونا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ضروری ہے۔ بہتر یہ ہے کہ میت کا قریبی رشتہ دار غسل دے اور کوئی عالم دین غسل دینے کا کام کرتے ہوں تو ان کی امامت میں کوئی کراہت نہیں۔ غسل دینے والے پر لازم ہے کہ دوران غسل کوئی ناگوار بات نظر آئے تو اسے پردہ میں رکھے۔ غسل کے وقت صرف وہی لوگ پاس کھڑے ہوں جو غسل دینے کا کام کرتے ہوں۔ بلا ضرورت تماشاچیوں کی طرح لوگوں کا جمع ہونا اچھا نہیں۔ مرد مرد کو اور عورت عورت کو غسل دے۔ ہاں بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور معصوم بچے کو عورتیں بھی نہلا سکتی ہیں اگر متعدد آدمی غسل دینے کو تیار ہوں پھر ایک شخص غسل دے تو وہ مزدوری لے سکتا ہے۔ بد مذہب یا کافر شخص فوت ہو جائے تو اسے اس کے ہم عقیدہ اشخاص کے حوالے کر دینا چاہیے۔ میت کے بالوں میں کنگھی کرنا منع ہے اور اس کے ناخن تراشنا یا زیر ناف بال یا بغلوں کے بال مونڈھنا ناجائز ہے۔ جو ناخن یا بال اس کے فوت ہونے کے بعد کاٹے گئے ہوں انہیں کفن میں رکھ دینے کا حکم ہے۔ بعض لوگ میت کی حجامت بناتے ہیں یا اس کے بال زیر ناف مونڈھتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ گھر کے استعمالی برتنوں میں بھی غسل دے سکتے ہیں۔ اور غسل کے بعد برتنوں کو توڑ دینا حرام ہے۔ مستحب ہے کہ غسل دینے والا شخص دوبارہ وضو یا غسل کرے۔

تکفین میت

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کے لئے سنت تین کپڑے ہیں۔ لفافہ۔ ازار اور قمیض۔ اور عورت کے لئے پانچ کپڑے سنت ہیں۔ لفافہ۔ ازار، قمیض، اوڑھنی اور سینہ بند، خنثی مشکل عورت کے حکم میں ہے اور جو بچی بچہ نابالغ حد شہوت کو پہنچ جائے وہ بالغ کے حکم میں ہیں اور بہت چھوٹے بچی بچہ کو دو کپڑے دینا اچھا اور پورا کفن دینا بہتر ہے۔ اگر چہ ایک دن کا بچہ فوت ہو جائے کفن میت کے ترکہ سے دیا جائے گا۔ لفافہ کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف سے ہاندھ سکیں اور ازار چوٹی سے قدم تک ہونی چاہیے اور قمیض یعنی کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک ہونی چاہیے اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہونی چاہیے۔ اور جاہلوں میں جو یہ رواج ہے کہ کفنی پیچھے سے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین قمیض میں نہیں ہونی چاہیے۔ مرد کی کفنی مونڈھے پر سے چیریں اور عورت کی کفنی سینہ کی طرف سے چیریں اوڑھنی ڈیڑھ گز ہونی چاہیے اور سینہ بند پستان سے ناف تک ہونا چاہیے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو کفن اس کپڑے کا ہونا چاہیے جسے میت زندگی میں پہن کر عید و جمعہ کے لئے جانا پسند کرتا تھا اور عورت جسے پہن کر میسے جایا کرتی تھی عورت کو ریٹھی کپڑے کا کفن بھی دے سکتے ہیں مگر مرد کو ریٹھی کپڑے کا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کفن دینا حرام ہے۔ پرانا دھلا ہوا کپڑا ہو تو اس میں بھی کفن دے سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ مرد کا کفن سفید رنگ کا ہو۔ اور عورت کا اس کے حال کے مطابق ہو۔ مشائخ و علماء کے لئے عمامہ مستحب ہے اس سے معلوم ہوا کہ کفن مسنون پر زیادتی جائز ہے اس سے عورت کو سلی ہوئی شلوار پہنانے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ کفن کے ساتھ جانا نماز بھی بنائی جاتی ہے اور چونکہ عرف و عادت میں اس کے بنائے جانے میں سب ورثاء کی رضا مندی ہوتی ہے اس لئے اس کا بنانا جائز ہے اور یہی حکم ان چادروں کا ہے جو میت کی چار پائی پر ڈالتے ہیں یہ بہتر طریقہ ہے کہ اس میں میت کی تکریم ہے اور فقراء و مساکین کی معاونت بھی ہو جاتی ہے اور صدقہ کا ثواب میت کو مل جاتا ہے اور اکثر جگہوں میں یہ رواج ہے کہ میت پر ایسی چادر ڈالتے ہیں جس پر آیت الکرسی وغیرہ لکھی ہوتی ہے۔ یہ بہتر ہے کہ اس میں نزول رحمت الہی کی امید ہے۔ اور بعض لوگ نو جوان شخص فوت ہو جائے تو اسے دولہا بناتے ہیں۔ یعنی اس کے ہاتھ پاؤں کو مہندی لگاتے ہیں یہ جاہلانہ رسم ممنوع ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔ میت کو نہلانے میں جو پردہ استعمال کیا جائے اس کا موٹا ہونا ضروری ہے تاکہ بے پردگی نہ ہو کہ پردہ زندہ و میت دونوں کے حق میں فرض ہے۔

کفنی لکھنے کا طریقہ

میت کی کفنی پر مٹی یا روشنائی سے کلمات لکھنا جائز ہے اس سے میت کی بخشش کی قوی امید ہے۔ کفن پر عہد نامہ یا آیت الکرسی لکھیں اور عموماً یہ نقش لکھا جاتا ہے۔

اللہ ربی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم O محمد شفیع لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحده لا شریک له واشہد ان محمداً عبده ورسوله

بعض کم علم لوگ کفنی لکھنے پر اعتراض کرتے ہیں یہ ان کی کم فہمی کی دلیل ہے۔ کیونکہ میت کی بخشش کے لئے ہر حیلہ کرنا ضروری ہے بعض لوگ روشنائی سے کفنی لکھنا منع بتاتے ہیں اور کچی مٹی سے لکھنے پر اصرار کرتے ہیں یہ ان کی ہٹ دھرمی بے جا ہے۔

کفن پہنانے کا طریقہ

غسل دینے کے بعد چار پائی پر کفن بچھائیں اس طرح سے کہ پہلے لفافہ بچھائیں کہ اس کا سر زمین تک ٹکٹا رہے۔ پھر لفافہ پر ازار بچھائیں کہ اس کا سر دوسری طرف زمین سے ٹکٹا ہو۔ پھر کفنی بچھائیں اس طرح سے کہ اس

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کا نچلا حصہ بچھا ہو اور اوپر والے حصہ کو طے کر کے رکھ دیں تاکہ میت کے سر سے کفنی ڈالنا آسان ہو۔ پھر میت کو رکھ کر اس کا سر چاک سے نکال کر اس کے سینے پر کفنی کا اوپر والا حصہ پھیلا دیں پھر ازار اور لفافہ دونوں کا بایاں حصہ اس کے جسم پر ڈالیں پھر ان کا دایاں حصہ بائیں حصہ پر پھیلائیں۔ پھر میت کی داڑھی اور بدن کو بالعموم اور اس کے سجدہ کی جگہوں کو بالخصوص خوشبودار تیل لگائیں۔ اور اس کے کفن میں مشک کا نور کی گولیاں توڑ کر ڈالیں۔ پھر اس کے پاؤں اور کمر کو باندھ دیں۔ عورت کے کفن کو بچھانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے سینہ بند اس طرح بچھائیں کہ وہ بالائے پستان سے ران تک پہنچتا ہو پھر لفافہ پھر ازار پھر اوڑھنی اس طرح بچھائیں کہ اس کا نصف حصہ نیچے اور نصف حصہ اس کے سینہ تک پہنچے اور سب سے اوپر کفنی بچھائیں۔ عورت کو پہلے کفنی پہنائیں پھر اس کے بالوں کے دو حصے کر کے انہیں اس کے سینہ پر ڈالیں پھر اوڑھنی نقاب کی طرح ڈالیں پھر ازار اور لفافے کا بایاں حصہ اس کے جسم پر بچھائیں پھر ان کا دایاں حصہ بائیں حصہ پر بچھائیں اور آخر میں سینہ بند سے سارے کفن کو باندھ دیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

جنازہ لے کر چلنے کا طریقہ

جب لوگ گھر سے جنازہ لے چلنے کا ارادہ کریں تو میت کی بخشش کی دعا مانگ کر چار پائی کو اٹھائیں میت کے سب رشتہ داروں اور پڑوسیوں اور دوستوں سے حقوق کی معافی دینے کی درخواست کریں۔ پھر چار شخص چاروں پایوں سے جنازہ اٹھائیں۔ تنگ راستہ ہو تو دو شخص بھی اٹھا سکتے ہیں ورنہ بہتر یہی ہے کہ چار شخص اٹھائیں میت کا سر ہانہ آگے کی جانب رکھیں اور قبلہ شریف کو پاؤں ہوتے ہوں تو اس بات کی پرواہ نہ کریں اور سنت یہ ہے کہ جنازہ اٹھانے والا شخص یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے۔ اور ہر بار دس دس قدم چلے اور پوری سنت یہ ہے کہ پہلے دائیں سر ہانے کو کندھا دے پھر دائیں پائنتی کو پھر بائیں سر ہانے کو پھر بائیں پائنتی کو اور ہر بار دس دس قدم چلے کہ چالیس قدم ہو جائیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص چالیس قدم جنازہ لے چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی بخشش فرما دیتا ہے۔ ان دو حدیثوں پر عمل کرانے کے لئے ہمارے علاقہ میں میت کو قدمی دینے کا دستور ہے اور اس کو عرف عام میں منزیلین دینا کہا جاتا ہے۔ بعض کم علم لوگ اس طریقہ کو ہدیت کہتے ہیں اور اس پر من گھڑت اعتراضات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت نصیب کرے۔ جنازہ معتدل میزی سے لے کر چلیں کہ میت کو چھٹکانہ لگے۔ اور افضل یہ ہے کہ لوگ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جنازہ کے پیچھے چلیں اور دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر سب لوگ جنازہ کے آگے ہوں تو مکروہ ہے۔ اور اگر بعض لوگ جنازہ کے آگے ہیں اور باقی پیچھے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حیلۂ اسقاط کی اشیاء کو جنازہ گاہ تک لے جانے میں کوئی شرعی ممانعت نہیں۔ بلکہ اس میں یہ فائدہ ہے کہ مساکین و غرباء آسانی سے میسر آجائیں گے اور سب میں صدقہ تقسیم ہو جائے گا۔ اس سے منع وہی کرے گا جس کو احکام شرعی کی خبر نہیں۔ جنازہ کے ہمراہ عورتوں کا چلنا منع ہے۔ جنازہ کے ہمراہ چلنے والوں پر لازم ہے کہ دنیاوی باتیں نہ کریں اور بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ذکر کرتے ہوئے جائیں کہ بلحاظ زمانہ اب علماء اہل سنت نے ذکر جہر کی اجازت دے دی ہے۔ جنازہ جب تک رکھنا نہ جائے بیٹھنا مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ نکلنے والے کو چاہیے کہ دفن کے بعد گھر واپس آئے۔ میت کے گھر واپس آکر باہم فاتحہ خوانی کا رواج بہت اچھا ہے کیونکہ میت دعا کا انتظار کرتا ہے۔ اسے دعاؤں کا تحفہ ملتا ہے تو اس کی روح بہت خوش ہوتی ہے۔ اور اس کے درجات بھی بلند ہوتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

نماز جنازہ کی نیت

بعض جگہوں میں نماز جنازہ کی نیت بلند آواز سے سنانے کا دستور ہے یہ بہتر ہے کہ عوام المسلمین کو نیت یاد ہو جاتی ہے۔ نماز جنازہ کی نیت ان پنجابی الفاظ میں کی جاتی ہے۔ "نیت کہتی میں اس نماز فی میں پڑھنا آں خاص واسطے اللہ تعالیٰ نے چار تکبیراں نماز جنازہ فرض کفایہ ثناء واسطے اللہ تعالیٰ نے درود واسطے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دعائیں واسطے اس حاضر میت نے پیچھے امام صاحب نے منہ طرف خانہ کعبہ شریف نے" بعض لوگ جنازہ کی نیت میں کفایہ کا لفظ بولنے سے منع کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو لوگ صف میں کھڑے ہو جائیں ان پر جنازہ کی نماز فرض عین ہو جاتی ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے بہر حال نماز جنازہ فرض کفایہ ہی ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

جنازہ کی ثناء سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک
وجل ثناءک ولا الہ غیرک۔

جنازہ کا درود شریف

اللہم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت و سلمت و بارکت و رحمت
و ترحمہ علی ابراہیم و علی آل ابراہیم انک حمید "مجید" O

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بچہ میت کی دعا

اللهم اجعله لنا فرطاً واجعله لنا اجرّاً و ذخراً واجعله لنا شافعاً و مشفعاً.

بچی میت کی دعا

اللهم اجعلها لنا فرطاً واجعلها لنا اجرّاً و ذخراً واجعلها لنا شافعة و مشفعة.

بالغ میت کی دعا

اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا و ذكرا و انثانا اللهم

من احييته منا فاحيه على الاسلام و من توفيته منا فتوفه على الايمان ۝

جن کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں وہ نماز کی ثناء اور درود شریف اور دعا پڑھ سکتے ہیں۔ بعض مولوی صاحبان عام لوگوں پر ان دعاؤں کے بارہ میں سختی کرتے ہیں اور جن کو یہ دعائیں یاد نہ ہوں ان کو جنازہ پڑھنے سے روکتے ہیں ان کی یہ سختی درست نہیں۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو جنازہ میں شمولیت کا موقع دینا چاہیے کہ اس میں میت کی مغفرت کی امید ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو لوگ نماز جنازہ میں شریک ہوں وہ صرف نام و نمود یاد کھاوا کے لئے شریک نہ ہوں بلکہ ثواب و اجر حاصل کرنے کی نیت سے نماز جنازہ پڑھیں۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ عوام المسلمین میت کے عقیدہ کا خیال نہیں کرتے حالانکہ بد مذہب میت دیوبندی، شیعہ، وہابی، مرزائی، اور مودودی وغیرہم پر اہل سنت کے لئے جنازہ پڑھنا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر انہیں مسلمان جانتے ہوئے ثواب سمجھ کر نماز جنازہ پڑھیں تو اپنے ایمان کے چلے جانے کا خطرہ ہے۔ ایسے لوگوں کے جنازہ میں ہرگز شمولیت نہ کی جائے۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ میت کا جنازہ وہابی، دیوبندی مولوی پڑھا دیتے ہیں۔ سنی میت پر ان لوگوں کا پڑھایا ہوا جنازہ قطعاً باطل ہے اور جملہ مسلمان ترک فرض کفایہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ سنی صحیح العقیدہ عالم دین سے جنازہ پڑھوایا جائے۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا شرعاً ممنوع ہے۔ ہاں اگر ہارش ہو اور دوسری کوئی جگہ مناسب نہ ملتی ہو تو ممنوع نہیں ہے۔

جوتے پہن کر نماز جنازہ پڑھے تو ضروری ہے کہ جوتے اور نیچے کی زمین دونوں پاک ہوں۔ اور اگر جوتوں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو صرف جو توں کا پاک ہونا ضروری ہے۔

غائبانہ نماز جنازہ احناف کے نزدیک ناجائز ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ بعض جگہوں میں دیکھا گیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے ملک میں فوت ہوتا ہے اور وہاں اسے غسل دیکر نماز جنازہ پڑھ کر وطن بھیجتے ہیں تو یہاں دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی جاتی ہے۔ اگر پہلا جنازہ ورثاء کی اجازت سے پڑھا گیا ہو تو دوسری بار جنازہ پڑھنا ناجائز ہے اس صورت میں لوگ جمع ہو کر صرف میت کے حق میں دعائے مغفرت مانگیں دوبارہ نماز جنازہ نہ پڑھیں واللہ اعلم۔

نماز جنازہ کی ادائیگی کا طریقہ

میت کے سینے کے بالمقابل جائے نماز بچھا کر امام کھڑا ہو۔ طاق صفیں بنائی جائیں نمازی باہم مل کر کھڑے ہوں۔ سب نمازیوں کو خوشبودار تیل لگا کر فضا کو معطر بنائیں۔ پھر ایک شخص بلند آواز سے جنازہ کی نیت سنائے۔ مجمع زیادہ ہو تو مکمرین کھڑے کئے جائیں۔ پھر امام صاحب تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھیں اور امام و مقتدی سب ثناء پڑھیں پھر دوسری تکبیر کہے اور ہاتھوں کو باندھے رکھیں۔ پھر درود شریف پڑھیں پھر تیسری تکبیر کہے اور جنازہ کی دعا پڑھیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ضروری نہیں کہ صرف ایک ہی دعا پڑھیں بلکہ متعدد دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں۔ پھر امام چوتھی تکبیر کہہ کر دایاں ہاتھ چھوڑ کر دائیں جانب سلام پھیرے۔ پھر بایاں ہاتھ چھوڑ کر بائیں جانب سلام پھیرے۔ بعض لوگ ہاتھ باندھے ہوئے سلام پھیرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ پھر لوگ صفیں توڑ کر امام صاحب کے قریب حلقہ بنا کر کھڑے ہوں۔ اور فاتحہ شریف ایک بار۔ قل شریف تین بار سورۃ فلق ایک بار۔ اور سورۃ الناس ایک بار پڑھیں اور جس جس نے قرآن پڑھا ہو وہ امام صاحب کی ملک میں دے دے۔ پھر امام صاحب بآواز بلند ان اذکار کا ثواب جملہ مومنین و مومنات کو بالعموم اور حاضر میت کو بالخصوص پہنچائے اور قبر میں اس کی کامیابی اور آخرت کی منزلوں میں کامرانی کی دعا مانگے۔

حیلہ اسقاط کا طریقہ

نماز جنازہ کے بعد اشیاء حیلہ پر یہ الفاظ حیلہ پڑھے جائیں۔

کل حق من حقوق اللہ تعالیٰ من الفرائض والواجبات والكفارات والمنہورات
وغیرہا مما وجبت فی ذمۃ هذا المیت المتوفی عنه فالان عاجز عن اداء

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فاعطيتك هذا المصحف الشريف مع هذه النقودات المالية في حيلة الاسقاط
رجاء من الله تعالى ان يغفر له ۵ پھر میت کی بخشش کی دعا کی جائے۔

میت نہلانے کی فضیلت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میت کو نہلائے اور اسے خوشبو لگائے اور اسے کندھا دے اور اس پر جنازہ کی نماز پڑھے اور میت کا کوئی عیب دیکھے اور اسے ظاہر نہ کرے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جیسے وہ اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا (صحیح بیہاری ص ۹۱ ج ۴)

میت کفنہ کے کا ثواب

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص میت کو نہلائے پھر اس کی باتوں کو پوشیدہ رکھے تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جو شخص میت کو کفن دے اللہ اسے سندس اور استبرق کا لباس پہنائے گا۔ (صحیح بیہاری ص ۹۱ ج ۴)

جنازہ کے پیچھے چلنے کا ثواب

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پانچ عمل ہیں جو شخص ان کو ایک ہی دن میں کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اہل جنت میں لکھ دیتا ہے مریض کی عیادت کرنا جنازہ میں حاضری دینا۔ روزہ رکھنا۔ جمعہ پڑھنے کو جانا۔ اور گردن آزاد کرانا۔ (صحیح بیہاری ص ۸۰۹ ج ۴)

نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جنازہ پر حاضر رہا یہاں تک کہ اس نے اس پر نماز جنازہ پڑھی تو اس کے لئے ایک قیراط (کا ثواب) ہے۔ اور جو اس پر حاضر رہا یہاں تک کہ وہ دفنایا گیا تو اس کے لئے دو قیراط (کا ثواب) ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کیا ہیں؟ فرمایا دو بڑے پہاڑ۔ (صحیح بیہاری ص ۸۲۰ ج ۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۴ محرم الحرام ۱۴۰۸ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسواں مقالہ

مسائل دفن کا مختصر بیان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين وعلى اله واصحابه اجمعين
امبا بعد برادر طریقت مولانا محمد محفوظ چشتی سلمہ ربہ الغنی نے دفن کے مسائل مختصراً لکھنے کا حکم دیا تو یہ رسالہ
مسائل دفن کا مختصر بیان " لکھنے کی سعادت حاصل کی جا رہی ہے۔ اللہ کریم اس دینی خدمت کو قبول فرمائے آمین۔

دفن کی ابتداء

حضرت ہانبل علیہ السلام پہلے انسان ہیں جن کو زمین میں دفن کیا گیا کیونکہ وہی سب سے پہلے
وفات پانے والے تھے (اشعۃ اللمعات ص ۶۹۱ ج ۱)

طریقہ دفن کی تعلیم

جب قانبل نے حضرت ہانبل کو شہید کر دیا تو وہ دفنانا نہیں جانتا تھا۔ تین دن تک ان کی لاش اپنی پیٹھ پر
اٹھائے پھرتا رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس کے پاس دو کوئے بھیجے جو آپس میں لڑنے لگے۔ آخر کار ایک کوئی
مر گیا تو دوسرے نے اپنے بچوں اور چونچ سے زمین پر گڑھا کھودا اور مردہ کوئے کی لاش کو اس میں رکھ کر
مٹی ڈالی۔ قانبل یہ دیکھ کر حیران ہوا اور اس نے کوئے کی اس فراست سے دفن کا طریقہ سیکھا جیسا کہ یہ
واقعہ قرآن مجید سورہ بقرہ میں مذکور ہے۔

قبر کس جگہ بنانی چاہیے

میت دفنانا فرض کفایہ ہے۔ اگر سب چھوڑ دیں تو سب کے سب لوگ گناہگار ہوں گے اور اگر بعض دفن کر
دیں تو سب گناہ سے بچ جائیں گے۔

اگر کوئی شخص بحری جہاز میں فوت ہو جائے اور خشکی تک پہنچنے میں اس کی لاش کے بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو
اسے غسل دیں، کفن پہنائیں، نماز جنازہ پڑھیں اور اس کے جسم کے ساتھ کوئی بھاری شے مثلاً پتھر وغیرہ
باندھ کر اسے سمندر برو کر دیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳۶)۔

قبر زمین کے اندر کھودنا ضروری ہے۔ سطح زمین پر میت کو رکھ کر اس پر بند عمارت بنادینے سے تدفین کا فرض
ادا نہیں ہوتا۔ (رد المحتار ص ۶۵۹ ج ۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میت گھر میں دفنانا مکروہ ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفنایا جائے۔ (مراتی الفلاح ص ۳۳۶)

مسلمان میت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفنانا چاہیے۔ بعض لوگ اپنی ذاتی زمین میں اپنے کسی رشتہ دار کی اگلی دگلی قبر بنادیتے ہیں اور بعض اپنی مسجد یا مدرسہ کے قرب میں قبر بنادیتے ہیں یہ خلاف اولیٰ ہے۔ (شامی ص ۶۶۰ ج ۱)۔

مسجد کے صحن میں مسجد کی تعمیر کے بعد بانسی مسجد کے وارثوں یا دوسرے لوگوں نے قبر بنالی تو وہ قبر محض ظلم ہے اور اس کا باقی رکھنا ظلم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۴ ج ۴)۔

ہاں اگر مسجد کی تعمیر سے پہلے بعض جگہ قبروں کے لیے مخصوص کر دی جائے تو اس میں حرج نہیں۔ واللہ اعلم۔ میت کو صالحین کے قریب دفن کرنا چاہیے کہ اُن کے قرب کی برکت اسے شامل ہوتی ہے۔ معاذ اللہ مستحق عذاب ہوتا ہے تو وہ شفاعت کرتے ہیں اور وہ رحمت کہ ان پر نازل ہوتی ہے اسے بھی گھیر لیتی ہے۔ حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اپنے اموات کو اچھے لوگوں کے درمیان دفن کرو (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۳ ج ۴)۔

اور اگر صالحین کا قرب میسر نہ ہو تو اس کے عزیزوں، قریبوں کے قریب دفن کریں کہ جس طرح دنیا کی زندگی میں آدمی اپنے اعزاء کے قرب میں خوش اور ان کی جدائی سے ملول ہوتا ہے اسی طرح وہ بعد موت بھی (فتاویٰ رضویہ ص ۱۰۳ ج ۴)۔

دوسرے کی زمین میں بلا اجازت میت دفن کرنا حرام ہے ہاں اگر کسی شخص نے اپنی کچھ زمین قبرستان کے لیے وقف کر دی ہو تو اب اس سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ اگر میت نے وصیت کی ہو کہ میری قبر فلاں جگہ بنائی جائے تو اس کی وصیت کو پورا کرنا بہتر ہے۔

قبر نہ راستہ میں بنائی جائے اور نہ پانی گزرنے کی جگہ میں کہ پہلی صورت میں لوگ اس کی بے حرمتی کریں گے اور دوسری صورت میں قبر بیٹھنے کا اندیشہ ہے۔

مستحب یہی ہے کہ جس جگہ فوت ہوا ہو اسی جگہ کے قبرستان میں دفن کر دیا جائے اگرچہ وہ وہاں سفر یا مہمانی کی حالت میں تھا اور اگر اسے دوسرے شہر کی طرف نکال کر لے جائیں تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۶۷ ج ۱)۔

قبر کیسی ہونی چاہیے؟

قبر دو قسم کی ہے۔ لحد اور شق۔ لحد یہ ہے کہ قبر کھود کر اس کی قبلہ والی دیوار میں میت رکھنے کی جگہ بنائی جائے اور شق یہ ہے کہ قبر سیدھی کھودی جائے جیسا کہ عموماً ہمارے علاقوں میں رائج ہے۔

لحد بنانا سنت ہے بشرطیکہ زمین سخت ہو ورنہ شق بنانے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ قبر کی لمبائی میت کے قد کے برابر ہو اور اس کی چوڑائی میت کے آدھ قد جتنی اور اس کی گہرائی نصف قد جتنی ہو اور بہتر یہ ہے کہ گہرائی بھی میت کے قد کے برابر ہو اور متوسط درجہ یہ ہے کہ وہ سینے کے برابر تک ہو۔ (شامی ص ۶۵۹ ج ۱)۔

اس سے مراد یہ ہے کہ لحد یا شق کی مقدار اتنی ہو یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنا شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔ (بہار شریعت ص ۱۶۰ ج ۴)۔

بہتر یہ ہے کہ قبر کو کشادہ کھودیں کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ قبریں کھودو اور انہیں کشادہ رکھو اور گہرا بناؤ اور انہیں اچھا کرو" (مشکوٰۃ باب الدفن)۔

قبر کو کنکروں اور خس و خاشاک سے پاک کرنا چاہیے۔ اور وہ ہموار ہونی چاہیے۔ قبر کے اس حصہ میں کہ میت کے جسم کے قریب ہے پکی اینٹیں لگانا مکروہ ہے اور اس کے باقی حصہ میں مکروہ نہیں اور اگر زمین نرم ہے اور پکی اینٹ ہی میسر ہے تو اب ساری قبر میں پختہ اینٹیں لگانے میں کوئی حرج نہیں (مراقی الفلاح ص ۳۳۵) بہتر یہ ہے کہ قبر کی دیواروں میں پختہ اینٹوں کے آگے کچی اینٹیں لگادی جائیں جیسا کہ امام اسماعیل زاہد نے اسے بیان فرمایا اور اسی کی وصیت بھی فرمائی تھی (طحاوی ص ۳۳۵)۔ قبر کی دیواروں میں بلاک یا پتھر لگانے میں کوئی حرج نہیں واللہ اعلم۔

اگر زمین نرم یا تر ہو تو تابوت میں میت دفنانے میں کوئی حرج نہیں اور بلا ضرورت مکروہ ہے (شامی ص ۶۵۹ ج ۱)۔ بہتر یہ ہے کہ تابوت کے فرش پر مٹی بچھا دیں اس کی چھت کو مٹی سے لیپ دیں اور پتلی پتلی کچی اینٹیں میت کے دائیں بائیں لگادیں تاکہ وہ تابوت مٹی کی قبر کے مشابہ ہو جائے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۶۶ ج ۱)۔

قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کہ اس میں مال کا ضیاع ہے۔ (ذریعہ ص ۶۵۹ ج ۱)۔ اور میت کے سر کے نیچے بکلیہ یا اینٹیں رکھ دینا بھی جائز نہیں۔ واللہ اعلم۔

متفرق مسائل

دو یا تین میت ایک ہی قبر میں دفن نہ کیے جائیں۔ ہاں اگر اس کی حاجت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہو تو حرج نہیں۔ اس صورت میں مردوں کو قبلہ کی جانب رکھیں۔ پھر ان کے بعد بچوں کو پھر خٹوں کو پھر عورتوں کو رکھیں اور ہر دو میت کے درمیان مٹی کی آڑ بنا دیں جیسا کہ محیط السرخسی میں آیا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۶۶ ص ۱)۔

اگر میت گھل سڑ کر مٹی بن چکا ہو تو اس کی قبر میں دوسرے میت کو دفنانا جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۶۷ ج ۱)۔ اگر میت دفنانے کے لیے جگہ نہ ملتی ہو تو پرانی قبر کی ہڈیاں ایک کونے میں اکٹھی کر کے مٹی کی آڑ بنائیں اور اس میں دوسرا میت دفن کریں۔ (شامی ص ۶۵۹ ج ۱)۔

اور فتاویٰ تارخانیہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص زندگی میں اپنے لیے قبر کھودے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسے اس پر اجر دیا جائے گا۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۱۶۶ ج ۱)۔

کسی دلی اللہ کا فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل کا سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے اور خواب کی بات خلاف شرع امور میں مسموع نہیں ہو سکتی۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۵ ج ۴)۔

کافر فوت ہو جائے تو وہ اس کے مذہب و ملت والوں کو دے دیا جائے کہ وہ جیسا چاہیں کریں اور اگر کفار نہ ملیں تو اسے جیلہ سگ کی طرح دفع عفونت کے لیے کسی گڑھے میں دبا دیں اور یہی حکم مرتد کا بھی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۳ ج ۴)۔

بد مذہب مدعی اسلام شخص فوت ہو جائے تو سنی صحیح العقیدہ لوگ اس کے کفن و دفن میں ہرگز ہرگز شامل نہ ہوں بلکہ اس کے ہم عقیدہ لوگ ہی اس کا گور و کفن کریں۔

مشرکین کا قبرستان اکھاڑ دیا گیا ہو اور اس کے آثار مٹا دیئے گئے ہوں تو وہاں مسلمان میت دفن کرنے میں حرج نہیں۔ (شامی ص ۶۵۹ ج ۱)۔

عورت کے لیے تابوت بنانا ہر حال میں مستحسن ہے کہ اس میں ستر زیادہ ہے اور غیر محرموں کے چھونے سے زیادہ حفاظت ہے۔ (شامی ص ۶۶۰ ج ۱)۔

میت قبر میں اتارنے کے مسائل

قبر کی تیاری اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے فوراً بعد میت دفن دینا چاہیے کہ اس کی حدیثوں میں تاکید آئی ہے دور کے رشتہ داروں کو منہ دکھلانے کے لیے زیادہ تاخیر خلاف مستحب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قبر میں اتارنے کے لیے طاق مردوں کا ہونا سنت ہے اور عند الضرورة جتنے اشخاص کی ضرورت ہوا تھے کام کریں اور طاقتور، تجربہ کار اور نیکو کار، دیانتدار اشخاص میت کو قبر میں اتارنے کا کام کریں۔ اگر دو محرم مرد نہ ہوں تو عورت کو قبر میں اتارنے کے لیے غیر محرم بھی کام کر سکتے ہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳۳)۔

میت اگر چہ عورت ہو اسے قبر میں اتارنے کے لیے عورتیں نہ کام کریں۔ اور نہ ہی اس کا جنازہ اٹھانے کا کام عورتیں کریں۔ (مراقی الفلاح ص ۳۳۳)۔

میت کو قبر میں اتارنے کے لیے ایک شخص اس کا سر اٹھائے دوسرا کمر اور تیسرا اس کے پاؤں۔ کمر میں عمامہ ڈالنا چاہیے تاکہ اتارنے میں آسان ہو۔ واللہ اعلم۔

میت کو قبلہ کی جانب سے اتاریں۔ یہ اس وقت سے ہے کہ قبلہ کی جانب دیوار یا درخت یا جھاڑی وغیرہ نہ ہو ورنہ دوسری جانب سے اتارنے میں بھی حرج نہیں (طحاوی ص ۳۳۳)۔

بہتر یہ ہے کہ قبر میں اتارنے والے اشخاص با وضو ہوں واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت کو قبر میں اتارنے والے یہ دعا پڑھیں۔ بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملۃ رسول اللہ۔ (شامی ص ۶۶۰ ج ۱) اگر یہ دعا سب حاضرین بھی پڑھیں تو زیادہ مناسب ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

قبر میں میت کو دائیں کروٹ پر لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کو کریں۔ اگر اس کی پیٹھ کے پیچھے مٹی کی معمولی سی ڈھیری بنا کر اسے قبلہ رخ کریں کہ اس کا سارا بدن قبلہ کو راہ ہو تو بہتر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱۸ ج ۴)۔

میت کو اس طرح نہ لٹائیں کہ اس کا رخ قبلہ سے پھرا ہوا ہو۔ بلکہ اگر غلطی سے اسے ایسے دفن کر دیں اور ہنوز اس پر مٹی نہیں ڈالی گئی ہے تو تختے ہٹا کر اس کا رخ قبلہ کو کریں اور اگر مٹی ڈال دینے کے بعد یاد آئے تو اب قبر نہ کھودیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

میت کو اوندھانہ لٹائیں اور نہ اسے قبر کی مشرقی دیوار کا سہارا دے کر لٹائیں اور نہ اسے بٹھا کر دفنائیں کہ یہ سب باتیں خلاف سنت ہیں واللہ اعلم۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کی گرہیں کھول دیں۔ اور اگر نہ کھولیں تو بھی حرج نہیں۔ (جوہرہ فیرہ) میت کے کفن کی گرہیں کھولنے والا شخص یہ دعا پڑھے اللہم لا تحرمنا اجرہ ولا تفتنا بعده (طحاوی ص ۳۳۳) بہتر یہ ہے کہ کمر کی گرہ نہ کھولیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا "میت کے سر کی گرہ کھول اور اس کے دونوں پاؤں کی گرہ کھول" (مراقی الفلاح ص ۳۳۳)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سواگر کمر کی گرہ کھولنا بھی مقصود ہوتا تو آپ اسے بھی ذکر فرماتے واللہ اعلم بالصواب۔
میت کے کفن پر کلمہ شہادت وغیرہ لکھنا جائز اور اس کی نجات کا ذریعہ ہے۔ یونہی اس کے کفن میں عہد نامہ رکھنا یا بزگوں کے تبرکات رکھنا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ عہد نامہ قبر کی مغربی جانب کی دیوار میں طاقچہ کھود کر اس میں رکھیں۔

میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس پر عطر چھڑکنا بزگان دین سے منقول نہیں۔ اس سے بچنا چاہیے (طحطاوی ص ۳۳۳)
عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختہ لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ بارش وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے۔ عورت کے جنازہ پر بھی پردہ کریں۔
قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے۔ تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کریں صندوق کا بھی یہی حکم ہے (بہار شریعت ص ۱۶۱ ج ۲)۔

قبر پر مٹی ڈالنے کے مسائل

قبر کو مٹی سے بھر دینا سنت متوارثہ کے خلاف ہے بلکہ تختے لگا کر مٹی ڈالیں اور کوہان کی صورت میں قبر بنائیں تختے لگانے کے بعد مٹی ڈالی جائے اور مستحب یہ ہے کہ پہلے سر ہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ اور پہلی بار کہیں منھا خلقناکم اور دوسری بار کہیں و فیہا نعیدکم اور تیسری بار کہیں و منها نخرجکم نارۃً اخری (جوہرہ تیرہ ص ۱۳۲ ج ۱)۔

مٹی ہاتھ یا گھر پی یا پھوڑے، نیچے وغیرہ جس چیز سے بھی ممکن ہو قبر پر ڈالیں (مراقی الفلاح ص ۳۳۵)
جتنی مٹی قبر سے نکلی ہو اتنی ہی ڈالیں زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق ص ۱۹۴ ج ۱)
قبر چوکھوٹی نہ بنائیں بلکہ اس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے۔ (مراقی ص ۳۳۵)
قبر ایک بالشت اونچی ہونی چاہیے یا کچھ خفیف زیادہ (مراقی الفلاح)
علماء و سادات کی قبور پر قبہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر رکھی ہو اوپر سے پختہ تو حرج نہیں۔ (در مختار ص ۶۶۲)۔

اگر ضرورت ہو تو نشان کے لیے قبر پر کچھ لکھ سکتے ہیں مگر ایسی جگہ نہ لکھیں کہ بے ادبی ہوتی ہو۔
(بحر الرائق ص ۱۹۴ ج ۱)۔

عوام کی قبر پر بلا فائدہ عمارت تعمیر کرنا منع ہے ہاں عمارت شدہ مکان میں دفنانے میں کراہت نہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(طحاوی ص ۳۳۵)۔

بعض جگہوں میں رواج ہے کہ قبر پر پتھر رکھ دیتے ہیں تاکہ قبر بے نشان نہ ہو یا اُسے کوئی نہ کھودے اس میں کوئی حرج نہیں۔

قبر لینے یا اُسے چونہ لگانے میں فقہائے حنفیہ کا اختلاف ہے اور مختار قول یہ ہے کہ اس میں حرج نہیں ہے۔ (طحاوی)

ہمارے علاقہ میں لوگوں کا دستور ہے کہ وہ دس محرم کے دن اپنے رشتہ داروں کی قبور پر تازہ مٹی ڈالتے ہیں یہ بہتر ہے واللہ اعلم۔

میت کو دفنانے کے بعد جب لوگ قبرستان سے رخصت ہونے لگیں تو قبر کے سرہانے بلند آواز سے آذان دینا بہتر ہے (وصایا امام اعلیٰ حضرت بریلوی)

مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورہ بقرہ کا اوّل آخر پڑھیں۔ سرہانے آلم سے ہم المفلحون تک اور ہائنتی امن الرسول سے ختم سورت تک پڑھیں۔ (جوہرہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک رکنا مستحب ہے کہ جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے کہ ان کے رہنے سے میت کو اُنس ہوگا اور وہ نکرین کا جواب دینے میں وحشت نہ پائے گا اور وہ اتنی ذریعہ تلاوت قرآن کریں یا میت کی مغفرت کی دُعا مانگیں یا استغفار کریں۔ اور یہ دُعا کریں کہ میت سوال نکرین کے جواب میں ثابت قدم رہے (جوہرہ ص ۱۳۳ ج ۱)۔

دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا اہل سنت کے نزدیک مشروع ہے اور یہ جو اکثر کتابوں میں ہے کہ تلقین نہ کی جائے یہ معتزلہ کا مذہب ہے کہ انہوں نے ہماری کتابوں میں یہ اضافہ کر دیا۔ (شامی ص ۶۲۸ ج ۱)۔

قبر پر پھول ڈالنا بہتر ہے کہ جب تک وہ تر رہیں گے تسبیح کریں گے اور میت کا دل پہلے گا۔ یونہی جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے میں حرج نہیں (بہار شریعت ص ۱۶۷ ج ۴)۔

قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہیں چاہیے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو اُنس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع ہوتا ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۶۷ ج ۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۴ ربیع الاول ۱۴۰۸ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چوبیسواں مقالہ

عاشوراء کے فضائل و معمولات

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين. اما بعد۔ اس مختصر رسالہ میں ہم نے عاشوراء کی عبادات کے فضائل کو جمع کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین۔

عاشوراء کی وجہ تسمیہ

محرم الحرم اسلامی سال (سن ہجری) کا پہلا مہینہ ہوتا ہے۔ یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں شامل ہے۔ حرمت والے چار مہینے ہیں۔ رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم۔ محرم الحرام کی دسویں تاریخ کا نام یوم عاشوراء ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ کے بارہ میں سید الاولیاء والاغواث سیدنا غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مستطاب غیۃ الطالبین جلد دوم ص ۵۵ میں فرماتے ہیں۔ "عاشوراء کی وجہ تسمیہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ اس دن کو عاشوراء کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ محرم کا دسواں دن ہے اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس دن میں دس بھلائیاں ہیں اس وجہ سے اس کا نام عاشوراء رکھا گیا ہے (۱) اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔ (۲) اس دن میں حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔ (۳) اس دن میں حضرت نوح علیہ السلام کا سفینہ جو دی پہاڑ کی چوٹی پر ٹھہرا۔ (۴) اس دن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن خلیل بنائے گئے اور اسی دن میں نارنرود سے آپ کو نجات ملی۔ (۵) اس دن حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور اس دن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا کیا گیا۔ (۶) اس دن میں حضرت ایوب علیہ السلام کو شفا ملی۔ (۷) اس دن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سمندر سے پار کیا گیا اور فرعون کو غرق کیا گیا (۸) اس دن میں حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے۔ (۹) اس دن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر تشریف لے گئے۔ (۱۰) اس دن میں عالم ارواح میں سرکار مدینہ تاجدار عرب و عجم کا ظہور ہوا۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت مئی ۱۹۹۸ء زیر عنوان "فضائل عاشوراء" تحریر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری۔ ص ۳۹)

واقعات عاشوراء

امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں یوم عاشوراء کی فضیلت میں بہت سے واقعات پائے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گئے ہیں۔ ان میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی (۲) اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن میں جنت میں داخل ہوئے (۳) اس دن میں عرش۔ کرسی۔ آسمان۔ زمین۔ سورج۔ چاند۔ ستارے اور جنت پیدا کیے گئے۔ (۴) اس دن میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور انہیں اسی دن نارنمرود سے نجات ملی (۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کو اسی دن نجات ملی اور فرعون اور اس کے ساتھی غرق ہوئے (۶) اس دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن آسمانوں کی طرف اٹھائے گئے (۷) اسی دن حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا (۸) اس دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑی پر ٹھہری (۹) اس دن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی بخشی گئی (۱۰) اس دن حضرت یونس مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے (۱۱) اسی دن حضرت یعقوب کی بصارت لوٹائی گئی (۱۲) اس دن حضرت یوسف گڑھے سے نکالے گئے (۱۳) اس دن حضرت ایوب کی بیماری دور کی گئی اور آسمانوں سے زمین پر پہلی بارش اسی دن بری۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۸)

یوم عاشوراء ہمیشہ سے معظم چلا آرہا ہے

شیخ تقی الدین حلبی لکھتے ہیں۔ ولسم یزل یوم عاشوراء معظما عند اہل الاسلام حتی اتفق فیہ قتل الحسین رضی اللہ عنہ وکثیر من اہل البیت فسمعوا ان بنی امیہ اتخذوہ عیداً یتزینون فیہ واقاموا الضیافات فاتخذتہ الشیعۃ یوم عزاء ینوحون فیہ ویجتنبون الزینۃ۔

مسلمانوں کے نزدیک عاشوراء کا دن ہمیشہ سے قابل تعظیم چلا آرہا ہے۔ یہاں تک کہ اس دن میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور بہت سے اہل بیت کی شہادت کا واقعہ اتفاقاً پیش آیا بنی امیہ اس دن کو عید کا دن منانے اور ضیافتوں کا اہتمام کرنے لگے تو شیعہ لوگوں نے اس دن کو ماتم کا دن قرار دیا اور وہ اس میں نوحہ اور آہ و بکاہ کرنے لگے اور زینت سے اجتناب کرنے لگے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۱۰۳)

شب عاشوراء کی فضیلت

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص سال کی ان پانچ راتوں میں عبادت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں محافظت کرے ان کے ثواب کی امید پر اور ان کے وعدہ کی تصدیق پر تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ رجب کی پہلی رات میں بیداری کرے اور اس دن کا روزہ رکھے۔ عید الفطر اور عید البقر کی راتوں کا قیام کرے اور ان کے دنوں کا روزہ نہ رکھے شعبان کی پندرہویں رات میں قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے اور دس محرم کی رات کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے۔

(غنیۃ الطالبین جلد اول ص ۱۷۹)

(۲) اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
من احیا لیلۃ عاشوراء احیاہ اللہ تعالیٰ ماشاء۔ جو شخص شب عاشوراء کو زندہ کرے یعنی اس میں عبادت کے ساتھ قیام کرے تو اللہ اسے جب تک چاہے گا زندہ رکھے گا۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۵۴)

(۳) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وما من احد احیا لیلۃ عاشوراء واصبح صائما مات ولم یدر بالمو ت اور جو شخص عاشوراء کی رات میں شب بیداری کرے اور روزہ کے حال میں صبح کرے تو وہ اس حال میں مرے گا کہ اسے موت کا احساس نہ ہوگا۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۵۴)

شب عاشوراء کے نوافل

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مضمون "فضائل عاشوراء" میں لکھتے ہیں شب عاشوراء میں بارہ رکعت دو دو رکعت کی نیت سے پڑھے۔ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ۱۸ مرتبہ مع تسمیہ قل هو اللہ پڑھے۔ بعد دو رکعت کے سلام پھیر کر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم مع بسم اللہ شریف ستر بار پڑھے پھر سجدہ میں دونوں ہاتھ اٹھ کر یعنی آسمان کے رخ پر کئے ہوئے استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اصلح التوبۃ مع بسم اللہ ستر بار پڑھے۔ پھر اللہم صل علی سیدنا محمد و علی الہ و سلم۔ ستر مرتبہ پڑھے اسی طرح بارہ رکعت ختم کرے۔ نوافل شب عاشوراء کی دوسری ترکیب یہ ہے کہ چھ رکعت کی نیت سے پڑھے اس طرح سے کہ پہلی رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ الشمس، دوسری رکعت میں سورۃ القدر اور تیسری رکعت میں سورۃ الزلزال اور چوتھی رکعت میں سورۃ الاخلاص، پانچویں رکعت میں سورۃ الفلق اور چھٹی رکعت میں سورۃ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الناس مع بسم اللہ شریف پڑھے پھر سرسجدہ میں رکھ کر قل یا ایہا الکافرون چار بار پڑھ کر بتو سل شہید کر بلا اپنی مراد طلب کرے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ مئی ۱۹۹۸ ص ۴۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس شب کے نوافل کی یہ ترکیب مروی ہے کہ چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ شریف ایک بار، سورہ زلزال ایک بار، سورۃ الکافرون ایک بار اور سورۃ اخلاص ایک بار پڑھے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ درود شریف پڑھے۔

(غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۵۴)

صوم عاشوراء کی فضیلت

(۱) مسلم و ابوداؤد و ترمذی و نسائی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا افضل الصیام بعد رمضان شہر اللہ المحرم۔ رمضان کے بعد افضل روزہ اللہ کے مہینے محرم کا ہے (مشکوٰۃ باب صیام التطوع۔ جلد اول ص ۱۶۰)

(۲) شیحین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا۔ ما رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتحرى صیام یوم فضله علی غیرہ الا ہذا الیوم عاشوراء میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دن کے روزہ کو دوسرے کسی دن کے روزہ پر فضیلت دے کر جستجو فرماتے ہوئے نہیں دیکھا مگر اس دن کو یعنی عاشوراء کے دن کو۔ (مشکوٰۃ۔ جلد اول ص ۱۶۰)

(۳) صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشوراء کے دن روزہ دار پایا۔ پوچھا یہ کونسا دن ہے کہ تم اس کا روزہ رکھتے ہو؟ وہ بولے۔ ہذا یوم عظیم انجی اللہ فیہ موسیٰ علیہ السلام و قومہ و غرق فرعون و قومہ فصامہ موسیٰ شکر الفتح نصومہ۔ یہ عظمت والا دن ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو ڈبو دیا سو موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اس دن کا روزہ رکھا تو ہم بھی یہ روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا فنحن احق واولیٰ بموسى منکم۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کی موافقت کرنے میں یہ نسبت تمہارے ہم زیادہ حق دار اور زیادہ قریب ہیں۔ راوی کہتے ہیں۔ فصامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و امر بصیامہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مشکوٰۃ - حصہ اول ص ۱۶۲)

(۴) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وصیام یوم عاشوراء احتسب علی اللہ ان یکفر السنۃ التی قبلہ مجھے اللہ پر یقین ہے کہ عاشوراء کا روزہ ایک سال کے گزشتہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے (مشکوٰۃ - جلد اول ص ۱۶۱)

(۵) حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں عاشوراء کے روزہ رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور ترغیب بھی فرماتے پھر جب رمضان کے روزے فرض کیے گئے تو آپ نے ہمیں اس دن کا روزہ رکھنے کا نہ حکم دیا اور نہ اس سے منع فرمایا اور نہ اس کا تاکید کی دی حکم دیا۔

(مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۶۲)

(۶) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چار کام کبھی ترک نہ کرتے تھے۔ عاشوراء کے دن کا روزہ۔ ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں کے روزے۔ ہر مہینے کے تین روزے اور فجر کے فرضوں سے پہلے دو رکعتیں۔ رواہ نسائی (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۶۲)

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بنی اسرائیل پر سال کے ایک دن یعنی عاشوراء کا روزہ فرض کیا گیا اور تم اس دن کا روزہ رکھو اور اس دن میں اپنے اہل و عیال کے خرچہ میں کشا دگی کرو اور جو شخص اس دن اپنے اہل و عیال کے خرچہ میں کشا دگی کرے اللہ سارے سال اس پر کشا دگی کرتا ہے و من صام هذا الیوم کان له کفارة اربعین سنة۔ اور جو شخص اس دن کا روزہ رکھے یہ روزہ اس کے چالیس سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۴)

(۹) بعض سلف صالحین سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ جو شخص یوم زینت یعنی عاشوراء کے دن کا روزہ رکھے وہ سال کے روزوں میں سے جو روزے فوت ہوں گے ان کو پالے گا۔ جو اس دن میں صدقہ دے وہ سال کے صدقہ میں سے جو کچھ فوت ہو گا اسے پالے گا۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۴)

نویں محرم کا روزہ

(۱) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشوراء

کاروزہ رکھا اور اس دن کے روزہ کا حکم دیا تو لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ انہ یوم یعظمہ الیہود والنصارى۔ یا رسول اللہ۔ عاشوراء کا دن وہ ہے جس کی تعظیم یہود و نصاریٰ کرتے ہیں۔ فرمایا۔ لئن بقیت الی قابل لا صوم من التاسع اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں نویں محرم کا روزہ ضرور رکھوں گا۔ رواہ مسلم (مشکوٰۃ۔ جلد اول۔ ص ۱۶۰)

(۲) اور انہی کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ صوموا یوم عاشوراء و خالفوا فیہ الیہود و صوموا قبلہ یوما و بعدہ یوما۔ عاشوراء کے دن کا روزہ رکھو اور اس کے اندر یہود کی مخالفت کرو اور وہ (اس طرح سے کہ) اس سے پہلے ایک دن کا روزہ رکھو یا اس کے بعد ایک دن کا روزہ رکھو۔ رواہ احمد و ابی نعیم و صحیحہ السیوطی۔ (جامع صغیر۔ جلد دوم۔ ص ۴۷)

گیارہویں محرم کا روزہ

مندرجہ بالا دوسری روایت سے معلوم ہوا کہ یہود و نصاریٰ کی مخالفت کرنے کے لیے جس طرح نویں محرم کا روزہ رکھا جاسکتا ہے اسی طرح اس غرض کے حصول کے لیے گیارہویں محرم کا روزہ بھی رکھا جاسکتا ہے۔ امام غزالی لکھتے ہیں۔ و صامہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل الهجرة و لما دخل المدینہ اکد طلبہ قال صلی اللہ علیہ وسلم فی آخر عمرہ الشریف ان عشت الی قابل لا صوم من التاسع والعاشر فانقل الی الرفیق الا علی من عامہ ولم یصم غیر العاشر لکنہ رغب فیہ و فی صوم التاسع والحادی عشر بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموا قبلہ یوما و بعدہ یوما و خالفوا سنة الیہود ای حیث افرد وہ بالصوم۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے عاشوراء کے دن کا روزہ رکھا اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوئے تو آپ نے اس کی تاکید فرمائی یہاں تک کہ آپ نے اپنی عمر کے آخری ایام میں فرمایا اگر میں اگلے سال تک زندہ رہا تو میں ضرور نویں محرم اور دسویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔ آپ نے نویں محرم اور دسویں محرم کے روزوں کی ترغیب دی اور فرمایا دسویں محرم سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو یعنی وہ دسویں محرم کا ہی روزہ رکھتے ہیں تو تم دسویں محرم کے ساتھ نویں محرم یا گیارہویں محرم کے روزے بھی رکھو (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۹)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عاشوراء کا روزہ سنت ہے

مندرجہ بالا احادیث متبرکہ کی بناء پر ہمارے حنفی فقہاء نے عاشوراء کے روزہ کو سنت قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام شرنبلالی لکھتے ہیں۔ واما القسم الثالث وهو المسنون فهو صوم يوم عاشوراء فانه يكفر السنة الماضية مع صوم التاسع لصومه العاشر وقال لئن بقيت الى قابل لا صوم من التاسع۔ اور روزہ کی تیسری قسم مسنون روزہ ہے۔ اور وہ محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ ہے جبکہ اس کے ساتھ نویں محرم کا روزہ بھی رکھا جائے۔ یہ دو روزے گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں کیونکہ دسویں محرم کا روزہ تو خود رسول اللہ ﷺ نے رکھا اور نویں محرم کے روزہ کے بارہ میں فرمایا۔ اگر آئندہ سال تک زندگی نے وفا کی تو میں نویں محرم کا روزہ رکھوں گا۔ (مراقی الفلاح ص ۴۲۵)

تنہا عاشوراء کا روزہ مکروہ تنزیہی ہے

امام شرنبلالی لکھتے ہیں۔ واما القسم السادس وهو المكروه فهو قسمان مكروه تنزيها ومكروه تحريما الاول الذي كره تنزيها كصوم يوم عاشوراء منفردا عن التاسع او عن الحادي عشر۔ اور چھٹی قسم کا روزہ مکروہ ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی۔ مکروہ تنزیہی روزوں میں سے ایک دسویں محرم کا وہ روزہ ہے جس کے ساتھ نہ نویں محرم کا روزہ رکھا جائے اور نہ گیارہویں محرم کا۔ (مراقی الفلاح ص ۴۲۶)

یوم عاشوراء کے نوافل

سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو شخص عاشوراء کے دن میں چار رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پچاس بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس گزشتہ سالوں اور پچاس آئندہ سالوں کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور اللہ اس کے لیے ملاء اعلیٰ میں ایک ہزار نورانی محلات بناتا ہے (فتیۃ الطالبین ج ۶۔ ص ۵۴)

اہل و عیال پر وسعت رزق

عاشوراء کے دن اپنے اہل و عیال پر رزق کی وسعت کرنا سارے سال میں رزق کی وسعت و فراوانی کا سبب ہوتا ہے چنانچہ شیخ تقی الدین حلی لکھتے ہیں۔ وروی شعبۂ عن ابی الزبیر عن جابر مرفوعاً من وسع علی نفسه و اہله یوم عاشوراء و وسع اللہ علیہ سائر سنتہ قال جابر و ابو الزبیر و شعبۂ جربناہ و وجدناہ کذلک۔ شعبۂ نے ابوالزبیر سے اور انہوں نے حضرت جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو شخص عاشوراء کے دن اپنے اوپر اور اپنی اہل و عیال کے اوپر رزق میں وسعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال میں وسعت فرمائے گا۔ اس روایت کے راوی شعبۂ، ابوزبیر اور جابر تینوں فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بات کا تجربہ کیا تو اسے ایسے ہی پایا۔

(نزهۃ الناظرین ص ۱۰۲)

قلت و قال المحقق علی الاطلاق الدہلوی رحمة اللہ علیہ و ظاہر کلام البیہقی ان حدیث التوسعة حسن علی رای غیر ابن حبان ایضاً فانہ رواہ من طرق عن جماعة من الصحابة مرفوعاً ثم قال و هذه الاسانید وان كانت ضعيفة لكنها اذا ضم الي بعض احداث قوة (ما ثبت بالسند ۲۰)

سرمہ ڈالنا

عاشوراء کے دن آنکھوں میں سرمہ ڈالنا سارے سال میں آنکھیں نہ دکھنے کا سبب بنتا ہے چنانچہ شیخ محمد سخاوی کتاب مقاصد الحسنہ میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من اکتحل بالائمد یوم عاشوراء لم تر مد عینہ ابدًا۔ جو شخص عاشوراء کے دن اپنی آنکھوں میں کالا سرمہ ڈالے گا اسکی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ رواہ الحاکم والبیہقی فی الشعب والدیلمی من حدیث جابر عن ضحاک عن ابن عباس مرفوعاً۔ (ما ثبت بالسند ص ۲۲) شیخ عبدالرحمن اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ قال النسفی ای لم تر مد عینا قلبہ۔ امام نسفی نے کہا ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کے دل کی دونوں آنکھیں نہ دکھیں گی۔ (نزهۃ المجالس جلد اول ص ۱۷۴)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کھچڑا پکانا

شیخ عبدالرحمن صفوری لکھتے ہیں کہ میں نے کتاب المورد العذاب میں لکھا ہوا یہ دیکھا ہے کہ جب عاشوراء کے دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جو دی پہاڑی پر ٹھہری تو آپ نے حکم دیا کہ تمہارے پاس جو کھانے موجود ہیں انہیں جمع کرو۔ پس کوئی مٹھی بھر جو لے آیا۔ کوئی چاول۔ کوئی گندم۔ کوئی باقلا اور کوئی مسور کی دال۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان سب کو اکٹھا پکاؤ تو تمہیں سلامتی عطا ہوگی۔ فمن ذلک الیوم اتخذ المسلمون طعام الحبوب سو اس دن سے مسلمانوں نے عاشوراء کے دن کھچڑا پکانے کی رسم اختیار کی۔ (نزہۃ المجالس۔ حصہ اول۔ ص ۱۷۵)

شہید کر بلا کی محفلیں منعقد کرنا

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔ مسلمان عاشوراء کے دن شہید کر بلا کا ان کے ایثار و اخلاص کا، ان کی اولوالعزمی ثابت قدمی کا، ان کی حق کوشی ناحق کشی کا ذکر کرتے ہیں۔ شہادت کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ اہل بیت کی حمایت اور دین و ملت کا عجیب و غریب منظر دکھایا جاتا ہے۔ یہ مجالس دراصل ذکر الہی کی مجالس ہیں۔ جو اعلیٰ موعظت و تذکیر پر مشتمل ہوتی ہیں ان مجالس میں شامل ہونے سے قلب میں رقت اور اعمال صالحہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ ایسی مجالس کا منعقد کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔

(فتاویٰ صدزالافاضل ص ۳۲۵)

واقعہ کا بلا کا بیان

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین ابن الجبر الہیتمی المصری نے کتاب الصواعق المحرقة میں فرمایا۔ اعلم ان ما اصاب به الحسين رضي الله تعالى عنه في عاشوراء المأهول بالشهادة الدالة على مزيد خطرتة ورفعة درجته عند ربه والحاقه بدرجات اهل البيت الطاهرين فمن ذكر ذلک الیوم مصاب به لا ينبغي ان يشتغل الا بالاسترجاع امتثالاً لا مراحمراً از المار به الله تعالى عليه بقوله اولئك عظم صلوات من ربهم ورحمته واولئك هم المهتدون۔ خبردار حضرت امام

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حسین رضی اللہ عنہ پر یوم عاشوراء جو مصائب پیش آئے وہ درحقیقت آپ کی شہادت ہے۔ جو عند اللہ آپ کے علو مرتبہ و رفعت و رجبہ کی دلیل ہے۔ لہذا جو شخص اس دن کے مصائب و آلام کا تذکرہ کرے اس پر یہی مناسب ہے کہ وہ حکم خداوندی بجالاتے ہوئے صرف انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھے تاکہ اللہ تعالیٰ نے اس پر جو ثواب مرتب فرمایا ہے وہ اسے حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یہی تو وہ حضرات ہیں جن پر ان کے رب کی جانب سے رحمت ہے اور یہی تو وہ حضرات ہیں جو ہدایت پاتے ہیں (ما ثبت بالنسب ص ۱۶)

رافضیوں کی محفل سے اجتناب لازم ہے

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں۔ ہاں کیا چیز ممنوع ہے۔ مجالس روافض کی شرکت، ان کے مرثیوں کو پڑھنا۔ ان کے بیانون کا سننا، غلط اور توہین آمیز حکایتیں جو روافض وغیرہ کی بنائی ہوئی ہیں ان کو سننا سنانا اور وہابیوں کے ان وعظوں میں شریک ہونا جن میں مجالس متبرکہ پر روافض کی طرح تبرک کیا جاتا ہے اور امور خیر کو بدعت بنا کر خلق کو نیکیوں سے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ غرض اہل سنت پر دونوں (ردافض و وہابیہ) سے بچنا لازم ہے کہ رافضی سے بھی اور وہابی خارجی سے بھی بچیں۔ یہ دونوں گمراہ اور افراط و تفریط میں مبتلاء ہیں اعاذنا اللہ تعالیٰ من شرورہم" (فتاویٰ صدر الافاضل ص ۳۲) اور اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ سے پوچھا گیا کہ مجلس مرثیہ خوانی اہل تشیع میں اہل سنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ نے جواب فرمایا۔ حرام ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من کثر سواد قوم فہو منہم (جو شخص کسی قوم کی تعداد بڑھائے وہ اسی سے ہے)۔ وہ بد زبان ناپاک لوگ اکثر تبرک جاتے ہیں اس طرح سے کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اور متواتر سنا گیا ہے کہ وہ سنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اس میں نجاست ملاتے ہیں۔ اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ، کلمات شنیعہ و ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی۔ اور یہ دیکھیں سنیوں کے اور منع نہ کر سکیں گے تو ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

(رسالہ اعلیٰ الافادہ فی تعزیر الہند و بیان الشہادہ مؤلفہ اعلیٰ حضرت بریلوی مطبوعہ مکتبہ حامد یہ گنج بخش روڈ نزد چوک بازار داتا صاحب۔ لاہور)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

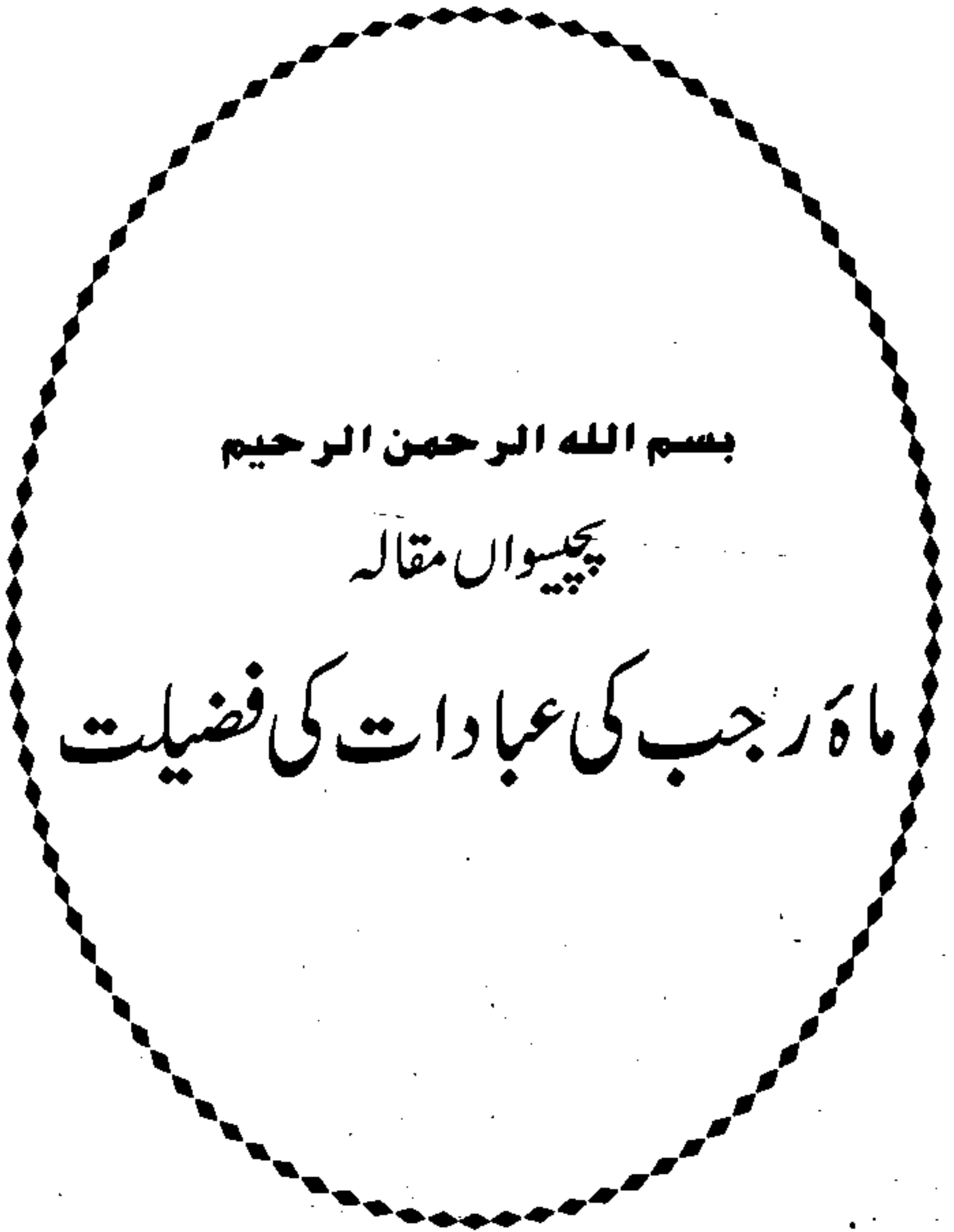
اہل سنت کی محافل میں شرکت لازم ہے

عاشوراء کے دن سنی لوگ شیعہ کی محفلوں میں جا پہنچتے ہیں اور ان لوگوں کا تماشا دیکھتے ہیں یہ شرعاً ناجائز ہے۔ اس کے بارہ میں ابھی ابھی آپ نے اعلیٰ حضرت بریلوی کا فتویٰ پڑھا وہ لہذا اس دن اہل سنت اپنے علماء کی منعقد محفلوں میں شریک ہو کر ثواب عظیم حاصل کیا کریں۔ اور علمائے اہل سنت کی تقاریر سن کر اپنے ایمان کو تازہ کیا کریں۔ اہل سنت کی محافل کے بارہ میں اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ بھی ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں۔ "جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس میں روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مناقب و مدارج بیان کیے جائیں اور ماتم و تجدید غم و غیرہ امور مخالف شرع سے یکسر پاک ہونی نفسہ حسن و محمود ہے۔ خواہ اس میں شعر پڑھیں یا نظم۔ اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء عرف عام میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ مرثیہ نہیں ہے۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرثیے پڑھنے سے منع فرمایا۔ (اعالی الاقادہ)

ایصال ثواب کا اہتمام

عاشوراء کے دن سید الشہداء حضرت امام عالی مقام حضرت امام حسین اور ان کے ساتھ جہاد فرمانے والے بزرگوں کو تلاوت قرآن مجید اور صدقات و خیرات کا ثواب پہنچانا چاہیے کہ اس میں دنیا و آخرت کی بہتری ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل بخشے۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۳ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ)۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله
وأصحابه أجمعين أما بعد :- اس مختصر رسالہ میں ماہ رجب المرجب کی عبادات کی فضیلت لکھی گئی
ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف مقبولیت بخشے اور ذریعہ ہدایت بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

رجب المرجب

اسلامی سال کا ساتواں مہینہ ہے۔ یہ مہینہ حرمت والے مہینوں میں داخل ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔
ان عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات والارض
منها اربعة حرم ط۔ بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہے۔ اللہ کی کتاب میں جب سے
اس نے آسمان اور زمین بنائے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ (پ ۱۰ ارکوع ۱۱)

قولہ (ان میں سے چار حرمت والے ہیں) یعنی تین متصل ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور ایک جدا یعنی
رجب۔ عرب لوگ زمانہ جاہلیت میں بھی ان مہینوں کی تعظیم کرتے تھے۔ اور ان میں قتال حرام جانتے
تھے۔ اسلام میں ان مہینوں کی حرمت و عظمت اور زیادہ کی گئی۔ (خزانة العرفان ص ۳۴۶)

رجب اسم مشتق ہے۔ اس کا مادہ اشتقاق رجب ہے اور اہل عرب کے نزدیک رجب کا معنی تعظیم ہے۔
رجب کے تین حرف ہیں۔ راء، جیم اور باء۔ راء سے اللہ عزوجل کی رحمت، جیم سے اس کا جود و کرم اور باء
سے اس کی بر یعنی مہربانی مراد ہے کیونکہ اس مہینے میں اول سے آخر تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے تین تحفے
بندوں کو ملتے ہیں۔ اللہ کی رحمت عذاب کے بغیر، اس کی سخاوت بخل کے بغیر اور اس کی مہربانی قہروانی کے
بغیر۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ۱۷۳)

ماہ رجب کے چند اور نام بھی ہیں۔ رجب مضر، منصل الاسنة، شہر اللہ الاصم، شہر اللہ
الاصب، شہر السابق اور شہر الفرد۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ۱۷۳)

رجب اللہ کا مہینہ ہے

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے
رجب شہر اللہ و شعبان شہری و رمضان شہر امتی۔ رجب اللہ کا مہینہ، شعبان میرا مہینہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ رواہ ابوالفتح فی امالیہ وضعفہ الجلال السیوطی (جامع صغیر ج ۲ ص ۲۲)

رجب میں نیکیوں کا ثواب بڑھ جاتا ہے

چونکہ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ اس لیے اس ماہ مبارک میں نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ رجب شہر عظیم یضاعف اللہ فیہ الحسنات۔ رجب عظمت کا مہینہ ہے۔ اللہ اس میں نیکیوں کا ثواب چند گنا فرمادیتا ہے۔ (ماثبت من السنۃ ص ۲۲۸)

رجب کی پہلی تاریخ کی دعا

شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ رجب کا چاند نظر آنے پر یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ الہی تعرض الیک فی هذا اللیلة المتعرضون وقصدک القاصدون وامل معروفاک وفضلک الطالبون ولک فی هذه اللیلة نفحات و مواهب و عطا یا تمن بها علی من تشاء من عبادک وتمنھا بها علی من تشاء من عبادک و تمنع عن من لم تسبق له منک عناية و ها انا عبدک الفقیر الیک المثل فضلک و معروفاک فجد علی بفضلک و معروفاک یا رب العالمین۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۵۱)

رجب کے مہینے میں دعائے نبوی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے۔ اللھم بارک لنا فی رجب و شعبان و بلغنا رمضان۔ اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔ رواہ ابن عساکر فی تاریخہ وابن النجار۔ (ماثبت من السنۃ ص ۲۳۰)

رجب کی پہلی رات کی فضیلت

محدث دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کثیر برساتا ہے۔ عید البقر کی رات عید الفطر کی رات شعبان کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پندرہویں رات اور رجب کی پہلی رات۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۰)

اور روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے والی بصرہ کو لکھا۔ تم پر چار راتیں سال میں لازم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں اپنی رحمت پوری طرح انڈیلتا ہے۔ رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات رمضان کی ستائیسویں رات اور عید الفطر کی رات۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۷۹)

اور خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جو شخص سال میں پانچ راتوں کی عبادت پر محافظت کرتا ہے ان کے ثواب کی امید پر اور ان کے وعدہ کی تصدیق سے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ رجب کی پہلی رات میں بیداری کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے، عید الفطر اور عید البقر کی راتوں کا قیام کرے اور ان کے دنوں کا روزہ نہ رکھے، شعبان کی پندرہویں رات کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے اور دس محرم کی رات کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۷۹)

اور محدث دیلمی حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پانچ راتوں میں دعا رد نہیں کی جاتی رجب کی پہلی رات میں شعبان کی پندرہویں رات میں جمعہ کی رات میں اور عید البقر کی رات میں۔

(مراقی الفلاح ص ۲۱۹۔ غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۷۹۔ مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۰)

رجب کے روزوں کی فضیلت

رجب کی دنوں کے روزوں کی بڑی فضیلت ہے۔ چنانچہ

(۱) امام رافعی حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجب عظمت والا مہینہ ہے۔ اس میں نیکیوں کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو شخص اس کے کسی دن کا روزہ رکھے تو اس کا وہ روزہ ایک سال کے روزہ کی مثل ہے۔ (ماشبہ من السنۃ ص ۲۲۸)

(۲) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "رجب عظمت والا مہینہ ہے۔ اللہ اس مہینہ میں نیکیاں بڑھا دیتا ہے۔ سو جو شخص رجب کے کسی دن کا روزہ رکھے گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔ اور جو اس کے سات دنوں کے روزے رکھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ جہنم کے ساتوں دروازے بند فرما دیتا ہے۔ اور جو اس کے آٹھ دنوں کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیتا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور جو اس کے پندرہ دنوں کے روزے رکھے اسے آسمان سے منادی کرنے والا پکار کر کہتا ہے۔

قد غفر لك ما مضى فاستاء نف العمل ومن زاد زاد ه تیرے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں اب تو نئے سرے سے عمل کرو اور جو شخص زیادہ عمل کرے گا اس کا اجر اس سے زیادہ ہوگا۔ (ما ثبت من السنۃ عن الجامع الکبیر) (۳) ابو قلابہ روایت بیان کرتے ہیں کہ "جنت میں ایک محل ہے جو رجب کے دروازہ دار کے لیے ہے" (رواہ ابن عساکر) (ما ثبت من السنۃ ص ۲۳۰)

(۴) عامر بن شبل فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو یہ روایت بیان کرتے سنا جسے انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ جنت میں ایک محل ہے جس میں صرف وہ لوگ داخل ہوں گے جو رجب میں بکثرت روزے رکھتے ہیں۔ (رواہ ابن شاہین فی الترغیب) (ما ثبت ص ۲۳۰)

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بلاشبہ جنت میں ایک دریا ہے جس کا نام رجب ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ جو شخص رجب کے ایک دن کا روزہ رکھے گا اللہ اسے اس دریا سے پانی پلائے گا "رواہ الشیرازی فی الا لقاب والبیہقی فی شعب الا ایمان عن انس رضی اللہ عنہ (ما ثبت ص ۲۳۰) (جامع صغیر جلد اول ص ۹۲)

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا "رجب کی پہلی تاریخ کا روزہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اور دوسری تاریخ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور تیسری تاریخ کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ پھر ہر تاریخ کا روزہ ایک مہینے کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (رواہ دوسری تاریخ کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ (رواہ ابو محمد الخلال فی فضائل رجب) (ما ثبت ص ۲۳۰)

(۷) امام دارمی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں۔ کہ جو شخص رجب کے کسی ایک دن کا روزہ رکھے اور اس کی راتوں میں سے کسی ایک رات کا قیام کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے امن کی حالت میں اٹھائے گا اور وہ پل صراط کو کلمہ طیبہ اور تکبیر پڑھتے ہوئے عبور کرے گا۔ (ما ثبت ص ۲۳۲)

(۸) امام دارمی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ "جو شخص رجب کی کسی رات میں قیام کرے اور اس کے کسی ایک دن کا روزہ رکھے اللہ اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا اور جنت کی پوشاکوں سے پہنائے گا۔ اور جنت کی شرابوں سے پلائے گا۔" (ما ثبت ص ۲۳۲)

(۹) امام غزالی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار بلاشبہ رجب الا صم اللہ کا مہینہ ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جو شخص رجب کے کسی دن کا روزہ ایمان داری اور ثواب کی خاطر رکھے وہ اپنے لیے عظمت والے اللہ کی خشنودی لازم کر لیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۹۹)

(۱۰) اور یہی امام حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص حرمت والے مہینے (رجب) کے تین دن کے روزے رکھے اس کے لیے نو سال کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔ پھر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرے یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنی ہو۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۹۹)

لیلۃ الرغائب یعنی رجب کی پہلی شب جمعہ

امام ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رجب کے پہلے جمعہ کی رات آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یہ روشن رات ہے۔ اور جب اس کے پہلے جمعہ کا دن ہوتا تو فرماتے یہ سرسبز دن ہے۔ (ما ثبت ص ۲۳۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رجب کے پہلے جمعہ کی رات سے غفلت نہ برتو کیونکہ فرشتے اس رات کو لیلۃ الرغائب کہتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رجب کی اس رات کا ٹکٹ اول گزر جاتا ہے تو آسمانوں اور زمینوں میں کوئی فرشتہ نہیں ہوتا مگر وہ سب کعبہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان پر ظہور فرماتا ہے اور پوچھتا ہے۔ اے میرے فرشتو مجھ سے جو چاہو مانگو تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب ہماری حاجت یہی ہے کہ تو رجب کے روزہ داروں کی بخشش فرما دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے یہ کام کر دیا ہے۔ (نزہۃ المجالس حصہ اول ص ۱۵۵)

صلوۃ الرغائب کی فضیلت

شیخ الجن والانس سید الاولیاء والاغواء والاقطاب سیدنا سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ کوئی ایسا بندہ اور کنیز نہیں جو اس نماز کو پڑھے پھر اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ نہ بخش دے۔ اگرچہ وہ سمندر کی مہاگ۔ ریت کے ذروں کے برابر۔ پہاڑوں جتنے وزنی۔ ہارش کے قطروں۔ درختوں کے پتوں کے برابر ہوں پھر جب قبر کی پہلی رات آئے گی تو اس نماز کا ثواب اس تکھ اور بولتی زبان کے ساتھ آئے گا اور اس سے کہے گا اے میرے دوست۔ تو خوشخبری

Click For More Books

من کہ تو نے ہر سختی سے نجات حاصل کر لی ہے۔ بندہ کہے گا۔ تو کون ہے؟ اللہ کی قسم میں نے تجھ سے خوبصورت شخص کوئی نہیں دیکھا۔ تیری گفتگو سے میٹھی گفتگو کسی کی نہیں سنی۔ اور نہ تیری خوشبو سے زیادہ عمدہ خوشبو کسی سے سونگھی۔ وہ کہے گا میں اس نماز کا ثواب ہوں جو تو نے فلاں رات فلاں مہینے اور فلاں سال میں پڑھی۔ آج رات میں تیری حاجت روائی کے لیے اور تنہائی دور کرنے کے لیے آئی ہوں پھر جب صور پھونکی جائے گی میں تیرے سر پر سایہ بنوں گی۔ اور خوشخبری سنو کہ تم اپنے مولا کی بہتری سے کبھی بھی محروم نہ ہو گے۔
(غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۸۲)

صلوۃ الرغائب کی ترکیب

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "رجب کے پہلے جمعہ کی رات میں مغرب اور عشاء کے درمیان بارہ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد سورۃ القدر تین بار، سورۃ الاخلاص بارہ بار پڑھے۔ اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرے۔ پھر جب فارغ ہو جائے تو ان الفاظ میں درود شریف پڑھے اللھم صل علی محمد النبی الامی و علی الہ و سلم۔ پھر سجدہ میں جا کر ستر مرتبہ سیوچ قدوس رب الملائکۃ والروح پڑھے ستر مرتبہ سرائٹھا کر کہے رب اغفر وارحم و تجاوز عما تعلم فانک انت العزیز الاعظم۔ پھر دوسرا سجدہ کرے اور پہلے سجدہ میں جو کچھ پڑھا تھا پڑھے پھر سجدہ ہی میں اپنی حاجت کا سوال کرے تو وہ پوری کر دی جائے گی۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۸۲)

صلوۃ الرغائب کی جماعت مکروہ تنزیہی ہے

صلوۃ الرغائب کی جماعت میں اگر تین سے زائد مقتدی نہ ہوں تو اصلاً کوئی حرج نہیں (بہار شریعت حصہ چہارم ص ۳۱) اور اگر تین سے زائد مقتدی ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اس جماعت سے بچنا بہتر ہے تفصیل کے لیے ہمارا رسالہ "جماعت نوافل کی کراہیت کا مفصل بیان" مطالعہ فرمائیں۔

رجب کی پندرھویں تاریخ کی فضیلت

حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ میرے رب تیرے نزدیک کونسا وقت اور کونسا دن زیادہ محبوب ہے۔ فرمایا میرے نزدیک سب سے محبوب دن رجب کی پندرھویں تاریخ کا دن ہے۔ جو شخص اس دن میں روزہ،

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نماز اور صدقہ کے ذریعہ سے میرا قرب چاہتا ہے میں اس کے ہر سوال کو قبول کرتا ہوں اور جس گناہ سے بھی معافی مانگے میں اس کا وہ گناہ بخش دیتا ہوں۔ اے آدم جو شخص رجب کی پندرہویں تاریخ اس حال میں صبح کرے کہ وہ روزہ دار ہو۔ اس کی جزا نہیں ہے مگر جنت۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رجب کی پندرہویں تاریخ کا روزہ رکھے تو اس کا روزہ تیس سالوں کے روزہ کے برابر ہوتا ہے۔ اور کتاب عیون المجالس میں لکھا ہے کہ رجب کی پندرہویں تاریخ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو فرمائی اور اس رات میں حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں کرنا کاتبین فرشتوں سے فرماتا ہے۔ بندوں کے اعمال ناموں کو دیکھو پس ان کی ہر برائی مٹا دو اور اس کی جگہ نیکی لکھ دو۔

(نزہۃ المجالس حصہ اول ص ۱۵۴)

رجب کی ستائیسویں رات کی فضیلت

رجب کی ستائیسویں رات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوا اس لیے اس رات کی بڑی فضیلت ہے۔ شیخ عبدالحق لکھتے ہیں واضح ہو کہ ملک عرب کے لوگوں میں مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رجب کی ستائیسویں شب میں شرف معراج حاصل ہوا۔ اور اسی تاریخ میں رجبی موسم ان لوگوں میں موسم حج جتنا متعارف ہے۔ اور وہ دور دور کے شہروں اور صحراؤں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی زیارت کے لیے آتے ہیں۔ (ما ثبت من السنۃ ص ۳۴۱)

اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "بلاشبہ رجب میں ایک دن اور ایک رات ہیں۔ جو شخص اس دن کا روزہ رکھے اور اس رات کا قیام کرے تو اس شخص کے لیے ایک سو سال کے روزوں اور ان کی راتوں کے قیام جتنا ثواب ہے۔ اور وہ ستائیسویں رجب کا دن اور اس کی رات ہیں اور یہ وہی دن ہے جس میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پہلی وحی نازل ہوئی" (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۸۲)

شب معراج کے نوافل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رجب میں ایک ایسی رات ہے جس میں نیکی کرنے والے کے لیے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ایک نیکی کے بدلے میں ایک سو نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور وہ ستائیسویں رات ہے۔ سو جو شخص اس رات میں بارہ رکعتیں اس طرح سے پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پڑھے پھر سو مرتبہ استغفار پڑھے پھر سو مرتبہ درود شریف پڑھے پھر اپنے لیے دنیا اور آخرت کی حاجتوں میں سے جس حاجت کے بارہ میں چاہے سوال کرے پھر دن کو روزہ رکھے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی سب دعائیں قبول فرمائے گا۔ سوائے اس کے کہ وہ کسی گناہ کے کام کی دعا مانگے۔

رواہ ابی یحییٰ فی شعب الایمان عن ابان عن انس وقال هو اضعف من الذی قبلہ (ما ثبت من السنۃ ص ۲۳۰)

ہزار کی روزہ

رجب کی ستائیسویں تاریخ کا روزہ بڑے ثواب کا حامل ہے اور ہزار ہا روزوں کے ثواب جتنا ثواب رکھتا ہے اس لیے عوام اس روزہ کو ہزاری روزہ کہتے ہیں اس روزہ کی فضیلت میں امام بیہقی شعب الایمان میں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رجب کے مہینے میں ایک دن اور ایک رات ایسے ہیں کہ جو شخص اس دن میں روزہ رکھے اور اس رات میں قیام کرے تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو سو برس تک روزے رکھے اور ان کی راتوں کا قیام کرے اور وہ رجب کی ستائیسویں تاریخ ہے۔

(ما ثبت من السنۃ ۲۲۸، غنیۃ الطالبین ج ۱ ص ۱۸۳)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من صام یوم السابع والعشرين من رجب کتب له ثواب صیام ستین شهرا۔ جو شخص ستائیسویں رجب کا روزہ رکھے اس کے لیے ساٹھ مہینوں کے روزوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۸۲)

حضرت ابن عباس کا معمول

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ جب رجب کی ستائیسویں تاریخ آتی تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اعتکاف کی حالت میں صبح کرتے اور ظہر کے وقت تک نوافل پڑھتے رہتے پھر جب ظہر کی نماز پڑھ لیتے تو تھوڑا سا آرام کرتے پھر چار رکعتیں اس طرح پڑھتے کہ ہر رکعت میں فاتحہ ایک بار۔ قرآن کی آخری دو سورتیں ایک ایک بار۔ سورۃ القدر تین بار اور سورۃ الاخلاص پچاس بار پڑھتے۔ پھر عصر کے وقت تک دعا

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مانگتے رہتے۔ اور فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن میں اسی قسم کے کام کرتے تھے۔

(غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۸۲)

ماہ رجب کے ختمات

(۱) ماہ رجب میں بعض جگہ سورۃ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔

(۲) اسی ماہ میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمۃ کے کوٹھے ہوتے ہیں کہ چاول یا کھیر پکوا کر کوٹھوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے۔ ہاں ایک بات مذموم ہے کہ جہاں کوٹھے بھرے جاتے ہیں وہیں کھلاتے ہیں۔ وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے۔ یہ ایک لغو حرکت ہے۔ مگر یہ جاہلوں کا طریقہ ہے پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔

(۳) اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو ایصال ثواب کے لیے کوٹھے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز ہے مگر اس میں بھی اس جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی رکھی ہے۔ یہ بے جا پابندی ہے۔ اس کوٹھے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے۔ جس کا نام داستان عجیب ہے اس موقع پر بعض لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی جائے۔ فاتحہ دلا کر ایصال ثواب کریں۔

ماہ رجب ماہ زکوٰۃ ہے

رجب کو زکوٰۃ کا مہینہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ روى عن عثمان بن عفان رضى الله عنه انه لما استهل رجب رقى المنبر يوم الجمعة وخطب ثم قال الا ان هذا شهر الله الا صم وهو شهر زكاةكم فمن كان عليه دين فليؤد دينه ثم ليزك ما بقى۔ روایت میں آیا ہے کہ جب رجب کا مہینہ آ پہنچتا تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوتے، خطبہ ارشاد فرماتے اور پھر فرماتے خبردار ہلاشبہ یہ اللہ کا صم مہینہ ہے اور یہ تمہاری زکوٰۃ کی ادائیگی کا مہینہ ہے۔ سو جس پر قرض ہو وہ قرضہ ادا کرے پھر باقی مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔

(غنیۃ الطالبین، حصہ اول ص ۱۷۵)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رجب میں صدقہ کی فضیلت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں و من تصدق فیہ بصدقة فکانما تصدق باللف دینار۔ اور جو شخص ماہ رجب میں کسی شے کا صدقہ کرے تو گویا اس نے ایک ہزار دینار کا صدقہ کیا ہے۔
رواہ السید الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ عن سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ۔

(غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۷۹)

رجب کی عبادت کی فضیلت

امام غزالی حکایت بیان کرتے ہیں کہ بیت المقدس میں ایک عورت رجب کے ہر روز میں بارہ ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا کرتی تھی۔ اور اس مہینے اپنی لباس پہنتی تھی۔ جب وہ بیمار ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ اے اپنی لباس میں دفن کرے۔ جب وہ مر گئی تو اس کے بیٹے نے اسے عمدہ کپڑے میں دفنایا۔ خواب میں اس نے والدہ کو دیکھا کہ وہ کہتی ہے کہ میں تجھ سے ناراض ہوں کیوں کہ تو نے بری وصیت پوری نہیں کی۔ وہ ڈر کر بیدار ہوا اپنی لباس لیا تا کہ وہ اسے اس میں کفنائے۔ جب اس نے قبر کو اکھاڑا تو والدہ کو ناموجود پایا۔ یہ دیکھ کر وہ حیران ہو گیا۔ ہاتھ نے آواز دے کر کہا۔ اما علمت ان من اطاعنا فی رجب لانترکہ فردا وحیداً۔ کیا تجھے علم نہیں کہ جو شخص رجب میں ہماری بندگی کرتا ہے ہم اسے اکیلا نہیں چھوڑتے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۹۹)

رجب کے پورے مہینے کے روزوں کی فضیلت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے آخر میں ہے۔ ومن صامہ استوجب علی اللہ ثلاثۃ اشیاء۔ اور جو شخص رجب کے پورے مہینے کے روزے رکھ لے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر تین چیزیں لازم ہو جائیں گی۔ اس کے گزرے ہوئے سارے گناہوں کی بخشش، آئندہ عمر میں اسے گناہوں سے بچائے رکھنا اور قیامت کے دن پیاس سے بچائے رکھنا۔ یہ سن کر ایک کمزور شخص کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں رجب کے پورے مہینے کے روزے رکھنے سے عاجز ہوں۔ فرمایا صم اول یوم منہ و اوسط یوم فیہ و آخر یوم منہ فانک تعطی ثواب من صامہ کلہ فان الحسنۃ بعشر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

امثالها ولكن لا تغفلوا عن اول ليلة جمعة في رجب - رجب کے پہلے دن اور درمیانی دن اور آخری دن کے روزے رکھو تمہیں پورا مہینہ روزے رکھنے والے شخص کے ثواب جتنا ثواب دیا جائے گا۔ کیونکہ ایک نیکی کا اجر دس نیکیوں کے برابر ہوتا ہے البتہ پہلے جمعہ کی رات سے غفلت نہ برتو۔

(غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۸۱)

رجب میں استغفار کی فضیلت

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ عز و جل کی بعض کتابوں میں یہ بات پڑھی ہے کہ جو شخص رجب کے مہینے میں صبح و شام اللہ سے ستر مرتبہ اپنے گناہوں کی معافی مانگے اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اکثر الاستغفار فی شہور رجب فان لله فی کل ساعة منه عتقا من النار و ان لله مدائن لا یدخلها الا من صام رجب۔ رجب کے مہینے میں کثرت سے استغفار پڑھو کیونکہ اس مہینے کی ہر ساعت میں اللہ تعالیٰ دوزخ سے بندوں کو آزادی بخشتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے کچھ میدان ہیں جن میں صرف وہ شخص داخل ہوگا جس نے رجب کا روزہ رکھا۔ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رجب اور شعبان کے مہینوں میں ظہر اور عصر کے درمیان وقت میں استغفر اللہ العظیم الذی لا الہ الا هو الحی القیوم و اتوب الیہ توبة عبد ظالم لا یملک لنفسه ضرا ولا نفعاً ولا حياة ولا نشوراً کہے اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال سے گناہوں کے اوراق جلا دو۔ اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رجب کی رات میں فرماتا ہے۔ رجب میرا مہینہ ہے اور بندہ میرا بندہ ہے۔ اور رحمت میری رحمت ہے۔ اور فضل میرے ساتھ ہے۔ اور میں اس مہینے میں معافی چاہنے والے کو بخشے والا ہوں اور مانتے والے کو عطا کرنے والا ہوں اور میں نے کتاب عیون المجالس میں یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ رجب کلمہ طیبہ کا مہینہ ہے اور شعبان تسبیح کا مہینہ ہے اور رمضان حمد الہی بجالانے کا مہینہ ہے۔

(نزهة المجالس ج ۱ ص ۱۵۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

چھ بیسواں مقالہ

فضائل و مسائل زکوٰۃ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد عزيزم قاری محمد افرام حسن رحمۃ پانوی سلمہ ربہ کی فرمائش پر یہ رسالہ "فضائل و مسائل زکوٰۃ" ترتیب دینے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دینی سعی کو شرف مقبولیت بخشے اور باعث ثواب بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

زکوٰۃ کا شرعی مفہوم

زکوٰۃ کا لغوی معنی طہارت اور نماء ہے۔ اور اس کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ مال کے جس حصہ کو شرع نے معین کیا ہو اس کا مالک کسی فقیر غیر ہاشمی مسلمان کو بنا دینا جب کہ مالک مال کے اُس حصہ سے اپنی ہر قسم کی منفعت منقطع کر دے (در مختار جلد دوم صفحہ ۴)۔

زکوٰۃ کا شرعی حکم

زکوٰۃ فرض ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ اس کا ادا نہ کرنے والا فاسق اور مستحق قتل ہے۔ اور اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنے والا گناہگار مردود و الشہادہ ہے۔ (عائلیگیری) (بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۰)۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کی فضیلت

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون ۵ والذین ہم عن اللغو معرضون ۵ والذین ہم للزکوٰۃ فاعلون ۵ والذین ہم لفروجہم حافظون ۵ الا علیٰ ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین ۵ فمن ابتغی وراء ذلک فساو لئک ہم العادون ۵ والذین ہم لا مانا لہم و عہدہم راعون ۵ والذین ہم علیٰ صلواتہم یحافظون ۵ اولئک ہم الواثون ۵ الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون ۵ (ترجمہ) بے شک مراد کو پہنچے وہ ایمان والے جو اپنی نماز میں گزر گزاتے ہیں اور وہ جو کسی بے ہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے اور وہ جو زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں یا شرعی لونڈیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی طاعت نہیں تو جو ان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور عہد کی رعایت کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہ لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (سورۃ المؤمنون رکوع ۱) (پ ۱۸۔ رکوع ۱)۔

اللہ جل شانہ نے ان آیات کریمہ میں زکوٰۃ کی ادائیگی کرنے والوں کو فلاح پانے والے مومنین میں شامل فرمایا ہے جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور وہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم۔

اشکال

سورۃ المؤمنون کی یہ آیات مکی ہیں اور زکوٰۃ ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک کے روزے فرض ہونے سے پہلے فرض ہوئی (در مختار ص ۲ ج ۲) تو ان آیات میں زکوٰۃ کو شرعی معنی میں لینا کیسے صحیح ہوگا؟ اس اشکال کا جواب مفسر ابن کثیر نے بدیں الفاظ دیا ہے والظاہر ان التی فرضت بالمدينة انما هي ذات النصب و المقادير الخاصة والا فالظاهر ان اصل زکوٰۃ كان واجبا قال تعالى في سورة الانعام و هي مكية و اتوا حقه يوم حصاده اور ظاہر یہ ہے کہ اصل زکوٰۃ مکہ میں واجب تھی اور جو چیز مدینہ میں فرض ہوئی وہ زکوٰۃ کے نصاب اور خاص مقدار میں ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام میں عشر کا حکم و اتوا حقه يوم حصاده سے دیا حالانکہ یہ سورۃ بھی مکہ ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ص ۲۳۹)۔

(۲) اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عباده و یقدر له و ما انفقتم من شئ فهو یخلفه و هو خیر الرازقین ہ (ترجمہ) آپ فرمادیں۔ بے شک میرا رب رزق وسیع فرماتا ہے اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے۔ اور جو چیز تم (اللہ کی راہ میں) خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا۔ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ (پ ۲۲ رکوع ۱۱)۔

مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی اس آیت کے ماتحت لکھتے ہیں۔ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے تواضع سے درجات بلند

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہوتے ہیں (نور العرفان ص ۶۹۰)۔

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من ادى زكوة ماله فقد اذهب الله شره۔ جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کر دی بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کے مال کا شر اس سے دور کر دیا۔
اخرجه ابن خزيمة في صحيحه و الطبراني في الاوسط و الحاكم في المستدرک
عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۴۳۴)۔

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ حصنوا اموالکم بالزکوة وداووا مرضاکم
بالصدقة واعدوا للبلاء الدعاء اپنے مالوں کو مضبوط قلعوں میں کر لو زکوٰۃ دے کر اور اپنے بیماروں کا
علاج کرو خیرات سے اور آفت سے بچنے کے لئے دعا تیار کرو۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر و ابو نعیم فی الحلیۃ و
الخطیب فی التاریخ و ضعفہ السیوطی (جامع صغیر ص ۱۳۸ ج ۱)

(۵) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من ادى زكاة ماله فقد ادى الحق الذى عليه
ومن زاد فهو افضل۔ جس شخص نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کی اس نے اپنے اوپر لازم ہونے والا حق ادا
کر دیا اور جس نے زکوٰۃ پر (نفل صدقہ) بھی دیا تو یہ بہتر ہے۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان عن الحسن
مرسلًا و ضعفہ السیوطی (جامع صغیر ص ۱۶۱ ج دوم)

زکوٰۃ نہ دینے کا وبال

(۱) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ولا يحسن الدين يخلون بما اتهم الله من فضله هو خيراً
لهم بل هو شر لهم سيطوقون ما بخلوا به يوم القيامة ط
(ترجمہ) اور جو لوگ اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی بخل کرتے ہیں ہرگز اسے اپنے لئے
اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جن میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق
ہوگا۔ (پ ۴۔ رکوع ۹)۔

(۲) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہ دے گا وہ مال روز قیامت گنہ
اور ہے کی شکل بنے گا اور اس کے گلے میں طوق ہو کر پڑے گا۔ پھر آپ نے کتاب اللہ سے اس کی تصدیق
پڑھی کہ رب مزدمل فرماتا ہے۔ جس چیز میں بخل کر رہے ہیں قریب ہے کہ طوق بنا کر قیامت کے دن ان کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گلے میں ڈالی جائے۔ رواہ ابن ماجہ والنسائی وابن خزیمہ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔

(فتاویٰ رضویہ ص ۴۳۵ ج ۴)

(۳) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ اثر دہا منہ کھول کر اس کے پیچھے دوڑے گا۔ یہ اس سے بھاگے گا اس سے فرمایا جائے گا کہ لے اپنا وہ خزانہ کہ چھپا کر رکھا تھا کہ میں اس سے غنی ہوں۔ جب دیکھے گا کہ اثر دہا سے کہیں مفر نہیں ناچار اپنا ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا تو وہ اسے ایسا چبائے گا جیسے تراونٹ چباتا ہے۔ رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ عنہ (فتاویٰ رضویہ ص ۴۳۵ ج ۴)۔

(۴) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب اثر دہا اس پر دوڑے گا یہ اس سے پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا وہ بے زکاتی مال ہوں جو تو چھوڑ کر مرا تھا جب وہ دیکھے گا کہ یہ پیچھا کئے جا رہا ہے۔ ہاتھ اس کے منہ میں دے دے گا وہ چبائے گا پھر اس کا سارا بدن چبا ڈالے گا۔ اخرجه البزار والطبرانی وابن خزیمہ و ابن حبان عن ثوبان رضی اللہ عنہ (فتاویٰ رضویہ ص ۴۳۵ ج ۴)

(۵) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ والذین یکنزون الذهب و الفضة ولا ینفقونہا فی سبیل اللہ فبشرہم بعذاب الیم ہ یوم یحییٰ علیہا فی نار جہنم فتکوی بہا جباہم و جنوبہم و ظہورہم ط هذا ما کنزتم لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ہ ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں۔ پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں داغیں گے۔ یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب تم اپنے جوڑنے کا مزہ چکھو (پ ۱۰ رکوع ۱۱)۔

(۶) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وہ جہنم کا گرم پتھر ان کے سرپستان پر رکھیں گے تو وہ سینہ توڑ کر شانہ سے نکل جائے گا اور شانہ کی ہڈی پر رکھیں گے تو ہڈیاں توڑتا ہوا سینے سے نکلے گا۔ اخرجه الشیخان عن الاحف بن قیس (فتاویٰ رضویہ ص ۴۳۴ ج ۴)۔

(۷) اور سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ پتھر پیٹھ توڑ کر کروٹ سے نکلے گا اور گردی توڑ کر پیشانی سے نکلے گا۔ رواہ مسلم۔ (فتاویٰ رضویہ ص ۴۳۵ ج ۴)۔

(۸) اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی روپیہ دوسرے روپے پر نہ رکھا جائے گا نہ کوئی اشرفی دوسری اشرفی پر رکھی جائے گی بلکہ زکوٰۃ نہ دینے والے کا جسم اتنا بڑھا دیا جائے گا کہ لاکھوں کروڑوں جوڑے ہوں تو ہر روپیہ جدا داغ دے گا۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر (فتاویٰ رضویہ ص ۴۳۵ ج ۳)۔

زکوٰۃ واجب ہونے کی شرطیں

زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں:-

- (۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۳) عقل مند ہونا۔ جنون اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر اول اور آخر میں افاقہ ہوتا ہے اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہو تو زکوٰۃ واجب ہے۔ بوہرے پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں جب اسی حالت میں سال گزرے اور اگر کبھی کبھی اسے افاقہ بھی ہوتا ہو تو زکوٰۃ واجب ہے۔ غشی والے پر زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ غشی کامل سال کو گھیرے ہو۔ (۴) آزاد ہونا غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ ماذون یا مکاتب یا ام ولد یا مستعسی ہو۔ (۵) مال بقدر نصاب اس کی ملک میں ہونا۔ اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ (۶) پورے طور پر نصاب کا مالک ہونا یعنی اس پر قابض ہو۔ (۷) نصاب کا قرضہ سے فارغ ہونا (۸) نصاب کا حاجت اصلیہ سے فارغ ہونا۔ (۹) مال کا نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقہ بڑھے یا حکماً۔ (۱۰) نصاب پر سال کا گزر جانا۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ملقطاً)

نصاب کی وضاحت

- (۱) سونے کا نصاب ہیں مثقال ہیں یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہیں یعنی ساڑھے باون تولے۔ سونا چاندی جب بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے۔ خواہ وہ ویسے ہی ہوں یا ان کے سکے جیسے روپے اشرفیاں یا ان کی چیز بنی ہوئی ہو خواہ اس کا استعمال جائز ہو جیسے عورت کے لیے زیور یا استعمال ناجائز ہو۔ غرض جو کچھ ہو اس سب کی زکوٰۃ واجب ہے۔ مثلاً ساڑھے سات تولے سونا ہے تو ۲ ماشے زکوٰۃ واجب ہے یا ساڑھے باون تولے چاندی ہے تو ایک تولہ ۳ ماشے ۴ رتی واجب ہے۔

- (۲) سونے چاندی کے علاوہ تجارت کی کوئی چیز ہو جس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے۔

Click For More Books

بھی زکوٰۃ واجب ہے یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ۔

(۳) نصاب سے زیادہ مال ہے تو اگر یہ زیادتی نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے اور پانچواں حصہ نہ ہو تو معاف ہے مال تجارت کا بھی یہی حکم ہے۔

(۴) پیسے جب رائج ہوں اور دو سو درم چاندی یا بیس مثقال سونے کی قیمت کے ہوں تو ان پر بھی زکوٰۃ واجب ہے اگرچہ تجارت کے لیے نہ ہوں۔ یونہی نوٹوں پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ جب تک ان کا رواج اور چلن ہو کہ یہ بھی ٹمن اصطلاحی ہیں اور پیسوں کے حکم میں ہیں۔

(۵) چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں اور چالیس ہوں تو ایک بکری واجب ہے یہی حکم ایک سو بیس بکریوں تک ہے۔ اور ایک سو اکیس بکریوں میں دو بکریاں واجب ہیں اور دو سو ایک میں تین اور چار سو میں چار پھر ہر سو میں ایک بکری واجب ہے اور جو دو نصابوں کے درمیان میں ہے معاف ہے۔

(۶) تیس سے کم گائیں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں اور جب تیس ہوں تو ان کی زکوٰۃ ایک تبعیع یعنی سال بھر کا بچھڑایا تبعیہ سال بھر کی بچھڑی واجب ہے اور چالیس گایوں میں ایک دو سالہ بچھڑایا بچھڑی واجب ہے۔ بھینس گائے کے حکم میں ہے۔

دین میں زکوٰۃ کا مسئلہ

جو مال کسی پر دین (قرضہ) ہو اس کی تین صورتیں ہیں۔

(۱) قوی دین۔ جیسے قرض اور مال کا ٹمن یا مال تجارت کا کرایہ۔ اس قسم کے دین کی زکوٰۃ بحالت دین ہی سال بہ سال واجب ہوتی رہے گی۔ مگر واجب الاداء اس وقت ہے۔ جب نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو جائے مگر جتنا وصول ہوا اتنے ہی کی زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہوگی۔ یعنی چالیس درہم وصول ہوئے تو ایک درہم کی ادائیگی واجب ہوگی۔

(۲) متوسط دین۔ کہ کسی مال غیر تجارتی کا بدل ہو مثلاً گھر کا غلہ یا سواری کا گھوڑا یا اور کوئی شے حاجت اصلیہ کی بیچ ڈالی اور درہم خریدار پر قرضہ ہیں اس صورت میں زکوٰۃ دینا اس وقت واجب ہوگا جب کہ نصاب یعنی دو سو درہم پر قبضہ ہو جائے۔

یونہی اگر مورث کا دین اسے ترکہ میں ملا اگرچہ مال تجارت کا عوض ہو۔ وارث پر اس کی زکوٰۃ اس وقت دینا

واجب ہوگی جب نصاب وصول ہو جائے گا اور مورث کی موت پر سال گزر جائے گا۔

(۳) ضعیف دین۔ جو مال کے غیر کا بدل ہو جیسے مہر یا بدل خلع یا مکان یا دکان کہ بہ نیت تجارت خریدی نہ تھی اس کا کرایہ کرایہ دار پر واجب ہو اس میں زکوٰۃ دینا اس وقت واجب ہوگا جب نصاب پر قبضہ کے بعد سال گزر جائے گا اور اگر اس کے پاس کوئی نصاب اس جنس کا ہو اور اس پر سال تمام گزر گیا ہو تو اس کی بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ملقطاً)۔

مصارف زکوٰۃ کا بیان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا والمنولفة قلوبہم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل ط فریضة من اللہ ط واللہ علیم حکیم (پارہ ۱۰ رکوع ۱۴)

صدقات فقراء و مساکین کیلئے ہیں اور ان لوگوں کیلئے ہیں جو اس کام پر مقرر ہیں اور وہ جن کے قلوب کی تالیف مقصود ہے اور گردن چھڑانے میں اور تاوان والے کے لئے اور اللہ کی راہ میں اور مسافر کے لئے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کرنا ہے۔ اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

زکوٰۃ کے مصارف سات ہیں۔ (۱) فقیر (۲) مسکین (۳) عامل (۴) رقاب (۵) غارم (۶) فی سبیل اللہ (۷) مسافر۔ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچے یا نصاب کی قدر ہو تو اس کی حاجت اصلیہ میں مستغرق ہو۔ مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لئے لوگوں سے سوال کرنے کا محتاج ہو۔ عامل وہ شخص ہے جسے ہادشاۃ اسلام نے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے مقرر کیا ہو۔ رقاب سے مراد مکاتب غلام ہے کہ زکوٰۃ کے مال سے بدل کتابت ادا کرے اور غلامی سے اپنی گردن چھڑائے۔ غارم سے مراد مقروض ہے یعنی جس پر اتنا قرضہ ہو کہ اسے ٹکانے کے بعد نصاب باقی نہ رہے اگرچہ اس کا اوروں پر باقی ہو مگر لینے پر قادر نہ ہو۔ فی سبیل اللہ کی چند صورتیں ہیں۔ مجاہد جو سواری اور زاد راہ کا محتاج ہو۔ حج کا ارادہ رکھنے والا فقیر، دین کا علم سیکھنے والا کہ فقیر ہو۔ یونہی ہر نیک کام جس میں تملیک ممکن ہو۔ مسافر سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس دوران سفر مال نہ رہا ہو مگر اسی قدر لے جس سے اس کی حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ملقطاً)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کن لوگوں کو زکوٰۃ دینا درست نہیں

(۱)۔ اپنی اصل یعنی ماں باپ دادا دادی نانا نانی جن کی اولاد میں سے یہ ہے اور اپنی اولاد یعنی بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (۲) عورت اپنے شوہر کو اور مرد اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اگرچہ طلاق بائن بلکہ تین طلاقیں دے چکا ہو جبکہ وہ عدت میں ہو۔ (۳)۔ جو شخص صاحب نصاب ہے ایسے کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (۴) غنی کے نابالغ بچے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (۵) ذمی کافر کو نہ زکوٰۃ دے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی اور صدقہ واجبہ جیسے نذر و کفارہ و صدقہ فطر۔ (۶) جن لوگوں کی نسبت بیان کیا گیا کہ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں ان سب کا فقیر ہونا شرط ہے سوا عامل کے کہ اس کے لئے فقیر ہونا شرط نہیں اور مسافر اگرچہ غنی ہو اس وقت حکم فقر میں ہوتا ہے۔ باقی کسی کو جو فقیر نہ ہو اسے زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ (۷) زکوٰۃ ادا کرنے میں یہ ضرور ہے۔ کہ جسے دیں مالک بنادیں اباحت کافی نہیں لہذا مال زکوٰۃ مسجد میں صرف کرنا یا اس سے میت کو کفن دینا یا میت کا قرضہ ادا کرنا۔ پل۔ سرائے سقاہ سڑک بنوا دینا۔ نہریا کنواں کھودا دینا یا کتاب وغیرہ کوئی چیز خرید کر وقف کر دینا کافی نہیں ہے۔ (۸) بد مذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں یونہی وہابیہ زمانہ کہ توہین خدا و تنقیص شان رسالت کرتے اور شائع کرتے ہیں۔ جن کو اکابر علمائے حرمین طہیین نے بالاتفاق کافر و مرتد فرمایا اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں انہیں زکوٰۃ دینا حرام و سخت حرام ہے اور دی تو ہرگز ادا نہ ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ملقطاً)

مدارس دینیہ میں زکوٰۃ دینا

بہت سے لوگ اپنی زکوٰۃ اسلامی مدارس میں بھیج دیتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ متولی مدرسہ کو اطلاع دیں کہ مال زکوٰۃ ہے۔ تاکہ متولی اس مال کو جدار کھے اور مال میں نہ ملائے اور غریب طلباء پر صرف کرے۔ کسی کام کی اجرت میں نہ دے ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص ۵۸)

اگر عالم فقیر ہو تو اسے زکوٰۃ دینا جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ مگر عالم کو دے تو اس کا لحاظ رکھے کہ اس کا اعزاز مد نظر ہو ادب کے ساتھ دے جیسے چھوٹے بڑوں کو نذر دیتے ہیں اور معاذ اللہ عالم دین کی حقارت اگر قلب میں آئی تو یہ ہلاکت اور بہت سخت ہلاکت ہے (بہار شریعت حصہ پنجم ص ۵۸)

اہل سنت و جماعت (بریلوی مسلک) کے دینی مدارس زکوٰۃ و صدقات کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ جن

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کو حکومت وقت کی طرف سے کوئی مالی امداد نہیں ملتی۔ (ہفت روزہ محبوب حق فیصل آباد)

بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا

بنی ہاشم کو زکوٰۃ دینا چاہیے تو حیلہ کر کے دے یعنی کسی غیر ہاشمی فقیر کو دے وہ انہیں اپنی طرف سے دے دے۔ اسی طرح جن کاموں میں زکوٰۃ صرف نہیں ہو سکتی مثلاً میت کا کفن دفن یا مسجد وغیرہ کی تعمیر ان میں بھی حیلہ کر کے دے سکتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

زکوٰۃ کے بعض ضروری مسائل

(۱) زکوٰۃ وغیرہ صدقات میں افضل یہ ہے کہ اولاً اپنے بھائیوں بہنوں کو دے پھر ان کی اولاد کو پھر چچا اور پھوپھیوں کو پھر ان کی اولاد کو پھر ماموں اور خالہ کو پھر ان کی اولاد کو پھر ذوی الارحام یعنی رشتہ داروں کو پھر پڑوسیوں کو پھر اپنے پیشہ والوں کو پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو دوسرے شہر کو زکوٰۃ بھیجنا مکروہ ہے مگر جبکہ وہاں اس کے رشتہ والے ہوں یا وہاں کے لوگوں کو زیادہ حاجت ہے یا زیادہ پرہیزگار ہیں یا مسلمانوں کے حق میں وہاں بھیجنا زیادہ نافع ہے یا طالب علم کے لئے بھیجے یا دارالحرب میں ہے اور زکوٰۃ دارالاسلام میں بھیجے یا سال تمام سے پہلے بھیج دے ان سب صورتوں میں دوسرے شہر کو بھیجنا بلا کراہت جائز ہے۔ جس شخص کی ملک میں کھیت ہیں جن کی کاشت کرتا ہے مگر پیداوار اتنی نہیں جو سال بھر کی خوراک کے لئے کافی ہو تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں اگرچہ کھیت کی قیمت دو سو درہم یا زائد ہو۔ طالب علم کہ جس نے اپنے آپ کو طلب علم کے لئے فارغ کر رکھا ہو اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں بلکہ وہ سوال کر کے بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے۔ زکوٰۃ دیتے وقت یا مال زکوٰۃ جدا کرتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے۔ سال بھر خیرات کرتا رہا اب نیت زکوٰۃ کرے تو زکوٰۃ ادا نہ ہو گے ہاں اگر اس کا دیا ہو مال بعینہ فقیر کے پاس موجود ہو تو اب نیت زکوٰۃ کرنے سے ادا ہو جائے گی۔

زکوٰۃ دیتے وقت فقیر کو یہ بتانا شرط نہیں کہ یہ مال زکوٰۃ ہے بلکہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے فقیر کو مال دے اور اسے کہہ دے کہ یہ ہدیہ کا مال ہے یا عیدی ہے تو بھی زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔

مال تجارت میں سال گزرنے پر جو قیمت ہوگی اس کا اعتبار ہو گا قیمت خرید کا اعتبار نہیں۔ امام مسجد کو تنخواہ میں بھرا کر کے اپنے مال کی زکوٰۃ دی تو ادا نہ ہوئی ہاں تنخواہ کے علاوہ اسے محض فقیر سمجھ کر دے دی تو ادا ہوئی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جو مال گم ہو گیا یا دریا میں گر گیا یا کسی نے غصب کر لیا اور اس کے پاس غصب کے گواہ نہ ہوں یا جنگل میں دفن کر دیا اور یہ یاد نہ رہا کہ کہاں دفن کر دیا تھا یا انجان کے پاس امانت رکھی پھر یہ اموال مل گئے تو جب تک نہ ملے تھے اس زمانے کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

حاجت اصلیہ یعنی جس مال کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں جیسے رہنے کا مکان، جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے خانہ داری کے سامان۔ سواری کے جانور۔ خدمت کی لئے لونڈی نوکر۔ آلات حرب (مجاہد کے ہتھیار) پیشہ وروں کے اوزار (مثلاً سلائی مشین وغیرہ) اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں۔ کھانے کے لئے غلہ۔ کفار و بد مذہب کے رد اور اہل سنت کی تائید میں جو کتابیں عالم دین کے پاس ہوں وہ حاجت اصلیہ سے ہیں۔ غیر عالم دین کو تو (بد مذہبوں کی کتابیں) دیکھنا ہی جائز نہیں۔

زکوٰۃ کے باب میں سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے تو درمیان سال میں نصاب میں کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہ کرے گی یعنی زکوٰۃ واجب ہے۔ جو شخص مالک نصاب ہے اگر درمیان سال میں اسی جنس کا کچھ اور مال اسے حاصل ہو تو اس نئے مال کا جدا سال نہیں بلکہ پہلے مال کا سال تمام اس کے لئے بھی سال تمام ہے اگرچہ سال تمام سے ایک ہی منٹ پہلے یہ حاصل ہوا ہو۔ خواہ وہ مال اس کے پہلے مال سے حاصل ہوا یا میراث و ہبہ یا اور کسی جائز ذریعہ سے۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ملقطاً)۔

مزید مسائل کے لئے راقم فقیر حیدری رضوی غفر اللہ لہ کا رسالہ الکلم العالیہ فی المسائل المالیہ مطبوعہ جامعہ عثمانیہ سیکٹر ایف ون میر پور آزاد کشمیر کا مطالعہ فرمائیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸ ربیع الآخر ۱۴۲۳ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ستائیسواں مقالہ

انوار شب برأت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين و الصلوة والسلام على رسوله محمد و على اله و
اصحابه اجمعين اما بعد۔ عزيز القدر عزيز م قاری مولانا محمد افرام حسن حنہ پانوی ناظم انجمن
عاشقان مصطفیٰ میلادنگر (دہر بازار) تحصیل ہجیرہ ضلع پونچھ آزاد کشمیر کی فرمائش پر یہ مختصر رسالہ "انوار شب
برأت" لکھنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس دینی سعی کو شرف مقبولیت بخشے اور ذریعہ نجات
بنائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

آیات کریمہ

حم و الكتاب المبين و انا انزناه في ليلة مباركة انا كنا منذرين و فيها يفرق
كل امر حكيم امر آمن عندنا انا كنا مرسلين و رحمة من ربك و انه هو السميع
العليم و رب السموات والارض وما بينهما ان كنتم موقنين و
(۲۵ رکوع ۱۴۔ سورة الدخان رکوع ۱)

(ترجمہ) حم قسم اس روشن کتاب کی۔ بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں
اتارا۔ بیشک ہم ڈرسانے والے ہیں۔ اس رات میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے
حکم سے۔ بیشک ہم بھیجے والے ہیں۔ تمہارے رب کی طرف سے رحمت بیشک وہی سنتا جانتا ہے۔ وہ جو
رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اس کا۔ اگر تمہیں یقین ہو۔ (کنز الایمان)

یہاں لیلۃ مبارکہ سے مراد شب برأت ہے یا شب قدر

اس آیت کریمہ میں لیلۃ مبارکہ کے بارہ میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض مفسرین شب قدر
مراد لیتے ہیں اور بعض شب برأت۔ امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی لکھتے ہیں (قوله في ليلة
مباركة) قال لقادة وابن زيد هي ليلة القدر انزل الله القرآن في ليلة القدر من ام
الكتاب الى السماء الدنيا لم نزل به جبريل على النبي صلى الله عليه وسلم نجوماً
في عشرين سنة وقال آخرون هي ليلة النصف من شعبان اخبرنا عبد الواحد المليحي
الى آخر السند عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل الله جل فناء ليلة النصف

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لكل نفس الا انساناً في قلبه شحنا
او مشركاً بالله.

قائدہ اور ابن زید نے کہا ہے کہ اس آیت کریمہ میں لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے پورا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر اتارا پھر جبریل اسے بیس برس تک تھوڑا تھوڑا نبی علیہ السلام پر اتارتے رہے اور دوسرے مفسرین کا قول یہ ہے کہ یہاں لیلہ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرہویں رات ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ جل ثناءہ شعبان کی پندرہویں شب آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے پھر سوائے اس انسان کے جس کے دل میں (کسی مسلمان کی ناحق) دشمنی ہے یا وہ اللہ کا کسی چیز کو شریک ٹھہراتا ہے سب انسانوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔ (معالم القرآن ص ۱۴۳ ج ۶)

اکثر مفسرین کے نزدیک لیلہء مبارکہ شب برأت ہے

سید الاولیاء والاغواث شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (قوله تعالى في ليلة مباركة) هي ليلة النصف من شعبان وهي ليلة البراءة وقال ذلك اكثر المفسرين سوى عكرمة فانه قال هي ليلة القدر. آيت كريمه انا انزلناه في ليلة مباركة من شعبان کی پندرہویں رات ہے اور یہی لیلۃ البراءۃ بھی ہے۔ اور یہ عکرمہ کے سوا اکثر مفسرین کا قول ہے اور عکرمہ کے نزدیک اس سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۸۹ جلد اول)

لیلۃ مبارکہ کی وجہء تسمیہ

سید ناغوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ومنها مسمى ليلة البراءة مباركة لما فيها من نزول الرحمة والبركة والخير والعفو والغفران لاهل الارض روى عن علي بن ابي طالب كرم الله وجهه عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال ينزل الله في ليلة النصف من شعبان الى السماء الدنيا فيغفر لكل مسلم الا للمشرك او مشاحن او قاطع رحم او امرأة تبغى في فرجها.

لیلۃ البراءۃ کو لیلۃ مبارکہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں زمین والوں پر اللہ کی رحمتیں، برکتیں، خیراتیں، بخششیں اور مغفرتیں نازل ہوتی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نے فرمایا اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں شب آسمان دنیا پر اترتا ہے پھر ہر مسلمان کی بخشش فرما دیتا ہے سوائے شرک کرنے والے کے یا دشمنی رکھنے والے کے یا قطع رحمی کرنے والے کے اور اس عورت کے جو اپنی فرج کے بارہ میں بغاوت کرنے والی ہو۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۸۹)

لیلۃ البراءۃ کی وجہ و تسمیہ

سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وقیل سمیت لیلۃ البراءۃ لان فیہا ہرئانان براءۃ۔ الاشقیاء من الرحمن وبراءۃ الاولیاء من الخذلان۔ اور کہا گیا ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو لیلۃ البراءۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں دو برائتیں پائی جاتی ہیں۔ ایک یہ کہ اشقیاء رحمن سے بری ہوتے ہیں اور دوسری یہ کہ اولیاء اللہ ذلت و رسوائی سے بری ہوتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۹۲)

شب برأت کی برکتیں

امام احمد صادی فرماتے ہیں شب برأت کے چار نام ہیں۔ لیلۃ مبارکہ، لیلۃ برأت، لیلۃ رحمہ اور لیلۃ صک۔ اس رات کی عبادت کی فضیلت میں یہ روایت ہے کہ جو شخص اس رات میں ایک سو رکعت نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک سو فرشتے بھیج دیتا ہے (ان میں سے) تیس فرشتے اسے جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور تیس فرشتے اسے عذاب دوزخ سے محفوظ ہونے کی خبر سناتے ہیں۔ تیس فرشتے اس سے دنیا کی آفتیں دور کرتے ہیں اور دس فرشتے اسے شیطان کے مکر و فریب سے بچاتے ہیں۔ اس رات میں رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رات میں امت پر بنی کلب قبیلہ کی ہکریوں کے ہالوں کی تعداد برابر لوگوں پر رحمت نازل فرماتا ہے اور اس رات میں بخشش حاصل ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رات میں سوائے نجومی، جادوگر، شراب کے عادی، والدین کے نافرمان اور زنا کے عادی کے سب مسلمانوں کی بخشش فرما دیتا ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کی تمام امت کے بارہ میں شفاعت عطا فرمائی ہے اور وہ اس طرح سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہویں شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی شفاعت مانگی تو انہیں امت کے تیسرے حصے کی شفاعت عطا کی گئی۔ پھر چودھویں شعبان کی رات میں شفاعت مانگی تو آپ کو امت کے دو تہائی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حصوں کی شفاعت عطا کی گئی پھر پندرہویں شعبان کی رات میں شفاعت مانگی تو آپ کو ساری امت کی شفاعت عطا کی گئی الا من شرد عن الله شروء البیعر ہاں اس شخص کے بارہ میں آپ کو حق شفاعت نہ دیا گیا جو اونٹ کے بدکنے کی طرح اللہ کے دروازہ سے بدک گیا ہوگا (تفسیرات صاویہ جلد چہارم ص ۵۱)

شب برأت کی فضیلتیں

شب برأت کی فضیلت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اس میں قرآن مجید کا نزول ہوا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ختم والکتاب المبین انا انزلناه فی لیلة مبارکة۔ ختم۔ قسم اس روشن کتاب کی۔ بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا۔ (سورہ الدخان)

(۲) شب برأت انتظام عالم کی رات ہے۔ چنانچہ حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فیہا یفروق کل امر حکیم (اس رات میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ پندرہویں شعبان کی رات کو پورے سال کے کام تمام ہو جاتے ہیں۔ اور زندے لکھے جاتے ہیں۔ اور حاجی قلمبند کیے جاتے ہیں پھر اس سے نہ کوئی بڑھتا ہے اور نہ کم ہوتا ہے۔ رواہ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم۔ اور اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ یہ کتابت امور لیلة القدر میں مکمل ہوتی ہے اور اس کتابت کی ابتداء شب برأت میں ہوتی ہے۔ (ما ثبت من السنۃ ص ۲۶۴)

(۳) شب برأت میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ان اللہ تعالیٰ لیطلع فی لیلة النصف من شعبان فیغفر لجميع خلقه الا لمشرك او مشاحن او قاطع رحم۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات میں ظہور فرماتا ہے تو مشرک اور کینہ پرور اور قطع رحمی کرنے والے کے سوا اپنی سب مخلوق کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ رواہ ابن ماجہ عن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ (ما ثبت من السنۃ ص ۲۶۴)

(۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب شعبان کی پندرہویں رات ہو تو اس میں قیام کرو اور اس کے دن میں روزہ رکھو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج غروب ہونے کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر کہتا ہے الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا من مبتلى فاعافیه الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر۔ خبردار ہے کوئی شخص

جو مجھ سے مغفرت مانگے تو میں اسے بخش دوں۔ خبردار ہے کوئی شخص جو مجھ سے روزی مانگے تو میں اسے رزق عنایت کروں۔ خبردار ہے کوئی مصیبت زدہ جو مجھ سے عافیت مانگے تو میں اسے عافیت دوں۔ خبردار ہے کوئی ایسا۔ خبردار ہے کوئی ایسا۔ حتیٰ کہ صبح صادق ہو جاتی ہے رواہ ابن ماجہ (ماہیت من السنۃ ص ۲۶۲)

(۵)۔ راشد ابن سعد سے مرسل مروی ہے کہ اللہ چار راتوں میں خیر و برکت کھول دیتا ہے۔ عید البقر کی رات میں عید الفطر کی رات میں پندرہویں شعبان کی رات میں کہ اس میں مدت حیات اور رزق لکھا جاتا ہے۔ اور اس میں حاجی لکھے جاتے ہیں اور لیلة عرفہ میں آذان فجر تک اتناسی جبرائیل فقال هذه لیلة النصف من شعبان والله فیها عتقاء من النار بعدد شعر غنم کلب۔ میرے پاس جبرائیل حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ شعبان کی پندرہویں شب ہے اللہ تعالیٰ اس شب میں بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر اپنے بندوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے رواہ البیہقی (ماہیت من السنۃ ص ۲۶۲)

(۶) محدث دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کثیر برساتا ہے۔ عید البقر کی رات، عید الفطر کی رات، پندرہویں شعبان کی رات اور رجب کی پہلی رات (مکاشفة القلوب ص ۳۰۰)

(۷)۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے والئی بصرہ کو لکھا۔ تم پر چار راتیں سال میں لازم ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان میں اپنی رحمت پوری طرح انڈیلتا ہے۔ رجب کی پہلی رات، شعبان کی پندرہویں رات، رمضان کی ستائیسویں رات اور عید الفطر کی رات (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۹ ج ۱)

(۸)۔ خالد بن معدان فرماتے ہیں جو شخص سال میں پانچ راتوں کی عبادت پر محافظت کرے ان کے ثواب کی امید پر اور ان کے وعدہ کی تصدیق سے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا رجب کی پہلی رات میں بیداری کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے۔ عید الفطر اور عید البقر کی راتوں میں قیام کرے اور ان کے دنوں کا روزہ نہ رکھے۔ شعبان کی پندرہویں رات میں قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے اور دس محرم کی رات کا قیام کرے اور اس کے دن میں روزہ رکھے (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۹)

(۹)۔ محدث دیلمی حضرت ابوامامہ ہابلی رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ راتوں میں دعاء روئیں کی جاتی۔ رجب کی پہلی رات میں، شعبان کی پندرہویں رات میں، جمعہ کی رات میں، عید الفطر کی رات میں اور عید البقر کی رات میں (مراقی الفلاح ص ۲۱۹)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شب برأت میں اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ ابوالنصر اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ نصف شعبان کی رات میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری چادر کے اندر سے خاموشی سے نکل گئے۔ اس طرح حضور کے نکل جانے سے مجھے یہ گمان ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ میں نے اٹھ کر آپ کو حجرے میں تلاش کیا تو میرے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں سے چھوئے۔ آپ اس وقت سجدہ میں دعا پڑھ رہے تھے۔ میں نے آپ کی دعا کے یہ الفاظ حفظ کر لیے۔ سجد لک سوادى و خيالى و آمن بك فوادى ابوء لك بالنعم واعترف لك بالذنب ظلمت نفسى فاغفر لى انه لا يغفر الذنوب الا انت اعوذ بعفوك من عقوبتك واعوذ برحمتك من نعمتك واعوذ برضاك من سخطك واعوذ بك منك لا احصى ثناء عليك انت كما ائنت على نفسك.

(ترجمہ) یا اللہ میرا جسم اور میرا دل تجھے سجدہ کرتا ہے۔ میرا دل تجھ پر ایمان لایا ہے اور میں تیری نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہوں، میں اپنی لغزشوں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میں نے اپنے آپ پر زیادتی کی ہے۔ تو مجھے بخش دے۔ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں ہے۔ میں تیرے عذاب سے بچنے کے لئے تیری پناہ میں آتا ہوں اور تیرے غضب سے بچنے کے لئے تیری رضا کا طالب ہوں تیرے عذاب سے امن میں رہنے کے لئے تجھ سے درخواست کرتا ہوں۔ تیری حمد و ثنا کوئی بیان نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی ثناء خود بیان کی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ صبح تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مصروف رہے۔ آپ کبھی کھڑے ہو جاتے اور کبھی بیٹھ کر عبادت کرتے یہاں تک کہ پاؤں سوج گئے۔ میں آپ کے پاؤں دبانے لگی اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقے آپ کے اگلوں پچھلوں کے گناہ بخش دیئے ہیں؟ کیا اس نے آپ پر کرم نہیں کیا ہے؟ کیا اس نے آپ پر مہربانی نہیں فرمائی ہے؟ فرمایا عائشہ افلا کون عبد اشکوراً۔ هل تدربن مافى هذه الليلة اے عائشہ کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ جانتی ہو کہ اس رات میں کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا۔ آپ ہی فرمائیں کہ اس رات میں کیا بات ہے؟ فرمایا فیہا یکتب کل مولود فى هذه السنة ولیہا یکتب کل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میت و فیہا تنزل ارزاقہم و فیہا ترفع اعمالہم و افعالہم۔ اس رات میں سال بھر میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا نام لکھا جاتا ہے۔ اور اس میں ہر مرنے والا لکھا جاتا ہے اور اس میں مخلوق کی روزیاں تقسیم کی جاتی ہیں اور اس میں ان کے اعمال و افعال اٹھائے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہوگا۔ فرمایا، کوئی شخص بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ میں نے عرض کیا۔ کیا آپ بھی؟ فرمایا ہاں میں بھی۔ مگر اس وقت جب اللہ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے گا۔ اس کے بعد حضور نے اپنا دست مبارک اپنے چہرہ اور سر پر پھیرا (غنیۃ الطالبین ص ۱۹۰ ج ۱)

اور یہی بزرگ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا اے عائشہ یہ کونسی رات ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ فرمایا یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے فیہا ترفع اعمال الدنیا و اعمال العباد ولہ فیہا عتقاء من النار بعد دشر غنم کلب۔ اس رات میں دنیا والوں کے اعمال اور بندوں کے افعال اٹھائے جاتے ہیں اور اس رات میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر دوزخیوں کو آزادی بخشا ہے۔ پھر فرمایا کیا تو مجھے آج کی رات کی عبادت کی مہلت دے گی میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ (یہ سن کر) آپ نماز میں مشغول ہو گئے۔ پہلی رکعت میں آپ نے سورۃ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورت پڑھی پھر آدمی رات تک سجدہ میں رہے پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت میں بھی فاتحہ اور ایک چھوٹی سورت پڑھی پھر سجدہ میں چلے گئے اور طلوع فجر تک سجدہ میں رہے۔ میں آپ کو دیکھتی رہی یہاں تک کہ مجھے شک گذرا کہ آپ کی روح قبض کر لی گئی ہے۔ پھر جب یہ حالت کافی دیر رہی تو میں نے آپ کے تلووں کو چھوڑا تو آپ نے حرکت کی۔ میں نے آپ کو سجدہ میں یہ الفاظ پڑھتے ہوئے سنا۔ اعود بعلوک من عذابک و اعود بروضاک من سخطک و اعود بک منک جل لواءک لا احصی لواء علیک انت کما الیت علی نفسک۔ صبح کے وقت میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے سجدہ میں وہ کلمات کہے تھے جو میں نے آپ کو کہتے کبھی نہیں سنا۔ فرمایا کیا تو نے انہیں یاد کر لیا ہے۔ عرض کا جی ہاں۔ فرمایا خود بھی یاد کر لو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ۔ کیونکہ مجھے جبرائیل نے یہ کلمات سجدہ میں پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۹۰)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور یہی بزرگ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گم پایا تو میں ان کی تلاش میں نکلی۔ اچانک آپ کو جنت البقیع میں اس حال میں موجود پایا کہ آپ سر اٹھائے آسمان کو دیکھ رہے تھے اور مجھے فرمایا کیا تجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تیری حق تلفی کریں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا گمان یہ تھا کہ آپ کسی بی بی کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندھویں رات میں آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے پھر بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ گناہ گاروں کو بخشتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۱۹۱ ج ۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ شعبان کی پندھویں شب میرے پاس جبرائیل آئے اور عرض کیا۔ آسمان کی طرف دیکھیے۔ میں نے اس سے پوچھا یہ کونسی رات ہے؟ انہوں نے عرض کیا یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے تین سو دروازے کھول دیتا ہے اور ہر شخص کو بخشتا ہے جس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو بشرطیکہ وہ جادو گر نہ ہو اور نہ ہی کاہن ہو اور نہ ہی سود خور ہو اور نہ ہی زانی ہو اور نہ ہی شراب کا عادی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی بخشش نہیں فرماتا جب تک یہ لوگ توبہ نہ کریں۔ پھر جب رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا تو جبرائیل پھر آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ آسمان کو دیکھیے۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں۔ پہلے دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے خوشی ہو اس کے لئے جو اس رات میں رکوع کرے۔ دوسرے دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے خوشی ہو اس کے لئے جو اس رات میں سجدہ کرے۔ تیسرے دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے خوشی ہو اس کے لئے جو اس رات میں دعائیں مانگے۔ چوتھے دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے خوشی ہو اس کے لئے جو اس رات میں ذکر الہی کرے۔ پانچویں دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے خوشی ہو اس کے لئے جو اس رات میں خوف الہی میں روئے۔ چھٹے دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے خوشی ہو اس کے لئے جو اس رات میں مسلمان ہے اور ساتویں دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کا سوال پورا کیا جائے اور آٹھویں دروازہ پر ایک فرشتہ آواز سے کہہ رہا ہے کہ کوئی اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے والا ہو کہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں۔ حضور نے پوچھا اے جبرائیل یہ دروازے کس وقت تک کھلے رہیں گے؟ انہوں نے عرض کیا اول شب سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

طلوع فجر تک۔ پھر عرض کیا۔ یا محمد ان لیلہ تعالیٰ فیہا عتقاء من النار بعدد شعر غنم کلب۔ یا رسول اللہ اس رات میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد جتنے گناہگاروں کو دوزخ سے آزاد فرماتا ہے (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۹۱)

شب برأت کے نوافل

علماء امت نے شب برأت کے نوافل کی درج ذیل ترکیبیں لکھی ہیں۔

۱۔ سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں شعبان کی رات میں جو نفل بزرگوں سے منقول ہیں ان کی تعداد ایک سو رکعت ہے اور ان میں ایک ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی جاتی ہے۔ یعنی ہر رکعت میں دس مرتبہ یہ سورت پڑھی جاتی ہے۔ اس نماز کا نام صلوٰۃ الخیر ہے۔ و تتفرق برکتها و کان السلف الصالح یصلونها جماعة مجتمعین لها و فیہا فضل کثیر و ثواب جزیل۔ اس نماز کی برکت پھیلتی ہے اور سلف صالحین یہ نماز باجماعت پڑھتے تھے اور اس میں بڑا فضل اور بڑا ثواب ہے اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ مجھ سے تیس صحابیوں نے روایت بیان کی ہے کہ جو شخص اس رات میں یہ نماز پڑھے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ستر مرتبہ نظر رحمت فرماتا ہے اور ہر نظر کے ہمراہ اس کی ستر حاجتیں پوری کر دیتا ہے ان حاجتوں میں سب سے ادنیٰ درجہ کی حاجت اس کی مغفرت ہوتی ہے۔

(غنیۃ الطالبین ص ۱۹۲ ج ۱)

۲۔ امام عبدالرحمن صفوری لکھتے ہیں۔ و فی کتاب البرکۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم من صلی لیلۃ النصف من شعبان النتی عشرة رکعة یقرأ فی کل رکعة فاتحۃ الكتاب و قل هو اللہ احد احد عشر مرّات معیت عنہ سینّاتہ و ہو رک لہ فی عمرہ۔ کتاب البرکۃ میں نبی علیہ الصلوٰۃ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص شب برأت میں بارہ نفل اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ شریف کے بعد گیارہ مرتبہ قل هو اللہ احد یعنی سورۃ اخلاص پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کی عمر میں برکت فرماتا ہے (نزهۃ المجالس حصہ اول ص ۱۵۷)۔

اور امام غزالی احیاء العلوم میں اس نماز کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ سے سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صلیٰ هذه الصلوة فی هذه الليلة نظر الله الیه سبعین نظرة و قضی الله له بكل نظرة سبعین حاجة ادناها المغفرة۔ جو شخص اس شب میں یہ نماز پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اس پر ستر بار نظرِ رحمت فرماتا ہے اور ہر نظر کے بدلے میں اس کی ستر حاجتیں پوری فرماتا ہے۔ ان میں ادنیٰ حاجت اُس کی مغفرت ہے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ دسمبر ۱۹۹۷ء)۔

(۳) اس رات میں دو رکعت نفل یا س طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ایک بار آیتہ الکرسی اور پندرہ بار سورۃ اخلاص تلاوت کریں۔ سلام کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھیں۔ اس سے رزق میں فراخی ہوگی۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت نومبر ۲۰۰۲ء)۔

دُعائے شبِ برأت

شبِ برأت کی خصوصی دُعا لکھی جاتی ہے اسے نوافل کے بعد ہاتھ اٹھا کر پڑھیں۔ اللھم یا ذا المن و لا یمن علیہ یا ذا الجلال و الاکرام یا ذا الطول و الا نعام لا اله الا انت ظہر اللاحین و جار المستجیرین و امان الخائفین اللھم ان کنت کتبتنی عندک فی ام الكتاب شقیاً او محروماً او مطروداً او مقتراً علی فی الرزق فامح اللھم بفضلک شقاوتی و حرمانی و طردی و اقتار رزقی و البتنی عندک فی ام الكتاب سعیداً مرزوقاً موفقاً للنجرات فانک قلت و قولک الحق فی کتاب المنزل علی لسان نبیک المرسل ینمحو الله ما یشاء و یشئ و عنده ام الكتاب الہی بالتجلی الا عظم فی لیلۃ النصف من شہر شعبان المکرم التی یفرق فیہا کل امر حکیم و یرم ان تکشف عنا من البلاء و البلاء ما نعلم و انت بہ اعلم انک انت الاعز الاکرم و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و علی الہ و اصحابہ و سلم و الحمد لله رب العالمین۔

(ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ۔ جنوری ۱۹۹۵ء)۔

شبِ برأت کے باقی معمولات

(۱) روایت ہے کہ چودہ شعبان کی شام غروب آفتاب کے قریب جو شخص چالیس بار لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم پڑھے۔ اس سے چالیس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور یہ شخص چالیس آدمیوں کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شفاعت کرے گا۔ (ماہنامہ انوارالقرید ساہیوال۔ فروری ۱۹۹۱ء)۔

(۲) شب برأت میں سات بار سورۃ الدخان پڑھنے سے ستر حاجتیں دینی و دنیوی پوری ہوتی ہیں۔
(حوالہ مذکورہ بالا)۔

(۳) غروب آفتاب سے قبل اور نماز عصر کے بعد ستر بار پڑھیں استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ اس کے بعد ستر بار درود شریف اور ایک سو بار یا حی یا قیوم پڑھیں۔ (حوالہ مذکورہ بالا)۔

(۴) شب برأت میں ایک ہزار بار درود شریف بایں الفاظ پڑھیں۔ اللہم صل علی محمد النبی الامسى۔ پھر چھ رکعات نفل پڑھیں۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیت الکرسی ایک بار اور سورۃ اخلاص تین بار (حوالہ مذکورہ بالا)۔

(۵) اس رات قبرستان میں جانا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ قبرستان میں دفن تمام اموات کے لیے دعائے مغفرت و بلندی درجات مانگنی چاہیے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)۔

پندرہویں شعبان کا روزہ

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں شعبان کی پندرہویں شب شب برأت میں قیام کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ وہاں اس کے ساتھ اس شب کے دن (پندرہویں شعبان) کا روزہ رکھنے کا بھی حکم دیا ہے۔ اس لیے اس دن کا روزہ ضرور رکھا جائے۔

الحمد للہ۔ یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس سے شب برأت کی رات اور اس کے دن کے شرعی پروگرام کی تفصیلی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں۔ باقی رہا اس بابرکت رات میں آتش بازی وغیرہ لہو و لعب کا ارتکاب تو اس کا شرعاً ناجائز ہونا کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔ اللہ رب العزت کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس موقع پر آتش بازی کا حکم نہیں دیا۔ نہ علمائے امت نے اس فعل کو مستحسن جانا بلکہ اس کی پُر زور مذمت فرمائی اس لیے اس کا قبیح و شنیع ہونا بخوبی سمجھا جاسکتا ہے علمائے امت نے اس رات کی آتش بازی کے بارہ میں جو کچھ لکھا ہے اس میں سے بقدر ضرورت عرض کیا جاتا ہے۔ وہاں اللہ التوفیق۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ارشادات

ومن البدع الشبیعة ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الهند من ايقاد السراج ووضعها

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

على البيوت والجدران و تفاخرهم بذلك و اجتماعهم اللهو واللعب بالنار و احراق الكبريت فانه مالا اصل له فى الكتب الصحيحة المعتبرة بل و لا فى غير المعتبرة ولم يرد فيها حديث لا ضعيف ولا موضوع ولا يعتاد ذلك فى غير بلاد الهند من الديار العربية من الحرمين الشريفين ولا فى غيرهما و لا فى البلاد المعجمية ماعدا بلاد الهند بل عسى ان يكون ذلك و هو الظن الغالب اتخاذاً من رسوم الهند فى السرج الدوالى فان عامة الرسوم البدعية الشنيعة بقيت من ايام الكفر فى الهند و شاعت فى المسلمين بسبب المجاورة والاختلاط و اتخاذهم السرارى والزوجات من النساء الكافرات۔

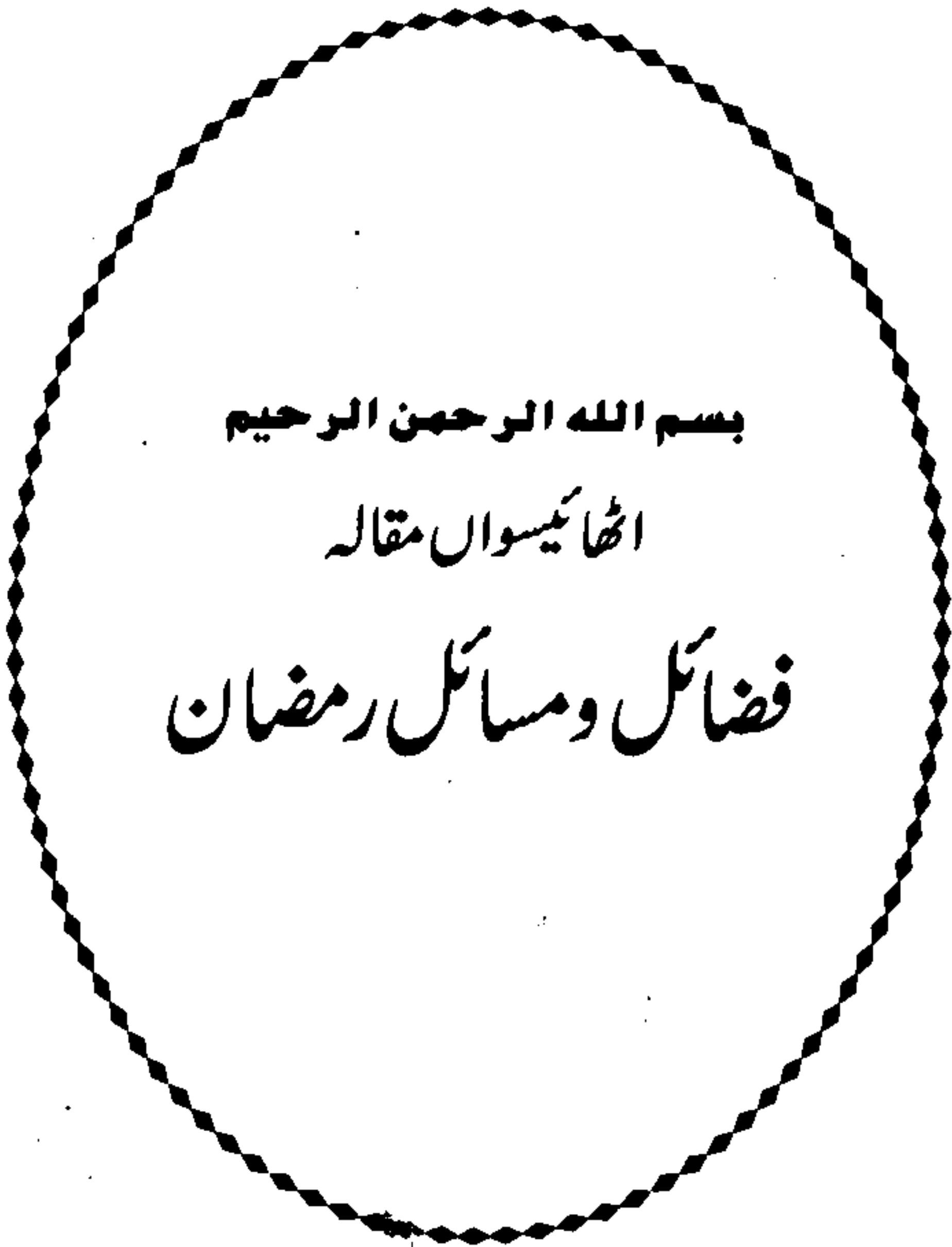
(ترجمہ) اور بدعات شیعہ سے یہ ہے جو ہندوستان کے اکثر شہروں میں لوگوں نے رواج دے رکھا ہے کہ وہ اپنے گھروں اور دیواروں پر چراغ جلاتے ہیں۔ اور فخر کے ساتھ آتش بازی کرتے ہیں۔ اس کی کتب صحیحہ معتبرہ میں کوئی اصل موجود نہیں بلکہ غیر معتبر کتابوں میں بھی اس کا ذکر تک نہیں۔ اور نہ ہی اس کے بارہ میں کوئی ضعیف یا موضوع حدیث مروی ہے۔ اور نہ ہندوستان کے شہروں کے علاوہ دیا رب عرب یا حرمین شریفین وغیرہا میں اس کا رواج ہے اور عرب کے علاوہ دیگر عجمی شہروں میں بھی اس کا رواج نہیں سوائے ہندوستان کے شہروں کے۔ بلکہ ممکن ہے اور یہ ظن غالب ہے کہ یہ عمل ہنود کی رسومات میں سے ہو جیسا کہ وہ اس قسم کی آتش بازی دیوالی وغیرہ میں کرتے ہیں۔ اس بدعت شیعہ کا عام رواج دراصل ہندوستان میں زمانہ کفر کی باقیات سے ہے جو ہنود کے باہمی میل جول سے اور کافر لوٹ پوٹوں اور عورتوں کے ساتھ مسلمانوں کی مناکحت کی وجہ سے جڑ پکڑ گئی ہیں۔ (ما ثبت بالسنتہ ص ۲۸۲)۔

شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ شبِ برأت کی آتش بازی ہندوؤں کی تہذیب سے مسلمانوں کے معاشرہ میں آئی ہے۔ پھر یہ بدعت شیعہ صرف ہندوستان کے مسلمانوں ہی میں پائی جاتی ہے۔ اس لیے اس کے بے اصل، ناجائز اور بدعت شیعہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں پایا جاتا اور حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں۔ "اس رات کو گناہ میں گزارنا بڑی محرومی کی بات ہے۔ آتش بازی کے متعلق مشہور یہ ہے کہ یہ نمرود بادشاہ نے ایجاد کی جبکہ اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا اور آگ گلزار ہو گئی تھی تو اس کے آدمیوں نے آگ کے انگارے اناں میں بکڑ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی

طرف پھینکے تھے۔ کاٹھیاواڑ میں ہندو لوگ ہولی اور دیوالی کے موقعہ پر آتش بازی چلاتے ہیں۔ ہندوستان میں یہ رسم مسلمانوں نے ہندوؤں سے سیکھی۔ مگر افسوس کہ ہندو تو اس کو چھوڑ چکے ہیں مگر مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ سالانہ اس رسم میں برباد ہو جاتا ہے۔ اور ہر سال خبریں آتی ہیں کہ فلاں جگہ سے اتنے گھر آتش بازی سے جل گئے۔ اور اتنے آدمی جل کر مر گئے۔ اس میں جان کا خطرہ اور مال کی بربادی اور مکانوں میں آگ لگنے کا اندیشہ ہے۔ اپنے مال میں اپنے ہاتھ سے آگ لگانا پھر خدا تعالیٰ کی نافرمانی کا وبال سر پر ڈالنا ہے۔ خدا کے لیے اس بے ہودہ اور حرام کام سے بچو۔ اپنے بچوں اور قرابت داروں کو روکو۔ جہاں آوارہ بچے یہ کھیل کھیل رہے ہوں وہاں تماشہ دیکھنے کے لیے بھی نہ جاؤ۔ آتش بازی بنانا۔ اس کا بیچنا۔ اس کا خریدنا۔ اس کا چلانا یا چلوانا سب حرام ہے۔" (اسلامی زندگی ص ۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

(۸ رجب ۱۴۲۳ھ)۔



بسم الله الرحمن الرحيم

اٹھائیسواں مقالہ

فضائل و مسائل رمضان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على رسوله الكريم و على اله و اصحابه اجمعين اما بعد۔ بردار طریقت حضرت مولانا محمد محفوظ چشتی مدظلہ العالی کی فرمائش پر یہ مختصر رسالہ فضائل و مسائل رمضان لکھا گیا ہے اللہ تعالیٰ اسے ہم سب کے لیے ذریعہ ہدایت بنائے۔

رمضان المبارک کی پہلی رات کی فضیلت

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن قید کر لیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور مبادی پکارتا ہے اے خیر طلب کرنے والے آگے بڑھ اور اے شر چاہنے والے کمی کر اور اللہ کے لیے کچھ لوگ دوزخ سے آزاد ہوتے ہیں اور یہ ہر رات میں ہوتا ہے۔" (ترمذی شریف ص ۱۱۵ ج ۱)

۲۔ اور شیخ تقی الدین حلبی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ رمضان کے مہینہ کی پہلی رات میں ہر ایک قبلہ والے کی مغفرت فرما دیتا ہے۔" (نزہۃ الناظرین ص ۹۴)۔

۳۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب رمضان کے مہینہ کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ عزوجل اپنی مخلوق کی طرف نظر فرماتا ہے اور جب اللہ کسی بندے کی طرف نظر فرماتا ہے تو اسے کبھی عذاب نہیں دیتا اور ہر روز دس لاکھ شخصوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے اور جب انیسویں رات ہوتی ہے تو مہینے بھر میں جتنے آزاد کیے ہیں ان کے مجموعہ جتنے اور اس رات میں آزاد کرتا ہے۔" (بہار شریعت ۹۶ ج ۵)

رمضان المبارک کے پہلے دن کی فضیلت

حضرت مہد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جنت ابتدائے سال سے آئندہ سال تک رمضان کے غنیمت کی جاتی ہے۔ جب رمضان کا پہلا دن آتا ہے تو جنت کے چوں سے عرش کے نیچے حورالعین پر ایک ہوا چلتی ہے وہ کہتی ہیں یا رب اجل لنا من عبادک اذ واجنا لک ربہم اھلنا و نکلنا اھلہم بنا۔ اے میرے رب تو اپنے بندوں میں سے ہمارے لئے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اُن کو شوہر بناتا کہ اُن سے ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور ہم سے اُن کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔"

(مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)

رمضان المبارک کے تین عشروں کی فضیلت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شعبان کے آخری دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ فرمایا اور اُس کے اندر یہ ارشاد فرمایا "وہو شہر اولہ رحمۃ و اوسطہ مغفرة و آخرہ عتق من النار۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اول رحمت ہے اور اُس کا اوسط مغفرت ہے اور اُس کا آخر دوزخ سے آزادی ہے (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)۔"

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی خصوصی فضیلت

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جتنی ریاضت و عبادت میں کوشش فرماتے تھے اتنی دوسرے دنوں میں نہیں فرماتے تھے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۶۳ ج ۱)۔

۲۔ اور انہی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العشر شذ میزہ و احیی لیلہ و یقظ اہلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب رمضان کا آخری عشرہ داخل ہوتا تو آپ اپنی ازار باندھ لیتے اور اُس کی راتوں میں بیداری کرتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے (مشکوٰۃ ص ۱۶۳ ج ۱)۔

آخری عشرہ کی طاق راتوں کی فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں (اکیسویں، تیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور اسیسویں راتوں) میں لیلۃ القدر تلاش کرو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۳ ج ۱)

لیلۃ القدر کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب لیلۃ القدر ہوتی ہے جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت میں اترتے ہیں یصلون علی کل عبد قائم او قاعد یذکر اللہ عز و جل ہر اُس بندے کے لیے دُعائے رحمت مانگتے ہوئے جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کو یاد کرتا ہے (مشکوٰۃ ص ۱۶۳ ج ۱)

(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لیلۃ خیر من الف شہر من حرم خیرھا فقد حرم رمضان میں ہزار مہینوں سے بہتر ایک رات (لیلۃ القدر) ہے جو کوئی اس رات کی اچھائی سے محروم رہے وہ محروم رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)

(۳) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان داخل ہونے پر فرمایا اور اس میں ہزار مہینوں سے بہتر ایک رات (لیلۃ القدر) ہے جو اس رات کی اچھائی سے محروم رہے وہ ہر اچھائی سے محروم رہتا ہے اور اس رات کی اچھائی سے محروم نہیں رہتا مگر وہی جو پورا پورا محروم ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)

رمضان کی آخری رات کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُن کی امت کی مغفرت رمضان کی آخری رات کے اندر کر دی جاتی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا یہ لیلۃ القدر ہے؟ فرمایا لا ولكن العامل بما یوفی اجرہ اذا قضی عملہ۔ نہیں لیکن مزدور جب اپنا کام پورا کرتا ہے اُسے اُس کی مزدوری پوری پوری دی جاتی ہے (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)۔

رمضان کے آخری دن کی فضیلت

امام تقی الدین حلی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور اللہ کے واسطے رمضان کے مہینہ کی ہر رات میں افطاری کے وقت ایسے ایک لاکھ شخص دوزخ سے آزاد کئے جاتے ہیں جو دوزخ کے حقدار ہو چکے ہوتے ہیں لہذا کسان آخر ہوم من شہر رمضان اعق اللہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فی ذلک الیوم بقدر ما اعتق من اول الشهر الى آخره۔ پھر جب رمضان کے مہینے کا آخری دن ہوتا ہے تو اُس دن میں اللہ تعالیٰ اتنے لوگ آزاد فرماتا ہے جتنے اُس مہینے کی ابتداء سے اُس کے آخر تک آزاد کیے ہوتے ہیں۔ (نزہۃ الناظرین ص ۹۴)۔

ماہ رمضان کی فضیلت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں وعظ میں فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس عظمت والا، برکت والا مہینہ آیا ہے وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ نے اُس کے روزے فرض کئے اور اُس کی راتوں میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) کیا۔ من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن اذی فریضة فی ما سواہ و من اذی فریضة فیہ کان کمن اذی سبعین فریضة فی ما سواہ۔ جو اس میں نیکی کا کوئی کام کرے تو ایسا ہے جیسے اور کسی مہینے میں فرض ادا کیا اور جو اس میں فرض ادا کرے تو ایسا ہے جیسے اور دنوں میں ستر فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مہینہ مواسات کا ہے اور اس مہینے میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے کہ اُس کا اوّل رحمت ہے اور اُس کا اوسط مغفرت ہے اور اُس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جو غلام پر اس مہینے میں تخفیف کرے یعنی کام میں کمی کرے اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزاد فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)۔

روزہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قال اللہ عز و جل کل عمل ابن آدم له الا الصیام فانہ لی وانا اجزی بہ و الصیام جنة اللہ عز و جل نے فرمایا بنی آدم کا ہر عمل اُس کے لیے ہے مگر روزہ سو وہ میرے لیے ہے اور خود میں اُس کی جزا دوں گا اور روزہ ڈھال ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جن سے وہ خوش ہوگا (ایک اُس وقت) جب وہ روزہ کھولتا ہے اور دوسری اُس وقت جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔ سو وہ اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔ (ریاض الصالحین ص ۴۴۴)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روزہ رمضان کی فضیلت

۱۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ صیام شہر رمضان بعشرۃ اشھر وصیام ستۃ ایام بعدہ بشہرین فذلک صیام السنۃ رمضان کے مہینے کے روزے دس مہینوں کے روزے ہیں اور اس کے بعد چھ دنوں کے روزے دو مہینوں کے روزے ہیں سو یہ سال بھر کے روزے ہیں (جامع صغیر ص ۴۹ ج ۲)۔

۲۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کے روزے رکھے اُس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۵ ج ۱)۔

روزہ کا مفہوم

اصطلاح شرع میں مسلمان محض کا عبادت کی نیت سے طلوع فجر صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے قصداً زکنا روزہ ہے عورت کے لیے حیض و نفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ (جوہرہ نیزہ ص ۱۶۶ ج ۱)۔

روزہ کے درجات

روزہ کے تین درجے ہیں عوام کا روزہ یہ ہے کہ وہ اپنے پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے اور جماع سے محفوظ رکھیں اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ عوام کے ساتھ ساتھ وہ اپنے اعضاء کو ہر قسم کے گناہ سے روکے رکھیں اور خواص النواص کا روزہ یہ ہے کہ وہ عوام و خواص کے ساتھ ساتھ اپنے باطن کو ماسوا اللہ سے ہالکلیہ جدا رکھیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہیں۔ (جوہرہ نیزہ ص ۱۶۶ ج ۱)۔

سحری کھانے کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے (مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۵۶)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روزہ رکھنے کی نیت

بہتر ہے کہ سحری کھانے کے بعد یہ الفاظ نیت پڑھ لے و بصوم غد نوت "من شہر رمضان۔ اور میں نے آنے والے دن میں رمضان کے مہینے کے روزہ کی نیت کی۔

مفسداتِ روزہ

جن باتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں، اگر قصداً کھایا پیایا جماع کیا یا بھول کر کھاپی رہا تھا، پھر روزہ یاد آنے پر یا سحری کھا رہا تھا صبح صادق ہونے پر منہ کا لقمہ یا گھونٹ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ ان صورتوں میں قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہیں یوں ہی جس کو کھچھ کی عادت ہو اُس نے بحالتِ روزہ ہتھ یا سگریٹ پیا تو قضاء و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ ٹھکی کرتے وقت پانی حلق سے نیچے اتر گیا یا ناک میں پانی ڈالتے وقت دماغ تک پہنچ گیا یا قصداً منہ بھرتے کی یا بے اختیار منہ بھر کرتے ہوئی اور چنا کے برابر یا زیادہ نگل لی یا دانتوں میں انکا ہوا چنے کے برابر کھانا نگل لیا یا ناک میں دوا سڑک لی یا کان میں دوا یا تیل ڈالا یا بوسہ لینے یا چھونے سے انزال ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں روزہ یاد ہے تو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ دانتوں سے خون نکلا اور حلق سے اتر گیا اگر تھوکی کا غلبہ تھا تو روزہ نہیں گیا ورنہ فاسد ہو گیا۔ قصداً دھواں ناک میں کھینچا تو روزہ جاتا رہا اور قضاء لازم ہے کان میں تیل پٹکا یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا دوائی لگائی اور دماغ تک پہنچ گئی یا ناک کی راہ سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکر روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھمن کرتے ہیں یا رمضان المبارک میں بلا نیت روزہ رہا یا اُس کے منہ میں بارش کی بوند یا اولہ چلا گیا یا بہت سے آنسو یا پسینہ نگل گیا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اس کی قضاء لازم ہے، کفارہ لازم نہیں ہے۔

(ماہنامہ ضاعے حرم بابت مئی ۱۹۷۶ء ملخصاً)

روزہ اور انجکشن

انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن روزہ کی حالت میں بچنا چاہیے ہاں اگر جوف دماغ یا جوفِ معدہ میں انجکشن سے دوا یا غذا پہنچے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (ماہنامہ ضاعے حرم مذکورہ بالا)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مکروہاتِ روزہ

روزہ میں یہ باتیں مکروہ ہیں

جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی، بیہودہ بات کہنا یا کسی کو تکلیف دینا کہ یہ باتیں ویسے بھی ناجائز و حرام ہیں اور روزہ میں اور زیادہ حرام۔ ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ بلا عذر کسی چیز کو چکھنا یا چبانا، اپنی بیوی کا بوسہ لینا یا اُسے گلے لگانا یا اُس کا بدن چھونا جبکہ انزال کا اندیشہ ہو۔ روزہ کی حالت میں کھلی یا ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ کرنا، یونہی استنجاء میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ منہ میں ٹھوک اکٹھا کر کے نگلنا۔ ایسا سخت کام کرنا جس سے روزہ چھوڑنے پر مجبور ہونے کا ظن غالب ہو۔ صبح صادق کے طلوع ہونے میں شک ہو جانے تک سحری میں تاخیر کرنا۔ (بہار شریعت ص ۱۲۱ ج ۵ ملخصاً)

شیخ فانی کا فدیہ

بوڑھا جس کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب روز بروز کمزور رہی ہوتا جا رہا ہو جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو یعنی نہ اب رکھ سکتا ہو اور نہ آئندہ اُس میں اتنی طاقت آنے کی امید ہو کہ روزہ رکھ سکے گا اُسے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور ہر روزہ کے بدلے میں فدیہ دے یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھانا کھلائے یا ہر روزہ کے بدلے میں صدقہ فطر کی مقدار صدقہ مسکین کو دے دے۔

(بہار شریعت ص ۱۳۰ ج ۵)

تجیل افطار کی فضیلت

امام ترمذی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "میرے بندوں میں مجھے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطاری میں جلدی کرتا ہے۔" (بہار شریعت ص ۱۲۶ ج ۵)۔

افطاری کی دُعا

امام ابو داؤد روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افطاری کے وقت یہ دُعا پڑھتے تھے۔ اللّٰهُمَّ لَكَ صُومْتُ وَ عَلَيَّ ذَرْبُكَ الطَّرِيقُ۔ (بہار شریعت ص ۱۲۶ ج ۵)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روزہ افطار کرانے کا ثواب

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کو روزہ افطار کرائے اُس کے گناہوں کی مغفرت ہے اور اُس کی گردن دوزخ سے آزاد ہے اور اُسے ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملتا ہے۔ بغیر اس کے کہ اُس کے اجر سے کچھ کم ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر شخص وہ چیز نہیں پاتا جس سے افطار کرائے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو دے گا جو ایک گھونٹ دودھ یا ایک خرما یا ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کرائے اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اُس کو اللہ میرے حوض سے پلائے گا کہ کبھی پیاسا نہ ہوگا یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۶ ج ۱)۔

قیام رمضان کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ جو شخص ایمان کی وجہ سے اور ثواب کے لیے رمضان کی راتوں کا قیام کرے اُس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ (بلوغ المرام ص ۶۲)

بیس تراویح کا ثبوت

امام مالک حضرت یزید بن رومان سے روایات بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کان الناس يقومون في زمان عمر بن الخطاب في رمضان بثلاث وعشرين ركعة۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں لوگ (صحابہ کرام رضون اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) رمضان میں بیس رکعتیں (بیس تراویح اور تین وتر) پڑھا کرتے تھے۔ (موطا امام مالک ص ۴۰) قلت و فی هامشہ انه قد روی البيهقي باسناد صحيح انهم يقومون في عهد عمر بعشرين ركعة و في عهد عثمان و علي مئة او واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسائل تراویح

نماز تراویح کا وقت فرض عشاء کے بعد سے طلوع فجر تک ہے وتر سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پہلے بھی ہو سکتی ہیں اور بعد بھی۔ تراویح کی بیس رکعتیں دس سلاموں سے پڑھے تراویح کی قرأت اور ارکان کی ادائیگی میں جلدی کرنا مکروہ ہے یونہی تراویح میں تعوذ و تسبیہ و طمانیت و تسبیح کا چھوڑنا بھی مکروہ ہے ہر چار رکعت پڑھ کر بیٹھنا مستحب ہے اور اُس بیٹھنے میں اُسے اختیار ہے کہ چپکا بیٹھا رہے یا کلمہ طیبہ پڑھے یا تلاوت کرے یا تسبیح تراویح پڑھے۔ تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔ اگر عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی اور تراویح تنہا تو وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے اور اگر عشاء تنہا پڑھ لی اگرچہ تراویح جماعت سے پڑھی تو وتر تنہا پڑھے۔ بلا عذر تراویح بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے (بہار شریعت ص ۳۲ ج ۴ ملقطاً)

تابالغ امام اور تراویح

تابالغ کے پیچھے بالغین کی تراویح نہ ہوگی یہی صحیح ہے۔ (بہار شریعت ص ۳۵ ج ۴)۔
نوٹ اس مسئلہ کا مفصل بیان ہمارے رسالہ "تابالغ امام اور تراویح" میں ملاحظہ فرمائیں۔

تراویح میں ختم قرآن

تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ختم قرآن نہ ہو سکے، تو سورتوں سے تراویح پڑھیں اور اس کے لیے بعضوں نے یہ طریقہ رکھا ہے کہ سورۃ الفیل سے آخر قرآن تک دوبار پڑھنے میں بیس رکعتیں ہو جائیں گی۔ (بہار شریعت صفحہ ۳۷ جلد ۴)۔

امام کیسا ہونا چاہیے؟

خوش خواں کو امام نہیں بنانا چاہیے، بلکہ درست خواں کو امام بنائیں افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ میں حفاظ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے۔ اکثر تو ایسا پڑھتے ہیں کہ علموں تعلیم کے سوا کچھ پتہ نہیں چلتا الفاظ و حروف کھا جایا کرتے ہیں۔ جو اچھا پڑھنے والے کہلاتے ہیں انہیں دیکھیے تو حروف صحیح ادا نہیں کرتے حمزہ، الف، عین اور ذ، ز، ظ اور ث، س، ص اور ط وغیرہ حروف میں تفرقہ نہیں کرتے، جس سے قطعاً نماز ہی نہیں ہوتی۔ فقیر کو انہی مصیبتوں کی وجہ سے عین سال ختم قرآن مجید سنا نہ ملا مولیٰ عزوجل مسلمان بھائیوں کو توفیق دے کہ وہ ما انزل اللہ پڑھنے کی کوشش کریں۔ (بہار شریعت صفحہ ۳۵ جلد ۴)۔

شبینہ

شبینہ کہ ایک رات کی تراویح میں پورا قرآن مجید پڑھا جاتا ہے جس طرح آج کل رواج ہے کہ کوئی بیٹھا باتیں کر رہا ہے کچھ لوگ لیٹے ہیں، کچھ لوگ چائے پینے میں مشغول ہیں کچھ لوگ مسجد کے باہر حقہ نوشی کر رہے ہیں اور جب جی میں آیا ایک آدھ رکعت میں شامل بھی ہو گئے یہ ناجائز ہے ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں اکٹھ ختم کیا کرتے تھے تیس دن میں تیس رات میں اور ایک تراویح میں اور پینتالیس برس عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھی ہے۔ (بہار شریعت صفحہ ۳۷۷ جلد ۴)

اعتکاف کی فضیلت

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اعتکاف کرنے والا گناہوں سے باز رہتا ہے اور اُسے نیکیوں میں سے اس قدر ثواب ملتا ہے گویا اُس نے سب نیکیاں کیں" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۶۵ جلد ۱)
(۲) اور آپ نے ارشاد فرمایا اعتکاف عشر فی رمضان کحجۃین و عمرۃین۔ رمضان کے دس دنوں کا اعتکاف دو حجوں اور دو عمروں کی طرح ہے۔ (جامع صغیر صفحہ ۴۵ جلد ۱)۔

اعتکاف کے مسائل

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اعتکاف سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ مرد مسجد میں اور عورت اپنے گھر کی اس جگہ میں جو اس نے نماز کے لیے مخصوص کر رکھی ہو اعتکاف کریں۔ اس اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے اس اعتکاف میں ضروری ہے کہ اکیسویں رمضان کی رات شروع ہونے سے پہلے اعتکاف کی نیت سے مسجد میں موجود ہو اور رمضان ختم ہونے تک مسلسل اعتکاف کرے۔ اعتکاف شروع کرتے وقت ان باتوں کا لحاظ ضروری ہے۔ نیت درست ہو غسل کرے یا وضو کرے۔ خوشبو لگائے، اچھے کپڑے پہن کر مسجد میں داخل ہونے کے آداب بجالاتے ہوئے مسجد میں داخل ہو۔ معتکف کے لیے یہ باتیں جائز ہیں مسجد کے کونے میں کسی اوٹ میں چار پائی بچھانا، کھانا پینا اور سونا مباح باتیں کرنا۔ ہمارے مجبوری زبانی خرید و فروخت کرنا عقد نکاح کرنا یا طلاق دینا مسجد میں لباس بدلنا اور اعتکاف جن باتوں سے ٹوٹ جاتا ہے وہ یہ ہیں۔ بے عذر شرعی مسجد سے باہر نکلنا اگرچہ ایسا بھول کر کرے۔ جماع کرنا اگرچہ مسجد سے باہر ہو یونہی شہوت سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جھوٹے یا بوسہ دینے سے انزال ہو جائے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ محکف جن شرعی عذروں کی وجہ سے باہر جاسکتا ہے وہ یہ ہیں قضاے حاجت اور نماز جمعہ کی ادائیگی جبکہ جامع مسجد میں محکف نہ ہو۔ یونہی اگر مسجد کی حدود میں وضو و غسل کی جگہیں نہ ہوں تو وضو و غسل کے لیے باہر جاسکتا ہے محکف نماز جنازہ پڑھنے پڑھانے یا بیمار پرستی کرنے کے لیے نکل نہیں سکتا ورنہ اعتکاف ٹوٹے گا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

فطرانہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بندہ کا روزہ آسمان وزمین کے درمیان معلق رہتا ہے تا آں وقتیکہ روزہ دار صدقہ فطر ادا کرے۔ (بہار شریعت صفحہ ۶۶ ج ۵)

فطرانہ کے مسائل

عید الفطر کے دن جو صدقہ فقیروں کو دینا واجب ہے اُسے صدقہ فطر کہتے ہیں۔ زکوٰۃ و عشر کی طرح صدقہ فطر بھی صرف فقیر و مسکین کو دینا لازم ہے ورنہ ادا نہ ہوگا۔ مالک نصاب پر اپنی طرف سے اور اپنی چھوٹی فقیر اولاد کی طرف سے صدقہ فطر واجب ہے۔ صدقہ فطر عید الفطر کے دن ادا کرنا مستحب ہے لیکن اگر رمضان میں ہی ادا کر دیا جائے تو بھی جائز ہے۔ اگر عید الفطر کے دن صدقہ ادا نہ کرے تو عمر میں کسی وقت ادا کر سکتا ہے لیکن ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ صدقہ فطر اُس شخص پر بھی واجب ہے جو کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہ رکھ سکا۔ صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اُس کا آٹا دے تو ہر کس کی طرف سے سوا دو سیر دے اور اگر جو یا کھجور یا منقہ دے تو اس کا دو گنا ساڑھے چار سیر فی کس دے۔ اگر نقدی یا کسی دوسری جنس سے دے تو گیہوں کی مقدار کی قیمت کے لحاظ سے دے اس میں خود اس کی اپنی مقدار کا اعتبار نہیں۔ فطرانہ تراویح پڑھانے والے امام کو بطور تعاون دے سکتے ہیں جبکہ وہ فقیر ہو۔ بہتر ہے کہ فطرانہ اہل سنت کے دینی مدارس میں دیا جائے کہ اس میں صدقہ اور طلبہ کی خدمت کا دو چند ثواب ہوتا ہے عورت اور بالغ اولاد کا فطرانہ خود اُن پر واجب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۲۷ رجب المرجب ۱۴۱۱ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

انتیسواں مقالہ

معارفِ لیلۃ القدر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العظیم و الصلوٰۃ والسلام علی الحبیب الرحیم و علی
جميع آله و اصحابہ اهل التعظیم والتکریم۔ یہ رسالہ مختصرہ لیلۃ القدر کے فیوض و برکات کے
بیان میں لکھا گیا ہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

سورۃ القدر کی تفسیر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ۔ بے شک ہم نے اسے شب
قدر میں اتارا۔ یعنی اس رات میں پورا قرآن لوح محفوظ سے آسمان دُنیا میں بیت العزہ کے اندر اتارا گیا۔
پھر تیس برس تک جبریل اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرماتے رہے اور اس دوسرے نزول کا
ذکر اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے۔ فَلَا اَقْسَمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ۔ تو مجھے قسم ہے اُن جگہوں کی جہاں تارے
ڈوبتے ہیں۔ "قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کذا فی تفسیر العلامة الخازن رحمۃ
اللہ علیہ و ما ادراک ما لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ اور آپ کیا جانتے کہ لَیْلَةُ الْقَدْرِ کیا ہے اگر آپ کو اللہ تعالیٰ
اس کی عظمت سے آگاہ نہ فرماتا۔ قالہ الشیخ عبد القادر الجیلی رحمۃ اللہ علیہ فی الغنیۃ۔
لَیْلَةُ الْقَدْرِ خیر" مَن الْف شہر لَیْلَةِ الْقَدْرِ ایک ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ یعنی لَیْلَةُ الْقَدْرِ کی رات اُن
ہزار مہینوں سے بہتر ہے جن میں لَیْلَةُ الْقَدْرِ کی کوئی رات نہ ہو۔ یعنی اس رات میں نیک عمل کرنا اُن ہزار
مہینوں میں کہ جن میں لَیْلَةُ الْقَدْرِ کی کوئی رات نہیں نیک عمل کرنے سے بہتر ہے کذا فی الجلالین۔ تَنْزِیْلُ
الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوحِ لَیْلًا بِاَذْنِ رَبِّہُمْ۔ اس رات میں فرشتے اور جبریل اپنے رب کے حکم سے اترتے
ہیں یعنی شب قدر میں شام سے صبح تک سارے مقرب فرشتے روئے زمین پر بالخصوص مسجدوں اور عبادت
گزار مومنوں کے گھروں میں اترتے رہتے ہیں (نور العرفان) مَن کُلِّ امْرِئٍ سَلَامٌ۔ ہر کام کے لیے
یہ رات سلامتی ہے یعنی شب قدر کی ساری رات شیاطین و آفات و عذاب الہی سے سلامت اور محفوظ ہوتی
ہے بخلاف دوسری راتوں کے کہ ان کے اول میں جنات و شیاطین کا پھیلاؤ اور درمیان میں غفلت اور آخر
میں رحمت ہوتی ہے (نور العرفان) صبحِ حق مطلع الفجر۔ صبح چمکنے تک یعنی یہ فیوض و برکات فرشتوں کا نزول
اور سلامتی صبح صادق کے طلوع ہونے تک قائم رہتے ہیں (سورۃ القدر)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شب قدر کون سی رات ہے

عرفہ عام میں رمضان المبارک کی ستائیسویں رات کو شب قدر کہا جاتا ہے اور متعدد احادیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لیلۃ القدر لیلة سبع و عشرين۔ رمضان کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔ (صحیح الجلال السیوطی فی جامعہ الصغیر)

اور زر بن حبیش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص سال بھر کی راتوں میں شب بیداری کرے وہ لیلۃ القدر کو پالیتا ہے۔ آپ نے فرمایا رحمۃ اللہ اُرَادَان لَا یَتَّکِلُ النَّاسُ اَمَّا اِنَّہٗ عَلِمَ اَنَّہَا فِیْ رَمَضَانَ وَ اَنَّہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَّلِ الْاٰخِرِ وَ اَنَّہَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَ عَشْرَیْنِ۔ اللہ ان پر رحمت فرمائے ان کا ارادہ یہ ہے کہ لوگ سستی میں نہ پڑ جائیں ورنہ وہ جانتے ہیں کہ شب قدر رمضان میں ہے اور اس کے آخری دس دنوں میں ہے اور ستائیسویں رات ہے پھر آپ نے قسم کھا کر فرمایا کہ شب قدر ستائیسویں رات ہی ہے میں نے پوچھا اے ابوالمہدی آپ یہ کس بنا پر فرماتے ہیں؟ فرمایا اُس علامت کی بنا پر میں کہہ رہا ہوں جس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے کہ شب قدر کا سورج اس حال میں طلوع ہوتا ہے کہ اُس میں کوئی کرن نہیں ہوتی۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۳۹۰)

اور دوسری روایت میں حضرت ابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واللہ اَنِّیْ لَا عَلِمَہَا وَ اَکْثَرُ عَلِمَیْ ہِیَ اللَّیْلَةُ الَّتِیْ اَمَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِقِیَامِہَا ہِیَ لَیْلَةُ سَبْعٍ وَ عَشْرَیْنِ۔ اللہ کی قسم میں لیلۃ القدر کو جانتا ہوں اور میرا اکثر علم یہ ہے کہ یہ وہ رات ہے جس کی بیداری کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دیا تھا۔ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ (مسلم شریف جلد اول ص ۲۷۹)۔

اور سنن ترمذی ص ۱۲۸ جلد اول میں ہے۔ قَالَ اَبُو عِیْسٰی وَ قَدْرُوْی عَنْ اَبِیْ بَنْ کَعْبٍ اَنَّهُ كَانَ یُحْلِفُ اَنَّہَا لَیْلَةُ سَبْعٍ وَ عَشْرَیْنِ وَ یَقُوْلُ اَخْبَرْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بِعَلَامَتِہَا فَعَدُوْنَا وَ حَفِظْنَا وَ عَنْ زَرِّ قَالَ قُلْتُ لَا بُدَّ اَبْنِ کَعْبٍ اَنِّیْ عَلِمْتُ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ابا لمنذر أنها ليلة سبع و عشرين قال بلى اخبرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم
أنها ليلة صبيحتها تطلع الشمس ليس لها شعاع " فعددنا و حفظنا و الله لقد علم ابن
معمودا أنها في رمضان و أنها ليلة سبع و عشرين ولكن كره ان يخبركم فتكلموا.
محدث ابو عيسى ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب کے بارہ میں مروی ہے کہ انہوں نے قسم کھا کر فرمایا
کہ شب قدر رمضان کی ستائیسویں رات ہوتی ہے اور انہوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
لیلة القدر کی علامت بتائی تو ہم نے اُسے گنا اور محفوظ رکھا اور زبیر بن حبیش کی روایت میں ہے کہ میں نے
حضرت ابی بن کعب سے عرض کیا اے ابوالمنذر آپ کیسے جانتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے؟ تو
آپ نے فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں خبر دی ہے کہ لیلة القدر وہ رات ہے جس کی صبح کو سورج
طلوع ہوتا ہے اس حال میں کہ اس میں کوئی کرن نہیں ہوتی پس ہم نے گنا اور محفوظ رکھا۔ اللہ کی قسم ابن
مسعود جانتے ہیں کہ لیلة القدر رمضان میں ہے اور وہ ستائیسویں رات ہے۔ لیکن انہوں نے اس کے متعلق
تہیں خبر دینا اس لیے ناپسند کیا کہ تم سستی میں پڑ جاؤ گے۔

اور مفسر ابن کثیر فرماتے ہیں۔ و فی الباب عن معاویة و ابن عمر و ابن عباس و غیرہما عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم أنها ليلة سبع و عشرين و هو قول طائفة من السلف
و هو الجادة مذهب الامام احمد بن حنبل و هو رواية عن ابي حنيفة ايضاً اور اس باب
میں حضرت معاویہ ابن عمر اور ابن عباس و غیرہم رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے رمضان کی ستائیسویں رات کو شب قدر قرار دیا ہے اور سلف صالحین کے ایک گروہ کا یہ قول ہے اور یہی
امام احمد بن حنبل کا مختار مذہب ہے اور یہی امام اعظم ابو حنیفہ کی بھی ایک روایت ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۵۳۳ جلد چہارم)

اور مفسر احمد صاوی فرماتے ہیں۔ و اشتهر عن ابي بن كعب، ابن عباس و كثير أنها ليلة
السابع و العشرين. ابی بن کعب، ابن عباس اور کثیر التعداد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
یہی مشہور ہے کہ رمضان کی ۲۷ ویں رات شب قدر ہے (تفسیر صاوی ص ۲۸۷ جلد چہارم)

اور شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں و قال ابن عباس و ابي بن كعب رضي الله عنهم انها
ليلة سبع و عشرين والدليل على ان آكد ما ليلة سبع و عشرين و الله اعلم ما روى

ابن حنبل رحمہ اللہ باسنادہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال کانا لا یزالون یقصون علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الرؤیا من العشر الاواخر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اری رؤیا کم قد تواترت انہا لیلة سابعة من العشر الاواخر من کان متحرراً فلیتحررها اللیلة السابعة من العشر الاواخر۔ حضرت ابن عباس اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہم نے فرمایا شب قدر رمضان کی ۲۷ ویں رات ہے اور اس رات کے زیادہ موکد ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جو امام احمد بن حنبل نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرام عشرہ اخیرہ کی خوابیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے رہے تو بالآخر آپ نے فرمایا میں دیکھتا ہوں کہ تمہاری خوابیں حد تواتر کو پہنچ گئی ہیں جو اسے تلاش کرنا چاہے وہ ستائیسویں شب میں تلاش کرے۔ (غنیۃ الطالبین ص ۱۱ جلد دوم)

اور امام ابوالبرکات نسفی حنفی فرماتے ہیں و صبح انہا فی اواخر العشر الاخیرا رجاء ما عند الشافعیۃ لیلة احدى عشرین او ثلاث و عشرين و عند الجمهور سبع و عشرين و انہا تختلف فی السنین قالہ الحافظ بعد ما ذکر نحواً من اربعین قولاً۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ شب قدر رمضان کے عشرہ اخیرہ کی طاق راتوں میں ہے اور شافعیوں کے نزدیک ۲۱ ویں اور ۲۳ ویں شب اور جمهور کے نزدیک ۲۷ ویں شب کے شب قدر ہونے کی زیادہ امید ہے اور مختلف سالوں میں شب قدر بدلتی رہتی ہے یہ بات حافظ عماد الدین بن کثیر نے تقریباً چالیس قول نقل کرنے کے بعد فرمائی ہے۔ (حاشیہ جلالین ص ۵۰۳)

اور شیخ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں فانہا لیلة سبع و عشرين من رمضان علی الاصح زیادہ صحیح یہ ہے کہ شب قدر رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب ہے (نیم الریاض جلد دوم ۲۱۴۵) اور امام عینی فرماتے ہیں، والذہبون الی سبع و عشرين ہم الا کثرون۔ زیادہ علماء اس طرف گئے ہیں کہ شب قدر رمضان کی ۲۷ ویں رات ہے (حاشیہ صحیح بخاری جلد اول ص ۲۷۰)

الحمد للہ ان ارشادات مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب لیلة القدر ہے۔ لہذا مسلمان اس رات کو ہرگز ہرگز غفلت میں نہ گزاریں بلکہ اس میں قیام اور شب بیداری کر کے ثواب عظیم حاصل کریں۔ واللہ الموفق للعمل الصالح فیہا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ شب ملنے کا سبب

ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا شمعون اسرائیلی ایک ہزار ماہ یعنی ۸۳ سال چار ماہ صائم الدھر قائم اللیل رہا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں اس جیسا کون ہو سکتا ہے؟ قیامت میں وہ ہم سے افضل ہوگا۔ تب سورۃ القدر اُتری جس میں فرمایا گیا کہ جو مسلمان اس رات میں عبادت کرے اسے ہزار ماہ کی عبادت سے زیادہ ثواب ملے گا۔ (نور العرفان)

وجہ تسمیہ

اس شب کو شب قدر اس لیے کہتے ہیں کہ یہ عزت والی رات ہے یا اس رات میں سال بھر کے ہونے والے واقعات کی فہرستیں اور اندازے فرشتوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کے فرشتوں کو ان کے کاموں کے اندازے بتا دیئے جاتے ہیں یا اس رات میں اتنے فرشتے روئے زمین پر نازل ہوتے ہیں کہ زمین تنگ ہو جاتی ہے۔ (نور العرفان)۔

لیلۃ القدر کی تلاش

جاننا چاہیے کہ لیلۃ القدر بڑی فضیلت والی رات ہے اور اس کا تلاش کرنا مستحب ہے اور سال کی افضل ترین رات ہے اس رات میں ایک نیکی دوسری راتوں میں ایک ہزار نیکی کے برابر ہے اور ابن المسیب نے فرمایا جو شخص لیلۃ القدر نماز عشاء میں حاضر ہوا اُس نے شب قدر سے اپنا حصہ پالیا اور امام شافعی نے فرمایا جو شب قدر نماز عشاء اور نماز صبح میں حاضر ہوا اس نے شب قدر سے اپنا حصہ پالیا۔ یہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب معراج الدرایہ میں ہے (رد المحتار جلد دوم ۱۴۹)۔

لیلۃ القدر کی علامات

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا
وَمِنْ أَمَارَاتِهَا لَيْلَةُ بَلَجَةٍ صَافِيَةٍ سَاكِنَةٍ سَاجِيَةٍ لَا حَارَةَ وَلَا بَارِدَةَ كَانَ لَهَا قَمَرًا
سَاطِعًا وَلَا يَحُلُّ النُّجُومُ أَنْ يَرْمِيَ بِهَا تِلْكَ اللَّيْلَةُ حَتَّى الصَّاحِ وَمِنْ أَمَارَاتِهَا أَنْ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الشمس تطلع صبيحتها لا شعاع لها مستوية كانها القمر ليلة البدر و حرم الله على الشيطان ان يخرج معها يومئذ۔ اور اس رات کی بعض علامات یہ ہیں کہ وہ رات چمکدار، صاف شفاف، پرسکون، خاموش نہ گرم اور نہ ٹھنڈی ہوتی ہے گویا اس میں چاند روشنی پھیلانے والا ہو اور اس رات میں صبح تک آسمان کے ستارے شیطین کو نہیں مارے جاتے اور اس کی بعض علامات یہ ہیں کہ اس کی صبح کو آفتاب بغیر شعاع کے طلوع ہوتا ہے ایسا بالکل ہموار تکیہ کی طرح ہوتا ہے جیسا کہ چودھویں رات کا چاند ہے اور اللہ نے شیطان پر یہ بات حرام کر دی ہوتی ہے کہ وہ اس دن سورج کے ساتھ نکلے۔

(فضائل رمضان ص ۸۱)

قیام و شب بیداری

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من قام ليلة القدر ايماناً واحتساباً غفر له ما تقدم من ذنبه۔ جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کے لیے کھڑا ہوا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ متفق علیہ۔

(مشکوٰۃ ص ۱۵۵ جلد اول جامع صغیر للسيوطی ص ۷۷ جلد دوم)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اذا كان ليلة القدر نزل جبريل عليه السلام في كسبة من الملائكة يصلون على كل عبد قائم او قائدا يذكر الله عز وجل۔ جب شب قدر آتی ہے تو جبریل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر اس شخص کے لیے دُعاے رحمت کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۶۴ جلد اول)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان هذا الشهر قد حضركم وفيه ليلة خير من الف شهر من حرمها فقد حرم الخير كله ولا يحرم خيرها الا كل محروم۔ بلاشبہ یہ مہینہ تمہارے پاس آچکا ہے اور اس میں ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے جو اس رات سے محروم رہے وہ سب اچھائیوں سے محروم رہتا ہے اور اس رات وہی شخص محروم ہوتا ہے جو سب اچھائیوں سے بے نصیب ہے (مشکوٰۃ ص ۱۵۹ جلد اول)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں ہے۔ و اذا كانت ليلة القدر
يامر الله عز وجل جبرئيل فيهبط في كعبة من الملائكة ومعهم لواء اخضر فيركز
اللوآء على ظهر الكعبة وله مائة جناح منها جناحان لا ينشرهما الا في تلك الليلة
فينشرهما في تلك الليلة فيجاوز المشرق الى المغرب فيبحث جبرئيل عليه السلام
الملائكة في هذه الليلة فيسلمون على كل قائم وقاعد ومصلی وذاکر و
يصافحونهم ويومنون على دعاءهم حتى يطلع الفجر فاذا اطلع الفجر بنا دى
جبرائيل معاشر الملائكة الرحيل الرحيل فيقولون يا جبرائيل فما صنع الله في
حوائج المؤمنين من امة احمد صلى الله عليه وسلم فيقول نظر الله عليهم في هذه
الليلة فعفا عنهم الا اربعة فقلنا يا رسول الله من هم قال رجل مدمن خمر و عاق
لوالديه وقاطع رحم و مشاحن. قلنا يا رسول الله ما المشاحن قال هو المصارم
كذا في الترغيب۔ اور جب ليلة القدر آتی ہے تو اللہ عزوجل جبرئیل کو حکم کرتا ہے تو وہ فرشتوں کی ایک
جماعت کے ہمراہ زمین پر اترتے ہیں درآں حالیکہ ان کے پاس ایک سبز جھنڈا ہوتا ہے سو وہ اس جھنڈے کو
کعبہ کی چھت پر گاڑ دیتے ہیں اور جبرئیل امین کے ایک سو پر ہیں۔ ان میں سے دو پر وہ صرف ليلة القدر کی
رات ہی میں کھولتے ہیں۔ پس وہ اپنے ان پروں کو ليلة القدر میں کھولتے ہیں تو وہ مشرق سے مغرب تک کو
اپنے نیچے کر لیتے ہیں پھر اس رات میں جبرئیل امین فرشتوں کو اس بات پر ابھارتے ہیں کہ وہ ہر اس شخص پر
سلام ڈالیں جو کھڑے یا بیٹھے نماز پڑھتا ہے یا اللہ کو یاد کرتا ہے اور ان ذاکریں سے مصافحہ کریں اور ان کی
دعا پر آمین کہیں۔ فرشتے یہ کام طلوع فجر تک کرتے رہتے ہیں۔ پھر جب فجر طلوع ہوتی ہے تو جبرئیل امین
پکارتے ہیں اے فرشتوں کی جماعتو۔ کوچ کوچ۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اے جبرئیل جناب احمد صلی اللہ علیہ وسلم
کی امت کے مؤمنین کی حاجتوں کے بارہ میں اللہ نے کیا کیا؟ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس شب ان
کی طرف دیکھا ہے اور انہیں بخش دیا ہے مگر چار شخص اس بخشش سے محروم ہیں۔ شراب کا عادی، والدین کا
نافرمان، رشتہ داری توڑنے والا اور مشاحن۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مشاحن کون ہے؟ آپ نے
فرمایا جھگڑنے والا۔ (فضائل رمضان ص ۹۴)۔

اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من احب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ليلة سبع و عشرين من شهر رمضان الى الصبح فهو احب الى من قيام ليالى شهر رمضان كلها۔ جو شخص رمضان کی ۲۷ ویں شب میں صبح تک شب بیداری کرے تو یہ بات میرے نزدیک رمضان کے مہینہ کی تمام راتوں کی شب بیداری سے زیادہ محبوب ہے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا جان جو کمزور مرد اور عورتیں اس شب قیام کی قدرت نہ رکھیں وہ کیا کریں؟ فرمایا يضعون الوسائد فيكون عليها و يقعدون ساعة من ساعات تلك الليلة ويدعون الله عز وجل ألا كان ذالك احب الى من قيام امتي جميعاً شهر رمضان۔ یہ لوگ تکیے رکھ کر اس شب کی گھڑیوں میں سے کوئی ایک گھڑی میں اللہ سے دُعا نہیں کریں گے۔ مگر ان کا یہ فعل میرے نزدیک تمام امت کے تمام رمضان کے مہینے کے قیام سے زیادہ محبوب ہوگا۔

(مکافئۃ القلوب للغزالی ص ۳۰۵)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من احيا ليلة القدر و صلّى فيها ركعتين و استغفر فيها غفر الله له و خاض في رحمة الله و مسحه جبريل بجناحه و من مسحه جبريل بجناحه دخل الجنة جو شخص لیلۃ القدر میں شب بیداری کرے گا اور اس میں دو رکعت نفل ادا کرے گا وہ اللہ کی رحمت میں ڈوب جائے گا اور جبریل امین اسے اپنے پر سے دلا سہ دیں گے اور جس کو جبریل اپنے پر سے دلا سہ دے دیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (مکافئۃ القلوب ص ۳۰۵)

امام احمد صادی ارشاد فرماتے ہیں و یکفی فی قیامها صلوۃ العشاء و الصبح فی جماعة و ورد من صلّی المغرب و العشاء فی جماعة فقد اخذ بحظ و افر من ليلة القدر۔ اور لیلۃ القدر کے قیام میں نماز عشا اور نماز صبح کا باجماعت ادا کرنا کفایت کرتا ہے اور روایات میں آیا ہے کہ جس نے مغرب اور عشا کی نمازیں باجماعت ادا کیں اس نے لیلۃ القدر کا دافر حصہ پایا۔

(تفسیر صادی ص ۲۸۹ ج ۴)

نوافل

لیلۃ القدر کے جو نوافل بزرگان دین سے منقول ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) شب قدر میں چار رکعت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پڑھے ہر رکعت میں سورہ قدر ایک بار اور سورہ اخلاص ستائیس بار پڑھے تو گناہوں سے پاک ہو جائے گا۔
پھر دو رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورہ قدر ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے تو ثواب شب قدر پائے گا۔
پھر چار رکعت پڑھے۔ ہر رکعت میں سورہ قدر ایک بار۔ سورہ اخلاص پچاس بار بعد سلام مجددہ میں جا کر۔ سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ ایک بار بعدہ دُعا کرے قبول ہو گی۔ (ماہنامہ فیض رضالاکل پور بابت اکتوبر ۱۹۷۱ء)

(۲) بیس رکعت پڑھے ہر رکعت میں سورہ اخلاص اکیس بار پڑھے اور قرآن پڑھے اور ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھے تو شفاعت کا مستحق ہوگا۔ (ماہنامہ فیض رضاند کور بالا)

(۳) چار رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ شریف ایک بار سورہ نکاح ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے۔

(۴) آٹھ رکعتیں اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ قدر ایک بار اور سورہ اخلاص تین بار پڑھے انشاء اللہ اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور موت کی سختیاں دور کر دی جائیں گی اور عذاب قبر سے محفوظ رہے گا۔ (رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت رمضان ۱۳۹۳ھ)۔

(۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جو شخص بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورہ قدر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے جنت کی دُعا کریں گے۔

(۶) حضرت امام ابواللیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس رات میں جس قدر نوافل ہو سکیں پڑھے جائیں اور ہر رکعت میں سورہ الحمد شریف کے بعد سورہ قدر ایک مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ پڑھے اور ہر دو رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد درود شریف پڑھے (ماہنامہ مالک راولپنڈی جون ۱۹۵۳ء)۔

(۷) اگر کوئی شخص ان مذکورہ بالا ترتیبوں کے ساتھ نوافل نہ پڑھ سکے تو ہر رکعت میں تین بار سورہ اخلاص پڑھتا جائے انشاء اللہ قیام کا ثواب پائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تلاوت قرآن مجید

جو شخص زیادہ دیر تک کھڑا نہ ہو سکے اسے چاہیے کہ وہ نوافل میں ان سورتوں کی تلاوت کو اختیار کرے جن کی تلاوت میں کثرت ثواب ہے۔ مثلاً آیۃ الکرسی کہ اس کے بارہ میں مروی ہے کہ وہ قرآن

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

میں افضل آیت ہے اور سورہ بقرہ کی آخری آیتیں کہ ان کے متعلق مروی ہے کہ جو شخص نفل میں انہیں تلاوت کرے گا یہ اس لیے کافی ہو جائیں گی اور سورہ زلزلہ کہ اس کے متعلق مروی ہے کہ وہ نصف قرآن کے برابر ہوتی ہے اور سورۃ الکافرون کے اس سے متعلق آیا ہے کہ وہ ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہوتی ہے اور سورہ اخلاص کہ اس سے متعلق وارد ہوا ہے کہ وہ ایک ثلث قرآن کے برابر ہوتی ہے اور سورہ یسین کہ اس کے متعلق آیا ہے کہ وہ قرآن کا دل ہے اور یہ بھی آیا ہے کہ سورہ یسین جس مقصد کے لیے پڑھی جائے وہ اس مقصد کے لیے ہے اور اس شب استغفار، تسبیح، تحمید، تہلیل اور قسم قسم کے اذکار اور درود شریف کی کثرت کرے اور اپنے لیے اور اپنے زندہ اور وفات یافتہ احباب کے لیے دُعا کرے اور جو کچھ صدقہ کر سکے کرے اور اپنے اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ (تفسیر صادی ص ۲۸۹ جلد چہارم)

درختوں کا سجدہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں وطبری از قوے نقل کردہ است کہ درختاں در آن شب سجدہ کنند و بر زمین افتند باز بمنابت خود باز گردند و سجدہ کند دروے ہر چیز یعنی امام طبری نے علماء کی ایک جماعت سے یہ بات نقل کی ہے کہ اس رات میں درخت سجدہ کرتے ہیں۔ اور وہ زمین پر اُوندھے ہو جاتے ہیں۔ پھر اپنی جڑوں پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور اس رات میں ہر چیز اللہ کے آگے سجدہ کرتی ہے۔ (امعة اللمعات ص ۱۱۲ جلد دوم)

دُعائے شب قدر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ اَرَأیت ان علمت ایّ لیلة لیلة القدر ما قول فیہا۔ یا رسول اللہ ذرا یہ تو بتائیں کہ اگر میں کسی رات کے متعلق جانوں کہ وہ لیلة القدر ہے تو اس رات میں کیا دُعا مانگوں آپ نے فرمایا۔ یہ دُعا مانگو۔ اللّٰهُمَّ اَنْک عَفُوٌّ فَاعِفٌ عَنّی۔ اے اللہ بے شبہ تو بخشنے والا ہے۔ بخشش کو پسند فرماتا ہے سو تو میری بخشش فرما دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲۸ رمضان المبارک ۱۴۳۰ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسواں مقالہ

جمعة الوداع کی شرعی اہمیت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على رسوله محمد و الله و اصحابه اجمعين. اما بعد. اس مختصر رسالہ میں جمعة الوداع کی شرعی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ ربنا تقبل منا انک السميع العليم۔

جمعة الوداع کی شرعی اہمیت

مولانا محمد صدیق ہزاروی اپنے مضمون "جمعة الوداع" (رحمتوں کی رات اور برکتوں کا دن) میں لکھتے ہیں۔ "ماہ رمضان المبارک کا آخری جمعہ جمعة الوداع کہلاتا ہے۔ مسلمان کے نزدیک جمعة الوداع ایک اہم تہوار کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے بعد جتنا بڑا اجتماع جمعة الوداع کی نماز کے لیے ہوتا ہے اتنا کسی دوسرے موقع پر نہیں ہوتا۔ جمعة الوداع طے جلے جذبات کا اظہار کرتا ہے یعنی ایک طرف یہ دن ماہ رمضان المبارک کی برکات کے خاتمے کا اعلان کر کے قوم مسلم کو اس بابرکت مہینے کی جدائی کے صدمے سے دوچار کرتا ہے تو دوسری طرف اس بات کا اطمینان دلاتا ہے کہ گو وہ مہینہ رخصت ہو رہا ہے جس کی آمد پر جنت کے دروازے کھولے گئے۔ جہنم کے دروازے بند ہوئے۔ شیطانوں کو چڑیاں ڈالی گئیں اور شب و روز ذکر خداوندی کے نغمے الاپے جانے لگے لیکن وہ ماہ مبارک ہمیں قرآن ایسی کتاب ہدایت کی صورت میں ایک عظیم تحفہ دے کر جا رہا ہے جو ہمارے قدم قدم پر راہنمائی کرتا اور مشکلات کے بھنور سے باہر نکال کر ہمیں ساحل نجات سے ہم کنار کرتا ہے۔ جمعة الوداع کی عظمت کو جاننے کے لیے ہمیں تین بنیادی باتوں سے آگاہی حاصل کرنا ہوگی۔

(۱) عام دنوں میں جمعہ کی حیثیت (۲) رمضان المبارک میں واقع ہونے والے جمعہ کی عظمت۔ (۳) جمعہ ہائے رمضان میں جمعة الوداع کی شان و شوکت۔

عام دنوں میں جمعہ کی حیثیت

جس طرح یہود و نصاریٰ کے لیے ہفتہ اور اتوار کے دن عبادت کے لیے مخصوص تھے اسی طرح جمعة المبارک کا دن مسلمانوں کا دن مسلمانوں کو خاص طور پر عبادت کے لیے عطا ہوا ہے۔ یہ دن باقی تمام ایام ہفتہ سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جمعہ کا دن سید الاہام (دنوں کا سردار) کہلاتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ

Click For More Books

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جن دنوں پر سورج طلوع و غروب ہوتا ہے ان میں جمعہ کا دن سب سے افضل ہے۔ اس دن جنوں اور انسانوں کے علاوہ ہر چیز (قیامت قائم ہونے کے خوف سے) خوف زدہ ہوتی ہے۔ جمعہ کے دن مساجد کے دروازوں پر فرشتے متعین ہوتے ہیں جو نماز جمعہ کے لیے آنے والے لوگوں کے نام بالترتیب لکھتے ہیں۔ پہلے آنے والے مسلمانوں کے لیے ایک اونٹ کی قربانی کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد آنے والے کے لیے گائے کی قربانی کا ثواب پھر بکری کی قربانی کا ثواب، پھر راۓ خدا میں ایک مرغی دینے کا ثواب پھر راۓ خدا میں ایک انڈا کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ پھر جب امام منبر پر بیٹھنے کی تیاری کرتا ہے تو فرشتے اپنے رجسٹر بند کر دیتے ہیں۔

جمعہ المبارک کو چند نسبتیں حاصل ہیں جن کی وجہ سے یہ تمام دنوں کا سردار کہلاتا ہے۔ چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے جمعہ کا دن ہے۔ اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، اسی دن آپ کو جنت میں داخل کیا گیا۔ اسی دن آپ جنت میں زمین پر بھیجے گئے۔ اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ اور اس دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس میں مسلمان جو بھی دُعا مانگے اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ بابرکت ساعت کونسی ہے وہ ساعت جمعہ کے دن کی آخری ساعت ہے۔ اسی وقت میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے کہ اس نے جمعہ کا با عظمت دن اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کو عطا فرمایا۔ غنیۃ الطالبین میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ یا اللہ میری امت کا کیا حصہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے محمد! جمعہ میرے لیے ہے اور جنت بھی میری ہے پس میں نے جمعہ اور جنت آپ کی امت کو عطا کر دیے ہیں اور جنت کے ساتھ ساتھ میں بھی آپ کی امت کے لیے ہوں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن فجر کی نماز یا جماعت نماز ادا کرے اس کے لیے مقبول حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ اور اگر عصر کی نماز بھی ادا کرے تو اسے عمرہ کا ثواب دیا جاتا ہے۔ اور اگر عصر کی نماز کے بعد اسی جگہ بیٹھا رہے تو اللہ تعالیٰ سے جو مانگے اُسے عطا کیا جاتا ہے۔

رمضان المبارک کے جمعہ کی عظمت

یہاں تک عام جمعہ المبارک کے فضائل کا اجمالی خاکہ پیش کیا گیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ عام مہینوں میں آنے والے جمعہ المبارک اور رمضان المبارک کے جمعہ المبارک میں کیا فرق ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ جو آدمی رمضان المبارک میں ایک نفل نیکی کرے اسے دوسرے مہینوں میں ادا کیے گئے فرض کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اور رمضان المبارک میں ادا ہونے والے ایک فرض کا ثواب دوسرے مہینوں کے ستر فرائض پر ملنے والے ثواب کے برابر ہے۔

اس حدیث کی روشنی میں واضح ہوتا ہے کہ رمضان المبارک کا ایک جمعہ دوسرے مہینوں کے ستر جمعوں کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔ سو جو عمل عام جمعہ میں ایک عمل ہوگا رمضان المبارک کے جمعہ میں وہ ستر اعمال کے برابر شمار ہوگا۔ اس کے علاوہ ایک حدیث میں جمعہ ہائے رمضان المبارک کی فضیلت واضح الفاظ میں بھی بیان کی گئی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ رمضان میں پائے جانے والے جمعہ کو باقی تمام مہینوں کے جمعہ پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں پر فوقیت حاصل ہے۔

جمعۃ الوداع کی شان و شوکت

چونکہ رمضان المبارک کے پہلے تین چار جمعوں پر یہ آس لگی رہتی ہے کہ اس بابرکت مہینے کے اختتام سے پہلے ابھی ایک اور بابرکت جمعہ آئے گا۔ جس میں ہم اپنے خالق و مالک کے حضور جی بھر کر گڑائیں گے، اپنی حاجات پیش کریں گے اور دُعاؤں اور التجاؤں کے ذریعہ سے اپنے دامن مراد کو بھرنے کی کوشش کریں گے لیکن جمعۃ الوداع آخری موقع ہوتا ہے۔ اس کے بعد یہ بابرکت دن (رمضان المبارک کا جمعہ) کہیں سال بعد نصیب ہوگا۔ اس اعتبار سے یہ دن نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے۔ لہذا وہ اہم امور جو سال کے باقی مہینوں کے جمعہ کے دن پر بجالانے کا حکم ہے۔ جمعۃ الوداع پر ان کی طرف خصوصی توجہ دی جانی چاہیے اور اس دن اپنے آپ کو اعمال صالحہ اور عبادت کے لیے بالکل وقف کر دینا چاہیے " (روزنامہ جنگ راولپنڈی۔ اقراء ایڈیشن بتاریخ ۷ جنوری ۲۰۰۰ء)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جمعۃ الوداع کے دن رمضان کو الوداع کہنے کی وجہ

خواجہ عابد نظامی اپنے مضمون "جمعۃ الوداع۔ اک بابرکت دن" میں لکھتے ہیں۔ "رمضان کا آخری جمعہ اس لحاظ سے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ دن یاد دلاتا ہے کہ اب اُن ایام کے وداع (رخصت) ہونے کا وقت آگیا ہے جن میں مسلمانوں کے لیے عبادات کا ثواب کئی گنا بڑھایا گیا تھا اور اب اس جمعۃ الوداع کے بعد اس قسم کے ایام ایک سال کے بعد آئیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت جمعۃ الوداع کو بڑے اہتمام سے یہ جمعہ ادا کرتی ہے۔ اور خصوصی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔"

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ملی ایڈیشن بتاریخ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۰ء)

جمعۃ الوداع میں رمضان کو الوداع کہنے کا طریقہ

علمائے کرام نے رمضان المبارک کو الوداع کہنے کے لیے اس کا آخری جمعہ مقرر فرمایا ہے۔ اور اس جمعہ کا نام جمعۃ الوداع رکھا ہے۔ کیونکہ رمضان المبارک کو الوداع کہنے کے لئے یہی دن مناسب معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ سارے مسلمان جامع مسجد میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ خطیب صاحب پہلے خطبہ میں مخصوص خطبہ پڑھتے ہیں جس میں رمضان المبارک کو الوداع کہا جاتا ہے۔ مثلاً اس قسم کے کلمات پڑھے جاتے ہیں۔ اعلیٰ ان شہر هذا رمضان یشفع لکم بالعفو و العفوان الوداع الوداع یا شہر رمضان۔ فتحسروا علی اتمامہ و تأسفوا علی اختتامہ الوداع الوداع یا شہر رمضان۔ سو تم لوگ اس مہینے کے خاتمہ پر صدمہ اٹھاؤ اور افسوس کھاؤ۔ اے ماہ رمضان الوداع الوداع۔ السلام علیک یا شہر البرکۃ والاحسان۔ السلام علیک یا شہر التسبیح و ذکر الرحمن۔ السلام علیک یا شہر الضیافۃ و زیارۃ الاخوان۔ السلام علیک یا شہر التراويح و تلاوۃ القرآن۔ اے برکت دہلی والے مہینے تجھ پر سلامتی ہو۔ اے تسبیح اور ذکر الہی کے مہینے تجھ پر سلامتی ہو۔ اے مہمانی اور بھائیوں کی زیارت کے مہینے تجھ پر سلامتی ہو۔ اے تراویح اور تلاوت قرآن کے مہینے تجھ پر سلامتی ہو۔ (خطبہ علمی ص ۴۶)

خطبہ علمی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد مولانا محمد حسن علمی نے لکھا ہے۔

خطبہ جمعۃ الوداع پر دیوبندی فتویٰ

جمعۃ الوداع کے مندرجہ بالا خطبہ میں کوئی ایسی بات نہیں جس پر اعتراض کیا جاسکے۔ لیکن دیوبندیوں نے اس پر بدعت ضلالت (گمراہ کن بدعت) کا فتویٰ لگایا ہے۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے مجموعہ فتاویٰ میں ہے۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین، مفتیاں شرع متین اس مسئلہ میں کہ پڑھنا آخر جمعہ لوماء رمضان المبارک میں الوداع یا شہر رمضان اور الوداع الوداع یا سہ التراويح اور اشعار فارسی یا اردو یا عربی کا ہر جمعہ میں یا آخر جمعہ ماہ رمضان المبارک میں در صورتیکہ عوام الناس خطبہ الوداع آخر جمعہ رمضان المبارک کو سنت بلکہ قریب واجب جانتے ہیں۔ آیا حسب زعم ان کے سنت یا مستحب یا بخلاف اس کے بدعت ہے۔ بدلائل عقلیہ و نقلیہ از کتب معتبرہ جواب ارقام فرمایا جاوے۔ بینواتو جروا۔

الجواب: یہ خطبہ بدعت ہے کہ مرثیہ اور اشعار قرون مشہود لکھا بالخیر میں خطبہ میں منقول نہیں۔ علی الخصوص جب اس فعل کو ضروری جانا جاوے کہ مؤکد جانتا کسی امر مستحب کو بھی داخل تعدی حدود اللہ اور بدعت ضلالت ہے۔ چہ جائیکہ امر محدث اور پھر غیر زبان عربی میں خطبہ پڑھنا مکروہ ہے۔ بہر حال یہ فعل عوام جہلاء خطباء کا اور سنت جانتا اس کا بدعت ضلالت واجب ترک ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ" (فتاویٰ رشیدیہ ۱۱۵)۔

خطبہ الوداع کے حق میں اعلیٰ حضرت کا فتویٰ

گنگوہی صاحب کے اس فتویٰ کے مقابلہ میں ہمارے امام اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ جاری فرمایا۔ "کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:-

(۱) جمعۃ الوداع رمضان المبارک کو نبی کریم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ الوداع پڑھا ہے یا نہیں؟

(۲) اگر حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھا ہے تو سب سے پہلے خطبہ الوداع کس نے پڑھا ہے؟ اور اس کا موجد و مخترع کون ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا امہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مجتہدین فقہاء و محدثین رحمہم اللہ۔

(۳) شریعت مقدسہ مطہرہ منورہ محمدیہ حنفیہ اہل سنت و جماعت میں خطبہ الوداع کا کیا درجہ ہے؟ فرض۔ واجب۔ سنت۔ مستحب۔ مباح۔ صاف صاف مدلل تحریر فرمائیں۔

(۴) جس جمعہ الوداع کو خطبہ الوداع نہ پڑھا جائے وہ جمعہ صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور تارک خطبہ الوداع کس درجہ کا خاطی و گناہگار ہے۔ قابل ملامت و زجر ہے یا نہیں؟ ملامت و زجر کرنے والے تو گناہگار نہ ہوں گے امامت اس کی جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: (۱) الوداع جس طرح رائج ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔

(۲) نہ صحابہ کرام و مجتہدین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے (ثابت)۔ نہ اس کا موجد معلوم۔

(۳) وہ اپنی ذات میں مباح ہے۔ ہر مباح میت حسن سے مستحب ہو جاتا ہے اور عروض عوارض خلاف سے مکروہ سے حرام تک۔

(۴) جمعہ کے لیے خطبہ شرط ہے۔ خاص خطبہ الوداع کوئی چیز نہیں۔ اس کے ترک سے نماز پر کچھ اثر نہیں پڑ سکتا اس کے تارک میں کچھ خلل نہیں۔ نہ تارک پر زجر و ملامت رواج ہے کہ ترک بر بنائے وہابیت نہ ہو۔ ہاں اگر وہابیت ہے تو وہابی کے پیچھے نماز بے شک ناجائز محض باطل اور وہ زجر و ملامت سے بھی سخت تر کا مستحق ہے۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ۔ حصہ سوم۔ ص ۱۷۷)۔

خطبہ الوداع کے حق میں حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی کا فتویٰ

سوال: ماہ مبارک رمضان میں اخیر جمعہ کو مسلمانوں کے سامنے خطبہ الوداع پڑھا جاتا ہے۔ جس میں رمضان مبارک کے فضائل و برکات کا بیان ہوتا ہے۔ اور اس ماہ مبارک کے رخصت ہونے اور ایسے بابرکت مہینہ میں حسنات و خیرات کے ذخیرہ نہ جمع کرنے پر حسرت و افسوس اور آئندہ کے لیے لوگوں کو عمل خیر کی ترغیب اور باقی ایام رمضان میں کثرت عبادت کا شوق دلایا جاتا ہے مسلمان اس خطبہ کو سن کر خوب روتے اور گناہوں سے توبہ و استغفار کرتے اور آئندہ کے لیے نیکی کا عزم کرتے ہیں۔ بعضوں نے خطبہ الوداع کی سخت مخالفت کی۔ اس کو بدعت و ناجائز کہا۔ جس سے بعض ناواقف اور ضعیف الخیال لوگوں کو کچھ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تردد ہو گیا وہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا نہیں؟ اس لیے براہ کرم اس کے متعلق شرعی حکم صادر فرما کر مسلمانوں کو مطمئن فرمائیں۔

الجواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم و نصلی علی رسولہ الکریم۔ سائل نے خطبہ الوداع کو دریافت کیا ہے۔ اب اس کے متعلق ہم حکم شرعی بیان کرتے ہیں۔ خطبہ الوداع میں ان وہابیہ نے نہایت شور و غل مچایا۔ اور اس خطبہ کو ناجائز و ممنوع بتایا باوجودیکہ ان کے پاس ممانعت کی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔ اور نہ وہ کوئی ایک حدیث یا فقہی عبارت اس کے عدم جواز میں پیش کر سکتے ہیں۔ مگر ان کا دستور ہی یہ ہے کہ وہ اپنی رائے کو دین میں دخل دیتے ہیں اور اپنے خیال باطل سے جس چیز کو چاہتے ہیں ناجائز کر ڈالتے ہیں۔

خطبہ الوداع کس طرح ناجائز ہو گیا۔ خطبہ میں جو چیزیں شرعاً مطلوب ہیں۔ اُن میں سے کوئی چیز اس میں نہیں پائی جاتی۔ یا کونسا امر ممنوع اس میں داخل ہے؟

تذکیر خطبہ کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔ رمضان المبارک کے گزرے ہوئے ایام میں عمل خیر کی قلت پر حسرت و افسوس اور بابرکت ایام میں غفلت پر قلق و ندامت اور مہینے کی رخصتی کے وقت اپنی گزشتہ کوتاہیوں کو نظر میں لا کر آئندہ کے لیے حقیقت و بیداری اور مسلمانوں کی عمل خیر کی تحریض و تشویق۔ یہ بہترین طریقہ تذکیر ہے۔ اور اس میں نہایت نافع و سودمند ہند و نصیحت ہے۔ اس کا یہ اثر ہوتا ہے کہ روتے روتے لوگوں کی ہچکیاں بندھ جاتی ہیں اور انہیں سچی توبہ نصیب ہوتی ہے بارگاہ الہی میں استغفار کرتے ہیں اور آئندہ کے لیے عمل خیر کا معمم ارادہ کر لیتے ہیں۔ اس تذکیر کو فقہاء نے سنت فرمایا۔ عالمگیری میں ہے۔ عاشرہ العظۃ والتذکیر یعنی خطبہ کی دسویں سنت ہند و نصیحت ہے وہابیہ نے اس سنت کو بدعت و ناجائز کہہ دیا۔ اس جرأت کی کیا انتہاء اور اس بے ہاکی کی کیا حد کہ شریعت طاہرہ میں جو چیز سنت ہو یہ ظالم اس کو بدعت و ناروا بتائیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں یہ الفاظ (الوداع الوداع یا فہر رمضان وغیرہ) حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں تو یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ خطبہ میں سنت فقط ہند و نصیحت ہے وہ خواہ کسی بھی عبارت سے حاصل ہونہ یہ کہ اس کے لیے خاص منقول الفاظ ہوں۔ اور یہ وہابیہ خود جو خطبے پڑھتے ہیں ان کے الفاظ اور عبارتیں کب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ اور کیوں یہ خاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خطبے نہیں پڑھتے۔ نئے نئے خطبے اپنی طرف سے گھڑتے ہیں۔ ان کے گرد گھنٹال اسماعیل دہلوی مصنف تقویہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الایمان کا خطبہ چھپا ہوا موجود ہے۔ یہ خطبہ لکھ کر وہ بدعتی ہو گیا اور جو وہابی اس خطبہ کو پڑھتا ہے وہ اپنے ہی حکم سے بدعتی ہے۔ ورنہ کیا معنی کہ تمہارا بنایا ہوا خطبہ بدعت نہ ہو اور اکابر علمائے دین کے خطبے بدعت ہو جائیں بات یہ ہے کہ وہابی کا عمل اس کے قول پر سخت کیا کرتا ہے ان کے لکھنے کی باتیں اور ہوتی ہیں اور کرنے کی اور۔ اس وضوح تام کے بعد بھی اگر وہابیہ کو انکار ہے تو یہ ایک بے مثال ضد اور بے نظیر ہٹ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آنکھوں سے پردے اٹھائے اور دلوں کو قبول حق کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور مسلمانوں میں آئے دن کی تفرقہ بازی سے بچائے آمین و الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ و خاتم رسلہ و علیٰ جمیع انبیاء و من تبعہم اجمعین آمین کتبہ العبد المعتصم بجلہ المتین محمد نعیم الدین عفا عنہ المعین۔

(انوار شریعت حصہ اول ص ۱۴۴)

الحمد للہ۔ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی اور مولانا صدر الافاضل محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے ان ہر دو فتاویٰ مبارکہ سے خطبہ الوداع کی صحیح شرعی حیثیت واضح ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل سنت کو یہ خطبہ مبارکہ جمعۃ الوداع کے موقع پر پڑھنے کی توفیق بخشے آمین بجاہ النبی الامین۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوافل جمعۃ الوداع

رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو بعد نماز جمعہ دو رکعت نماز پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ زلزال ایک بار اور سورۃ اخلاص دس بار اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون تین مرتبہ پڑھے۔ اور بعد سلام دس مرتبہ درود شریف پڑھے۔

پھر دو رکعت نماز پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ نکاث ایک بار اور سورہ اخلاص دس دفعہ پھر دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورہ کافرون تین مرتبہ پڑھے۔

اس نماز کے بے شمار فضائل ہیں اور اس نماز کے پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ قیامت تک بے انتہاء عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا "ماہنامہ ندائے دین کراچی بابت مارچ ۱۹۹۲ء صفحہ ۳۶، اور روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی۔ (ملی ایڈیشن بتاریخ ۷ دسمبر ۲۰۰۱ء)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نوافل قضاے عمری

جمعۃ الوداع کے دن کئی لوگ نوافل قضاے عمری پڑھتے ہیں۔ بعض لوگ اس کو حرام اور بدعت کہتے ہیں اور بعض سمجھتے ہیں کہ عمر بھر جو فرض نمازیں ادا نہیں کی گئیں وہ اسی میں ادا ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ نہ یہ نماز حرام و بدعت ہے اور نہ اس ایک نماز کے پڑھنے سے باقی تمام نمازیں معاف ہو جاتی ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ جس شخص کی فرض نمازیں قضاء ہو گئی ہوں۔ اگر وہ اپنے اس فعل پر نادم و شرمندہ ہو کر توبہ کرے اور قضاء شدہ نمازوں کو پڑھ لے اور پھر جمعۃ الوداع کے دن قضاے عمری کے نوافل پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قضاء عمری کی وجہ سے اس کی نمازیں قضاء ہونے اور اُن میں تاخیر واقع ہونے کا جو گناہ ہوا تھا وہ گناہ معاف بلکہ نیکی میں تبدیل ہو جائے گا۔

نوافل قضاے عمری کی ترکیب

یہ ہے کہ رمضان المبارک میں آخری جمعہ (جمعۃ الوداع) کے دن نماز جمعہ و عصر کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد آیتہ الکرسی سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ الناس ایک ایک بار پڑھے۔ اس کو مختصر الاحیاء میں ذکر کیا گیا ہے۔

(تفسیر روح البیان، جلد ثالث ص ۴) (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کو جرنوالہ بابت رمضان ۱۴۰۴ھ)

نماز قضاے عمری کے بارہ میں ایک دیوبندی فتویٰ

سوال

بعض لوگ جمعۃ الوداع کو جماعت کے ساتھ قضاء نماز پڑھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ پوری زندگی کی فوت شدہ نمازوں کے لیے کافی ہے۔ اسے قضاے عمری کہتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگ رمضان میں اس نیت سے فوت شدہ نمازوں کو قضاء پڑھتے ہیں کہ ایک نماز پڑھنے سے ستر قضا نمازوں کی ادائیگی ہو جائے گی۔ کیونکہ مشہور ہے کہ رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر ملتا ہے شرعاً یہ عقیدہ و عمل کیا ہے؟

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جواب

یہ دونوں عقیدے غلط ہیں۔ قضاء عمری کو فقہاء نے بدعت قرار دیا ہے۔ اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ اسی طرح ایک نماز کی قضاء پڑھنے سے ستر قضاء نمازوں کی ادائیگی کا بھی شرعاً کوئی ثبوت نہیں۔ جتنی نمازیں فوت ہوئی ہیں ان سب کی قضاء فرض ہے۔ خواہ رمضان میں کرنے یا غیر رمضان میں۔ ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر ملنے کا ایک حدیث میں ذکر ہے مگر وہ حدیث ضعیف ہے اور فضائل میں بھی ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ اسے سنت نہ سمجھا جائے۔ اگر حدیث کو قابل استدلال تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ رمضان میں اداء کیے جانے والے اعمال صالحہ کے بارے میں ہے۔ اور قضاء نمازیں پڑھنا تو قرض کی ادائیگی کی طرح ہے۔ کیا رمضان میں کسی کا ایک ہزار قرض ادا کرنے سے وہ ستر ہزار ادا کرنے کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟ غرض اس حدیث سے ایک قضاء نماز پڑھ کر ستر نمازیں ادا ہو جانے کا ثبوت قطعاً نہیں ملتا۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔ (ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی بابت ۶ رمضان ۱۴۲۲ھ)

تنبیہ

اس دیوبندی فتویٰ کے سوال میں جو کہا گیا ہے کہ قضاے عمری اس عقیدہ سے پڑھی جاتی ہے کہ ایک نماز کی قضاء سے پوری عمر کی نمازوں کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔ یا ایک فرض کی ادائیگی سے ستر فرائض کی ادائیگی ہو جاتی ہے ایسا کوئی مسلمان نہیں سمجھتا۔ بلکہ قضاے عمری کے جو نوافل ہم نے رضائے مصطفیٰ سے نقل کیے ہیں وہ اسی غرض کے لیے پڑھے جاتے ہیں کہ فرائض کو اپنے وقت میں ادا نہ کرنے اور وقت کے بعد ادا کرنے کی وجہ سے ذمہ میں جو گناہ باقی رہتا ہے نوافل قضاے عمری سے معاف ہو جاتا ہے۔ باقی رہا اس صورت کا حال کہ پانچ نمازوں کی قضاء پڑھی جاتی ہیں تو اس کے بارہ میں استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ محمد عبدالحق بند یا لوی لکھتے ہیں۔ "سلف صالحین کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے معتقدین کو یہ امر کرتے ہیں کہ جمعۃ الوداع کو نوافل توبہ استغفار پڑھے جائیں۔ اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی جائے۔ اور فوت شدہ نمازوں کی معافی مانگنے کے لیے کم از کم پانچ نمازوں کی قضاء پڑھی جائے اور پھر یہ مصمم ارادہ کرے کہ بقیہ قضاء بھی ضرور پڑھوں گا۔ دراصل پانچ نمازوں کی قضاء پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ عوام الناس پر نماز کی اہمیت واضح ہو اور ساتھ ہی رمضان المبارک اور پھر جمعۃ الوداع کے بابرکت موقع پر پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے۔ کیونکہ مستند

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

احادیث میں آتا ہے کہ رمضان المبارک میں جو نفل پڑھے گا تو فرض کا ثواب ملے گا اور جو ایک فرض پڑھے اس کو ستر فرائض یا ستر ہزار فرائض کا ثواب ملے گا۔ تو پانچ نمازوں کی قضاء پڑھنے کا فائدہ یہ ہوا کہ رمضان المبارک کی برکت سے کم از کم تین سو پچاس یا پھر ساڑھے تین لاکھ نمازوں کا ثواب مل جائے گا۔ فائدہ تو اتنا ہوا۔ اب کوئی شخص ہمیں اس دن نمازیں پڑھنے کا نقصان ہی بتا دے۔

بعض کم فہم آدمی یہ الزام لگاتے ہیں کہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ پانچ نمازیں پڑھنے سے ساری عمر کی نمازیں ادا ہو جاتی ہیں۔ اور پھر سارا سال نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ دراصل یہ ان لوگوں کا سفید جھوٹ اور زبردست بہتان ہے۔ علماء تو اپنی جگہ رہے۔ کسی جاہل سے جاہل شخص کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہوتا کہ پانچ نمازیں پڑھنے سے ساری عمر کی قضاء نمازیں ادا ہو گئیں" (کتاب رفع الاشتباہ عن مسئلۃ القضاء ص ۵)

الحمد للہ استاذ العلماء کے اس بیان سے اہل سنت پر لگائے گئے الزام کا بے بنیاد ہونا ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ الزام تراشوں کے شر سے بچائے اعلیٰ حضرت نے انہی لوگوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔

ذکر رد کے فضل کاٹے، نقص کا جو یا رہے

پھر کہے مردک کہ ہوں امت رسول اللہ کی

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۳ھ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اكتیسواں مقالہ

عید الفطر کا شرعی پروگرام

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله و
اصحابه اجمعين اما بعد: اس مختصر مقالہ "عید الفطر کا شرعی پروگرام" میں ہم نے عید الفطر کے دن
رات گزارنے کے شرعی طریقہ کی وضاحت لکھنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت
بخشے اور ذریعہ ہدایت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

لفظ عید کی وضاحت

شیخ محقق دہلوی لکھتے ہیں "کہا گیا ہے کہ عید کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ ہر سال عود کرتی ہے۔ اور اپنے اوقات
میں بار بار آتی رہتی ہے چونکہ یہ معنی باقی مواسم میں بھی پایا جاتا ہے اس لیے لامحالہ خوشی و مسرت کی قید کی
زیادتی یہاں کی جائے گی اور عید الفطر میں خوشی کے پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ اس روز رمضان المبارک
کے روزے مکمل ہو جاتے ہیں اور روزہ دار قدرتی طور پر خوشی محسوس کرتے ہیں"
(اشعۃ اللمعات۔ جلد اول ص ۵۹۷)۔

یکم شوال کی تاریخی حیثیت

"شوال کی پہلی تاریخ کو عید الفطر ہوتی ہے۔ جو رمضان ختم ہونے کے بعد روزہ داروں کے لیے انعام کی
حیثیت رکھتی ہے۔ یکم شوال اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کو شہد بنانے کا الہام کیا تھا۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے جنت
پیدا فرمائی۔ اسی دن اللہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو وحی کے لیے منتخب فرمایا۔ اور اسی دن فرعون کے
جادوگروں نے توبہ کی تھی" (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۸)۔

دو اسلامی عیدیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو اس
زمانہ میں اہل مدینہ سال میں دو دن خوشی کرتے تھے۔ (مہرگان و نوروز)۔ فرمایا۔ یہ کیا دن ہیں؟ لوگوں
نے عرض کیا۔ جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں خوشی کرتے تھے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں
ان سے بہتر دو دن دیے ہیں۔ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن۔ رواہ ابو داؤد۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(بہار شریعت - عیدین کا بیان)۔

شبِ عید الفطر کی فضیلت

عید الفطر کی رات کے بارہ میں چند روایات پیش کی جاتی ہیں:-

(۱) محدث دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کثیر برساتا ہے عید البقر کی رات، عید الفطر کی رات، شعبان کی چند رھویں رات اور رجب کی پہلی رات (مکاشفۃ القلوب ص ۳۰۰)۔

(۲) روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے والیء بصرہ کو لکھا۔ تم پر چار راتیں سال میں لازم ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان راتوں میں اپنی رحمت پوری طرح انڈیلتا ہے۔ رجب کی پہلی رات، شعبان کی چند رھویں رات، رمضان کی ستائیسویں رات اور عید الفطر کی رات۔ (غنیۃ الطالبین - حصہ اول - ص ۱۷۹)

(۳) حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جو شخص سال میں پانچ راتوں کی عبادت پر محافظت کرتا ہے ان کے ثواب کی امید پر اور ان کے وعدہ کی تصدیق پر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔ رجب کی پہلی رات میں بیداری کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے، عید الفطر اور عید البقر کی راتوں کا قیام کرے اور ان کے دنوں کا روزہ نہ رکھے، شعبان کی چند رھویں رات کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے اور دس محرم کی رات کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۷۹)۔

(۴) محدث دیلمی ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پانچ راتوں میں دُعا رو نہیں کی جاتی۔ رجب کی پہلی رات میں، شعبان کی چند رھویں رات میں، جمعہ کی رات میں، عید الفطر کی رات میں اور عید البقر کی رات میں (مراقی الفلاح ص ۲۱۹)۔

(۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ عید الفطر کی رات میں ان لوگوں کو پورا پورا اجر عطا کرتا ہے جنہوں نے رمضان کے روزے رکھے ہوتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین - جلد دوم - ص ۱۸)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۶) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے۔ پھر جب عید الفطر کی رات آتی ہے تو اس رات کا نام لیلة الجائزہ رکھا جاتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم۔ ص ۲)۔

یعنی انعام کی رات۔ گویا جنہوں نے رمضان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی انہیں عیدی دیئے جانے کی رات ہے (ماہنامہ کنز الایمان لاہور بابت فروری ۱۹۹۷ء)۔

(۷) محدث بزار روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص پانچ راتوں میں بیداری کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ذوالحجہ کی آٹھویں رات، اس کی نویں رات، اس کی دسویں رات، عید الفطر کی رات اور شعبان کی پندرہویں رات۔ (نزهة المجالس۔ جلد اول۔ ص ۱۷۲)

(۸) ابن ماجہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص ثواب کی نیت سے عیدین کی دو راتوں میں قیام کرے گا اس کا دل اس دن نہ مرے گا۔ جس دن دل مردہ ہوں گے۔ (نزهة الناظرین ص ۹۶)۔

(۹) ابن عساکر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص چار راتوں میں قیام کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ذوالحجہ کی آٹھویں رات۔ اس کی نویں رات، اس کی دسویں رات اور عید الفطر کی رات۔ رواہ الجلال السیوطی وصحیحہ۔ (جامع صغیر۔ جلد دوم۔ ص ۱۶۱)۔

(۱۰) طبرانی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات قیام کرے اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مردہ ہوں گے۔ (جامع صغیر۔ جلد دوم۔ ص ۱۶۱)۔

ونلک عشرة کاملۃ۔

عید الفطر کی شب بیداری

مندرجہ بالا دس روایات متبرکہ سے عید الفطر کی رات کی شب بیداری کی فضیلت بخوبی معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے عید کا چاند دیکھنے کے بعد اس رات سے غافل نہیں ہو جانا چاہیے۔ بلکہ اس رات میں بھی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جتنی عبادت ہو سکے کرنی چاہیے۔ اعتکاف مسنون کرنے والوں کو یہ رات بھی اعتکاف میں گزارنی چاہیے۔ اور عید الفطر کی نماز فجر پڑھنے کے بعد مسجد سے نکلنا چاہیے و هذا من معمولاتی بحمد اللہ تعالیٰ من مدة مدیدة ثم الحمد لله علی ذلک۔

نیز اس رات کی نماز عشاء اور نماز فجر کو باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ان نمازوں کی جماعتوں کی برکت سے پوری رات کے قیام کا ثواب مل جائے۔

عید کا چاند دیکھنے کی دُعا

جب عید کا چاند نظر آجائے تو یہ دُعا پڑھی جائے۔ اللّٰهُمَّ اِلهِ عَلٰینا بِاَلَا مِنْ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبِّکَ اللّٰهُ۔ (ترجمہ) اے اللہ! اس چاند کو ہم پر اس طرح طالع رکھ کہ ہم آفات نفس اور حوادثِ شہر سے امن و امان میں رہیں اور ہمیں سلامتی و ایمان اور پابندی و احکام اسلام کے ساتھ زندہ رکھ۔ اے چاند تیرا رب اور میرا رب اللہ ہے۔

(ماہنامہ فیض رضا۔ فیصل آباد بابت نومبر ۱۹۷۷ء)۔

شبِ عید الفطر کے نوافل

عید الفطر کی رات میں جو نوافل بزرگانِ دین سے منقول ہیں وہ یہ ہیں:-

(۱) روایت میں ہے کہ جو مسلمان شوال کی پہلی رات نماز عشاء کے بعد یا شوال کے پہلے دن میں نماز عید کے بعد اپنے گھر میں چار رکعت نفل پڑھے گا۔ اس طرح سے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد سورۃ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھے تو اللہ اس کے لیے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا۔ اور دوزخ کے ساتوں دروازے اس پر بند کر دے گا۔ اور اس وقت تک نہیں مرے گا۔ جب تک کہ جنت میں اپنا ٹھکانا نہیں دیکھ لے گا۔ (ماہنامہ انوار الفرید ساہیوال بابت جولائی ۱۹۸۵ء)۔

(۲) شوال کی پہلی رات میں نماز عشاء کے بعد چار رکعتیں دو سلاموں کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ ناس تین تین مرتبہ پڑھے پھر سلام کے بعد کلمہ تجید (تیسرا کلمہ) ستر مرتبہ پڑھ کر استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس نماز کی برکت سے اس کے گناہ معاف فرما دے گا۔

(ماہنامہ ندائے دین کراچی بابت اپریل ۱۹۹۲ء)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عید الفطر کے دن کی فضیلت

سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ جب عید الفطر کا دن آتا ہے اور لوگ (عید پڑھنے کے لیے) صحرا کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ عبادی لی صحتکم ولی صلیتم انصر فوا مغفوراً لکم۔ میرے بندو تم نے میرے ہی لیے روزے رکھے اور میرے ہی لیے نمازیں پڑھیں۔ جاؤ۔ تم بخشے گئے ہو۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ عید الفطر کی رات میں رمضان کے روزہ داروں کو پورا پورا اجر عطا کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ عید الفطر کی صبح کے وقت فرشتوں کو حکم دیتا ہے تو وہ زمین پر اترتے ہیں۔ راستوں اور گلیوں کے سروں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور ایسی آواز میں پکارتے ہیں جسے جن وانس کے سوا ہر شے سنتی ہے۔ یا امة محمد اخر جوا الی ربکم عزوجل یقبل القلیل و یعطى الجزیل و یغفر الذنب العظیم۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت۔ اپنے رب کی طرف نکلو۔ جو تھوڑا عمل قبول فرماتا ہے، بڑی جزا عطا فرماتا ہے اور بڑے بڑے گناہ بخشتا ہے۔ پھر جب وہ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں، نماز عید ادا کرتے ہیں اور دعا مانگتے ہیں تو رب تبارک و تعالیٰ ان کی کوئی حاجت پوری کیے بغیر نہیں چھوڑتا اور نہ ہی ان کا کوئی سوال قبول کیے بغیر چھوڑتا ہے اور نہ ہی ان کا کوئی گناہ بخشے بغیر چھوڑتا ہے"

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے "پھر جب وہ عید گاہ کی طرف نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے۔ اے ملائکہ۔ وہ لبیک وسعد یک کہتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے اس مزدور کی جزا کیا ہے جس نے اپنا کام کر دیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں۔ اے ہمارے معبود اور ہمارے سردار اور ہمارے آقا۔ وہ پورے پورے اجر کا مستحق ہوتا ہے۔ پھر فرماتا ہے۔ اے میرے فرشتو۔ میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنی خوشنودی اور مغفرت کو ان کے ماہ رمضان کے روزوں اور نمازوں کا بدلہ بنادیا ہے۔ پھر بندوں سے فرماتا ہے۔ اے میرے بندو۔ اس اجتماع میں مجھ سے مانگو۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ تم جو کچھ اپنی آخرت کے لیے مانگو گے تمہیں ملے گا اور جو کچھ دنیا کے لیے طلب کرو گے وہ پاؤ گے۔ تم جب تک میرا خوف اپنے دلوں میں رکھو گے میں تمہاری لغزشوں پر پردہ ڈالوں گا اور تمہیں ذلیل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نہیں کروں گا۔ انصر فوا مغفوراً لکم قدار ضیمونی و رضیت عنکم۔ جاؤ۔ تمہاری مغفرت ہو گئی ہے۔ تم نے مجھے راضی کیا ہے تو میں تم سے راضی ہو گیا ہوں۔ پھر فرشتے عید الفطر کے دن امت محمدیہ پر خوش ہوتے ہیں اور انہیں خوشخبریاں سناتے ہیں" (غنیۃ الطالبین حصہ دوم ص ۱۸)۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے "پھر جب عید الفطر کا دن آتا ہے تو اللہ تعالیٰ روزہ داروں کی وجہ سے فرشتوں پر مباحثات فرماتا ہے۔ سو وہ پوچھتا ہے کہ اے میرے فرشتو۔ اس مزدور کی جزا کیا ہے جس نے اپنا عمل کر دیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اسے اجر پورا پورا دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور لونڈیوں نے میرا فرض ادا کیا ہے پھر دُعا کے لیے گڑ گڑاتے ہوئے نکلے ہیں۔ وعزتی وجلالی و کرمی و علوی و ارتفاع مکانی لا جینہم۔ میری عزت کی قسم۔ میرے جلال کی قسم، میری مہربانی کی قسم، میری بلندی کی قسم اور میرے مقام کی اونچائی کی قسم میں ضرور ضرور ان کی دُعا قبول کروں گا۔ سو وہ فرماتا ہے ارجعوا قد غفرت لکم و بدلت سیناتکم حسنات۔ لوٹ جاؤ میں نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا ہے۔ فیر جمعون مغفوراً لہم۔ سو وہ اس حال میں لوٹتے ہیں کہ ان کے گناہ بخش دیئے گئے ہوتے ہیں" رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوٰۃ المصابیح جلد اول ص ۱۶۴)۔

عید الفطر کے مستحبات

عید کے دن یہ امور مستحب ہیں۔ "حجامت بنوانا، ناخن ترشوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے کپڑے پہننا نیا ہو تو نیا ورنہ دھلا ہوا، انگوٹھی پہننا، خوشبو لگانا، صبح کی نماز مسجد محلہ میں پڑھنا، عید گاہ جلد چلا جانا، نماز سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا، عید گاہ کو پیدل جانا، دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کو جانے سے پیشتر چند کھجوریں کھا لینا، تین یا پانچ یا سات یا کم و بیش مگر طاق ہوں۔ کھجوریں نہ ہوں تو کوئی میٹھی چیز کھائے، خوشی ظاہر کرنا، کثرت سے صدقہ دینا، عید گاہ کو اطمینان و وقار اور نیچی نگاہ کیے جانا، آپس میں سبارک باد دینا۔ اور راستہ میں بلند آواز سے تکبیر نہ کہنا۔" (بہار شریعت۔ عیدین کا بیان)۔

صدقہ فطر

صدقہ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر جس کا نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے۔ اس میں عاقل، بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔ مرد مالکِ نصاب پر صدقہ فطر اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے واجب ہے جبکہ بچہ خود مالکِ نصاب نہ ہو ورنہ اس کا صدقہ اسی کے مال سے ادا کیا جائے۔ اپنی عورت اور اولادِ عاقل و بالغ کا فطرہ اس کے ذمہ نہیں ہے۔ (بہارِ شریعت)۔

"صدقہ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گہیوں یا اس کا آٹا یا ستونصف صاع اور کھجور یا منقہ یا جو یا اسکا آٹا یا ستوا یک صاع اور اعلیٰ درجہ کی تحقیق اور حقیاط یہ ہے کہ صاع کا وزن تین سوا کا وزن روپے بھر ہے اور نصف صاع ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھراو پر" (فتاویٰ رضویہ بحوالہ بہارِ شریعت۔ صدقہ فطر کا بیان)۔

یعنی صاع ساڑھے چار سیر کا ہوتا ہے اور نصف صاع سوا دو سیر کا واللہ اعلم۔

"صدقہ فطر عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی واجب ہوتا ہے اور صدقہ فطر کا مقدم کرنا بھی مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے ادا کرتا ہے۔ اگرچہ رمضان سے پیشتر ادا کرے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دے۔ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں" (بہارِ شریعت۔ صدقہ فطر کا بیان)۔

نماز عید سے پہلے نفل مکروہ ہیں

"نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے عید گاہ میں ہو یا گھر میں اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ۔ یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہے تو نماز عید ہو جانے کے بعد پڑھے۔ اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے گھر میں پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔" (بہارِ شریعت۔ نماز عیدین کا بیان)۔

نماز عید الفطر کا طریقہ

"دو رکعت واجب عید الفطر کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ ہاندہ لے۔ پھر شاء پڑھے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ ہاندہ لے۔ پھر امام تہود اور تسمیہ پڑھ کر جہر کے ساتھ الحمد اور کوئی سورت پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور سورت پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ ہاندہ لے۔ اور چوتھی بار بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کہتا ہوا رکوع میں چلا جائے۔" (بہار شریعت)۔

عید الفطر کے دن ایصالِ ثواب

سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ جو شخص عید کے دن تین سو مرتبہ سبحان اللہ و بحمدہ پڑھے اور فوت شدہ مسلمانوں کی ارواح کو اس کا ثواب ہدیہ کرے تو ہر مسلمان کی قبر میں ایک ہزار انوار داخل ہوں گے۔ اور جب پڑھنے والا خود مرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر میں ایک ہزار نور داخل فرمائے گا۔" (مکاشفۃ القلوب)۔

عید الفطر کے دن کا روزہ منع ہے

"روزہ کی پانچ قسمیں ہیں۔ فرض، واجب، نفل، مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی جیسے عید اور ایام تشریق کے روزے" (بہار شریعت ملخصاً۔ روزہ کا بیان)۔

عید الفطر کے دن خوشی منانے کا شرعی طریقہ

"ہر قوم کا عید کی خوشی منانے کا اپنا اپنا طریقہ ہے۔ مگر یہ فخر اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے دیگر مذاہب کی طرح عید منانے کی بجائے اسے غیر مفید لہو و لعب سے پاک کر کے ایک خالص مذہبی رسم بنا دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ کے لوگوں نے سال میں دو دن مقرر کر رکھے ہیں کہ وہ ان میں کھیل کود کرتے ہیں۔ اہل مدینہ ان دنوں کو نیروز اور مہرجان کہتے تھے۔ آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو روز کیسے ہیں؟ وہ کہنے لگے ان دو دنوں میں ایام جاہلیت میں ہم کھیل کود کرتے تھے اور چیزوں کی خرید و فروخت کے بازار لگاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو روز عطا فرمائے ہیں۔ وہ یوم عید الفطر اور یوم عید الاضحیٰ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خوشی منانے سے روکا نہیں بلکہ اسلامی طریقے سے ان کی خوشی کو بدل دیا آپ نے مسلمانوں کو باہر کھلے میدان میں جا کر اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جمع ہونے کو فرمایا تاکہ وہ انعامات اپنے رب سے لے سکیں جو انہیں پورا مہینہ روزے رکھنے پر ملنے والے ہیں۔ کھلے میدان میں نماز عید پڑھنے کا منظر دیدنی ہوتا ہے" (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت جنوری ۱۴۰۱ء)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عید الفطر کے دن شیطان کی محفل

امام غزالی لکھتے ہیں کہ حضرت دھب بن منبہ نے فرمایا "شیطان ہر عید الفطر کے دن نوحہ وزاری کرتا ہے اور تمام شیطان اس کے ارد گرد جمع ہو کر پوچھتے ہیں۔ اے آقا۔ آپ کیوں غضبناک اور اداس ہیں؟ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے آج کے دن امت محمدیہ کو بخش دیا ہے لہذا تم انہیں لذتوں اور خواہشاتِ نفسانی میں مشغول کرو"۔ (مکاشفۃ القلوب باب فضائل عید الفطر)۔

الحمد للہ۔ یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے عید الفطر کے شب و روز کے بارہ میں شرعی پروگرام کی وضاحت ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس شرعی ضابطہ کے تحت یہ مقدس دن رات گزارنے کے توفیق بخشے۔ آمین۔

(۱۲ رمضان ۱۴۲۳ھ)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بتیسواں مقالہ

غریبوں کا حج

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه
اجمعين اما بعد۔ حج کا اجر و ثواب مکہ معظمہ میں ایام حج میں مناسک حج ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔
ظاہر ہے کہ اس قسم کے حج کی سعادت عظمیٰ صرف انہی لوگوں کو مل سکتی ہے جو مکہ معظمہ میں ایام حج میں مناسک
حج ادا کریں۔ مکہ معظمہ جانا اور وہاں ایام حج میں مناسک حج ادا کرنا صرف صاحب استطاعت و دولت مند
مسلمانوں کو ہی نصیب ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے بعض دوسرے اعمال میں بھی حج
کے ثواب جتنا اجر و ثواب رکھ دیا ہے۔ تاکہ غریب مسلمان بھی حج کے اجر و ثواب سے محروم نہ رہیں۔
وذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔

اس مختصر رسالہ "غریبوں کا حج" میں ہم نے بعض وہ اعمال ذکر کیے ہیں۔ جن میں حج کے ثواب جتنا اجر
و ثواب رکھا گیا ہے۔ تاکہ مسلمان ان کی بجا آوری سے حج کا اجر عظیم حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل
بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱) والدین کی زیارت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما من ولد ہار
ینظر والدیه نظرة رحمة الا كتب الله له بكل نظرة حجة مبرورة۔ کوئی نیکو کار بچہ یا بچی نہیں کہ وہ اپنے
والدین کو شفقت کی نگاہ سے دیکھے مگر اللہ اس کے لئے ہر نظر کے بدلہ میں پاکیزہ حج لکھ دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا
اور اگر چہ وہ ہر روز ایک سو مرتبہ دیکھے۔ فرمایا نعم اللہ اکبر و اطیب۔ ہاں اللہ سب سے بڑا اور سب سے پاک
ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۳۴ ج ۲)

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ما من رجل ینظر الی وجه والدیه نظر
رحمة الا كتب الله له بها حجة مقبولة مبرورة۔ کوئی شخص اپنے والدین کے چہرہ کی طرف شفقت کی نظر
سے نہیں دیکھتا مگر اللہ اس کے لئے اس کی ہر نظر کے بدلہ میں مقبول پاکیزہ حج لکھ دیتا ہے۔ رواہ الرافعی و ترمذی
السیوطی۔ (جامع صغیر ص ۱۵۰ ج ۲)

(۲) علم دین کی تلاش

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ارشاد فرمایا۔ طلب العلم افضل عند الله من الصلوة والصيام والحج والجهاد فی سبیل الله عزوجل۔ علم دین کا تلاش کرنا اللہ کے نزدیک نماز، روزہ، حج اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔
رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس وضطہ السیوطی (جامع صغیر ص ۵۴ ج ۲)

(۳) علم دین سیکھنے کے لئے مسجد کو جانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من غدا اور اح وهو فی تعلیم دینہ فهو فی الجنة۔ جو شخص تعلیم دین کی حالت میں صبح یا شام کو چلا وہ جنت میں ہے۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ (جامع صغیر ص ۶۷ ج ۲)

اور شیخ عبد الضریر اس حدیث کو ان لفظوں میں نقل فرماتے ہیں۔ من غدا الی المسجد لا یرید الا ان یتعلم۔ غیراً ویعلمہ کان له کاجر حاج تاماً حاجتہ۔ جو شخص مسجد کی طرف صبح کے وقت چلے اور اس کا ارادہ صرف یہ ہو کہ وہ علم دین سیکھے اور سکھائے گا تو اس کے لئے پورے حج کا ثواب ہے۔ رواہ الطبرانی فی الکبیر باسناد لا بأس بہ (نزهة الناظرین ص ۳ ج ۱)

(۴) مسجد کو باجماعت نماز کے لئے جانا

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من مشی الی صلوۃ مکتوبة فی الجماعة فہی کحجة ومن مشی الی صلوۃ تطوع فہی کعمرة نافلة۔ جو شخص فرض نماز باجماعت پڑھنے کے لئے چلے تو یہ حج کی طرح ہے اور جو نفل نماز پڑھنے کے لئے چلے تو یہ نفل عمرہ کی طرح ہے۔ رواہ الطبرانی وضطہ السیوطی (جامع صغیر ص ۱۸۲ ج ۲)

اور مشکوٰۃ میں یہ روایت انہی سے ان الفاظ میں مروی ہے۔ من خرج من بیتہ متطہراً الی صلوۃ مکتوبة فاجرہ کاجر الحاج المحرم۔ جو شخص با وضو فرض نماز کے لئے گھر سے نکلے اس کے لئے احرام باندھنے والے حاجی کے اجر جیسا اجر و ثواب ہے۔ (رواہ ابوداؤد و مشکوٰۃ ص ۶۴ ج ۱)

(۵) جامع مسجد میں نماز پڑھنا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمایا۔ الصلوٰۃ فی المسجد الجامع تعدل الفریضة حجة مبرورة والنافلة كحجة متقبلة وفضلت الصلوٰۃ فی المسجد الجامع علی ما سواہ من المساجد بخمس مائة صلوٰۃ۔ جامع مسجد میں نماز پڑھنا فرض نماز پاکیزہ حج کے برابر ہے۔ اور نفل نماز مقبول حج کے برابر ہے۔ اور جامع مسجد میں ایک نماز دوسری مسجدوں کی نماز پر پانچ سو درجہ فضیلت رکھتی ہے۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط (جامع الرضوی ص ۳۲۳) وصحیح السیوطی (جامع الصغیر ص ۵۱ ج ۲)

(۶) جمعہ کی نماز کے لئے جلد نکلنا

امام بیہقی فضائل الاوقات میں روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ان لکم فی کل جمعة حجة وعمرہ فالحجة الہجیر للجمعة والعمرہ انتظار العصر بعد الجمعة۔ بلاشبہ تمہارے لئے ہر جمعہ کے دن میں ایک حج اور ایک عمرہ موجود ہے سو جمعہ کی نماز کے لئے جلدی نکلنا حج ہے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز کے لئے انتظار کرنا عمرہ ہے۔ (نزهة الناظرین ص ۸۱)

(۷) نماز جمعۃ المبارک

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ الجمعة حج المساکین وفي رواية حج الفقراء۔ جمعہ کی نماز مساکین کا حج ہے۔ رواہ ابن عساکر وضعفہ السیوطی (جامع صغیر ص ۱۳۵ ج ۱)

(۸) طلوع شمس تک ذکر الہی کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من صلی الفجر فی جماعة ثم قعد یدکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت له حجة وعمرہ تامۃ تامۃ تامۃ۔ جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھے پھر سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کو بیٹھ کر یاد کرتا رہے پھر دو رکعت (نماز اشراق) پڑھے تو یہ اس کے لئے پورا پورا حج و عمرہ ہے (مشکوٰۃ ص ۸۱ ج ۱)

(۹) صبح و شام تسبیح پڑھنا

حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قرطیا۔ من سبح لله مائة بالغداة ومائة بالعشي كان كمن حج مائة حجة۔ جو شخص صبح کے وقت ایک سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اور شام کے وقت ایک سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھے۔ وہ اس شخص جیسا ہے جس نے ایک سو حج کیے۔ رواہ الترمذی وابوداؤد قال الترمذی هذا حديث غريب۔ (مشکوٰۃ ص ۱۸۲ ج ۱)

(۱۰) ایک مخصوص درود شریف پڑھنا

دلائل الخیرات مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور کے صفحہ نمبر ۲۳۶ سے صفحہ نمبر ۲۶۷ تک میں جو مخصوص درود شریف لکھا ہوا ہے اس کے بارہ میں صاحب دلائل الخیرات لکھتے ہیں۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قرأ هذه الصلوة مرة واحدة كتب الله له ثواب حجة مقبولة۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ درود شریف ایک مرتبہ پڑھے اللہ اس کے لئے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے۔ پھر آگے صاحب دلائل الخیرات لکھتے ہیں۔ هذا من قالها في كل يوم الجمعة۔ له هذا الفضل والله ذو الفضل العظيم۔ یہ ثواب اس شخص کے لئے ہے جو اس درود شریف کو ہر جمعہ کے دن میں پڑھے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ امام محمد مہدی قاسی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔ یعنی صاحب دلائل الخیرات کا اس درود شریف کو ہر جمعہ کے دن میں پڑھنے سے مقید کرنا ان کے اپنے فہم کی بناء پر ہے۔ ورنہ کسی بھی وقت میں اس درود شریف کو ایک مرتبہ پڑھنے سے حج مقبول کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔ (مطالع المسرات ص ۳۴۰) واللہ اعلم۔

(۱۱) کسی بھی وقت میں درود شریف پڑھنا

شیخ عبدالرطمن منقوری لکھتے ہیں میں نے کتاب القول البدیع میں یہ حدیث دیکھی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص فرض حج کرے اور اس کے بعد جہاد کرے تو اس کا یہ جہاد چار سو حجوں کے ساتھ لکھا جاتا ہے یہ سن کر ان لوگوں کے دل ٹوٹ گئے جو جہاد نہیں کر سکتے تھے۔ سو اللہ تعالیٰ نے یہ وحی فرمائی کہ جو شخص آپ پر درود شریف بھیجے میں اس کے درود شریف کو ان چار سو جہادوں کے ہمراہ لکھوں گا۔ جن میں سے ہر ایک کے ہمراہ چار سو حج ہوں گے۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۰۵ جلد دوم)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۲) غروب آفتاب کے وقت آیۃ الکرسی پڑھنا

شیخ عبدالرحمن صفوری لکھتے ہیں۔ وفی حدیث آخر من قراءها عند غروب الشمس اربعین مئة کتب الله له اربعین حجة۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص آیت الکرسی کو غروب آفتاب کے وقت چالیس مرتبہ پڑھے اللہ اس کے لئے چالیس حج لکھ دیتا ہے۔ (نزہۃ المجالس ص ۳۷ جلد اول)

(۱۳) ایک مخصوص تسبیح پڑھنا

حدیث شریف میں ہے کہ ایک رات صبح تک حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ کی عبادت کی پھر آپ کو اپنی یہ عبادت اچھی لگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بات بتانا چاہی۔ پس آپ سمندر کے کنارے سے گزرے تو اچانک ایک مینڈک نے کہا اے موسیٰ گزشتہ رات آپ کو اپنی عبادت اچھی لگی تھی حالانکہ میں چار سو سال سے اللہ کی تسبیح پڑھ رہا ہوں۔ اور اُس کی پاکی بیان کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے تجھے بولنے کی توفیق بخشی یہ بتا کہ تیری تسبیح کیا ہے۔ اس نے کہا میں یہ تسبیح پڑھتا ہوں۔ سبحان من یسبح له من فی البحار ط سبحان من یسبح له من فی الارض القفار ط سبحان من یسبح له من فی رؤوس الجبال ط سبحان من یسبح له بكل شفة ولسان ط پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص ہر روز یا ہر مہینے میں یا سال میں ایک مرتبہ یہ تسبیح پڑھے اللہ اس کے لئے اولاد اسماعیل سے ایک ہزار غلام آزاد کرنے یا ایک ہزار پاکیزہ حج کرنے کے ثواب جیسا ثواب لکھ دیتا ہے (نزہۃ المجالس ص ۱۱۴ ج ۲)

(۱۴) نماز عصر باجماعت پڑھنا

امام غزالی نے ذکر فرمایا ہے کہ جو شخص نماز عصر جماعت کے ساتھ پڑھے اس کے لئے ایک حج کا ثواب ہے۔ شیخ عبدالرحمن صفوری اس کی وجہ بدیں الفاظ لکھتے ہیں باجماعت نماز عصر کا ثواب ایک حج ہے کیونکہ عصر کے وقت دنیا کا کاروبار ختم نہیں ہو جاتا اس لئے دنیا کے کاموں کو چھوڑنا اور نماز پڑھنا نمازی کا اختیاری فعل ہوتا ہے۔ بخلاف باجماعت نماز مغرب کے کہ غروب آفتاب کے وقت دنیا کے کاروبار بیع شراء وغیرہ غانا ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس وقت دنیا کے کاموں کو چھوڑنا اور نماز پڑھنا نمازی کا اختیاری فعل نہیں ہوتا بلکہ اضطراری ہوتا ہے۔ اس لئے باجماعت مغرب کا ثواب ایک عمرہ ہے۔ (نزہۃ المجالس ص ۱۱۶ ج ۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۵) سورۃ یسین پڑھنا

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ تو رات میں سورہ یسین کا نام معمرہ ہے عرض کیا گیا۔ معمرہ کا کیا معنی ہے؟ فرمایا۔ نعم صاحبہا بخیر الدنیا والآخرة وتکابد عنہ بلوی الدنیا وھول الآخرة۔ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کے لئے دنیا اور آخرت کی بھلائی عام کرتی ہے اور اس کی دنیا کی مصیبت اور آخرت کا ڈر زائل کر دیتی ہے۔ من قراھا عدلت له عشرين حجة۔ جو شخص اسے تلاوت کرے اس کے لئے یہ بیس حجوں کے برابر ہوتی ہے۔ (نزهة المجالس ص ۱۵۹ ج ۲)

(۱۶) رمضان میں اعتکاف کرنا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعتکاف عشر فی رمضان کحجتین وعمرتین۔ رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف دو حجوں اور دو عمروں جیسا ہے۔ رواہ الطبرانی وضعفہ السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۴۵ ج ۱۔ ورواہ البیہقی بلفظ من اعتکف عشرأ فی رمضان کان کحجتین وعمرتین کذا فی الجامع الصغیر ص ۱۶۵ ج ۲ وضعفہ ایضاً واللہ اعلم۔

(۱۷) رمضان میں عمرہ کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عمرہ فی رمضان تعدل حجة۔ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔ رواہ البخاری ومسلم وصحیحہ السیوطی (جامع صغیر ص ۶۶ ج ۲) (مشکوٰۃ ص ۲۰۰ ج ۱) اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ حدیث ان لفظوں کے ساتھ مروی ہے۔ عمرہ فی رمضان کحجة معی۔ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کی طرح ہے۔ رواہ سمویہ وصحیحہ السیوطی۔ (جامع صغیر ص ۶۶ ج ۲)

(۱۸) زیارت مدینہ منورہ

شیخ عبدالحق دہلوی جذب القلوب میں یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من حج الی مکة ثم قصدنی فی مسجدی کتبت له حجتان مبرورتان۔ جو شخص مکہ میں حج کرے پھر میری مسجد میں میرا قصد کرے تو اس کے لئے دو پاکیزہ حج ہیں۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ بابت ذوالحجہ ۱۳۹۲ھ)

(تنبیہ) یہ حکم آپ کی وفات شریف کے بعد بھی ہے کیونکہ آپ آج بھی اپنی مسجد شریف میں اپنے روضہ انور میں موجود ہیں ولہذا آپ کے روضہ کی زیارت کی نیت کرنا عین آپ کی زیارت کی نیت کرنا ہے۔ مسلمان ان لوگوں کی باتوں پر کان نہ دھریں جو مزارات بزرگان دین پر جانا ممنوع بلکہ شرک و حرام قرار دیتے ہیں۔ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین۔

(۱۹) والدین کی طرف سے حج کرنا

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من حج عن ابیه وامہ فقد قضی عنہ حجتہ وکان له فضل عشر حجج۔ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے وہ ان پر فرض ہونے والے حج کی ادائیگی کرتا ہے۔ اور خود اس کے لئے بھی دس حجوں کا ثواب ہے۔ (رواہ الدار قطنی فی السنن وضعفہ السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۱۶۹ ج ۲)

(۲۰) بزرگان دین کی قبور کی زیارت

حضرت احمد بن شمعون رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ رايت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المسام فقال یا ابن شمعون من دار قبر ائمتنا بنی تخیل و بشر الحافی یطالبنی یوم القيامة بحجة و عمرة۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ اے ابن شمعون جو شخص احمد بن حنبل اور بشر حافی کی قبروں کی زیارت کرے وہ قیامت کے دن مجھ سے ایک حج اور ایک عمرہ کا مطالبہ کرے گا۔ (نزهة المجالس جلد دوم ص ۲۶۳)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲۱) عاشوراء کا روزہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ من صام يوم عاشوراء كتب الله له الف حجة والف عمرة جو شخص محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھے اللہ اس کے لئے ایک ہزار حج اور ایک ہزار عمرہ لکھ دیتا ہے۔ (نزهة المجالس ص ۱۷۳ جلد اول)

(۲۲) اللہ کی راہ میں چلنا

حضرت ابو مضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لِسَفَرَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ خَمْسِينَ حَجَّةً. ۱۔ لبتہ اللہ کی راہ میں ایک بار سفر کرنا پچاس حجوں سے بہتر ہے۔ رواہ ابوالحسن الصیقلی فی الاربعین وضعفہ السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۱۲۳ جلد ۲۔

(۲۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

حضرت مکحول سے مرسل مروی ہوا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لِسَفَرَةٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَرْبَعِينَ حَجَّةً۔ اللہ کی راہ میں ایک مرتبہ لڑائی لڑنا میرے نزدیک چالیس حجوں سے زیادہ محبوب ہے۔ رواہ عبد الجبار الخولانی فی تاریخ داریا وضعفہ السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۱۲۲ جلد دوم۔

(۲۴) علماء کی مالی معاونت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص کسی عالم یا طالب علم کی امداد کرے اگرچہ کھانے کے ایک لقمہ سے یا کپڑے سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے یا ٹوٹی پھوٹی قلم سے یا کاغذ سے تو گویا اس نے ستر مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیر کی اور اللہ اسے احد پہاڑ جتنا ثواب عطا فرماتا ہے اور ستر مقبول حجوں کا ثواب عطا فرماتا ہے اور گویا اس نے ستر نبیوں کو کھانا کھلایا اور اس کی زندگی کے باقی دنوں میں اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے اور اسے ایک ہزار نفل پڑھنے کے ثواب سے زیادہ ثواب دیا جاتا ہے۔ (تذکرۃ الواعظین عربی ص ۵۶)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۲۵) مہمان کو کھلانا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اذا دخل الضیف بیت المؤمن دخل معه الف بركة والف رحمة و کتب لصاحب المنزل بكل لقمة یا کلها الضیف حجة وعمره۔ جب مہمان مومن کے گھر داخل ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک ہزار برکتیں اور ایک ہزار رحمتیں ہوتی ہیں۔ اور گھر والے کے لئے اس لقمہ کے عوض میں جسے مہمان کھاتا ہے ایک حج اور ایک عمرہ لکھا جاتا ہے (نزهة المجالس جلد اول ص ۲۱۶)

(۲۶) مسلمان کی حاجت روائی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من قضی لانه المسلم حاجة كان له من الاجر كمن حج واعتمر۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرے اس کے لئے اس شخص کے اجر جیسا ثواب ہے جو حج و عمرہ کرے۔ (رواہ الخطیب فی التاريخ وخطبة السیوطی فی الجامع الصغیر ص ۹۷ ج ۲)

(۲۷) کسی کا دل راضی کرنا

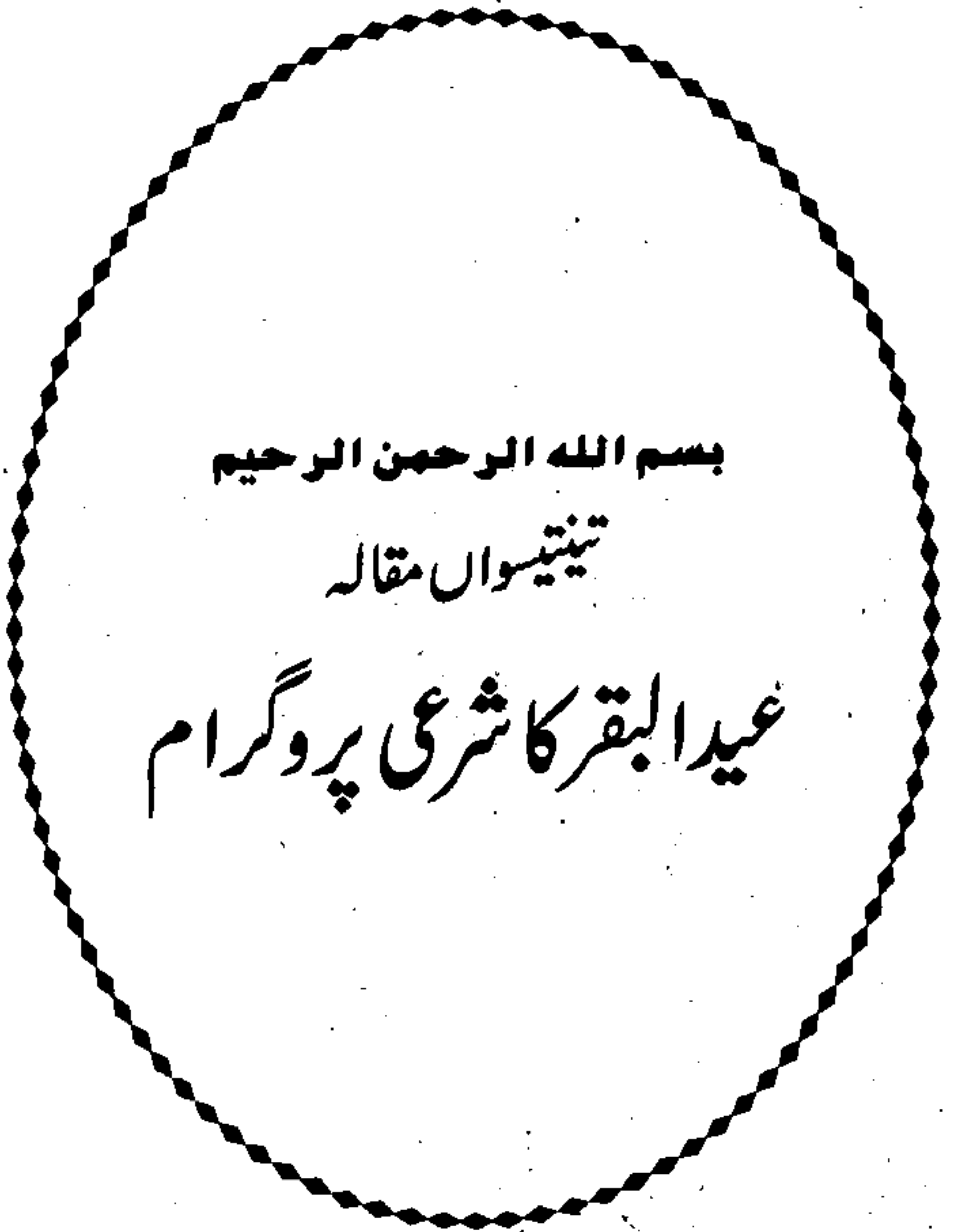
حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

ع دل بدست آور کہ حج اکبر است۔ از هزاراں کعبہ یک دل بہتر است کعبہ بنکاء ظلیل آذر است۔ دل گزر گاہ جلیل اکبر است۔ (ترجمہ) تو ایک دل کو حاصل کر (راضی کر) یہ حج اکبر ہے اور ایک دل ہزار کعبوں سے بہتر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کعبہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی بنائی ہوئی چیز ہے۔ اور دل اللہ تعالیٰ کی گزر گاہ ہے۔ الحمد للہ یہاں تک ہم نے وہ چند اعمال صالحہ جمع کر دیئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے حج کا ثواب رکھا ہے۔ اور یہ اعمال امیر، غریب سب ہی بجالا سکتے ہیں اور حج کا عظیم ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ حج کا اصل ثواب ساری زندگی کے صفائے کھار کی مظہرت ہے اور ان اعمال سے بھی یہ ثواب مل سکتا ہے۔ ولہذا ہر مسلمان ان اعمال صالحہ کو بجالانے کی کوشش کرے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق مل بخشنے۔ آمین۔

(۱۵ رجب ۱۴۱۶ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على رسوله الكريم و على اله و
اصحابه اجمعين اما بعد: اس مختصر رسالہ "عید البقر کا شرعی پروگرام" میں ہم نے عید البقر کے دن
رات گزارنے کے شرعی طریقہ کی وضاحت لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سعی کو شرف مقبولیت بخشے اور ذریعہ
ہدایت بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

عید البقر کا دن

دس ذوالحجہ کو عید الاضحیٰ، عید قربان، یا بڑی عید کہا جاتا ہے۔ اضحیٰ اضحیٰ کی جمع ہے اور بمعنی اضحیہ ہے یعنی قربانی
کی بھیڑ، بکری، اس دن کو عید الاضحیٰ کہنا غلط ہے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت ذوالحجہ ۱۴۰۶ھ)
عید الفطر کے دن کی طرح عید البقر بھی مسلمانوں کی عید کا دن ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ
عنه سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں تشریف لائے تو اس زمانہ میں اہل مدینہ
سال میں دو دن خوشی کرتے تھے۔ (مہرگان اور نوروز و دونوں میں) فرمایا۔ یہ کیا دن ہیں؟۔ لوگوں نے
عرض کیا۔ جاہلیت میں ہم ان دو دنوں میں خوشی کرتے تھے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلے میں ان
سے بہتر دو دن دیئے ہیں۔ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دن۔ رواہ ابو داؤد۔ (بہار شریعت۔ عیدین کا بیان)

شب عید البقر کی فضیلت

شب عید کے متعلق چند احادیث ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں۔

۱۔ محدث دیلمی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر کثیر برساتا ہے۔ عید البقر کی رات، عید الفطر کی رات،
شعبان کی پندرہویں رات اور رجب کی پہلی رات۔ (مکافئۃ القلوب)

۲۔ حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جو شخص سال میں پانچ راتوں میں عبادت پر محافظت
کرتا ہے ان کے ثواب کی امید پر اور ان کے وعدہ کی تصدیق پر اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا۔
رجب کی پہلی رات میں بیداری کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے۔ عید الفطر اور عید البقر کی راتوں کا قیام
کرے اور ان کے دنوں کا روزہ نہ رکھے، شعبان کی پندرہویں رات کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ

Click For More Books

رکھے اور دس محرم کی رات کا قیام کرے اور اس کے دن کا روزہ رکھے۔ (غنیۃ الطالبین حصہ اول ص ۱۷۹)

۳۔ محدث دیلمی ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پانچ راتوں میں دعا رد نہیں کی جاتی۔ رجب کی پہلی رات میں، شعبان کی پندرہویں رات میں، جمعہ کی رات میں، عید الفطر کی رات میں اور عید البقر کی رات میں۔ (مراقی الفلاح ص ۲۱۹)

۴۔ محدث بزار روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص پانچ راتوں میں بیداری کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ذوالحجہ کی آٹھویں رات میں، اس کی نویں رات میں، اس کی دسویں رات میں (عید البقر کی رات میں) عید الفطر کی رات میں اور شعبان کی پندرہویں رات میں (نزہۃ المجالس جلد اول ص ۱۷۲)

۵۔ ابن ماجہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص ثواب کی نیت سے عیدین (عید الفطر اور عید البقر) کی دو راتوں میں قیام کرے۔ اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن دل مریں گے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۹۶) (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۶۱)

۶۔ ابن عساکر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص چار راتوں میں قیام کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ذوالحجہ کی آٹھویں رات میں۔ اس کی نویں رات میں، اس کی دسویں رات (عید البقر کی رات) میں اور عید الفطر کی رات میں۔ (جامع صغیر جلد دوم ص ۱۶۱۔ و صحیح)

شب عید البقر کے نوافل

"حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ذوالحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے تو عبادت میں کوشش کرو۔ کیونکہ ان دنوں کو اللہ نے فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس کی راتوں کی عزت اس کے دنوں کی حرمت جیسی رکھی ہے۔ فرمایا جو شخص اس عشرہ کی کسی رات کے آخری تہائی حصہ میں چار رکعت نوافل پڑھے اور دعائے تہج بیت اللہ۔ زیارت روضہ رسول اللہ اور جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب پائے گا۔ اور جو مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔ نوافل پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعت نوافل رات کے آخری تہائی حصہ میں اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھ لینے کے بعد تین۔ - ۲ -

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

الکری اور تین بار سورہ اخلاص پڑھیں۔ پھر ایک دفعہ سورہ فلق اور ایک دفعہ سورہ ناس کی تلاوت کریں۔ جب نماز پڑھ چکیں تو ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے یہ کلمات پڑھیں۔ سبحان ذی العزۃ والجبروت سبحان ذی القدر والملکوت سبحان الحی الذی لا یموت سبحان اللہ رب العباد والبلاد والحمد لله کثیراً طیباً مبارکاً علی کل حال اللہ اکبر کبیراً جل جلالہ وقدرتہ بكل مکان۔ یہ پڑھنے کے بعد جو دعائیں گے ان شاء اللہ قبول ہوگی۔ اور اگر یہ نماز عشرہ کی ہر رات میں پڑھیں تو اللہ تعالیٰ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے گا۔ اور اس کے گناہ بخش دے گا۔ (غنیۃ الطالبین حصہ دوم ص ۲۵)۔

عشرۃ ذوالحجہ کی فضیلت

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "دنیا کے بہترین دن ذوالحجہ کے دس دن ہیں"۔ عرض کیا گیا۔ اور کیا ان کی مثل اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے دن نہیں؟ فرمایا اور نہ ان کی مثل فی سبیل اللہ جہاد کرنے کے دن ہیں مگر جبکہ مرد اپنا چہرہ خاک میں لت پت کرے۔ (یعنی شہادت حاصل کرے)

۲۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذوالحجہ کے دس دنوں کے نیک اعمال سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی دن کے نیک اعمال نہیں ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اور کیا فی سبیل اللہ جہاد کے دنوں کے نیک اعمال بھی ان دس دنوں کے نیک اعمال سے زیادہ محبوب نہیں؟ فرمایا اور نہ فی سبیل اللہ جہاد کے دنوں کے نیک اعمال زیادہ محبوب ہیں مگر یہ کہ کوئی شخص اپنی جان اور اپنا مال جہاد کے لیے لے کر نکلے پھر ان میں سے کوئی شے لے کر واپس نہ آئے۔ یعنی شہید ہو جائے۔

۳۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذوالحجہ کے دس دنوں سے زیادہ محبوب کوئی دن نہیں کہ جن میں اس کی عبادت کی جائے۔ وان صیام یوم فیہا یعدل صیام سنۃ و قیام لیلۃ فیہن کقیام سنۃ۔ اور بلاشبہ ان دنوں میں سے کسی دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور ان راتوں میں سے کسی رات کا قیام ایک سال کی راتوں کے قیام کے برابر ہے۔ (غنیۃ الطالبین جلد دوم ص ۲۴)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عید البقر کے دن کی فضیلت

عید البقر کا دن ذوالحجہ کا دسواں دن ہوتا ہے۔ اس لیے عشرہ ذوالحجہ کی جو فضیلتیں ابھی ذکر ہوئیں وہ اس دن کے لیے بھی ثابت ہیں۔ ہاں پہلے نو دنوں میں روزہ رکھنا مستحب ہے اور اس دن عید کا دن ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

یوم عید تک حجامت کا ترک مستحب ہے

قرہانی کرنی ہو تو مستحب یہ ہے کہ ذوالحجہ کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک نہ حجامت بنوائے۔ نہ ناخن ترشوائے۔ (رد المحتار)۔ (بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۰۹)

تکبیرات تشریق

نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی جائے ایک بار تکبیر تشریق بلند آواز سے کہنا واجب ہے اور تین بار افضل۔ تکبیر تشریق یہ ہے اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر وللہ الحمد (تویر الابصار وغیرہ) (بہار شریعت حصہ چہارم ص ۱۱۰)

عید کے دن کے مستحبات

عید البقر کے دن یہ باتیں مستحب ہیں۔ صبح سویرے اٹھنا۔ مسواک کرنا۔ غسل کرنا، اچھے کپڑے پہننا، عید الاضحیٰ کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا۔ خوشبو لگانا۔ نماز عید کے لیے ایک راستہ سے آنا اور دوسرے سے جانا۔ عید گاہ جاتے وقت بلند آواز سے تکبیر تشریق پڑھنا۔ سرمہ لگانا۔ نماز عید کے بعد معافقہ و مصافحہ کرنا۔ خوشی کا اظہار کرنا۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ)

نماز عید سے قبل نفل مکروہ ہیں

"نماز عید سے قبل نفل نماز مطلقاً مکروہ ہے۔ عید گاہ میں ہو یا گھر میں۔ اس پر عید کی نماز واجب ہو یا نہ۔ یہاں تک کہ عورت اگر چاشت کی نماز گھر میں پڑھنا چاہیے تو نماز عید ہو جانے کے بعد پڑھے۔ اور نماز عید کے بعد عید گاہ میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ گھر میں پڑھ سکتا ہے۔ بلکہ مستحب ہے کہ چار رکعتیں

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

پڑھے۔" (بہار شریعت - حصہ چہارم ص ۱۰۶)

قربانی کے فضائل

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دسویں ذوالحجہ کے دن انسان کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ (عند اللہ) پیارا نہیں۔ اور اس کا جانور قیامت کے روز اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے پہلے خدا کے نزدیک درجہ مقبولیت کو پہنچ جاتا ہے۔ سو تم قربانی خوش دلی سے کرو۔"

(مشکوٰۃ - جلد اول - ص ۱۱۷)

۲۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا۔ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہیں۔ پھر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ان میں ہمارے لیے ثواب کیا ہے؟ فرمایا۔ ہر بال کے عوض ایک نیکی ہے۔ پھر عرض کیا۔ اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا۔ اون کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ہے۔ (مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۱۸)

۳۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے خوشی دلی سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے حجاب ہو جائے گی۔

(بہار شریعت حصہ پانزدہم ص ۱۲۹)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو روپیہ پیسہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا جائے اس سے زیادہ پیارا کوئی اور پیسہ نہیں ہے۔"

(بہار شریعت حصہ پانزدہم ص ۱۲۹)

۵۔ روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ اپنی قربانی کی طرف جاؤ اور اس پر حاضری دو کیونکہ اس کے اس پہلے قطرہ کے بدلے میں جو چمکتا ہے تیرے سب کردہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور یہ کہو۔ ان صلاحی و نسکی و معہای و مماتى لله رب العالمین۔" (غنیۃ الطالبین حصہ دوم - ص)

۶۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم اپنی قربانیوں کو اچھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے روز

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تمہاری سواریاں ہوں گی"۔ (غنیۃ الطالبین حصہ دوم ص ۴۷)

قربانی کے مسائل

قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو مقیم صاحب نصاب آزاد ہو۔ اونٹ، اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بکری، بکرا، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ، چھترا کی ہو سکتی ہے۔ اونٹ کم از کم پانچ سال کا، گائے بھینس دو برس کی اور بھیڑ بکری کم از کم ایک سال کی ہونی چاہیے۔ البتہ بھیڑ کا چھ ماہی بچہ جب اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا نظر آئے تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔ قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے۔ اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی۔ مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ گائے بھینس اونٹ کی قربانی میں سات صحیح العقیدہ مسلمان شامل ہو سکتے ہیں۔ جبکہ سب کی نیت تقرب الی اللہ ہو اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ قربانی کا پہلا وقت شہری کے حق میں نماز عید کے بعد اور دیہاتی کے حق میں دسویں ذوالحجہ کی فجر صادق کے بعد سے بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ہے۔ جس شخص پر قربانی واجب ہے اس پر قربانی کے جانور کا ذبح کرنا واجب ہے۔ اس کی قیمت صدقہ کرنے سے واجب ادا نہ ہوگا۔ قربانی کا گوشت بہتر ہے کہ تین حصوں میں تقسیم کرے ایک حصہ گھر والوں کے لیے دوسرا خویش اقارب کے لیے اور تیسرا عام مسلمانوں کے لیے کرے۔ قربانی کا چھڑا صدقہ کرنا مستحب ہے۔ اور اگر اپنے لیے مصلاً وغیرہ بنالے تو بھی جائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قربانی کرنے کا مسنون طریقہ

قربانی کرنے سے پہلے جانور کو چارہ اور پانی دیا جائے۔ چھری پہلے سے تیز کر لی جائے۔ جانور کو پہلو کے بل اس طرح لٹایا جائے کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔ پھر داہنا پاؤں اس کے پہلے پہلو پر رکھ کر تیز چھری سے جلد ذبح کر دیا جائے۔ اور ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے۔ اسی وجہت وجہی للہی فطر السموات والارض حنیفاً و ما انا من المشرکین ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ و بذلک اموت و انا من المسلمین اللہم لک و منک بسم اللہ اللہ اکبر۔ قربانی کو ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اللہم تقبل منی کما تقبلت من خلیلک ابراہیم علیہ السلام و حبیبک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ جولائی ۱۹۸۹ء)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نماز عید البقر کا طریقہ

دو رکعت واجب عید الاضحیٰ کی نیت کر کے کانوں تک ہاتھ اٹھائے۔ اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے۔ پھر ٹاپڑھے۔ پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دے۔ پھر ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے پھر امام تعوذ و تسمیہ پڑھ کر جہر کے ساتھ سورہ فاتحہ اور کوئی سورہ پڑھے پھر رکوع کرے اور دوسری رکعت میں پہلے الحمد اور سورت پڑھے پھر کانوں تک ہاتھ لے جا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ نہ باندھے۔ اور چوتھی تکبیر میں بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں چلا جائے۔ (بہار شریعت)

عید البقر کے دن خوشی منانے کا شرعی طریقہ

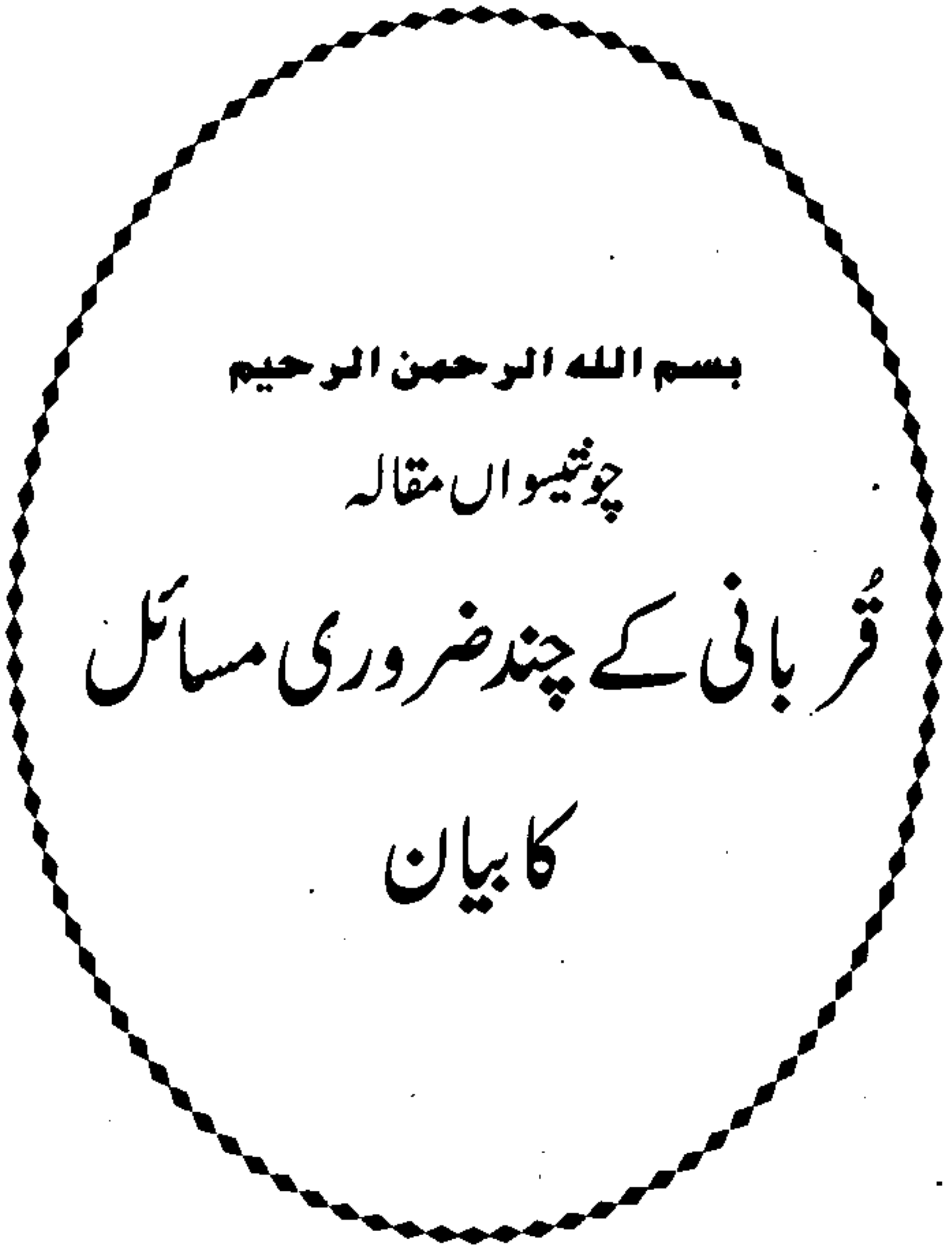
ہر قوم کا عید کی خوشی منانے کا اپنا اپنا طریقہ ہے۔ مگر یہ فخر اسلام کو حاصل ہے کہ اس نے دیگر مذاہب کی طرح عید منانے کی بجائے اسے غیر مفید لہو و لعب سے پاک کر کے ایک خالص مذہبی رسم بنا دیا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مدینہ کے لوگوں نے سال میں دو دن مقرر کر رکھے ہیں کہ وہ ان میں کھیل کود کرتے ہیں۔ اہل مدینہ ان دنوں کو نیروز اور مہرجان کہتے تھے۔ آپ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ یہ دو روز کیسے ہیں؟ وہ کہنے لگے ان دو دنوں میں ایام جاہلیت میں ہم کھیل کود کرتے تھے۔ اور چیزوں کی خرید و فروخت کے بازار لگاتے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کو ان کے بدلے میں ان سے بہتر دو روز عطا فرمائے ہیں۔ وہ یوم عید الفطر اور یوم عید الاضحیٰ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خوشی منانے سے روکا نہیں بلکہ اسلامی طریقے سے ان کی خوشی کو بدل دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو باہر کھلے میدان میں جا کر اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر جمع ہونے کو فرمایا۔ کھلے میدان میں نماز عید پڑھنے کا منظر دیدنی ہوتا ہے" (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت جنوری ۱۴۰۰ء)

الحمد للہ۔ یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے عید البقر کے شب و روز کے بارہ میں شرعی پروگرام کی وضاحت ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس شرعی ضابطہ کے ساتھ یہ مقدس دن رات گزارنے کی توفیق بخشے آمین۔

(۱۶ شوال ۱۴۲۳ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسول محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد راقم الحروف فقير
حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ نے عامۃ المسلمین کے افادہ کی خاطر اس مختصر مقالہ میں قربانی کے چند ضروری
مسائل جمع کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس دینی خدمت کو شرف پذیرائی بخشے اور صدقہ جاریہ بنائے آمین یا رب
العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرآن مجید سے قربانی کا ثبوت

اللہ تعالیٰ وجل شانہ فرماتا ہے انا اعطینک الکواثر فصل لربک وانحر اے محبوب بے شک
ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں تو تم اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (سورہ کوثر)
اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ پابندی نماز رب تعالیٰ کی نعمتوں کا بہترین شکر یہ ہے۔ دوسرے یہ
کہ قربانی اسلامی شعار ہے۔ اس کے بدلہ میں قیمت وغیرہ نہیں دی جاسکتی۔ تیسرے یہ کہ قربانی صرف ملکہ
معظمہ والوں یا حاجیوں کے لیے خاص نہیں جیسا کہ بعض بے وقوفوں نے سمجھا ہے کیونکہ مدینہ پاک میں
سرکار کو قربانی کا حکم ہو رہا ہے۔ (نور العرفان ص ۹۹۰)۔

حدیث شریف سے ثبوت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو وسعت پائے اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے پاس
نہ آئے" (سنن ابن ماجہ)

اور ارشاد فرماتے ہیں ہر گھر والے پر ہر جب میں ایک بکری اور ہر عید بقر کے دن ایک بکری ذبح کرنا لازم
ہے۔ (جامع صغیر ص ۶۱ ج ۲)

اور ارشاد فرماتے ہیں، قربانی کرو کہ یہ تمہارے (روحانی) باپ ابراہیم کی سنت ہے"
(بدائع الصنائع ص ۶۲ ج ۵)

قربانی غنی پر شرعاً واجب ہے

مندرجہ بالا آیت کریمہ اور احادیث مبارکہ سے ہمارے فقہائے کرام نے قربانی کو غنی پر شرعاً واجب قرار دیا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے چنانچہ کثر الدقائق میں ہے تعجب علی کل حرّ مسلم مقیم موسر عن نفسه لا عن طفله
شاة او سبع بدنة فجر يوم النحر الى آخر ابامہ۔ قربانی آزاد مقیم غنی مسلمان پر قربانی کے
دن کی فجر صادق سے نحر کے آخری دن تک اپنی طرف سے نہ کہ اپنی اولاد کی طرف سے ایک بکری یا گائے
وغیرہ کے ایک ساتویں حصہ کی صورت میں واجب ہے (کثر الدقائق ص ۳۶۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی تعلیم

چونکہ سورۃ الکوتر میں خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم دیا گیا تھا اس لیے آپ
ہر سال قربانی ذبح کرتے تھے چنانچہ آپ کے صحابی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں دس سال تک اس حال میں رہے کہ آپ قربانی کرتے تھے (مشکوٰۃ ص
۱۱۸ ج ۱) بلکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ آپ دو قربانیاں ذبح کرتے تھے ایک اپنی طرف سے اور دوسری
اپنی امت کے غریبوں کی طرف سے واللہ اعلم۔

قربانی کرنے کے فضائل

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا "دسویں ذوالحجہ کے دن انسان کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور اس کا جانور
قیامت کے دن اپنے سینگوں بالوں اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے
خدا کے نزدیک درجہ مقبولیت کو پہنچ جاتا ہے سو تم قربانی خوش دلی سے کرو (مشکوٰۃ ص ۱۱۷ ج ۱)
اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا
رسول اللہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا تمہارے (روحانی) باپ ابراہیم کی سنت ہیں پھر عرض کیا یا رسول اللہ ان
میں ہمارے لیے ثواب کتنا ہے؟ فرمایا ہر ہال کے عوض نیکی ہے پھر عرض کیا اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا اون
کے ہر ہال کے بدلہ میں نیکی ہے (مشکوٰۃ ص ۱۱۸ ج ۱)۔

اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے خوش دلی
سے طالب ثواب ہو کر قربانی کی وہ اُس کے لیے دوزخ کی آگ سے حجاب ہو جائے گی۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(بہار شریعت حصہ پانزواہم ص ۱۲۹)

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو روپیہ پیسہ عید کے دن قربانی میں خرچ کیا جائے اُس سے زیادہ پیارا اور کوئی روپیہ پیسہ نہیں ہے۔

(بہار شریعت حصہ پانزواہم ص ۱۲۹)

اور روایت میں آیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا "اپنی قربانی کی طرف جاؤ اور اُس پر حاضری دو کیونکہ اُس کے اس پہلے قطرہ کے بدلہ میں جو ٹپکتا ہے تیرے سب کردہ گناہ بخش دیئے جائیں گے اور یہ کہوان صلاسی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ (غنیۃ الطالبین حصہ دوم ص ۴۷)

اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "تم اپنی قربانیوں کو اچھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن تمہاری سواریاں ہوں گی" (غنیۃ الطالبین حصہ دوم ص ۴۷)

قربانی کس پر واجب ہوتی ہے

(۱) قربانی ہر اُس مسلمان پر واجب ہے جو مقیم صاحب نصاب آزاد ہو لہذا کافر، مسافر، غریب اور غلام پر واجب نہیں، قربانی کے وجوب کے لیے اتنا مال شرط ہے جس کی قیمت ساڑھے باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا کی قیمت کو پہنچتی ہو اور یہ مالیت حوانج اصلیہ اور قرضہ کے علاوہ ہو، خواہ نامی ہو یا غیر نامی اور اُس پر سال گزر گیا ہو یا نہ گزرا ہو (بہار شریعت)۔

(۲) اگر کاشتکار کی ملک میں زمین ہو اور اُس کا اور اُس کے اہل و عیال کا خرچہ حاصل ہو جاتا ہو تو اُس پر قربانی واجب ہے ورنہ واجب نہیں۔ (بحر الرائق جلد ششم ص ۱۷۴)۔

(۳) قربانی مالدار عورت پر بھی واجب ہے (کیونکہ قربانی کے وجوب کے لیے مرد ہونا شرط نہیں) (بہار شریعت)۔

(تنبیہ) آج کل یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر عورتوں کی ملک میں ساڑھے سات تولے سونے یا ساڑھے باون تولے چاندی کی مقدار تک کے زیورات ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن پر بھی اپنی الگ قربانی واجب ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۴۔ قربانی ہر مالکِ نصابِ مسلم بالغ پر ضروری ہے، مرد ہو خواہ عورت تو وہ جو ایک طریقہ کہیں کہیں مسلمان خاندانوں میں رائج ہے کہ گھر کے افراد میں سے امسال مثلاً زید کی جانب سے قربانی کر دی گئی جبکہ سال گزشتہ ہندہ کے نام سے کر چکے ہیں اور سال آئندہ مثلاً زبیدہ کے نام پر کر دی جائے گی یعنی مالکانِ نصاب میں سے کسی ایک کے نام پر قربانی کر کے اُسے تمام افراد خانہ کی طرف سے تصور کر لیا جاتا ہے یہ محض ناواقفی و جہالت ہے اس سے گناہ اور حکمِ شرع کی خلاف ورزی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ جس مالکِ نصاب کی جانب سے قربانی نہیں ہوتی وہ گناہوں کے دلدل میں دھنسا چلا جاتا ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ گھر میں موجود ہر بالغ کی جانب سے کہ صاحبِ نصاب ہو قربانی کی جائے جیسا کہ حکمِ شرعی ہے۔

(سُنتِ ابراہیمی مؤلفہ مفتی محمد خلیل صاحب برکاتی ص ۱۲)۔

(۵) ظاہر روایت یہ ہے کہ قربانی نہ خود نابالغ پر واجب ہوتی ہے اور نہ اُس کی طرف سے اُس کے باپ پر

واجب ہوتی ہے اور اسی روایت پر فتویٰ بھی ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ شانزدہم ص ۱۳۳)

(۶) پاگل پر قربانی واجب نہیں اور جو شخص کبھی پاگل اور کبھی صحیح العقل ہو جاتا ہے اس کے حال کا اعتبار جنون

اور افاقہ میں کیا جائے گا یعنی اگر وہ قربانی کے دنوں میں پاگل ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں اور اگر صحیح

العقل ہے تو بالاتفاق واجب ہے (بدائع ص ۶۴ ج ۵)

(۷) بچہ جو ایامِ قربانی میں بالغ ہوا ہے اور صاحبِ نصاب ہے اس پر بالاتفاق قربانی واجب ہے

(بدائع)۔

(۸) قربانی شہریوں دیہاتوں اور جنگل والوں پر واجب ہے جبکہ شرائط و جوب پائے جائیں۔

(جوہرہ نیرہ حصہ دوم ص ۲۸۱)۔

(۹) اگر غریب ایامِ قربانی میں امیر ہو گیا تو اس پر قربانی واجب ہے اور اگر ان دنوں میں غنی غریب یا مسافر

ہو گیا تو اس سے قربانی ساقط ہوگئی (عالمگیری حصہ پنجم ص ۲۹۲)

(۱۰) قربانی دل سے نیت کرنے سے واجب نہیں ہوتی (ہلیہ ص ۵ ج ۶)۔

(۱۱) جس شخص پر اتنا قرضہ ہے کہ اس سے بچتا مالِ نصاب کو نہیں پہنچتا تو اس پر قربانی واجب نہیں اور اسی

طرح اگر اس کا مال غائب ہے اور وہ اس تک قربانی کے دنوں میں نہیں پہنچتا تو اس پر قربانی واجب نہیں۔

(عالمگیری ص ۲۹۲ ج ۵)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۲) قربانی مالدار پر اپنی طرف سے واجب ہے اپنی اولاد اور بیوی کی طرف سے واجب نہیں۔
(عامہ کتب)

(۱۳) غریب نے پہلے دن قربانی کی پھر امیر ہو گیا تو اس پر دوسری قربانی لازم ہے کیونکہ پہلی نفل واقع ہوئی ہے۔ (رد المحتار جلد پنجم ص ۲۲۲)۔

(۱۴) غریب قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو اس پر اسی کی قربانی واجب ہو جاتی ہے اور اگر غنی خریدے تو اسے دوسرے جانور سے بدل لگتا ہے (عالمگیری جلد پنجم ص ۲۹۱)

۱۵۔ ایک سے زیادہ قربانیاں کیں تو سب جائز ہیں۔ ایک واجب ہے اور باقی نفل (بہار شریعت)۔

۱۶۔ اگر چہ غریب اور مسافر پر قربانی واجب نہیں لیکن اگر یہ بھی قربانی کریں تو ثواب پائیں گے البتہ قرض لے کر قربانی کرنا مناسب نہیں (نوائے وقت ۱۳ جولائی ۱۹۸۹)۔

۱۷۔ خدا نے جس شخص کو مال و دولت سے نوازا ہے وہ صرف واجب قربانی پر ہی کیوں اکتفاء کرے بلکہ قربانی کا بے حد و حساب اجر و انعام ہے اگر ایک آدمی اپنے بزرگوں، مردہ ماں باپ، دادا، دادی اور دوسرے رشتہ داروں کی طرف سے بھی قربانی کرے تو بہتر ہے اور رسول اللہ اور دیگر ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی کرنا بھی اچھائی خوش نصیبی ہے (نوائے وقت ۱۳ جولائی ۱۹۸۹ء)۔

۱۸۔ اگر قربانی کے دنوں میں قربانی کا جانور خرید کر زندہ صدقہ کر دے تو اس سے قربانی ادا نہیں ہوئی واقعات میں فرمایا دس درہم سے قربانی کا جانور خریدنا ہزار درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے کیونکہ جو عبادت قربانی ذبح کرنے سے حاصل ہوتی ہے وہ صدقہ کرنے سے حاصل نہیں ہوتی (جوہرہ فیہ ص ۲۸۱ ج ۲)۔

۱۹۔ آج کل ایک گمراہ فرقہ پیدا ہو گیا ہے جو کہتا ہے کہ اس قدر قربانیاں فضول ہیں اس کی قیمت فلاں فنڈ میں دے دو فلاں چندہ میں دے دو۔ مسلمان ان مکاروں کے دام فریب سے بچیں، قربانی کا ہر صاحب نصاب پر واجب ہونا احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس سے آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل ہے چودھویں صدی میں یہ نیا مسئلہ نکال کر مسلمانوں میں افتراق و اختلاف پیدا کیا جاتا ہے۔ قربانی کا حکم قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اس کی تفصیل و تشریح احادیث کریمہ میں موجود ہے۔ ایسے ظاہر و باہر مسئلہ کا انکار کر کے مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنا اور اپنی قیاسات پیش کر کے مسلمانوں کی جماعت کو منتشر کرنا سخت ترین جرم ہے (ماہنامہ سلطان المشائخ لاہور، ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۲۰۔ اگر قربانی ذبح نہ کی یہاں تک کہ قربانی کے دن گزر گئے تو اگر غنی ہے تو اس پر اس کی قیمت کا صدقہ واجب ہے خواہ اس نے قربانی کا جانور خرید لیا تھا یا نہ خریدا تھا اور اگر غریب ہے اور اس نے قربانی خرید لی تھی تو اس خریدے ہوئے جانور کا صدقہ واجب ہے (تبیین الحقائق ص ۵ ج ۶)۔

۲۱۔ جس شخص کو قربانی کی توفیق نہیں وہ قربانی کے دن ہال اور ناخن ترشوائے اور مونچھیں کٹائے اور موئے زیر ناف مونڈھے تو اسے ان چیزوں کے کرنے سے قربانی کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

(بہار شریعت ص ۱۲۱ ج ۱۵)

۲۲۔ جو شخص قربانی کا ارادہ رکھتا ہو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ وہ ذوالحجہ کی چاند رات سے قربانی ذبح کرنے تک نہ اپنے ناخن تراشے اور نہ بال کاٹے (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور)۔

قربانی کا وقت

(۱) قربانی کا پہلا وقت شہری کے حق میں نماز عید کے بعد اور دیہاتی کے حق میں دسویں ذوالحجہ کی فجر صادق کے بعد سے بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک ہے (شرح وقایہ ص ۳۹ ج ۲)۔
(تنبیہ) بعض لوگ کہتے ہیں کہ بارہویں تاریخ زوال سے پہلے قربانی ہو سکتی ہے اور بعد میں نہیں یہ قول غلط ہے بلکہ بارہویں تاریخ کا پورا دن قربانی کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۲) قربانی دسویں ذوالحجہ کی رات میں یا بارہویں تاریخ گزرنے کے بعد آنے والی رات میں جائز نہیں (جوہرہ نیرہ ص ۲۸۳ ج ۴)۔

(۳) قربانی کے دنوں کی راتوں میں قربانی ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے (در مختار)۔

(۴) قربانی کے لیے دیہاتی کے حق میں مستحب وقت سورج کے طلوع کا مابعد ہے اور شہری کے حق میں نماز عید کا مابعد (عالمگیری ص ۳۹۵ ج ۵)۔

(۵) اگر شہری نے امام کے نماز پڑھانے کے بعد خطبہ سے پہلے قربانی ذبح کی تو جائز ہے۔

(عالمگیری ص ۳۹۵ ج ۵)۔

(۶) اگر پہلے دن شہریوں نے عذر سے یا بغیر عذر کے نماز عید نہیں پڑھی تو اس دن بعد زوال اور اگلے دنوں میں نماز عید سے پہلے قربانی جائز ہے (عالمگیری حوالہ مذکورہ بالا)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

- (۷) اگر شہری نماز عید سے پہلے قربانی ذبح کرنا چاہے تو اسے قربانی ایسی جگہ بھیج دینی چاہیے جہاں نماز عید نہیں پڑھی جاتی پھر ذبح کر کے اس کا گوشت شہر میں لے آئے۔ (تبیین الحقائق ص ۶ ج ۴)۔
- (۸) جن بڑے دیہاتوں میں نماز عید پڑھی جاتی ہے وہاں نماز عید کے بعد قربانی کی جائے واللہ اعلم۔
- (۹) اگر محلہ کی مسجد والوں نے نماز عید پڑھ لی مگر عید گاہ والوں نے نہیں پڑھی تو قربانی ذبح کر سکتے ہیں اور یونہی اس کے عکس میں بھی جائز ہے (تبیین الحقائق ص ۴ ج ۶)۔

قربانی کی عمر

- (۱) اونٹ اونٹنی، گائے، بیل، بھینس، بکری، بکرا، بھیڑ، مینڈھا، دنبہ اور چھترا کی قربانی ہو سکتی ہے۔ اونٹ کم از کم پانچ برس کا گائے بھینس دو برس کی اور بھیڑ بکری کم از کم ایک سال کی ہونی چاہیے۔ البتہ بھیڑ کا چھ ماہی بچہ جب اتنا موٹا تازہ ہو کہ وہ سال بھر کا نظر آتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے البتہ اگر یہ بھی پورے سال کا ہو تو بہتر ہے۔ واللہ اعلم۔
- (۲) مذہب احناف میں قربانی کا بکرا سال کا ہونا ضروری ہے اس کا دو وندا (دو دانتوں والا) ہونا شرط نہیں۔ بکری کا بھی یہی حکم ہے۔ (اشتہار فضائل و مسائل عید قربان از لدھے والا و ذرائع گوجرانوالہ)۔
- (۳) جانور بیچنے والا کہہ رہا ہے کہ مینڈھا سال بھر کا ہے اور ظاہری حالات بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں تو اس کی بات کا اعتبار کرنا جائز ہے کیونکہ مسلمان کے ظاہر حال سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ سچا ہے۔ (ماہنامہ انوار الفرید جولائی ۱۹۸۹ء)۔
- (۴) خسی بکرے جو بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں اور بڑی جلدی سے فربہ و تر و تازہ ہو جاتے ہیں ان کی قربانی کے لیے وہی شرط ہے کہ وہ سال بھر کے ہو جائیں بیچنے والے ایسے جانوروں کی عمر پوری بھی بتا دیا کرتے ہیں لہذا جب تک عمر کا اطمینان نہ ہو جائے اس کی قربانی نہ کریں (سنت ابراہیمی ص ۱۵)۔
- (۵) سال بھر کا مینڈھا جب عیوب سے خالی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے اگرچہ وہ پست قد کم گوشت والا ہو جیسے کہ سندھی قسم کا بکرا (علیہ علی التہمین ص ۷)۔
- (۶) ایام قربانی میں قربانی کی نیت سے مرغ ذبح کرنا مکروہ ہے (حاشیہ کنز اللیخ مصطفیٰ ص ۲۰۵ ج ۲)۔

عیب دار جانور کی قربانی

قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی۔ مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔

۱۔ جس جانور کے سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے اور یتک تک ٹوٹے ہوں تو اس کی قربانی ناجائز ہے اور اس سے کم ٹوٹے ہوں تو جائز ہے یہی حکم ایک سینگ کے ٹوٹنے کے بارہ میں بھی ہے۔ البتہ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے (بہار شریعت)۔

۲۔ جس جانور میں جنون (پاگل پن) ہے اور اس حد کا ہے کہ وہ جانور چرتا بھی نہیں ہے تو اس کی قربانی ناجائز ہے (بہار شریعت)۔

۳۔ اندھے جانور کی قربانی ناجائز ہے اور کانے جانور کی قربانی بھی ناجائز ہے جبکہ اُس کا کان پن ظاہر ہو، ہاں بھیجے جانور کی قربانی جائز ہے اور جس جانور کی نظر تہائی سے زیادہ جاتی رہی ہو اس کی قربانی ناجائز ہے (بہار شریعت)۔

۴۔ جس جانور کے کان تہائی سے زیادہ کٹے ہوں یا جس کا ایک کان تہائی سے زیادہ کٹا ہو۔ یا جس کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ ہاں جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی قربانی جائز ہے (بہار شریعت)۔

۵۔ جس جانور کے کان لمبائی میں شق کر دیئے گئے ہوں یا جس کے کانوں میں سوراخ ہو یا جس کے کان کا بالائی حصہ تھوڑا سا کاٹ دیا گیا ہو اُس کی قربانی جائز ہے۔
(سنت ابراہیمی مولانا مفتی محمد خلیل برکاتی ص ۱۷)۔

۶۔ جس جانور کی ناک کٹی ہو اس کی قربانی ناجائز ہے (بہار شریعت)۔

۷۔ جس کے دانت نہ ہوں کہ جگالی کر سکے اس کی قربانی ناجائز ہے (سنت ابراہیمی ص ۱۶) اور جس کے اکثر دانت گر گئے ہوں اس کی قربانی بھی ناجائز ہے (فضائے حرم اگست ۸۵)۔

۸۔ ایسی گائے بھینس یا اُس کا ہم جنس جانور جس کی زبان نہ ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ البتہ ایسی بکری وغیرہ کی قربانی جائز ہے اس لیے کہ بکری دانتوں سے چارہ لیتی ہے اور گائے وغیرہ زبان سے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(سنت ابراہیمی ص ۱۶)۔

۹۔ جلالہ جانور جو صرف غلاظت کھاتا ہے اور اُسے پہلے سے مقید (بند) نہ کیا گیا ہو اس کی قربانی ناجائز ہے
(سنت ابراہیمی ص ۱۶)۔

۱۰۔ جس جانور کا دُم یا ہچک کٹے ہوں یعنی تہائی سے زیادہ کٹے ہوں اُن کی قربانی ناجائز ہے اور اگر تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے (بہار شریعت)۔

۱۱۔ لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جاسکے اس کی قربانی ناجائز ہے یونہی جس جانور کا ایک پاؤں کاٹ لیا گیا ہو اُس کی قربانی ناجائز ہے۔ (بہار شریعت)۔

۱۲۔ قربانی کا جانور جو تین پاؤں سے چلتا ہو اور چوتھا پاؤں زمین پر رکھ نہ سکتا ہو۔ یا وہ چوتھا پاؤں رکھ تو سکتا ہو مگر اُس کے ساتھ چل نہ سکتا ہو اُس کی قربانی ناجائز ہے اور اگر وہ تھکیٹ کر چل سکتا ہو یا اُس سے سہارا لے کر چلتا ہو تو جائز ہے (ضیائے حرم المست ۸۵)۔

۱۳۔ خسی یعنی جس کے خصے نکال دیئے گئے ہوں یا محبوب یعنی جس کے خصے اور عضو تناسل سب کاٹ لیے گئے ہوں ان کی قربانی جائز ہے۔ اتنا بوڑھا جانور کہ بچہ کے قابل نہ رہا ہو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔
(بہار شریعت)

۱۴۔ غنشی جانور یعنی جس میں نر اور مادہ دونوں کی ملائیں پائی جاتی ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے۔
(بہار شریعت)۔

۱۵۔ جس بکری کا ایک قطن یا جس گائے بھینس کے دو قطن نہ ہوں یا علاج سے خشک یعنی ناکارہ کر دیئے گئے ہوں کہ اُن میں دودھ نہ اُتر سکے اُس کی قربانی ناجائز ہے (ضیائے حرم ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ)۔
۱۶۔ اگر کسی نے حاملہ جانور کی قربانی کر دی تو ادا ہوگی البتہ علم ہوتے ہوئے ایسا کرنا درست نہیں۔
(اشتہار فضائل و مسائل حید قربان)۔

۱۷۔ داغا ہوا جانور یا جس کے دودھ نہ اُترتا ہو ان کی قربانی جائز ہے اور خارش جانور کی قربانی بھی جائز ہے جبکہ فرہ ہو اور اتالا فر ہو کہ ہڈی میں مغز نہ رہا ہو تو اس کی قربانی ناجائز ہے (بہار شریعت)۔
۱۸۔ بیمار جانور جس کی بیماری ظاہر ہو اس کی قربانی ناجائز ہے (سنت ابراہیمی)۔

۱۹۔ وحشی جانور سے مل کر بچہ پیدا ہوا مثلاً ہرن اور بکری سے تو اس میں ماں کا اعتبار ہے یعنی اس بچہ کی ماں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بکری ہے تو جائز ہے اور بکرے اور ہرنی سے پیدا ہوا ہو تو ناجائز ہے۔ (بہار شریعت)۔
۲۰۔ بھیڑ یا ذنبہ کی اون کاٹ لی گئی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے (بہار شریعت)۔

قربانی میں شرکت

گائے بھینس اونٹ کی قربانی میں سات صحیح العقیدہ مسلمان شامل ہو سکتے ہیں جبکہ سب کی نیت تقرب الی اللہ ہو اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اگر ان ساتوں میں سے کوئی گوشت کھانے کی نیت سے شامل ہوا یا ان میں سے کوئی بد مذہب شریک ہو یا اس کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہے تو پھر کسی کی قربانی ادا نہ ہوگی (فضائل و مسائل عید قربان)۔

۲۔ قربانی اور عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے کہ عقیقہ بھی تقرب کی ایک صورت ہے۔
(بہار شریعت ص ۱۴۲ حصہ پہاڑ دہم)۔

۳۔ اگر قربانی میں ساتھ آدمی شریک ہوں تو تول کر گوشت کے سات حصے کیے جائیں محض اندازہ سے تقسیم نہ کیا جائے پھر ہر آدمی اپنے حصے کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ گھر میں رکھ لے ایک حصہ رشتہ داروں اور عزیزوں کو دے اور ایک حصہ غرباء و محتاج لوگوں میں تقسیم کر دے سارا گوشت گھر میں بھی رکھا جاسکتا ہے اور غریب لوگوں کو بھی تقسیم کیا جاسکتا ہے لیکن یہی بہتر ہے کہ اس کے تین حصے کیے جائیں۔
(ماہنامہ ضیائے حرم ذوالحجہ ۱۴۰۹ھ)۔

قربانی کی کھال

(۱) قربانی کا چڑایا گوشت یا اس میں سے کوئی اور چیز قصاب یا ذبح کرنے والے کو اجرت میں نہیں دے سکتا کہ اس کو اجرت میں دینا بھی بیچنے ہی کے معنی میں ہے (بہار شریعت ۱۴۵ ج ۱۵)۔
(۲) اگر کھال قصاب وغیرہ کو اجرت میں نہیں دیتا بلکہ جیسے دوسرے مسلمانوں کو دیتا ہے اس طرح دے دیتا ہے اور اجرت اپنے پاس سے دوسری چیز دیتا ہے تو جائز ہے۔ (سنت ابراہیمی ص ۱۹)۔
(۳) قربانی کی کھال کی جائے نماز یا چڑے کا ڈول بنوانا جائز ہے اسے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ واجب ہے، یتیم فقیر، مسکین بیوہ اور دینی مدارس کے نادار اور غریب طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(ماہنامہ ضیائے حرم ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ)

(۴) قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت اپنے ذاتی مصرف میں نہیں لاسکتا البتہ رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کر سکتا ہے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم اگست ۱۹۸۵ء)۔

(۵) قربانی کا چمڑا اپنے کام میں لاسکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی نیک کام کے لیے دے دے مثلاً مسجد یا دینی مدرسہ کو دے دے یا کسی فقیر کو دے دے بعض جگہ یہ چمڑا امام مسجد کو دیا جاتا ہے اگر امام کی تنخواہ میں نہ دیا جاتا ہو بلکہ اعانت کے طور پر ہو تو حرج نہیں (بہار شریعت ص ۱۵۱ ج ۱۵)۔

(۶) قربانی کی کھال امام مسجد کو بطور اعانت دینا جائز ہے اگرچہ وہ غنی یا سید یا ہاشمی قریشی ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

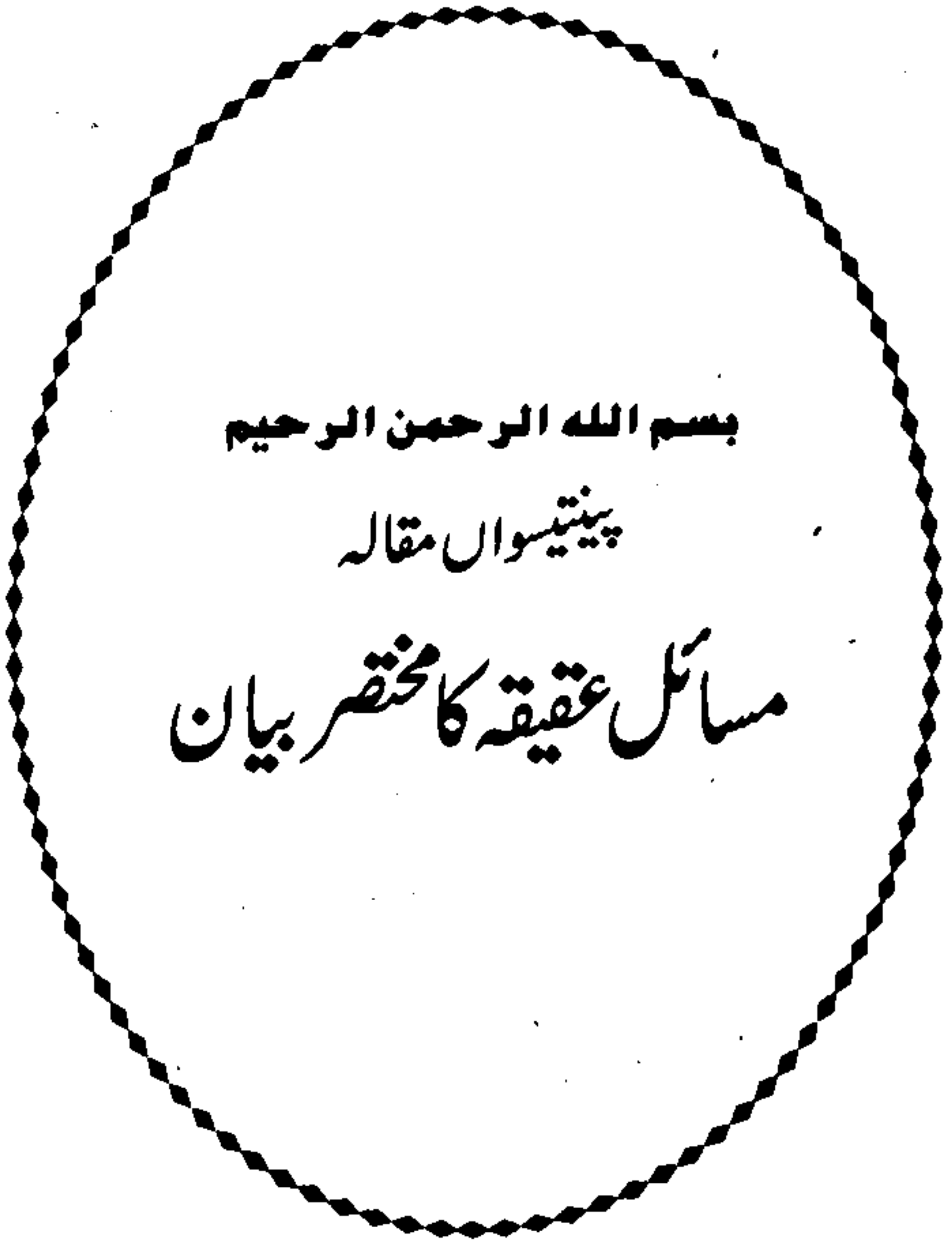
(۷) قربانی کا جو چمڑا مسجد میں دیا جائے اُس کے تعمیری کاموں میں صرف کر سکتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مسجد کی چٹائیاں لوٹے وغیرہ خریدے جائیں۔ واللہ اعلم۔

(۸) اگر کسی نے اپنی قربانی کی کھال اپنے مصرف میں لانے کے لیے بیچا ہے تو اس کی رقم اس کے حق میں خبیث ہوگئی پھر وہ قیمت نہ مسجد میں دے نہ مدرسہ میں بلکہ فقراء پر تصدق کر دے۔ (فتاویٰ رضویہ بحوالہ سیف ابراہیمی ص ۱۸)۔

(۹) قربانی کا چمڑا اور اس کی ٹھول اور رستی اور اُس کے گلے میں جو ہار ڈالا ہے ان سب چیزوں کو صدقہ کر دے (بہار شریعت ص ۱۴۴ ج ۱۵)۔

(۱۰) جانور دودھ والا ہے تو اس کے تھن پر ٹھنڈا پانی چھڑکے کہ دودھ خشک ہو جائے اور اگر اس سے کام نہ چلے تو جانور کو دودھ کر دودھ صدقہ کر دے (بہار شریعت ص ۱۴۵ ج ۱۵) واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۱۲ ذی قعدہ ۱۴۱۳ھ)۔



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد۔ صوفی جان محمد ساکن موضع سائیلہ تحصیل سہنسہ آزاد کشمیر کی فرمائش پر یہ مختصر رسالہ "مسائل عقیقہ کا مختصر بیان" لکھنے کی سعادت حاصل کی گئی ہے۔ رب کریم جل شانہ اس دینی خدمت کو شرف مقبولیت بخشے۔ آمین۔

عقیقہ کا مفہوم

لغت عرب میں عقیقہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو بوقت پیدائش بچہ کے سر پر ہوتے ہیں اور عقیقہ عقی سے ماخوذ ہے اور عقی کا معنی ہے کاٹنا۔ چونکہ یہ بال کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ اس لیے انہیں عقیقہ کہا جاتا ہے اور اصطلاح شرع شریف میں عقیقہ وہ جانور ہے جسے بچے کی پیدائش کے شکرانہ میں ذبح کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

عقیقہ کی ترغیب میں حدیثیں

کتب احادیث میں متعدد ایسی روایات موجود ہیں جو عقیقہ کی ترغیب دلاتی ہیں سو ان میں سے بعض کو یہاں تحریر کا نقل کیا جاتا ہے۔ وباللہ التوفیق۔

۱۔ بنی ضمرہ کے ایک شخص اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "میں عقوق کو پسند نہیں کرتا" روای کہتے ہیں گویا آپ نے یہ نام نا پسند فرمایا اور فرمایا۔ جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو پھر وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو وہ یہ کام کرے یعنی قربانی کرے۔ (موطأ امام محمد ص ۲۸۰)

۲۔ اور حضرت ام کرز رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بچے کی طرف سے دو مشابہ بکریاں ہیں اور بچی کی طرف سے ایک" (جامع صغیر للسیوطی ص ۶۷ ج ۲)۔

۳۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بچے کی طرف سے دو عقیقے ہیں اور بچی کی طرف سے ایک عقیقہ" (جامع صغیر ص ۶۷ ج ۲)

۴۔ اور حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بچے کی طرف سے دو بکریاں ہیں اور بچی کی طرف سے ایک۔ تمہیں یہ بات کوئی نقصان نہ دے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کی کہ عقیقہ کا جانور زہر ہوا مادہ" (جامع صغیر ص ۶۷ ج ۲)

۵۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم بچے کی طرف سے دو بکریوں کا اور بچی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کریں" (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۸ ج ۲)۔

۶۔ اور حضرت شعیب ابن عمرو اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارہ میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا "اللہ عزوجل عقوق کو پسند نہیں کرتا" راوی کہتا ہے گویا آپ نے عقیقہ کا نام پسند نہ فرمایا پھر اس سائل نے یہ عرض کیا یا رسول اللہ اس بارہ میں کیا حکم ہے کہ ہم میں سے کسی شخص کے گھر میں بچہ پیدا ہو تو وہ جانور ذبح کرے؟ فرمایا "جو اپنی اولاد کی طرف سے قربانی دینا چاہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے بچے کی طرف سے دو مشابہ بکریاں اور بچی کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دے" (نسائی شریف ص ۱۸۷ ج ۲)

۷۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین کا عقیقہ دو دو ذنبوں سے کیا۔ (نسائی ص ۱۸۸ ج ۲)

۸۔ اور حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بلاشبہ لڑکے کے ہمراہ عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے خون بہا یعنی قربانی دو اور اس سے اذیت دور کرو یعنی اس کا سر منڈواؤ" (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۸ ج ۲)۔

۹۔ اور حضرت سرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ہر بچہ اپنے عقیقہ میں گروی ہوتا ہے تو اس کی طرف سے عقیقہ ساتویں دن ذبح کیا جائے اور اس کا سر موٹا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔" (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۷ ج ۲)۔

(تنبیہ) عقیقہ میں گروی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پورا نفع حاصل نہیں ہوگا جب تک عقیقہ نہ کیا جائے اور بعض نے کہا کہ بچہ کی سلامتی اور اس کی نشوونما اور اس میں اچھے اوصاف پیدا ہونا عقیقہ کے ساتھ وابستہ ہیں" (بہار شریعت ص ۱۵۲ ج ۱۵)۔

۱۰۔ اور حضرت یزید بن عبدالمزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بچے کی طرف سے عقیقہ کیا جائے اور اس کے سر پر عقیقہ کا خون نہ ملا جائے۔" (سنن ابن ماجہ ص ۲۲۸ ج ۲)

۱۱۔ اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ زمانہ جاہلیہ میں جب ہم میں کسی شخص کے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بچہ پیدا ہوتا تو وہ بکری ذبح کرتا تھا اور اس کا خون بچے کے سر پر پوت دیتا تھا۔ اب جبکہ اسلام آیا تو ہم ساتویں دن بکری ذبح کرتے ہیں اور بچہ کا سر منڈاتے ہیں اور اس کے سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔"
(سنن ابن داؤد ص ۳۶ ج ۲)۔

۱۲۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں ایک بکری ذبح کی۔ اور فرمایا "اے قاطمہ اس کا سر منڈا دو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کرو" ہم نے بالوں کا وزن کیا تو وہ ایک درہم یا کچھ کم وزن کے تھے" (سنن ترمذی ص ۲۱۸ ج ۱)۔

۱۳۔ اور حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کے عقیقہ میں ایک ایک بکری اور دوسری روایت میں ہے دو دو بکریاں ذبح کیں۔
(مشکوٰۃ المصابیح ص ۸۵ ج ۲)۔

۱۴۔ اور حضرت نافع رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اُن کے گھر والوں میں سے جو کوئی عقیقہ مانگتا۔ آپ اے عقیقہ کا ایک جانور عنایت فرماتے اور وہ خود اپنی اولاد میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح فرماتے تھے خواہ بچہ ہو یا بچی۔ (موطائے امام مالک ص ۱۸۴)۔

۱۵۔ اور حضرت ابراہیم بن حارث تمیمی کے بیٹے محمد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عقیقہ مستحب ہے اگرچہ ایک چڑیا کے ذریعہ سے ہو۔ (موطائے امام مالک ص ۱۸۶)
تنبیہ۔ عقیقہ ایک بکری سے کم جانور کا درست نہیں۔ چڑیا کا لفظ بطور مبالغہ استعمال کیا گیا ہے۔

(ترجمہ موطا امام مالک از مولوی وحید الزمان ص ۶۵۸)

۱۶۔ اور حضرت ہشام بن عروہ اپنے والد حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں میں سے ہر ایک کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کیا کرتے تھے۔
(موطائے امام مالک ص ۱۸۶)۔

عقیقہ کی شرعی حیثیت

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی بناء پر عقیقہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے اور امام احمد بن حنبل کی ایک

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

روایت میں واجب ہے۔ اکثر حدیثیں اس کے سنت ہونے پر دلالت کرتی ہیں مگر ہم احناف کے نزدیک سنت (موکدہ) نہیں۔ امام محمد اپنی موطا میں فرماتے ہیں کہ ہم تک اس طرح خبر پہنچی ہے کہ عقیقہ جاہلیت کی رسوم میں سے ایک رسم تھا پھر ابتدائے اسلام میں بھی اس پر عمل ہوتا رہا۔ پھر قربانی کے وجوب سے یہ منسوخ ہو گیا" (اشعۃ اللمعات ص ۲۸۰ ج ۳)

اور فقہ حنفی کی مشہور و معتبر کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے "عقیقہ بچے اور بچی دونوں کی طرف سے ہے اور وہ ایک بکری ہے جو ولادت کے ساتویں دن ذبح کی جاتی ہے لوگوں کی مہمان نوازی اور بچے کے سر کے بال موٹنا مباح ہے نہ کہ سنت یا واجب اسی طرح امام کردری کی کتاب وجیز میں مذکور ہوا۔ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے عقیقہ کے بارہ میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ جو شخص چاہے وہ کرے اور جو نہ چاہے وہ نہ کرے اور یہ قول عقیقہ کے مباح ہونے پر دلالت کرتا ہے اور سنت ہونے سے روکتا ہے اور کتاب جامع صغیر میں امام محمد نے ذکر کیا ہے کہ بچے کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور نہ ہی بچی کی طرف سے اور یہ قول عقیقہ کی کراہت کی طرف اشارہ کرتا ہے جیسا کہ امام کا شانی نے کتاب بدائع الصنائع کی کتاب الاضیحة میں ذکر کیا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۶۲ ج ۵)

اور امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "حنفیہ کے نزدیک عقیقہ مباح و مستحب ہے اور یہ جو بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عقیقہ سنت نہیں اس سے مراد یہ ہے کہ عقیقہ سنت موکدہ نہیں ورنہ جب آنحضرت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اس کا ثبوت موجود ہے تو مطلقاً اس کے سنت ہونے سے انکار صحیح نہیں اور بعض کتابوں میں جو یہ آیا ہے کہ عقیقہ قربانی سے منسوخ ہو گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عقیقہ کا وجوب منسوخ ہو گیا جس طرح یہ کہا جاتا ہے کہ زکوٰۃ نے حقوق مالیہ کو منسوخ کر دیا یعنی ان کی فرضیت منسوخ ہو گئی۔ (بہار شریعت ص ۱۵۳ ج ۱۵)۔

عقیقہ کے ضروری مسائل

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں جو شرطیں اور احکام قربانی میں معتبر ہیں وہی عقیقہ میں بھی معتبر ہیں (اشعۃ اللمعات ص ۲۸۰ ج ۳)۔

۲۔ عقیقہ کے لیے ساتواں دن بہتر ہے اور اگر ساتویں دن نہ دے سکیں تو جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ سنت ادا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہو جائے گی اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ ساتویں یا اکیسویں دن (یعنی ساتویں دن کا لحاظ رکھ کر) دیں تو بہتر ہے اور اگر پیدائش کی تاریخ یاد نہ رہے تو یہ کریں کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس دن کو یاد رکھیں۔ اس سے ایک دن پہلے ولاد دن جب بھی آئے گا وہ ساتواں دن ہی ہوگا مثلاً بچہ جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو ساتواں دن جمعرات ہوگا۔ پہلی صورت میں جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعرات کے دن عقیقہ کرے گا اس میں ساتویں کا حساب ضرور آئے گا۔ (بہار شریعت ص ۱۵۴ ج ۱۵)۔

(تنبیہ) ساتویں دن کا لحاظ اس لیے ضروری ہے کہ بعض روایات میں ساتویں دن کا ذکر موجود ہے چنانچہ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں "جاننا چاہیے کہ احادیث کے حکم کے سبب سے عقیقہ غالباً ساتویں دن میں ہے اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک اگر ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو چودھویں دن میں کرے اور اگر چودھویں دن میں بھی میسر نہ ہو سکے تو اکیسویں دن میں کرے و علیٰ ہذا القیاس ساتویں دن کا لحاظ رکھا جائے اور امام احمد کی ایک روایت میں ہے کہ عقیقہ کا ایک بکر پیدائش کے روز اور دوسرا ساتویں دن ذبح کیا جائے اور بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور نبوت سے پہلے اپنا عقیقہ خود کیا کیونکہ یہ بات معلوم نہ ہوئی کہ ولادت کے روز آپ کا عقیقہ کیا گیا تھا یا نہیں۔ مگر اس حدیث کی سندوں میں ضعف موجود ہے اور یہ بعد سے بھی خالی نہیں۔ واللہ اعلم۔ (اشعۃ اللمعات ص ۲۸۴ ج ۳)۔

تنبیہ

میت کی وفات کے ساتویں دن جو صدقہ ایصالِ ثواب کے طور پر کرتے ہیں۔ اس کی اصل عقیقہ میں ساتویں دن کا لحاظ ہی ہے کہ بچے کا اس دن میں پیدا ہونا دارالآخرہ کی طرف میت کے منتقل ہونے کے مشابہ ہے و الحقیقہ لا یعلم الا اللہ و ہوا علم بالصواب۔

۳۔ بچے کے عقیقہ میں دو بکرے اور بچی کے عقیقہ میں ایک بکری دیں تو زیادہ مناسب ہے تاکہ بکرے کے جسم کے سارے اعضاء بچے کے جسم کے سارے اعضاء کا بدلہ بن جائیں اور بکری کے جسم کے سارے اعضاء بچی کے جسم کے سارے اعضاء کا عوض ہو جائیں اور اگر بچے کے عقیقہ میں ایک بکرا اور ایک بکری یا دو بکریاں اور بچی کے عقیقہ میں ایک بکرا دیں تو بھی حرج نہیں کیونکہ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہیں یہ بات نقصان نہ دے گی کہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عقیقہ کے جانور نہ ہیں یا مادہ۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۴۔ گائے کی قربانی میں بچے بچی کے عقیقہ کا حصہ رکھنا منظور ہو تو بچے کے لیے دو حصے اور بچی کے لیے ایک حصہ رکھیں۔ (بہار شریعت ص ۱۵۵ ج ۱)۔

۵۔ اگر تین بچوں اور ایک بچی یا دو بچوں اور تین بچیوں یا ایک بچہ اور پانچ بچیوں یا سات بچیوں کے عقیقہ کے لیے ایک گائے خریدیں پھر دو دو حصے بچوں کے اور ایک ایک حصہ بچیوں کا رکھیں تو سب کا عقیقہ ادا ہو جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۶۔ عقیقہ کے جانور میں وہی شرطیں ہونی ضروری ہیں جو قربانی کے جانور میں معتبر ہیں۔ یعنی بکری بکرا پورے ایک سال کے ہوں۔ گائے بھینس پورے دو سال کی ہوں اور اونٹ پورے پانچ سال کا ہو۔ در مختار میں ہے۔ "عقیقہ جامع الحجوبی کی روایت میں مباح اور شرح الطحاوی کی روایت میں مستحب ہے اور عقیقہ وہ بکری ہے جو قربانی کی صلاحیت رکھتی ہے اُسے بچے اور بچی کے لیے ذبح کیا جائے گا۔ چاہے اس کا گوشت کچا تقسیم کر دیا جائے یا پکا کر کھلا دیا جائے۔ خواہ نمکیں پکائیں یا غیر نمکین اور چاہے اس کی ہڈی توڑی جائے یا نہ توڑی جائے اور خواہ دعوت کا انتظام کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ اسی طرح غرر الافکار میں مذکور ہے" (در مختار ص ۲۳۶ ج ۵)

۷۔ عقیقہ کا جانور ان عیبوں سے خالی ہونا چاہیے جن سے قربانی کے جانور کا خالی ہونا شرط ہے۔ مثلاً اگر اس کا سینگ تھا اور مغز تک ٹوٹ گیا تو عقیقہ درست نہیں اور اس سے کم ٹوٹا ہے تو ہو جائے گا مگر اس میں کراہت ہے۔ مجنون جانور کہ جس نے چرنا چھوڑ دیا۔ بہت بوڑھا جانور بہت لاغر جانور جس کا دم یا کان یا چکلی تہائی سے زیادہ کٹی ہو۔ وہ جانور جو اپنے پاؤں سے چل کر ذبح گاہ تک نہ جاسکے اور ظاہر بیماری والا جانور یا جس کے تھن سوکھ گئے ہوں یا دانت گر گئے ہوں۔ ان سب کا عقیقہ درست نہیں واللہ اعلم۔

بعض لوگ دانتوں کے حساب سے عمر کا اندازہ کرتے ہیں اس بارہ میں یہ خیال رہے کہ اگر جانور اپنے گھر میں پیدا ہوا ہو اور اس کی عمر کا صحیح علم ہو تو پھر دانتوں کے نکلنے یا نہ نکلنے کا کوئی اعتبار نہ کریں بلکہ عمر پوری ہو جانا کافی ہے اور اگر جانور کسی دوسرے کے گھر کا ہے اور بیچنے والا کہتا ہے کہ اس کی عمر پوری ہے تو دانتوں کا اعتبار کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۹۔ عوام المسلمین کا طریقہ ہے کہ وہ عقیقہ کا جانور اپنے گھر کے اندر ذبح کر کے اس کا خون اور ہڈیاں جائے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ذبح میں دفن کر دیتے ہیں۔ ایسا کرنا لازمی نہیں بلکہ صحن یا کھلے میدان میں بھی ذبح کر سکتے ہیں۔ ہاں عوام کو ایسا کرنے سے منع نہیں کرنا چاہیے کہ آخر اس کام سے جب شرع نے منع نہیں کیا ہے تو ہم منع کرنے والے کون ہیں؟ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۰۔ اگر بچہ کا والد اچھی طرح ذبح کرنا جانتا ہو تو وہی ذبح کرے ورنہ اس کی اجازت سے دوسرا شخص بھی ذبح کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۱۔ عموماً دستور ہے کہ عقیقہ کے جانور کے جسم پر بچی بچے کا ہاتھ پھیرتے ہیں پھر ذبح کرتے ہیں۔ یہ بہتر ہے مگر ایسا کرنا ضروری بھی نہیں اور اس سے منع کی بھی حاجت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۲۔ عقیقہ کا جانور ذبح کرنے سے پہلے دُعا مانگی جائے اور درج ذیل دُعا پڑھی جائے۔

بچے کے عقیقہ کی دُعا

اللهم هذه عقیقة فلان بن فلان دمها بدمه ولحمها بلحمه وعظمها بعظمه وجلدها بجلدها وشعرها بشعره اللهم لك ومنك۔

بچی کے عقیقہ کی دُعا

اللهم هذه عقیقة فلانة بنت فلان دمها بدمها ولحمها بلحمها وعظمها بعظمها وجلدها بجلدها وشعرها بشعرها اللهم لك ومنك۔

پھر اس دُعا کے بعد یہ کلمات بھی پڑھیں۔ اسی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلوتی و نسکی و محیای و مماتی لله رب العالمین لا شریک له و بذلك امرت و انا من المسلمین۔

۱۳۔ ذبح کے بعد عقیقہ کی مقبولیت اور بچے بچی کی درازی عمر اور اس کی سلامتی کی دُعا مانگیں۔

۱۴۔ اگر عقیقہ کے وقت مندرجہ بالا دُعا نہ پڑھی جائے تو اس صورت میں بھی عقیقہ ہو جائے گا۔ مگر اس دُعا کا پڑھنا بہتر ہے۔ اس لیے مسائل عقیقہ کے متعلق صحیح علم رکھنے والے شخص کی موجودگی میں عقیقہ کا جانور ذبح کرنا چاہیے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۔ دستور ہے کہ امام مسجد صاحب چھری پر آیت قرہانی پڑھ کر دم کرتے ہیں پھر اس سے جانور ذبح کیا جاتا

Click For More Books

ہے۔ مگر اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ خود ذبح کرنے والا بھی ذبح کی تکبیر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھے اور چھری پر دم شدہ تکبیر کو کافی نہ سمجھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۶۔ بہتر یہ ہے کہ جانور ذبح کرنے سے پہلے اور ذبح کے بعد اور گوشت تیار ہونے کے بعد دُعا مانگی جائے کہ تکثیر ذُعا شرع شریف کو محبوب ہے۔

۱۷۔ بہتر یہ ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈیاں نہ توڑی جائیں۔ بلکہ اُن سے گوشت اُتار لیا جائے۔ یہ بچہ کی نیک فال ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۱۸۔ اگر کسی شخص کا عقیقہ اُس کے والدین نے نہ کیا ہو اور وہ خود اپنا عقیقہ کرنا چاہے تو اس کی اُسے اجازت ہے کیونکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور نبوت کے بعد اپنا عقیقہ خود کیا۔ (اشعۃ اللمعات ص ۲۸۴ ج ۳)

۱۹۔ بہتر یہ ہے کہ بچے کے عقیقہ کے دونوں بکرے ساتویں دن ذبح کیے جائیں کیونکہ بعض روایات میں جو مکاتبات کا لفظ آیا ہے اس کی تفسیر میں بعض علما نے فرمایا۔ دونوں کو ایک دن میں ذبح کیا جائے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۰۔ اگر ایک بکر ساتویں دن ذبح کریں اور دوسرا چودھویں دن تو اس میں بھی مضائقہ نہیں کہ اس سے دو دن گوشت کھانے کا موقع میسر ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۱۔ اگر بچے کے عقیقہ میں دو بکرے میسر نہ ہوں تو ایک ہی بکر ذبح کر دیں کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک ذنب ذبح فرمایا شیخ عبدالحق لکھتے ہیں۔ "امام ابوداؤد نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ایک ذنب ذبح فرمایا جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے۔ اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دو دو ذنب ذبح کرنے کو روایت کیا۔ کتاب سفر السعادات میں فرمایا کہ ایک بکری کی حدیث صحیح ہے لیکن بچے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرنے کی حدیث زیادہ قوی اور زیادہ صحیح ہے کیونکہ اسے صحابہ کی جماعت نے روایت کیا ہے۔" (اشعۃ اللمعات ص ۲۸۳ ج ۲)

۲۲۔ اگر بچے کے عقیقہ کا ایک بکر اولادت کے دن اور دوسرا ساتویں دن ذبح کریں تو اس میں بھی کوئی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مضانقہ نہیں اور یہ امام احمد بن حنبل کی ایک روایت بھی ہے۔ (اشعۃ اللمعات ص ۴۸۴)

۲۳۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ بچے کے عقیقہ کے دونوں بکرے اُس کے والدین کی طرف سے ہوں بلکہ اگر دونوں بکرے بچے کے دوسرے رشتہ داروں کے ہوں یا ایک بکرہ والدین کا اور دوسرا کسی دوسرے رشتہ دار کا ہو تو اس میں حرج نہیں بعض روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں ایک ذنبہ ذبح فرمایا اس کی شرح میں شارحین فرماتے ہیں کہ یہ احتمال موجود ہے کہ ان کے عقیقہ میں دو دو ذنبہ ذبح کیے گئے ہوں۔ ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسرا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی جانب سے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۴۔ بعض لوگ فوت شدہ بچی بچے کا عقیقہ کرتے ہیں اور اس کا نام شقیقہ رکھتے ہیں۔ یہ بھی شرعاً جائز ہے۔ مگر شقیقہ نام کی کوئی اصل نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

۲۵۔ عقیقہ کا گوشت فقراء اور عزیز و اقارب دوست و احباب میں کچا تقسیم کر دیا جائے جس طرح قربانی کا گوشت تقسیم کیا جاتا ہے یا پکا کر اُن کو بطور ضیافت کھلایا جائے ہر طرح جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

۲۶۔ عقیقہ کا گوشت نمکیں پکائیں یا میٹھا ہر طرح جائز ہے مگر میٹھا پکانے میں بچہ کی نیک فالی ہے۔

۲۷۔ بعض علماء کا قول یہ ہے کہ سری پائے حجام کو اور ایک ران دائی کو دیں باقی گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک حصہ فقراء کو ایک احباب کو اور ایک گھر والوں کو دیں۔

(بہار شریعت ص ۱۵۵ ج ۱۵)

۲۸۔ عوام میں یہ جو مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ دادا دادی اور نانائانی نہ کھائیں۔ یہ غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ (بہار شریعت ص ۱۵۵ ج ۱۵)۔ اور امام مالک فرماتے ہیں و با کل اہلہا من لحمہا و یتصدقون منها عقیقہ والے لوگ اُس کا بعض گوشت کھائیں اور بعض کا صدقہ کریں۔

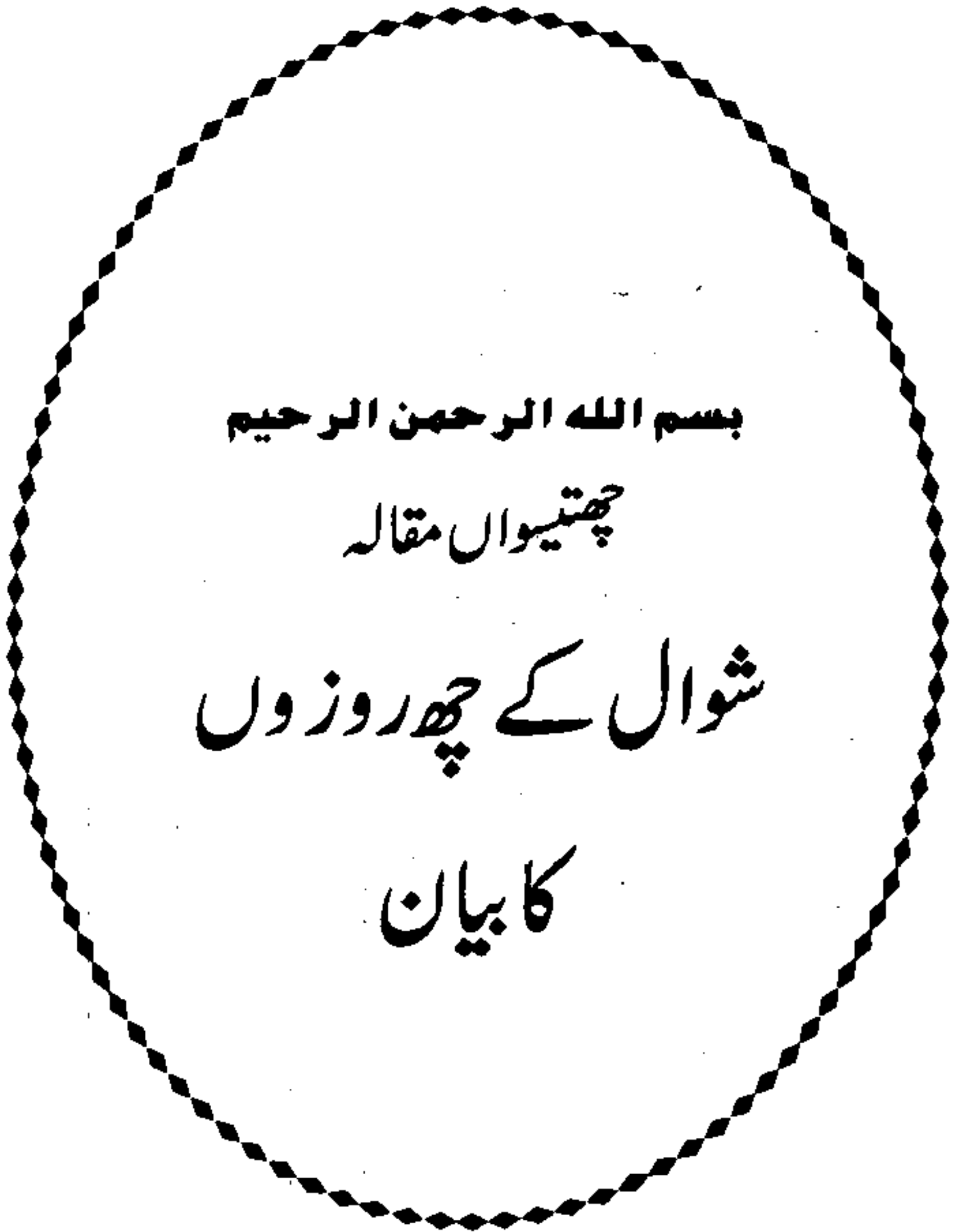
۲۹۔ عقیقہ کی کھال چڑے کا وہی حکم ہے جو قربانی کے کھال چڑے کا ہے یعنی اپنے صرف میں لاسکتے ہیں اور مساکین پر صدقہ بھی کر سکتے ہیں اور کسی نیک کام مسجد یا مدرسہ میں بھی صرف کر سکتے ہیں۔

(بہار شریعت ص ۱۵۵ ج ۱۵)۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

الحمد لله رب العلمين و الصلوة والسلام على رسوله الكريم و على اله و
اصحابه اجمعين اما بعد: رمضان المبارك اور عید الفطر گزرنے کے بعد مسلمان ماہ شوال المکرم کے
چھ دنوں کے روزے رکھ کر چھوٹی عید کرتے ہیں۔ اس مختصر رسالہ میں انہی دنوں کے روزوں کی فضیلت و حکم
بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف مقبولیت بخشے اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ
علیہ وسلم۔

عید کی وجہ و تسمیہ

عید کو عید کہنے کی چند وجہیں ہیں۔ ان میں ایک وجہ یہ ہے کہ یکم شوال (عید الفطر کے دن) ایمان والے لوگ
اللہ کا فرض یعنی رمضان المبارک کے فرض روزے رکھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت یعنی
شوال کے چھ روزے رکھنے کی تیاری کی طرف عود کرتے ہیں۔ اور دس ذوالحجہ (عید البقر کے دن) اللہ کا
فرض یعنی حج ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت یعنی مدینہ منورہ میں جا کر آپ کے
روضہ اقدس کی زیارت کرنے کی تیاری کی طرف عود کرتے ہیں۔ اس لیے یہ دو دن عید کہلاتے ہیں۔
(مکاشفۃ القلوب مؤلفہ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص ۳۰۶)

شوال کے چھ روزوں کی حکمت

رمضان المبارک کے مہینے کے روزے فرض ہوتے ہیں۔ اس فرض کی ادائیگی میں کمی بیشی کا وقوع ممکن
ہے۔ اس کے روزوں کا نقصان دور کرنے کے لیے شوال کے چھ روزے مستحب کیے گئے ہیں۔ حاکم کتاب
الکفی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔ اول ما افترض الله تعالى على امتي الصلوات الخمس و اول ما يرفع من
اعمالهم الصلوات الخمس و اول ما يستلون عن الصلوات الخمس فمن كان ضيع
شيئاً منها يقول الله تبارك و تعالیٰ فانظر و اهل تجدون لعبدی نافلة من صلاة تعمون
بها ما نقص من الفريضة و انظروا فی صیام شهر رمضان فان كان ضيع شيئاً
منها يقول الله تبارك و تعالیٰ فانظر و اهل تجدون لعبدی نافلة من الصيام و انظروا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فی زکاة عبدی فان کان ضیع منها شیئاً فانظر واهل تجدون لعبدی نافلة من صدقة
تتمون بها ما نقص من الزکاة فیؤخذ ذلک علی فرائض اللہ و ذلک برحمة اللہ و
عدله فان وجد فضلاً وضع فی میزانه وقیل له ادخل الجنة مسروراً وان لم یوجد له
شئی من ذلک امرت به الزبانية فاخذوا بیده ورجلیه ثم قذف به فی النار۔ اللہ تعالیٰ
نے میری امت پر سب سے پہلے پانچ نمازیں فرض کیں اور ان کے نیک اعمال میں سے جو چیز سب سے
پہلے اٹھالی جائے گی وہ پانچ نمازیں ہیں اور ان کے اعمال میں سے جس چیز کے بارہ میں سب سے پہلے
حساب لیا جائے گا وہ پانچ نمازیں ہیں۔ سو جو شخص ان (پانچ نمازوں) میں سے کچھ ضائع کرے گا تو اللہ
تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا دیکھو کیا تمہیں میرے اس بندے کی کوئی نقلی نماز ملتی ہے۔ جس سے تم اس کے
فرضوں کی کمی کو پورا کرو اور میرے اس بندے کے رمضان کے مہینے کے روزوں کو دیکھو پھر اگر اس نے ان
میں سے کچھ ضائع کیا ہو گا تو (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) دیکھو کیا تم میرے اس بندے کے پاس نفل روزے
پاتے ہو جن سے اس کے فرضوں کی کمی کو تم پورا کرو۔ اور میرے اس بندے کی زکاة کو دیکھو پھر اگر اس نے
زکاة کی ادائیگی میں کچھ کمی کی ہو گی تو (اللہ تعالیٰ فرمائے گا) دیکھو کیا تم میرے اس بندے کے پاس نفل
صدقہ پاتے ہو جس سے تم اس کی زکاة کی کمی کو پورا کرو سو نقلی عبادتیں فرض عبادتوں کے عوض لی جائیں
گے۔ اور یہ حکم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے عدل کی بناء پر ہو گا۔ پھر اگر نفل عبادتیں پائی جائیں گی تو انہیں
میزان میں رکھا جائے گا۔ اور اس بندے کو کہا جائے گا کہ جنت میں ہشاش بشاش ہو کر داخل ہو جا اور اگر
نفل عبادتیں نہ پائی جائیں گے تو دوزخ کے داروغوں کو حکم دیا جائے گا تو وہ اس بندے کو اس کے ہاتھ اور
دونوں پاؤں سے پکڑیں گے پھر اسے دوزخ میں پھینک دیں گے۔ (جامع صغیر جلد اول ص ۱۱۳ وحسنہ)
اعاذنا اللہ تعالیٰ من عذابه یوم القيامة آمین بفضلہ العظیم ومنہ العمیم ورسولہ
الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

اور امام احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ و حاکم تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اول ما یحاسب به العبد یوم القيامة صلاته فان کان اتمها
کتبت له ثمانية وان لم یکن اتمها قال اللہ لملائکته انظر واهل تجدون لعبدی من
نطوع فتکملون بها فریضة ثم الزکاة کذلک ثم تؤخذ الاعمال علی حسب ذلک۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بندے سے سب سے پہلے اس کی نماز کا حساب لے گا۔ سو اگر وہ نماز پوری طرح ادا کرے تو وہ پوری لکھی جائے گی اور اگر وہ اسے پورا نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائے گا کہ دیکھو کیا میرے اس بندے کے پاس تمہیں کوئی نفل نماز ملتی ہے۔ تو تم اس کے سبب سے اس کے فرضوں کی کمی کو پورا کرو۔ پھر زکوٰۃ کا حساب اسی طرح لیا جائے گا پھر باقی (سب) اعمال کا حساب اسی طرح لیا جائے گا۔ (جامع صغیر جلد اول ص ۱۱۳ و صحیح)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة من عمله صلاة فان صلحت فقد افلح وانجح وان فسدت فقد خاب وخسر فان انتقص من فريضته شئ قال الرب تبارك وتعالى انظر واهل لعبدى من تطوع ليكمل بها ما انتقص من الفريضة ثم يكون سائر عمله على ذلك وفى رواية ثم الزكوة مثل ذلك ثم تؤخذ الاعمال على حسب ذلك رواه ابو داود و رواه احمد عن رجل۔ قیامت کے روز سب سے پہلے بندے سے اس کے عملوں میں سے نماز کا حساب لیا جائے گا اگر وہ درست ہوئیں تو وہ کامیاب و کامران ہوگا اور اگر وہ فاسد ہوئیں تو وہ خائب و خاسر ہوگا۔ پھر اگر وہ اس کے فرضوں میں کچھ کمی پائی گئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کیا میرے اس بندے کے پاس تمہیں نفل نماز ملتی ہے جس سے تم اس کے فرضوں کی کمی کو پورا کرو۔ پھر باقی اعمال کا حساب اسی طرح لیا جائے گا۔ اور دوسری روایت میں ہے پھر زکوٰۃ اسی کی مثل ہوگی۔ پھر اس طور پر باقی سارے اعمال لیے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ فی صلوٰۃ التبیح جلد اول ص ۱۰۸)

ملا علی قاری اپنی شرح میں لکھتے ہیں (قوله ثم يكون سائر عمله) من الصوم والزكاة وغيرها (علي ذلك) اي ان ما ترك شيئاً من المفروض يكمل له بالتطوع اما خبر لا تقبل ساقطة المصلي حتى يؤدي الفريضة فضعيف۔ پھر سارے اعمال یعنی روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ اسی طریقہ پر ہوں گے یعنی ان کے فرضوں کی کمی کو ان کے نفلوں سے پورا کیا جائے گا۔ اور یہ حدیث کہ نماز کی نفل نماز قبول نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ فرض نماز کو ادا نہ کرے ضعیف ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح ج ۳ ص ۲۱۸)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اس حدیث کے ماتحت لکھتے ہیں۔ پس اگر کمی یا قلت از نماز فرض

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لو چیزے از سنن و آداب پس تکمیل و تمیم کردہ می شود بآن چیزے کہ کم شدہ است از فرض پسترمی باشد باقی عملہائے آن بندہ از زکوٰۃ و صیام براین وجہ کہ اگر چیزے از مکملات فرائض کم شدہ تمام کردہ می شود بنوافل و در روایتے ہم چنین آمدہ کہ پستر زکوٰۃ مانند نماز است در تکمیل بنوافل پسترمی شوند عملہا براندازہ آن و دریں روایت ذکر زکوٰۃ بعد از صلوٰۃ تصریح آمدہ بعد از وے ذکر باقی اعمال علی العموم کردہ (امجد اللمعات جلد اول ص ۵۵۹)

(ترجمہ) پھر اگر اس کی نماز فرض سے کچھ کمی پائی گئی تو سنتوں اور مستحبات کو فرض کی کمی سے پورا کیا جائے گا۔ پھر اس بندے کے باقی اعمال زکوٰۃ اور روزہ سے اسی طریقہ سے کمی پوری کی جائے گی ایک روایت میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے بعد ہے اور باقی اعمال سے پہلے۔

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت

شوال کے چھ روزوں کی فضیلت میں احادیث موجود ہیں۔ تبرکاً چند ذکر کی جاتی ہیں وباللہ التوفیق۔
پہلی حدیث: حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من صام رمضان ثم اتبعہ ستاً من شوال کان کصیام الدھر (۱)۔
(مسلم شریف جلد اول ص ۳۸۹) (مشکوٰۃ باب صیام التطوع فصل اول ج ۱ ص ۱۶۱)
یعنی۔ جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر ان کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے تو ایسا ہے جیسے اس نے دہر کا روزہ رکھا۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۳۴)

رواہ احمد و مسلم و الترمذی و النسائی و ابوداؤد و ابن ماجہ و صحیحہ الجلال السیوطی فی جامعہ الصغیر عن ابی ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جامع صغیر ج ۲ ص ۱۷۴)
(۲) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

۱۔ (قوله کصیام الدھر) المراد انه يحصل له ثواب عظیم وان اختلفت کیفیۃ فائہ لاشک ان ثواب الصائم بالفعل اکثر لان صوم کل يوم بعشرة فہی تزيد علی ما ذکر باضعاف كثيرة طحاویہ علی المراقی ص ۴۲۵

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمایا۔ من صام رمضان ثم اتبعه بست من شوال فكانما صام الدهر۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے تو گویا اس نے دہر کا روزہ رکھا۔
(ابوداؤد جلد اول ص ۳۳۰)

(۳) حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من صام رمضان ثم اتبعه بست من شوال فذلك صيام الدهر۔ جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ دہر کا روزہ ہے۔ (ترمذی جلد اول ص ۱۲۲)
(سنن الدارمی جلد دوم ص ۲۱) وفي الباب عن جابر وابي هريرة وثوبان قال ابو عيسى حديث ابي ايوب حديث صحيح وقد استحب قوم صيام ستة من شوال لهذا الحديث وقال ابن المبارك هو حسن مثل صيام ثلاثة ايام من كل شهر قال ابن المبارك و يروى في بعض الحديث و يلحق هذا الصيام بر رمضان واختار ابن المبارك انه قال ان صيام ستة ايام من شوال متفرقا فهو جائز قال ابو عيسى وقد روى عبدالعزيز بن محمد عن صفوان بن سليم و سعد بن سعيد هذا الحديث عن عمر بن ثابت عن ابي بوب عن النبي صلى الله عليه وسلم (ترمذی جلد اول ص ۱۲۲)

(۴) حضرت ثوبان مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من صام ستة ايام بعد الفطر كان تمام السنة من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ جس شخص نے عید الفطر کے بعد چھ دن کے روزے رکھے گویا اس نے تمام سال کے روزے رکھے۔ جو شخص ایک نیکی کرے اس کے لیے اس کا دس گنا اجر ہے۔ (ابن ماجہ جلد اول ص ۱۲۳) (بہار شریعت ص ۱۳۴ حصہ پنجم)

کصوم الدهر کی تفسیر

مذکورہ بالا احادیث میں صوم الدهر سے کیا مراد ہے؟ اس بارہ میں بعض شارحین فرماتے ہیں کہ دہر سے مراد ہمیشہ کا زمانہ ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مسلم شریف کی روایت کا ترجمہ بدیں الفاظ کیا ہے۔ گفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ روزہ دلہد در رمضان را پس تابع گرداند آن را شش روزہ را از شوال باشد پور روزہ روزگار ہمیشہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر شوال

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کے چھ روزے اس کے تابع بنائے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ کے روزہ جیسا ہے۔

(اشعۃ اللمعات ص ۱۰۲ جلد ثانی)

اور شیخ محقق دہلوی کی دوسری عربی شرح مشکوٰۃ سے حاشیہ مشکوٰۃ میں ان کی یہ عبارت درج کی گئی ہے۔
(قول کان کصیام الدھر) یعنی اذا صام مدة عمره والافی کل سنة صام کان کصیام
تلک السنة۔ یعنی صیام الدھر سے مراد یہ ہے کہ جب اس نے اپنی ساری عمر کی مدت میں روزہ رکھا۔
ورنہ ہر سال میں جب بھی چھتیس روزے رکھے گا۔ (تیس رمضان کے اور چھ باقی کسی مہینے کے تو اس کے یہ
روزے پورے سال کے روزوں کی طرح ہوں گے۔) (اس لیے شوال کی تخصیص کا کوئی فائدہ نہ نکلے گا)۔
(حاشیہ مشکوٰۃ جلد اول ص ۱۶۱ حاشیہ نمبر ۷)

اور بعض فرماتے ہیں کہ ایک سال مراد ہے چنانچہ امام نووی شرح مسلم شریف میں لکھتے ہیں۔ قال
العلماء وانما کان ذلک کصیام الدھر لان الحسنۃ بعشر امثالها فرمضان بعشرۃ
اشهر والستۃ بشهرین وقد جاء هذا فی حدیث مرفوع فی کتاب النسائی۔ علماء نے
فرمایا ہے۔ یہ دہر کا روزہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ ایک نیکی دس گنا اجر والی ہوتی ہے تو رمضان کا مہینہ دس
مہینوں کے برابر ہوگا اور چھ دن شوال کے دو مہینوں کے برابر اور یہ تفسیر خود نسائی کی کتاب میں ایک مرفوع
حدیث میں بھی ذکر فرمائی گئی ہے۔ (منہاج جلد اول ص ۳۸۹)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے نسائی شریف کی جس مرفوع حدیث کا حوالہ دیا ہے وہ اس طرح ہے۔ عن ابی
ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صام ثلاثۃ ایام
من الشهر فقد صام الدھر۔ کله ثم قال صدق اللہ فی کتابہ من جاء بالحسنۃ فله
عشر امثالها۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر
مہینے کے تین دن کے روزے رکھے تو اس نے پورے دہر میں روزہ رکھا۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب
میں یہ سچ فرمایا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرے اسے اس کا دس گنا اجر دیا جاتا ہے۔

(سنن النسائی جلد اول ص ۳۲۷)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

راج تفسیر

صیام الدھر کی دو تفسیریں کی گئی ہیں۔ ہمیشہ کا روزہ اور ایک سال کا روزہ دونوں معنی مرادی ہونے کا احتمال رکھتے ہیں۔ لیکن راج یہی ہے کہ ایک سال کا روزہ مراد ہے کیونکہ یہ تفسیر خود مرفوع حدیث میں بیان فرمائی گئی ہے۔ بدیں وجہ امام صدر الشریعہ نے اسی کو اختیار فرمایا چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔ "نسائی وابن ماجہ وابن خزیمہ وابن حبان ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور امام احمد وطبرانی و بزار جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اس نے پورے سال کا روزہ رکھا کہ جو ایک نیکی لائے گا اسے دس ملیں گی تو ماہ رمضان کا روزہ دس مہینے کے برابر ہے اور ان چھ دنوں کے بدلے میں دو مہینے ہیں تو پورے سال کے روزے ہو گئے۔"

(بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۳۴)

رہا یہ سوال کہ ایک سال مراد لیا جائے تو شوال کی تخصیص کا فائدہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ گیارہ مہینوں میں متفرق طور پر چھ نفل روزے رکھنے سے بھی یہ فضیلت حاصل ہو جاتی ہے لیکن شارع علیہ السلام نے چاہا کہ رمضان کے گزرنے کے فوراً بعد یہ چھ روزے رکھ لیے جائیں۔ دیر کرنے سے عین ممکن کہ یہ روزے پورے گیارہ مہینوں میں نہ رکھے جاسکیں۔ ممکن ہے زندگی وقانہ کرے یا آج کل آج کل کرتے کرتے دوسرا رمضان آپہنچے اور یہ روزے رہ جائیں۔ اس لیے شوال کی تخصیص فرمادی کہ اس مہینے کے اندر کوشش سے یہ روزے رکھ لیے جائیں۔ هذا ما عندي والعلم التام عند الله العلام عز وجل۔

دونوں تفسیروں میں تطبیق کی صورت

یہ ہو سکتی ہے کہ جو شخص پابندی سے ہر سال رمضان المبارک کے روزوں کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے تو اس نے گویا پوری عمر روزہ رکھا ہے۔ اور جو کسی سال رکھے اور کسی سال نہ رکھے اس نے گویا ایک سال کا روزہ رکھا ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ وهذا اذا صام عُمُرَهُ اما اذا صام في شهر كان كصيام سنة وقد ورد في هذا المعنى ايضاً حديث ثوبان رواه ابن ماجه۔ (ما شہد من السنۃ ص ۳۱۰)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

دوسری حدیث: محدث دیلمی مسند الفردوس میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من صام ستاً بعد الفطر فکانما صام الدهر۔ جس شخص نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو گویا اس نے دہر کا روزہ رکھا۔ (کنوز الحقائق للامام عبدالرؤف المناوی۔ جلد ثانی ص ۱۰۹) مسلم شریف کی روایت میں چونکہ شوال کی تخصیص موجود ہے اس لیے اس حدیث میں چھ دنوں سے مراد شوال کے چھ دن ہوں گے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب)

تیسری حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا من صام رمضان وستاً من شوال والا ربعاء والخمیس دخل الجنة۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور شوال کے چھ روزے رکھے اور بدھ اور جمعرات کے دنوں کے روزے رکھے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (رواہ الامام احمد عن رجل وضعہ، الجلال السیوطی فی جامعہ الصغیر ۲ ص ۱۷۴)

(تنبیہ) یہاں دو احتمال ہیں ایک یہ کہ بدھ اور جمعرات شوال کے مہینے کے ہیں اور دوسرا یہ کہ شوال کے علاوہ دس مہینوں میں سے کسی مہینے کے ہیں۔ اور یہ احتمال بھی ہے کہ بدھ و جمعرات شوال کے چھ دنوں میں داخل ہیں اور یہ احتمال بھی ہے کہ چھ دنوں کے علاوہ ہیں۔ لہذا زیادہ احتیاط اس میں ہے کہ شوال کے چھ دنوں کے علاوہ اس ماہ کے کسی بدھ اور جمعرات کے دنوں کے الگ الگ روزے رکھ لیے جائیں۔ یہ فضیلت حاصل کرنے کے لیے اور اگر آٹھ روزے نہ رکھے جاسکیں تو چھ دنوں کے اندر بدھ اور جمعرات کا روزہ ضرور ہونا چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ الحال۔

چوتھی حدیث: طبرانی اوسط میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ دن شوال میں روزے رکھے تو گناہوں سے ایسے نکل گیا جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ (بہار شریعت حصہ پنجم ص ۱۳۴)

پانچویں حدیث: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ صیام شہر بعشرۃ اشہر وستۃ ایام بعد من بشہرین فذلک تمام سنۃ یعنی شہر رمضان وستۃ ایام بعدہ۔ ایک مہینے کے روزے دس مہینے کے روزے ہیں اور چھ دنوں کے روزے ان روزوں کے بعد دو مہینوں کے روزے ہیں تو یہ روزے پورے سال کے ہیں۔ یعنی رمضان کے مہینے کے روزے اور اس کے بعد چھ دنوں کے روزے (پورے سال کے روزے بنتے ہیں)

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(سنن الدارمی جلد دوم باب صیام الستہ من شوال ص ۲۱)

(تنبیہ) اس حدیث میں اگرچہ شوال کا ذکر نہیں لیکن امام دارمی کا اس حدیث کو اس باب میں لانا ظاہر کرتا ہے کہ چھ دنوں سے مراد شوال کے چھ دن ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقة الحال والصواب۔

شوال کے روزے مستحب ہیں

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی بناء پر ہمارے حنفی فقہائے کرام نے شوال کے چھ روزوں کو مستحب قرار دیا ہے۔ چنانچہ امام ابوالاخلاص شرنبلالی لکھتے ہیں۔ ومنہ ای من القسم الرابع وهو المندوب صوم ست من شهر شوال لقوله صلى الله عليه وسلم من صام رمضان فاتبه ستاً من شوال كان كصيام الدهر اور روزہ کی چوتھی قسم مندوب ہے اور اس قسم سے شوال کے چھ دنوں کے روزے ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ کے روزہ جیسا ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۴۲۵)

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ویکرہ صوم ستہ من شوال عندابی حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ متفرقاً کان او متتابعاً وعن ابی یوسف کراہتہ متتابعاً لا متفرقاً لکن عامة المتأخرین لم یرواہ بأساً هذا فی البحر الرائق والاصح انه لا بأس به کذا فی محیط السرخسی۔ شوال کے چھ روزے متفرق رکھے جائیں یا پے درپے دونوں صورتوں میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک کراہت پے درپے رکھنے میں ہے۔ متفرق رکھنے میں نہیں۔ لیکن عام متأخرین علمائے حنفیہ کے نزدیک ان روزوں میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ بحر الرائق میں مذکور ہوا اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ اسمیں کوئی حرج نہیں جیسا کہ امام سرخسی کی محیط میں مذکور ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص ۳۰۱)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی وضاحت

عالمگیری کی مندرجہ بالا عبارت میں امام اعظم کا جو یہ قول مذکور ہوا کہ شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں اس کی وضاحت میں امام کا شانی لکھتے ہیں۔ والاتباع المکروہ هو ان یصوم یوم الفطر و یصوم بعدہ خمسة ایام فاما اذا افطر یوم العید ثم صام بعدہ سعة ایام فلیس بمکروہ بل هو

Click For More Books

مستحب و سنة۔ رمضان کے بعد شوال کے روزوں کو پے درپے رکھنا اس صورت میں مکروہ ہے کہ عید الفطر کے دن روزہ رکھا جائے اور اس کے بعد پانچ دنوں کے روزے رکھے جائیں اور اگر عید الفطر کے دن روزہ نہ رکھا جائے پھر چھ دن پے درپے روزے رکھے تو یہ مکروہ نہیں بلکہ مستحب اور سنت ہے۔

(البدائع جلد دوم ص ۷۸)

اور امام شامی لکھتے ہیں (قوله لكن عامة المتأخرين لم يروا به بأساً) قد سرد عبارتہم العلامة قاسم فی فتاواہ ورد قول من صحح الكراهية فراجعہ (منہ الخالق ج ۲ ص ۲۵۸) علامہ قاسم نے اپنے فتاویٰ میں اس بارہ کی جملہ عبارتوں کو جمع کیا اور پھر کراہت کی تصحیح کے قول کو رد کیا پس تو اس کی طرف رجوع کر۔

شوال کے روزوں کی ترتیب

عید الفطر کے بعد شوال کے روزے پے درپے رکھے جائیں یا متفرق طور پر اس میں روزہ رکھنے والے کو اختیار ہے جس صورت میں وہ روزے آسانی سے رکھ سکے رکھ لے۔ پھر افضلیت میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام ابن عابدین الشامی لکھتے ہیں۔ وفي الفتح بعد ما مرواختلفوا فقبل الافضل وصلها بيوم الفطر وقيل بل تفريقها في الشهر۔ اور فتح القدير میں گزشتہ بیان کے بعد لکھا ہے کہ علماء نے اختلاف کیا ہے پس ایک قول میں افضل یہ ہے کہ چھ روزے عید الفطر کے فوراً بعد پے درپے رکھے جائیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ پورے مہینے میں بکھیرے جائیں۔ (منہ الخالق ص ۲۵۸)

اور مراقی الفلاح میں ہے ثم قيل الافضل وصلها لظاهر قوله فاتبعه وقيل تفريقها اظهاراً لمخالفة اهل الكتاب في التشبيه في الزيادة على المفروض۔ پھر کہا گیا ہے کہ افضل پے درپے روزے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فاتبعہ کے ظاہر کی وجہ سے اور کہا گیا ہے کہ روزوں کو بکھیرنا افضل ہے۔ کیونکہ اس سے اہل کتاب کے اس فعل کی مخالفت ظاہر ہوتی ہے۔ جس میں وہ فرض عمل پر نفل عمل کی زیادتی کیا کرتے تھے۔ (مراقی الفلاح ص ۴۲۵)

تفریق رائج ہے

شوال کے چھ روزوں میں وصل افضل ہے یا تفریق اس میں مذکور بالا اختلاف پایا جاتا ہے۔ لیکن رائج قول

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ ہے کہ تفریق رائج ہے۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ وتستحب الستة متفرقة كل اسبوع يومان كذا في الظهيرية في فصل الاوقات التي يكره فيها الصوم ويستحب۔ اور چھ روزوں میں مستحب یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں دو دن رکھے جائیں جیسا کہ فتاویٰ ظہیریہ میں فصل الاوقات التي يكره فيها الصوم ويستحب میں مذکور ہوا۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۱)

اور امام احمد طحاوی لکھتے ہیں (قوله وقيل تفريقها) قال في التنوير و شرحه و ندب تفريق صوم الست من شوال ولا يكره التتابع على المختار خلافاً للثاني حاوی۔ اور تنویر اور اس کی شرح میں ہے کہ شوال کے چھ روزوں میں مستحب تفریق ہے اور وصل مکروہ نہیں مختار قول میں برخلاف امام ابو یوسف کے کہ ان کے نزدیک وصل مکروہ ہے۔ جیسا کہ حاوی میں مذکور ہوا۔

(طحاوی علی المراقی ص ۴۲۵)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ وفي رواية فاتبعه بالفاء وليس المراد التعقيب الحقيقي لا ستلزامه صوم يوم العيد فيصح من اول الشهر وبعده والمختار عند الشافعي من اول الشهر متتابعة وعندنا اعم و كذا عند احمد بل كانوا يقولون ما عندنا ابعد من الكراهة والتشبه بالنصارى۔ اور ایک روایت میں فاتبعہ فاء کے ساتھ ہے اور یہاں حقیقی تعقیب مراد نہیں ورنہ عید کے دن روزہ رکھنا لازم آئے گا پس شوال کے چھ روزے ابتداء اور انتہا میں رکھے جاسکتے ہیں اور امام شافعی کے نزدیک مختار یہ ہے کہ شوال کی ابتداء میں پے درپے رکھے جائیں۔ اور ہمارے نزدیک یہ بات عام ہے اور اسی طرح امام احمد کا بھی قول ہے اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں کہ جو ہمارا قول ہے یہ کراہت اور نصاریٰ سے مشابہت سے بہت دور ہے۔ (ما ثبت من السنة ص ۳۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۸ شوال ۱۴۲۱ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

سینٹیواں مقالہ

فوٹو بازی سے بچیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله الذي صورنا في الارحام كيف شاء و الصلوة والسلام على سيد الانبياء و على اله و اصحابه اجمعين اما بعد۔ دور حاضر میں مسلمانوں کے اندر جہاں اور بہت سی ناجائز باتیں رواج پکڑ چکی ہیں اور وہ عوام کی نظر میں معیوب نہیں سمجھی جاتیں وہاں جاندار اشیاء کی تصویر سازی اور فوٹو بازی کی لعنت بھی و بآء کی صورت میں پھیلی ہوئی ہے۔ سائنس نے عکسی فوٹو گرافی کا فن ایجاد کیا تو عوام میں شوقیہ تصویر سازی کا رجحان عام پیدا ہو گیا اور وہ اس ہوس میں مبتلا ہو گئے کہ ان کی ہر یادگار حالت کی تصویر بنا کر اسے آئندہ زندگی کے لیے محفوظ کیا جائے۔

شادی بیاہوں کے مناظر، دوستوں کی ملاقاتوں، ڈنر پارٹیوں، دعوتوں اور ضیافتوں کے احوال کی تصاویریں بنائی جانے لگیں۔ اہل اسلام کا تعلیمات اسلامی سے بے بہرہ طبقہ اپنی عمر کے ہر دور بچپن، جوانی اور بڑھاپے کی تصویروں کو البم کی صورت میں اپنے پاس محفوظ رکھنے کا عادی ہونے لگا۔ اہل صنعت و حرفت نے بھی تصویر سازی کی بے حد حوصلہ افزائی کی اور اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لیے جاندار اشیاء کی تصویروں سے کام لینا شروع کر دیا۔ دیا سلائی سے لے کر کرسی میز تک گھر کے سب سامان خانہ داری پر جاندار کی تصویریں بنائی جانے لگیں تو گھر میں جن طرف نگاہ اٹھتی ہے کوئی نہ کوئی تصویر ضرور نظر آتی ہے۔ اخبارات، رسائل نے اس میدان میں سب سے سبقت حاصل کی تو ان میں ہر کس و ناکس کی تصویریں شائع ہونے لگیں۔ سینما کی حیا سوز تصویروں کی بھرمار قارئین کی نگاہوں کو دعوت گناہ دینے لگی۔ دُنیا بھر کی بے پردہ حیا باختہ خوبصورت ترین خواتین کی غیرت کش تصویروں کو بڑے اہتمام سے چھاپا جانے لگا۔

پھر تصویر مہذب ہے یا غیر مہذب، وہ کسی فائدہ کی حامل ہے یا غیر حامل اور وہ کسی ضرورت کی بنا پر بنائی گئی ہے یا بلا ضرورت اس تمیز کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے جاندار اشیاء کی رنگین و جاذب نظر تصویریں بن کر برسر بازار فروخت ہونے لگیں مشہور و معروف شخصیات کے فوٹو کے طغریٰ اور کتبے تیار ہونے لگے جن سے گھر گھر کو بت خانے کی شکل میں ڈھالا جانے لگا۔

اسلام کی دعویدار حکومتوں نے بھی تصویر سازی کے فن کی پوری پوری حوصلہ افزائی کی۔ انہوں نے آرٹ کے نام پر بے حیا غیرت کش نسوانی تصاویر کی پبلیٹی پر پابندی عائد کرنے کا کوئی اقدام نہ کیا۔ بلکہ اس کے برعکس شناختی کارڈ اور پاسپورٹ کے لیے تصاویر کی موجودگی کو لازم قرار دے کر ہر مسلمان کو فوٹو بنوانے کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لعنت میں ملوث ہونے پر مجبور کر دیا۔ فالی اللہ المشتکی و لا حول ولا قوة الا باللہ۔

اور تو اور علمائے سوء کا وہ طبقہ جو تعلیمات اسلامی سے آشنا ہونے کا دعویدار اور جاندار اشیاء کی تصویر سازی کی حرمت سے باخبر تھا۔ اس نے نہ صرف یہ کہ بھی عن المنکر سے روگردانی کی بلکہ اخبارات و رسائل میں اپنی تصویریں بڑے اہتمام سے شائع کروا کر مسئلہ حرمت تصویر سازی کو عوام الناس کی نظروں میں معمولی اور ہلکا بنا دیا۔

اس پر ستم ظریفی یہ کہ اس بے قید طبقہ نے اپنے نام نہاد مذہبی ماہناموں اور ہفت روزوں میں تصویر سازی کو اپنا محبوب مشغلہ بنا کر عوام المسلمین کو اس جرم کے ارتکاب پر اور زیادہ دلیر بنا دیا۔ پھر اس اسلام دشمن طبقہ نے اپنی اس ناجائز حرکت پر جواز کا لیبل لگانے کے لئے تصاویر سازی کی صریح احادیث کے مقابلہ میں فوٹو سازی کی بناوٹی دلیلیں پیش کرنی شروع کر دیں جس سے اس مسئلہ کو مزید ٹھیس پہنچی۔ فالی اللہ المشتکی و لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

بدیں حالات ہمیں اس بات کی اشد ضرورت محسوس ہوئی کہ ہم کم از کم دین پسند مسلمانوں کو اتنا تو بتا دیں کہ فوٹو بازی شریعت میں کس درجہ مذموم و معیوب ہے اور تم جو بلا جبر و اکراہ محض تصویر سازی کا شوق پورا کرنے کیلئے شادی بیاہوں کے مناظر، اموات کی نعشوں، دعوتوں، اور ضیافتوں کے مواقع کے جو فوٹو تیار کرتے ہو وہ اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کس درجہ ناپسند ہیں اور تم جن گھروں کو جانداروں کی تصویریں سے آراستہ و پیراستہ کرتے ہو وہ رحمتوں اور برکتوں سے کس قدر محروم ہوتے ہیں۔

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ مختصر رسالہ ”فوٹو بازی سے بچیں“ مرتب کیا ہے۔ اللہ کریم جل جلالہ ہماری اس سعی کو شرف مقبولیت بخشے اور مسلمانوں کو فوٹو بازی کی قباحت و شاعت سمجھنے اور اس لعنت سے بچنے کی توفیق بخشے۔ آمین

جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے

امام شرف الدین نووی ارشاد فرماتے ہیں۔ ہمارے اصحاب شافعیہ اور دوسرے مذاہب کے علماء نے فرمایا ہے کہ جاندار شے کی تصویر بنانا حرام اشد حرام ہے اور یہ فعل کبیرہ گناہوں میں سے ہے کیونکہ حدیثوں میں اس فعل پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ اور اس باب میں اس میں کوئی فرق نہیں کہ جاندار کی تصویر اہانت کی جگہ میں بنائی جائے یا عزت کی جگہ میں سو جانداروں کی تصویر سازی کی صنعت و پیشہ ہر حال میں حرام ہے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کیونکہ اس فن میں اللہ سے مشابہت کرنا پایا جاتا ہے اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ جاندار شے کی تصویر کپڑے پر بنائی جائے یا چٹائی یا درہم یا پیسے یا برتن یا دیوار وغیرہ پر (تصویر بنانا بہر حال حرام ہے)
(شرح مسلم شریف ص ۲۰۷ ج ۲)

اور امام ابن عابدین شامی حنفی فرماتے ہیں۔ ان التصویر بحرم ولو كانت صغيرة کالتی علی الدرہم ولو كانت فی الید او مستورة او مہانة بلاشبہ تصویر بنانا حرام ہے اگرچہ وہ درہم پر بنائی جائے یا ہاتھ میں ہو یا پردہ میں ہو یا موضع اہانت میں ہو۔ (ہر حال میں تصویر بنانا حرام ہے)
(ردالمحتار ص ۹۷۹ ج ۱)

اور یہی امام فرماتے ہیں۔ هذا کلہ فی اقتناء الصورة واما فعل التصویر فهو غیر جائز مطلقاً لانہ مضاہاة بخلق اللہ تعالیٰ کما مر۔ یہ سب احکام تصویر پاس رکھنے کے متعلق ہیں اور تصویر بنانا سو وہ مطلقاً ناجائز ہے کیونکہ اس میں اللہ کی مخلوق سے مشابہت پیدا کرنا پایا جاتا ہے جیسا کہ اس کا ذکر پہلے گزرا ہے۔ (ردالمحتار ص ۲۸۰ ج ۱)

اور امام صدر الشریعہ بدرالطریقہ فرماتے ہیں۔ تصویر بنانا یا بنوانا بہر حال حرام ہے خواہ دستی ہو یا عکسی دونوں کا ایک حکم ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۶۶ ج ۳) واللہ اعلم بالصواب۔

مصوروں کا انجام

اب ہم مقصوروں کے انجام کے بارہ میں چند صحیح احادیث مبارکہ پیش کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور داخل نہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ میں نے جس گناہ کا ارتکاب کیا میں اس سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں۔ فرمایا یہ تکیہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ فرمایا ان اصحاب ہذہ الصور بعد ہون یوم القیامتہ یقال لہم احيوا ما خلقتم وان الملائکۃ لا تدخل بیتاً فیہ الصور۔ بلاشبہ تصویروں والے لوگوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا انہیں کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا اسے زندہ کرو اور بلاشبہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(بخاری شریف ص ۹۸۱ ج ۲)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بلاشبہ جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں انہیں قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ اور انہیں کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے پیدا کیا اسے زندہ کرو" (مسلم شریف ص ۲۰۹ ج ۲)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "تصور بنانے والوں کو اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۴ ج ۲)

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بلاشبہ قیامت کے روز تصویر بنانے والے ان لوگوں میں سے ہونگے جنہیں سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔" (نسائی شریف ص ۳۰۰ ج ۲)۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس تشریف لائے تو اس وقت میں نے تصویروں والا ایک کپڑا چبوترے پر پھیلا رکھا تھا سو جب آپ نے اسے دیکھا تو آپ نے اسے پھاڑ ڈالا اور فرمایا قیامت کے روز عذاب کی رو سے سخت ترین لوگ وہ ہیں جو اللہ کی مخلوق سے مشابہت پیدا کرتے ہیں (یعنی جاندار اشیاء کی تصویریں بناتے ہیں) (بخاری شریف ص ۸۸۰)۔

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو میں نے تصویروں والا کپڑا پہن رکھا تھا آپ نے جب اسے دیکھا تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا پھر آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے پھاڑا اور فرمایا بے شک قیامت کے روز عذاب کی رو سے سخت ترین لوگ وہ ہیں جو اللہ کی مخلوق سے مشابہت پیدا کرتے ہیں یعنی جاندار کی تصویریں بناتے ہیں (نسائی شریف ص ۳۰۰ ج ۲)

اور انہی سے مروی ہے کہ میں نے ایک سرہانہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا جس میں تصویریں تھیں گو یا وہ تکیہ تھا سو آپ تشریف لائے تو دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارا کیا قصور ہے؟ فرمایا اس سرہانے کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میں نے یہ سرہانہ تیار کیا ہے تاکہ آپ اس پر لیٹا کریں۔ آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی کہ بے شک فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور بلاشبہ جس شخص نے یہ تصویریں بنائی ہیں اسے قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا اسے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے پیدا کیا اسے زندہ کرو۔ (بخاری شریف ص ۲۵۸)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص تصویر بناتا ہے اللہ اُسے اُس تصویر میں روح پھونکنے تک عذاب دے گا۔ حالانکہ وہ اس میں روح نہ پھونکنے گا۔ (ترمذی شریف ص ۲۴۵ ج ۱)

اور حضرت ابو زرہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مروان بن حکم کے گھر میں داخل ہوا اور اس گھر میں تصویریں تھیں آپ فرمانے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو میری مخلوق جیسی شے بنانے لگے سو اُسے ذرہ پیدا کرنا چاہیے اور اُسے دانہ پیدا کرنا چاہیے اور اُسے جو کا دانہ پیدا کرنا چاہیے۔ (شرح معانی الآثار ص ۴۰۱ ج ۲)

اور حضرت سعید بن ابی الحسن فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا اچانک ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابن عباس میں ایک مرد ہوں کہ میرا روزگار میرے ہاتھ کی کمائی ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں آپ نے فرمایا میں تجھے صرف وہی بات بتاؤں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص تصویر بنائے گا اللہ اسے عذاب دے گا یہاں تک کہ وہ اس تصویر میں روح پھونکے۔ اور وہ اس میں کبھی روح نہ پھونکے گا یہ سن کر اس شخص کا دم سخت گھٹنے لگا اور اس کا چہرہ زرد ہونے لگا آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بهذا الشجر و کل شئی لیس فیہ روح۔ اگر تو نے انکار ہی کر دیا ہے مگر اس بات سے کہ تو تصویر بنائے گا تو تجھ پر اس درخت کی اور ہر اس شے کی تصویر بنانا لازم ہے جس میں روح نہیں ہوتی (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۴ ج ۲)۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ قیامت کے روز عذاب کی رو سے سخت ترین لوگ پانچ قسم کے لوگ ہونگے (۱) جس شخص نے کسی نبی کو قتل کیا۔ (۲) یا جس شخص کو کسی نبی نے قتل کیا (۳) یا جس شخص نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو قتل کیا۔ (۴) اور تصویریں بنانے والے لوگ (۵) اور وہ شخص جس نے اپنے علم سے نفع نہ اٹھایا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۵ ج ۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز دوزخ سے ایک گردن نمودار ہوگی جس کی دود کیٹنے والی آنکھیں، دود سننے والے کان اور ایک بولنے والی زبان ہوگی وہ کہے گی کہ مجھے تین شخصوں پر مسلط کیا گیا ہے (۱) ہر ہٹ دھری کرنے والے جبر کرنے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

والے پر۔ (۲) ہر مشرک پر (۳) اور تصویریں بنانے والوں پر۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۵ ج ۲)
اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے
کہ ہر مصوٰر دوزخ میں ہے ہر اس تصویر کے عوض میں جو اس نے بنائی ایک نفس پیدا کیا جائے گا جو اسے
دوزخ میں عذاب دے گا۔ (مسلم شریف ص ۲۱۰ ج ۹۲)

اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر بین کرنے، شعر
گانے، تصویریں بنانے، درندوں کے غیر مدبوغہ چمڑے استعمال کرنے، عورتوں کے بے پردہ ہو کر نکلنے،
گانے بجانے اور خمر و ریشم پہننے سے منع فرمایا۔ (جامع صغیر ص ۱۹۱ ج ۲)۔

اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاتل اللہ
قوماً بصورون مالا یخلقون۔ اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جو ان چیزوں کی تصویر بناتی ہے جنہیں وہ
پیدا نہیں کرتی یعنی اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کی تصویریں بناتی ہے (جامع صغیر ص ۸۰ ج ۲)

اور حضرت ابو جحیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تصویریں بنانے والے شخص پر لعنت بھیجی ہے۔
(بخاری شریف ص ۲۹۸) (شرح معانی الآثار ص ۴۰۲ ج ۲)

تنبیہ

مسلمان جو فوٹو بازی کا شوق رکھتے ہیں اپنے گلے میں کیمرہ لٹکائے رہتے ہیں اور جاندار اشیاء کی تصویریں
کھینچنے کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں اپنی زندگی کے مختلف ادوار کی تصویریں اپنی البم میں سجا کر اپنے پاس محفوظ
رکھتے ہیں وہ ان صحیح صریح سچے ارشادات پر غور کریں اپنی عاقبت کو برباد ہونے سے بچائیں اور اپنی گزشتہ
کوتاہیوں اور شرع شریف کی خلاف ورزیوں سے سچی توبہ کریں اللہ تعالیٰ سے ایسے مسلمانوں کی ہدایت کا
سوال ہے و هو یهدی من یشاء الی صراط مستقیم و هو ولی التوفیق ولا حول ولا
قوة الا باللہ العلی العظیم۔

تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے

پھر اس سے بڑھ کر نحوست رحمت الہی سے دوری اور بد بختی کیا ہوگی کہ جس گھر میں جاندار کی تصویر عزت
کے ساتھ موجود ہو وہاں رحمت خداوندی کے فرشتے داخل نہیں ہوتے حنا نحو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے صحابی رسول شریک غزوہ بدر حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لا تدخل الملائكة بیتاً فیہ کلب ولا صورة۔ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور نہ وہ اس گھر میں داخل ہوتے ہیں جس میں تصویر ہو۔ پھر انہوں نے لفظ صورۃ کی تفسیر میں فرمایا۔ صورة التماثل التي فیہا الا رواح یعنی ان چیزوں کی تصویر جن میں روحمیں ہوتی ہیں۔ یعنی جاندار اشیاء کی تصویریں (بخاری ص ۵۷۰ ج ۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جبریل میری خدمت میں آئے تو انہوں نے عرض کیا میں گذشتہ رات آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے آیا تھا مگر مجھے اس بات نے گھر میں داخل ہونے سے روکا کہ گھر میں مرد کی تصویر تھی اور اس بات نے روکا کہ گھر میں تصویروں والا پردہ تھا اور اس بات نے روکا کہ گھر میں کتا تھا سو آپ حکم دیں تو تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تاکہ وہ درخت کی شکل پر ہو جائے اور تصویروں والے پردہ کے متعلق حکم دیں کہ سے پھاڑ کر دوسرے ہانے بنائے جائیں تاکہ انہیں روندھا جائے اور کتے کے متعلق حکم دیں کہ اسے نکال دیا۔ سورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی کیا (صحیح بیہاری ص ۱۵۰۰)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل سے ایک مقرر وقت میں آنے کا وعدہ لیا مگر وہ نہ آئے تو آپ باہر نکلے اچانک دیکھا کہ جبریل دروازہ پر کھڑے ہیں آپ نے فرمایا تمہیں اندر آنے سے کس بات نے روکا عرض کیا گھر میں ایک کتا ہے اور ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو۔ (ابن ماجہ شریف ص ۲۶۰ ج ۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اذن طلب کیا تو آپ نے حکم فرمایا داخل ہو جاؤ جبریل عرض کرنے لگے میں کیسے داخل ہوں حالانکہ میں ایک تصویر والا پردہ ہے یا تو آپ اس کی تصویروں کے سر کاٹ دیں یا اس پردہ کو چٹائی کی جگہ استعمال کریں تاکہ وہ روندھا جائے کیونکہ ہم فرشتوں کی جماعت اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں (صحیح بیہاری ص ۵۰۰ ج ۱)۔

تنبیہ

مسلمان ان احادیث مبارکہ پر غور کریں اور اپنے گھروں کو جانداروں کی تصویروں سے سہا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تصویر والے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل نہیں ہوتے



بعض صحابہ کرام بھی تصویر والے گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

باب هل يرجع اذا رأى منكراً فى الدعوة میں ہے درأى ابن مسعود صورة فى البيت فرجع اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے گھر میں تصویر دیکھی تو آپ واپس آ گئے (اور دعوت قبول نہ کی) (بخاری شریف ص ۷۷۸)۔

رسول اللہ اپنے گھر سے تصویر والی چیزیں نکلوا دیتے تھے

پھر تصویر کی قباحت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ تصویریں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں اس درجہ مبغوض تھیں کہ آپ اپنے گھر کی جس شے کو دیکھتے کہ اس پر جاندار کی تصویر ہے اسے توڑ دیتے یا گھر سے باہر نکلوا دیتے تھے چنانچہ اس بارہ میں بعض حدیثیں پیچھے گزر چکی ہیں چند اور روایات تبرکاً پیش کی جاتی ہیں تاکہ مسلمان نصیحت حاصل کریں۔ وباللہ التوفیق۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے چبوترے پر ایک پردہ ڈالا تھا جس میں جاندار کی تصویریں تھیں۔ سونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھاڑ دیا۔ (بخاری ص ۳۳۷)

اور انہی سے مروی ہے کہ ہمارے ایک پردہ میں پرندہ کی تصویر تھی۔ جب کوئی شخص گھر میں آتا تو وہ اس کے سامنے ہوتی تھی آپ نے مجھے فرمایا اسے تبدیل کر دو۔ کیونکہ میں جب بھی داخل ہوتا ہوں اور اسے دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آ جاتی ہے۔ (مسلم شریف ص ۲۰۸ ج ۲)

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر سے واپس تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ میں نے اپنے دروازہ پر ایک پردہ ڈالا ہوا ہے جس میں پروں والے گھوڑوں کی تصویریں ہیں سو آپ نے مجھے حکم دیا تو میں نے اسے ہٹا دیا۔ (مسلم شریف ص ۲۰۸ ج ۲)۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک پردہ تھا جس سے انہوں نے اپنے گھر کی ایک جانب کو ڈھانک رکھا تھا سونبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو یہ اپنا پردہ ہٹا دے کیونکہ اس کی تصویریں میری نماز میں پیش ہوتی ہیں۔ (بخاری شریف ص ۵۴)۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لم یکن یتبرک فی بیتہ شیاً فیہ تصالیب الا ناقصہ۔ حضور اپنے گھر میں جس شے میں تصاویریں دیکھتے اسے توڑے بغیر نہ چھوڑتے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۴ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تنبیہ

مسلمان ان حدیثوں پر بھی غور کریں کہ جن تصویروں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی سخت نفرت تھی کیا وہ اس قابل ہیں کہ انہیں ہم اپنے گھروں میں اعزاز و عزت کے ساتھ رکھیں اللہم اہد قومی فانہم لا یعقلون۔

تصویروں سے گھر سجانا منع ہے

چونکہ جاندار کی تصویر شرعاً ممنوع مکروہ و مذموم ہے وہ فرشتوں اور نیکوں کے ارواح کے داخلہ کو منع کرنے والی ہے اس لئے گھروں میں تصویریں سجاوٹ کے طور پر لٹکانے سے منع کیا گیا ہے چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ نہی رسول اللہ ﷺ عن الصورة فی البیت و نہی ان یصنع ذالک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر رکھنے سے منع فرمایا اور تصویر بنانے سے منع فرمایا۔ (ترمذی ص ۲۴۵ ج ۱)

اور حضرت ابوالزبیر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے گھر میں تصویر رکھنے اور تصویر بنانے والے شخص کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ نے ان باتوں سے جھڑکا ہے۔ (شرح معانی الآثار ص ۴۰۰ ج ۲)

اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک تصویر دیکھی۔ سو آپ نے حکم دیا تو پانی کا ایک ڈول لایا گیا۔ پھر آپ پانی اس تصویر پر مارنے لگے اس حال میں کہ آپ یہ فرما رہے تھے اللہ اس قوم کو ہلاک کرے جو ایسی چیز کی تصویر بناتی ہے جسے وہ پیدا نہیں کرتی۔ (شرح معانی الآثار ص ۴۰۰ ج ۲)

مسلمان ان حدیثوں پر بھی غور کریں اور سوچیں کہ آیا گھر میں تصویریں سجا کر رکھنے کی شرع شریف کی طرف سے کوئی اجازت مل سکتی ہے اور اگر کوئی اجازت نہیں مل سکتی تو پھر ہمیں اس سے توبہ کرنی چاہیے۔ اللہ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گھر میں بزرگوں کے فوٹو رکھنا بھی منع ہے

بعض بے علم لوگ سلف صالحین کی بناوٹی تصویریں اپنے گھر میں سجانے اور دیواروں پر آویزاں کرنے کو باعثِ برکت خیال کرتے ہیں اور بعض جہلاء اپنے سلسلہ کے پیروں فقیروں کے عکس اصلی فوٹو اپنے گھروں میں سجا کر رکھتے اور اسے عقیدت مندی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ شرع شریف نے جس طرح عام جاندار چیزوں کے فوٹو گھر میں سجانے سے منع کیا ہے اسی طرح اس نے بزرگانِ دین کی تصویروں سے گھر سجانے سے بھی ممانعت کی ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مرض الوفاۃ میں مبتلاء ہوئے تو آپ کی ایک بیوی نے جن کو ماریہ کہا جاتا تھا ایک کنیہ کا ذکر کیا اور حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حبشہ کی سرزمین میں سے ہو آئی تھیں سو ان دونوں نے اس کنیہ کی خوبصورتی اور اس میں بنی ہوئی تصویروں کا تذکرہ کیا تو آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا۔ اُولَئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا ثُمَّ صَوَّرُوْا بِہٖ تِلْكَ الصُّوْرَ اُولَئِكَ شَرَارُ خَلْقِ اللّٰہِ۔ یہ لوگ جب ان میں کوئی نیک شخص فوت ہوتا تھا تو وہ اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے تھے اور اس مسجد میں یہ تصویریں بناتے تھے یہ اللہ کی مخلوق میں بدترین لوگ ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۵ ج ۲)۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے وقت جب رسول اللہ نے بیت اللہ شریف میں تصویریں دیکھیں تو آپ داخل نہ ہوئے پھر وہ منادی گئیں۔ اور آپ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصویروں کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے ہاتھوں میں پائے تھے آپ نے فرمایا اللہ (ان تصویر بنانے والوں) کو ہلاک کرے۔ خدا کی قسم ان دونوں نے کبھی بھی پانسوں سے تقسیم طلب نہیں کی (بخاری شریف ص ۴۷۳)۔

مسلمان اس مقام پر غور کریں کہ جب کعبہ شریف سے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی تصویریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے منادی گئیں تو پھر کون سے گھر میں کون سے بزرگ کے فوٹو آویزاں کرنے کی اجازت شرع شریف کی طرف سے ملے گی اللہ کریم مسلمانوں کو ہدایت نصیب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرے۔ آمین۔

مورتیوں سے گھر سجانا

بعض لوگ کاغذوں پر بنی ہوئی تصویروں سے گھر سجانے کی بجائے دھات کی بنی ہوئی مورتیوں سے بھی گھروں کی زیب و آسائش کرتے ہیں یہ مورتیاں کاغذی تصویروں سے بھی سخت حکم رکھتی ہیں کیونکہ تصویروں میں تو صرف بتوں سے مشابہت تھی اس لیے ان کا اعزاز کے ساتھ گھر میں رکھنا حرام ہوا یہ مورتیاں تو فی الواقع خود بت ہیں اس لیے ان کا گھر میں عزت کے ساتھ رکھنا بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کم فہم مسلمانوں کو سمجھ نصیب کرے تاکہ وہ یہ جان سکیں کہ مسلمان بت گر نہیں ہوتا اور نہ بت پرست ہوتا ہے بلکہ وہ بت شکن ہوتا ہے اگر بت شرع شریف میں مذموم نہ ہوتے تو انہیں توڑنے کا حکم نہ دیا جاتا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ میں تھے تو آپ نے فرمایا ایاکم ينطلق الى المدينة فلا يدع بها وثناً الا كسره ولا قبراً الا سواه ولا صورة الا لطنحها۔ کون ہے جو مدینہ کی طرف جائے پھر کوئی بت توڑے بغیر اور کوئی قبر درست کیے بغیر اور کوئی تصویر منائے بغیر نہ چھوڑے۔ (البحر الرائق ص ۲۸ ج ۲)۔

کپڑے کی دکانوں میں مورتیوں کی نمائش

آج کل یہ قابل افسوس صورت حال بھی مشاہدہ میں آرہی ہے کہ کپڑا فروش لوگ اپنی دکانوں میں بے حیاء مورتیوں کو خوبصورت لباس سے ملبوس کر کے سر راہ نصب کر دیتے ہیں۔ اس فعل کی قباحت بھی کسی سے پوشیدہ نہیں۔

بچیوں کے لیے گڑیاں خریدنا منع نہیں

حرمت تصاویر کی حدیثوں سے بچیوں کی گڑیوں کی اباحت منسوخ ہوئی یا نہیں بعض علمائے امت کے نزدیک منسوخ ہوگئی۔

چنانچہ امام شرف الدین نووی فرماتے ہیں۔ و ادعی بعضهم ان اباحة اللعب لهن بالبنات منسوخ بهذه الاحادیث۔ اور بعض علماء نے بچیوں کے لئے گڑیوں سے کھیلنے کی اباحت کا ان احادیث

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ (منہاج ص ۲۰۷ ج ۲)

مگر ہمارے علمائے حنفیہ کے نزدیک یہ اباحت منسوخ نہیں ہوئی چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں۔ و فی آخر حظر المجتبیٰ عن ابی یوسف یجوز بیع اللعبة و ان یلعب بها الصبیان اور کتاب المجتبیٰ کے باب الحظر کے آخر میں ہے کہ امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ گڑیاں خریدنا اور بچوں کا ان سے کھیلنا دونوں باتیں جائز ہیں۔ (ردالمحتار ص ۴۸۱ ج ۱)

اور امام صدر الشریعہ لکھتے ہیں "ابوداؤد" نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی وہ کہتی ہیں کہ میں گڑیاں کھیلا کرتی تھی اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت تشریف لاتے کہ لڑکیاں میرے پاس ہوتیں جب حضور تشریف لاتے لڑکیاں چلی جاتیں اور جب حضور چلے جاتے لڑکیاں آ جاتیں۔

اور صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میرے ساتھ چند دوسری لڑکیاں بھی کھیلتیں جب حضور تشریف لاتے تو وہ چھپ جاتیں حضور ان کو میرے پاس بھیج دیتے تو وہ میرے پاس آ کر کھیلنے لگتیں۔

(بہار شریعت ص ۱۲۹ ج ۱۳)

الغرض ان روایات کی بنا پر ہمارے فقہائے حنفیہ نے بچوں کے کھیلنے کے لیے گڑیاں خریدنے اور بچوں کا ان کے ساتھ کھیلنے کو جائز قرار دیا ہے اور گڑیوں کے گھروں میں ہونے کے جواز پر یہی دلیل کافی ہے کہ گڑیاں مقام اہانت میں رکھی جاتی ہیں بلکہ خود ان سے کھیلنے کا عمل ہی ان کی اہانت ثابت کرنے کے لیے کافی ہے۔

تنبیہ

یہ حکم گڑیاں خریدنے اور بچوں کے ان کے ساتھ کھیلنے کے بارہ میں ہے۔ گڑیوں کا بنانا بہر حال ممنوع ہے کہ جس طرح موضع اہانت میں تصویر رکھنے کے لیے تصویر بنانا جائز ہے اسی طرح گڑیاں بنانا ناجائز مگر ان کا خریدنا جائز ہے۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۷ جولائی ۱۹۸۷ء)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اڑتیسواں مقالہ

رشوت خوروں کے برے انجام

کا بیان

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد واله
واصحابه اجمعين اما بعد - جناب چوہدری محمد عارف و چوہدری محمد الیاس ساکنان موضع گلجور
تحصیل سہنہ نے تحریری طور پر یہ سوال پیش کیا۔

"گزارش ہے کہ آپ آئندہ سبیل ہدایت میں پوری تفصیل سے رشوت لینے اور دینے والوں
کے بارہ میں لکھیں اور یہ بھی تحریر کریں کہ رشوت کی رقم سے معاشرہ پر کیا برا اثر پڑا ہے اور اس وقت ہماری
نظر میں رشوت کا کاروبار زوروں پر ہے۔ تو کیا رشوت لینے والے کی نماز قبول ہو سکتی ہے اور کیا رشوت کے
مال سے صدقہ جاریہ یا حج قبول ہو سکتا ہے؟ امید ہے کہ آپ اس بارہ میں سبیل ہدایت ضرور اشاعت
فرمائیں گے۔" تو اس کے جواب میں ہم نے یہ مختصر رسالہ لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے اور
ذریعہ ہدایت بنائے آمین۔

آیت کریمہ

ولاتاكلوا اموالكم بينكم بالباطل و تدلوا بها الى الحكام لتاكلوا الفريقا من اموال
الناس بالاثم وانتم تعلمون ۵ اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس
ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ تم لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو جان بوجھ کر (پ ۲ رکوع ۷)

تفسیر

یعنی کسی کے مال کی خبر ظالم حاکموں کو نہ دو یا اپنا مال بطریق رشوت حاکم تک نہ پہنچاؤ کہ حاکم کو موافق بنا کر
کسی کا مال کھا لو یا جھوٹی گواہی دے کر یا جھوٹی قسم کھا کر یا جھوٹا دعویٰ کر کے کسی کا مال نہ کھاؤ اور تم کو اپنے
ناحق پر ہونے کا علم بھی ہو۔ (حاشیہ مولوی شبیر احمد عثمانی ص ۵۰)

رشوت کا مفہوم

عارف باللہ تعالیٰ امام عبدالغنی نابلسی رشوت کا مفہوم ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ الرشوة
بالكسر ما يعطيه الشخص للحاكم وغيره ليحكم له او يحمله على ما يريد۔ رشوت وہ

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مال ہے جو کسی حاکم وغیرہ کو اس لیے دے کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کرے یا وہ اسے اپنی مراد پر مائل کرے۔ (الحدیقة الندیة ص ۴۵۵ ج ۲۔ رد المحتار ص ۳۳۷ ج ۴)

اور محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ ورشوت مالے است کہ می دہد آن را بشرط آن کہ اعانت کند درمہم وے کذانی فتاویٰ قاضی خان۔ اور رشوت وہ مال ہے جو کوئی شخص اس شرط پر دے کہ لینے والا اس کے ضروری کام میں اس کی مدد کرے گا۔ جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں مذکور ہوا ہے۔

(افہام المعانی ص ۴۷۴ ج ۳)

رشوت کی صورتیں

امام خبازی مختصر محیط السرخسی میں لکھتے ہیں کہ رشوت کی چار صورتیں ہیں۔ (۱) اپنی جان و مال سے خوف دور کرنے یا دوسرے کی بدگوائی سے بچنے کے لیے رشوت دے اس صورت میں رشوت دینا جائز ہے اور لینا جائز نہیں جیسا کہ اس کا مفصل بیان عنقریب آئے گا۔

(۲) کسی کو اس لیے رشوت دے کہ وہ بادشاہ کے پاس اس کا معاملہ درست کر دے اس صورت میں رشوت لینا جائز نہیں اور صحیح روایت میں دینا جائز ہے۔

(۳) کوئی شخص بادشاہ کو اس لیے رشوت دے کہ وہ اسے قاضی بنادے اس صورت میں رشوت کا لینا دینا دونوں ناجائز ہیں۔

(۴) کوئی شخص قاضی کو رشوت دے تاکہ وہ ہر حال میں اس کے حق میں فیصلہ صادر کرے اس صورت میں بھی رشوت لینا دینا دونوں ناجائز ہیں۔ (الحدیقة الندیة ص ۴۵۵ ج ۲)۔

رشوت کا مال حرام ہے

رشوت عدل و انصاف قائم کرنے میں سخت رکاوٹ بنتی ہے اس لئے شرع شریف نے اس کے لین دین کو حرام قرار دیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "چھ باتیں حرام کاموں سے ہیں۔ (۱) رشوة الامام وہی اخبث ذلک کلمہ۔ امام کا رشوت لینا اور یہ ان میں سب سے زیادہ خبیث ہے۔ (۲) کتے کی قیمت۔ (۳) نر کو دوانے کی اجرت۔ (۴) زنا کاری کی اجرت۔ (۵) پھنپنے لگانے کی کمائی۔ (۶) اور نجومی کی شیرینی۔ رواہ ابن مردویہ و ضعفہ

Click For More Books

الجلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔ (جامع صغیر ص ۳۱ ج ۲)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ کل لحم انبتہ السحت فالنار اولیٰ بہ قبل وما السحت قال الرشوة۔ ہر وہ گوشت جسے حرام مال نے اگایا آگ اس سے بہتر ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ حرام مال کیا ہے؟ فرمایا۔ رشوت۔

(کنز العمال بحوالہ رشوت خوروں کا انجام مطبوعہ عالمی ادارہ اشاعت علوم اسلامیہ چملیک ملتان شہر ص ۹)
۳۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بابان من السحت یا کلہما الناس الرشوة ومہر الزانیۃ۔

لوگ دو قسم کے حرام مال کھاتے ہیں۔ رشوت اور زنا کاری کی اجرت۔
(کنز العمال ص ۷۷ ج ۳ بحوالہ مذکورہ بالا)

رشوت دینے والے لعنتی ہیں

رشوت کی قباحت و شاعت جاننے کے لئے یہی کافی ہے کہ رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے چنانچہ محدث مناوی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لعن اللہ الاکل والمطعم الرشوة۔

اللہ نے رشوت کھانے والے اور کھلانے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔ (کنز الحقائق ص ۶۷ ج ۲)
۲۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کے بارہ میں رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔ رواہ احمد والترمذی والحاکم وصحیحہ الجلال السیوطی (جامع صغیر ص ۱۲۳ ج ۲)

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔ رواہ ابو داؤد وابن ماجہ ورواہ الترمذی عن ابی ہریرۃ وقال هذا حدیث حسن صحیح۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(مشکوٰۃ ص ۵۳ ج ۲۔ سنن ابی داؤد ص ۱۴۸ ج ۲) (جامع الترمذی ص ۱۹۴ ج ۱)

(۴) اور امام احمد و بیہقی کتاب شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی والرائش یعنی الذی یمشی بینہما۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے اور رشوت دلانے والے تینوں پر لعنت کی ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۵۳ ج ۲۔ جامع صغیر ص ۱۲۴ ج ۲)

۵ اور محدث ابن ماجہ اپنی سنن کے باب التغلیظ فی الحیف والرشوة میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعنة اللہ علی الراشی والمرتشی۔ رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہو۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۶۷ ج ۱)

وقال المحدث ابو عیسیٰ الترمذی و فی الباب عن عبد اللہ بن عمرو و عائشة و ابن ابی حذیفہ و ام سلمہ و حدیث ابی ہریرہ حدیث حسن و قد روی هذا الحدیث عن ابی سلمہ بن عبد الرحمن عن عبد اللہ بن عمرو و روی عن ابی سلمہ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و لا یصح و سمعت عبد اللہ بن عبد الرحمن یقول حدیث ابی سلمہ عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم احسن شئی فی هذا الباب و اصح۔

(جامع ترمذی شریف ص ۱۹۴ ج ۱)

تنبیہ

ان احادیث مبارکہ میں اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر لعنت کی ہے لیکن جیسا کہ رشوت کی صورتوں کے بیان میں گزارشارحین فرماتے ہیں کہ ان احادیث میں رشوت دینے والے سے مراد صرف وہی رشوت دینے والا ہے جو دوسرے کا حق مارنے کے لئے رشوت دے۔ چنانچہ امام محمد برکلی حنفی کتاب مستطاب الطریقۃ المحمدیہ میں لکھتے ہیں۔

ومنها اخذ الرشوة واعطاءها الا لدفع الظلم۔ اور ہاتھ کی آفتوں میں سے ایک آفت رشوت کا لینا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور رشوت کا دینا ہے مگر ظلم کے دفع کے لیے (رشوت دینا آفت نہیں)۔ (الحدیقۃ النندیہ ص ۴۵۵ ج ۲)
(۲) اور اس کی شرح میں امام عبدالغنی نابلسی لکھتے ہیں "اور میرے والد صاحب کی کتاب شرح الدرر میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی جان سے خوف دور کرنے کے لئے رشوت دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔"
(الحدیقۃ النندیہ ص ۴۵۵ ج ۲)

(۴) اور امام زاہدی کتاب المجتبیٰ میں لکھتے ہیں۔ اپنی جان و مال سے ظلم ہٹانے اور اپنا حق نکالنے کے لیے ظالم بادشاہ کو مال دے تو یہ رشوت نہیں یعنی دینے والے کے حق میں رشوت نہیں۔ (رد المحتار ص ۳۰۰ ج ۵)
(۵) اور محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ و رشوت بضم و کسر آنچہ دادہ شود برائے ابطال حق و اثبات باطل اما اگر برائے اثبات حق و دفع ظلم از نفس بدھند لا باس بہ است وہم جنس گیرندہ اگر سعی کنند در رسیدن حق بصاحب حق یا دفع ظلم ازوے ام گفتہ اند کہ این در غیر قضاة و ولایة است زیرا کہ سعی در اصابت حق و اثبات آن و دفع ظلم از مظلوم واجب است برایشان پس روانباشد اجر گرفتن بر آن :- اور رشوت وہ شے ہے جو حق کو باطل کرنے اور باطل کو حق ثابت کرنے کے لئے دی جائے اور اگر حق کو ثابت کرنے اور جان سے ظلم دور کرنے کے لئے دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اس شخص کا بھی یہی حکم ہے جو حق و ارتکاح پہنچانے اور اسے ثابت کرنے اور اس سے ظلم دور کرنے کی کوشش کرے اور اپنی اجرت لے۔ ہاں علماء فرماتے ہیں کہ مزدوری قاضیوں اور حاکموں کے غیر کے لئے حلال ہے۔ ان کے لئے حلال نہیں کیونکہ ان پر حقد ارتکاح پہنچانا اور مظلوم سے ظلم دور کرنا واجب ہے۔ سو انہیں اس کی اجرت لینا جائز نہ ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات ص ۳۲۶ ج ۳)

رشوت دینے لینے والے دوزخی ہیں

اثبات باطل اور ابطال حق کے لئے رشوت دینے لینے والوں کو بعض احادیث مبارکہ میں دوزخ کی وعید کی گئی ہے چنانچہ محدث ابویعلیٰ حضرت خدیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "حکام عادل و ظالم سب کو قیامت کے دن پل صراط پر روکا جائے گا۔ پھر اللہ عزوجل فرمائے گا۔ تم سے میرا مطالبہ ہے کہ جس حاکم نے فیصلہ میں ظلم کیا ہوگا اور رشوت لی ہوگی اور صرف ایک

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فریق کی بات توجہ سے سنی ہوگی اسے جہنم کی اتنی گہرائی میں ڈالا جائے گا جس کی مسافت ستر سال ہے۔" (بہار شریعت ص ۵۳ ج ۱۲)

(۲) اور محدث طبرانی معجم صغیر میں حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا الراشی والمرشی فی النار۔ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں دوزخ میں ہیں۔ (جامع صغیر ص ۲۵ ج ۲ کنوز الحقائق ص ۱۳۹ ج ۱)

رشوت خوری سے بزولی پیدا ہوتی ہے

جو قوم رشوت خوری کی عادی ہو اللہ تعالیٰ اسے بزول بنا دیتا ہے اور اس کے دل سے جرأت مندی ختم ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما من قوم یظهر فیہم الزنا الا اخذوا بالسنۃ وما من قوم یظهر فیہم الرشا الا اخذوا بالرعب۔ کوئی ایسی قوم نہیں جس میں زنا ظاہر ہو مگر وہ قحط سالی میں گرفتار کی جاتی ہے اور کوئی ایسی قوم نہیں جس میں رشوتیں ظاہر ہوں مگر دشمن کے رعب میں مبتلا کی جاتی ہے۔ رواہ احمد۔ (مشکوٰۃ ص ۴۱ ج ۲)

رشوت سے بچنے کا ثواب

امام بیہقی اور امام ابن عساکر صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا "حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب تو کن لوگوں کو حظیرۃ القدس (جنت) میں بسائے گا اور کن لوگوں کو تو اس دن اپنے عرش کے سایہ میں بسائے گا جس دن تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ فرمایا اولئک الذین لا تنظر اعیینہم فی الزناء ولا یتصون فی اموالہم الربا ولا یأخذون علی احکامہم الرشاء اولئک طوبیٰ لہم وحسن مآب۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی آنکھیں زنا میں نہیں دیکھتیں اور وہ اپنے مالوں میں سود نہیں ڈھونڈتے اور اپنے فیصلوں پر رشوتیں نہیں لیتے یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے بہتری اور اچھا ٹھکانہ ہے (البدور السافرہ ص ۵۵)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قاضی کی رشوت میں وعید شدید ہے

یوں تو سب حاکموں کے لئے رشوت لینا شرعاً حرام اور موجب لعنت و عذاب جہنم ہے لیکن قاضی کے لئے اس کی ممانعت اور زیادہ سخت جرم ہے کیونکہ تمام تر معاملات کا انحصار اسی کے فیصلوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اخذ الامیر الہدیۃ سحت و قبول القاضی الرشوة کفر :- حاکم وقت کا ہدیہ لینا حرام ہے اور قاضی کا رشوت قبول کرنا کفر ہے۔ رواہ الامام احمد فی کتاب الزہد و حسنہ الجلال ایسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ (جامع صغیر ص ۱۳ ج ۱)

مسائل ضروریہ

(۱) قاضی کو ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں ہے بلکہ رشوت ہے جیسا کہ آج کل لوگ حکام کو ڈالی کے نام سے دیتے ہیں اور اس سے مقصود صرف یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی معاملہ ہوگا تو ہمارے ساتھ رعایت ہوگی۔

(در مختار ص ۳۴۵ ج ۴)

(۲) قاضی کو جس طرح ہدیہ لینا جائز نہیں اس طرح اسے دوسرے تبرعات بھی ناجائز ہیں مثلاً قرض لینا یا رعایت لینا کسی سے کوئی کام مفت کرانا بلکہ واجبی اجرت سے کم دے کر کام لینا بھی جائز نہیں۔

(رد المحتار ص ۳۴۵ ج ۴)

(۳) واعظ و مفتی و مدرس و امام مسجد ہدیہ قبول کر سکتے ہیں کہ ان کو جو کچھ دیا جاتا ہے وہ ان کے علم کا اعزاز ہے۔ کسی چیز کی رشوت نہیں ہاں اگر مفتی کو اس لئے ہدیہ دے کہ وہ فتویٰ میں رعایت کرے گا تو یہ دینا لینا حرام ہے۔ (رد المحتار ص ۳۴۵ ج ۴)

(۴) قاضی کو ہاشاہ یا حاکم بالانے ہدیہ دیا تو لینا جائز ہے۔ یوں ہی قاضی کے کسی رشتہ دار محرم نے ہدیہ دیا جو اس کے قاضی بننے سے پہلے بھی دیا کرتا تھا۔ اور اتنا ہی دیا جتنا پہلے دیا کرتا تھا تو قبول کر سکتا ہے بشرطیکہ اس کا مقدمہ اس کے پاس دائر نہ ہو۔ (در مختار ص ۳۴۶ ج ۴)

(۵) قاضی کے لئے دعوت خاصہ (جو خاص اسی کے لئے دی جائے) قبول کرنا جائز نہیں ہاں دعوت عامہ قبول کر سکتا ہے (در مختار ص ۳۴۶ ج ۴)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

سرکاری ملازمین کو رشوت لینا حرام ہے

جس طرح قاضی کو رشوت دینا کہ وہ فیصلہ میں رعایت کرے گا حرام ہے اسی طرح دوسرے سرکاری حکام کو رشوت دینا کہ وہ مقدمہ میں رعایت سے کام لیں گے شرعاً ناجائز ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسد کے ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا "یہ مال تمہارا ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہوا ہے" یہ سن کر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد فرمایا "کیا حال ہے اس عامل کا جس کو ہم بھیجتے ہیں اور وہ آکر یہ کہتا ہے کہ یہ آپ کے لئے ہے اور یہ میرے لئے ہے؟ وہ اپنے باپ یا ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہا اور دیکھتا کہ اسے ہدیہ کیا جاتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ایسا شخص قیامت کے دن اس چیز کو اپنی گردن پر لا کر آئے گا۔ اگر اونٹ ہے تو وہ بڑا بڑا لے گا اور اگر گائے ہے تو وہ باں باں کرے گی اور بکری ہے تو میں میں کہے گی۔ پھر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں کو اتنا بلند کیا کہ بغل مبارک کی سفیدی ظاہر ہونے لگی۔ اور تین بار آپ نے یہ کلمہ کہا۔ خبردار میں نے پہنچا دیا"

(جامع صغیر ص ۶۴ ج ۱)

باطل کی سفارش بھی منع ہے

اثبات باطل و ابطال حق کی غرض سے سفارش کرنا بھی سخت ناجائز ہے۔ جیسا کہ آج کل کے وکیل جھوٹی وکالتیں کرتے ہیں چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو کسی کی سفارش کرے اور وہ اس کے لئے کچھ ہدیہ دے اور یہ قبول کرے تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ پر آگیا" (ابوداؤد بحوالہ بہار شریف ص ۵۴ ج ۱۲)

رشوت خور کی دعوت قبول کرنا

امام فقیہ ابو یوسف سے اس شخص کے بارہ میں پوچھا گیا جس نے بادشاہ کے حکم سے مال حاصل کیا یا حرام ذرائع سے حاصل کیا تو کیا اس کے ہاں کھانا کھانا حلال ہے؟ فرمایا میں اس کی ذمہ داری کے پیش نظر پسند نہیں کرتا کہ وہ اس کے پاس کھانا کھائے اور وہ کھانا جو پیش کیا گیا ہے۔ غصب یا رشوت سے مال سے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تیار نہیں کیا گیا تو قضاء اس کو کھانا حلال ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ص ۳۵۰ ج ۵)

رشوت کا مال نیک کام میں خرچ کرنا وبال ہے

چونکہ مال رشوت حرام ہے اس لیے اسے دوسرے حرام مالوں کی طرح نیک کام میں خرچ کیا جائے تو اس میں اجر و ثواب نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص گناہ کے ذریعہ سے مال حاصل کرے پھر وہ اس مال سے صلہ رحمی کرے یا صدقہ کرے یا اسے راہ خدا میں خرچ کرے تو اس کا وہ سارا مال اللہ تعالیٰ جمع کرے گا پھر وہ اسے آگ میں ڈال دے گا۔

(مختصر احیاء علوم الدین ص ۱۰۷۔ نزہۃ الناظرین ص ۱۵۸)

رشوت کا مال واپس کرنا شرعاً واجب ہوتا ہے۔

جس طرح دوسرے حرام ذرائع سے ملنے والا مال مالک کو واپس دے دینا شرعاً واجب ہے اسی طرح رشوت کا مال رشوت دینے والے کو واپس کرنا شرعاً واجب ہوتا ہے اور لینے والے کے قبضہ سے وہ اس کی ملک میں نہیں جاتا چنانچہ امام ابن عابدین شامی حاشیہ در مختار میں لکھتے ہیں۔ (قوله الرشوة لا تملك بالقبض) فله الرجوع بها۔ رشوت قبضہ سے سبب سے ملک میں نہیں آتی سو رشوت دینے والے کو اسے واپس لینے کا حق ہے۔ (رد المحتار ص ۳۰۰ ج ۵)۔

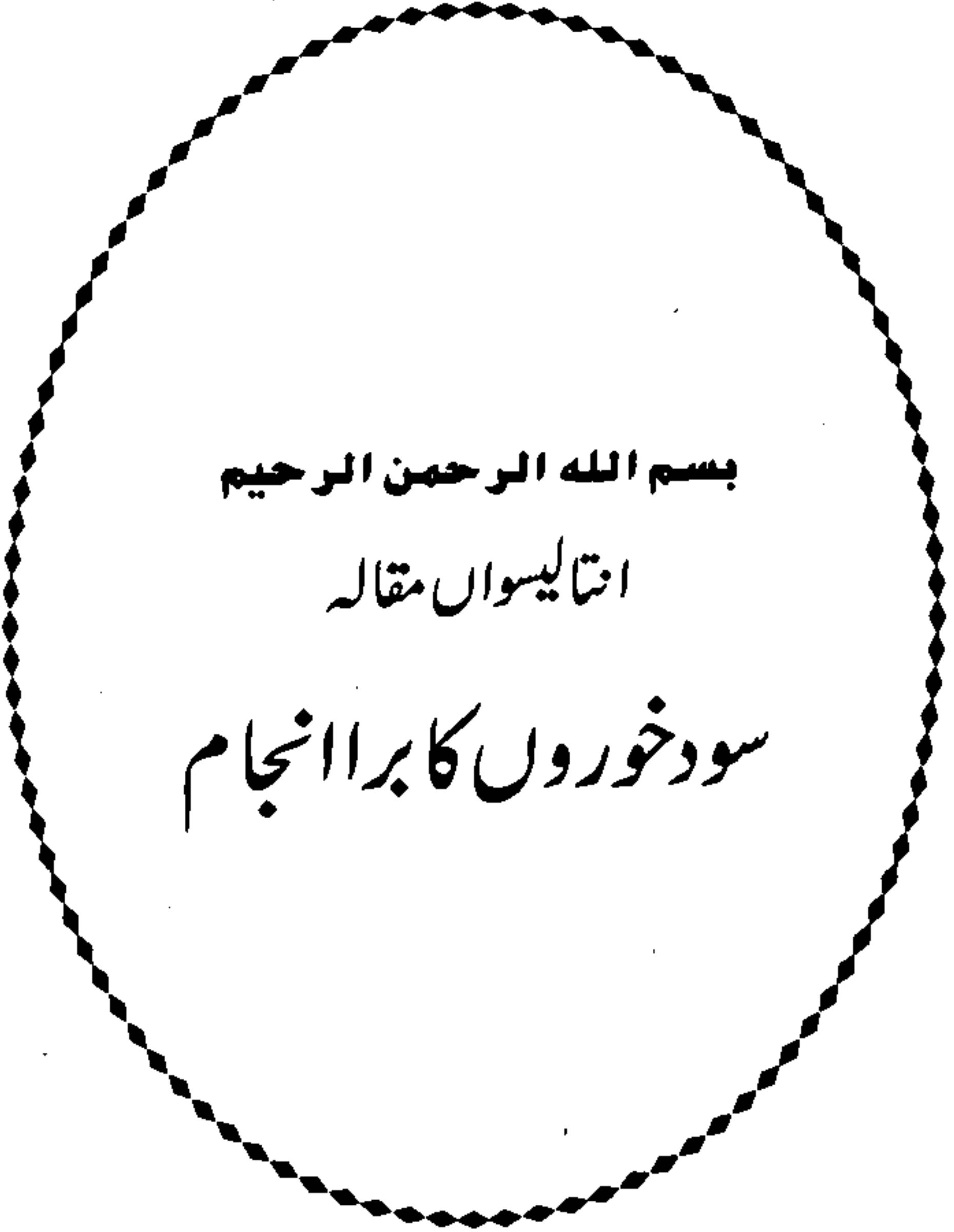
آخری گزارش

یہاں تک جو کچھ پیش کیا گیا ہے۔ مسلمان اسے غور سے پڑھیں، سمجھیں اور عمل کرنے کی کوشش کریں باطل کو ثابت کرنے اور حق کو باطل کرنے کے لئے رشوت دے کر نہ خود لعنتی اور دوزخی بنیں اور نہ حکام و قضاة کو لعنت و دوزخ کے عذاب کا مستحق بنائیں۔ یونہی حکام و قضاة کو بھی خوف خدا سے کالم لینا چاہیے اور ایسے حالات پیدا نہیں کرنے چاہیں جن سے مجبور ہو کر لوگ انہیں رشوتیں دیں۔ کیونکہ اس صورت میں سارا وبال خود ان حالات کے پیدا کرنے والوں کی گردنوں پر پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو راہ راست کی توفیق بخشے آمین۔

(۱۵ دسمبر ۱۹۸۹ء)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على شفيح الاشقياء والمذنبين
وعلى آله واصحابه اجمعين اما بعد۔ اس رسالہ میں سود خوروں کا برا انجام کتاب و سنت کی روشنی
میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے موجب ہدایت بنائے۔ آمین۔

سود حرام قطعی ہے۔ اس کی حرمت کا منکر خارج از اسلام ہے۔ حرام سمجھ کر سود کا کاروبار کرنے والا سخت
گناہگار فاسق مردود الشہادۃ ہے۔ امام فخر الدین زیلعی حنفی فرماتے ہیں۔ سود کتاب سنت اور اجماع امت
کی رو سے حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "اور اللہ نے بیع حلال کی اور سود حرام کیا۔" اور رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سودی کاروبار کا گواہ بننے والے، سود کا معاملہ لکھنے
والے پر لعنت فرمائی۔ اور پوری امت کا سود کی حرمت پر اتفاق ہو چکا ہے۔ حتیٰ کہ اس کی حرمت کے منکر کو
کافر قرار دیا جائے گا۔" (تبیین الحقائق ص ۸۵ ج ۲)

آیات مبارکہ

سود کے متعلق چند آیات و احادیث یہاں نقل کی جاتی ہیں وباللہ التوفیق۔

۱۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ اس شخص کی طرح اٹھیں گے، جسے شیطان نے
چھو کر پاگل بنا دیا ہے۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے کہا بیع سود کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال
کیا، اور سود کو حرام قرار دیا۔ سو جس کے پاس اللہ کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ (سود سے) باز آ گیا تو
اسے جو کچھ اس سے پہلے کر چکا ہے معاف ہے۔ اور جو پھر ایسا ہی کریں تو وہ دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ
رہیں گے۔" (پ ۳۔ رکوع ۶)

۲۔ اور اللہ عز و جل فرماتا ہے۔ "اللہ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقات کو پالتا ہے۔ اور اللہ ہر ناشکر، بدکار کو پسند
نہیں کرتا۔" (پ ۳۔ رکوع ۶)

۳۔ اور رب کریم جل جلالہ فرماتا ہے۔ "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو جو کچھ تمہارا سود
رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو پھر اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لڑائی کا اعلان ہے۔ اور اگر
تم توبہ کرو تو تمہیں تمہارا اصل مال ملے گا۔ نہ تم ظلم کرو۔ نہ تم پر ظلم کیا جائے۔" (پ ۳ رکوع ۶)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۴۔ اور اللہ کریم عز شانہ فرماتا ہے۔ "اے ایمان والو! دو ٹا دون سود نہ کھاؤ۔ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار رکھی گئی ہے۔ اور اللہ اور رسول کی بات مانو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔" (پ ۴۔ رکوع ۵)

۵۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ "جو کچھ تم نے سود پر دیا تاکہ وہ لوگوں کے مال میں بڑھتا رہے وہ اللہ کے پاس نہیں بڑھے گا اور جو کچھ تم نے زکوٰۃ میں دیا اللہ کی خوشنودی چاہتے ہوئے تو یہ لوگ اپنا مال دگنا کرنے والے ہیں۔" (پ ۲۱ رکوع ۷)

احادیث مبارکہ

۱۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ "سود کا ایک درہم جسے آدمی جان بوجھ کر کھانے چھتیس زناؤں سے زیادہ سخت ہے۔" رواہ احمد والدارقطنی عن عبداللہ بن الخنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما (مشکوٰۃ ص ۲۲۲ ج ۱)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "سود اگر چہ زیادہ ہو کمی کی طرف لوٹتا ہے۔" رواہ ابن ماجہ والبیہقی و احمد عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۲ جلد ۱)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "سود کی ستر جزئیں ہیں ان میں سب سے ہلکی جز یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔" (مشکوٰۃ ص ۲۲۲ ج ۱)

۴۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ "جس شخص نے سود کے ذریعہ سے اپنا مال بڑھایا بالآخر اس کا مال کمی کی طرف لوٹے گا۔" (بن ماجہ ص ۱۶۴)

۵۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "معراج کی رات میرا گزرا ایک قوم پر ہوا جن کے پیٹ گھروں کی طرح بڑے بڑے تھے اور ان پیٹوں میں سانپ تھے، جو باہر سے دکھائی دے رہے تھے۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا، یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔" (مشکوٰۃ ص ۲۲۲ ج ۱)

۶۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، "سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو۔" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا، جادو کرنا، ناحق کسی جان کو قتل

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا اور جنگ کے دن میدان جنگ سے پیٹھ پھیرنا۔ "رواہ البخاری و مسلم عن ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (نزہۃ الناظرین ص ۱۵۷)

۷۔ اور نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "اللہ کو لازم ہے کہ وہ چار شخصوں کو جنت میں داخل نہ کرے، اور انھیں جنت کی نعمتیں نہ چکھائے اور وہ یہ ہیں، شراب پینے کا عادی، سود کھانے والا، اور سود کا معاملہ لکھنے والا اور سود کھلانے والا اور سود کے لین دین پر گواہ بننے والے دونوں شخص اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور وہ چاروں گناہ میں برابر ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۱ ج ۱)

۹۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار شخصوں پر لعنت بھیجتے ہوئے سنا اور وہ یہ ہیں۔ سود کھانے والا، سود کھلانے والا، سود کا معاملہ لکھنے والا اور زکوٰۃ روکنے والا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت پر بین کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۲ ج ۱)

مقام غور ہے

کہ سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کا معاملہ لکھنے والے اور سودی کاروبار کا گواہ بننے والے کے متعلق یہ کیسے سخت ارشادات وارد ہوئے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت نصیب کرے اور حق پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

سود کا مفہوم

اصطلاح شرع میں سود کیا ہے؟ امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "عقد معاوضہ میں جب دونوں طرف مال ہو اور ایک طرف زیادتی ہو کہ اس زیادتی کے مقابلہ میں دوسری طرف کچھ نہ ہو، تو یہ زیادتی سود ہے، جس چیز پر سود کا دار و مدار ہے وہ قدر مع الجنس ہے۔ قدر سے مراد وزن یا ماپ ہے۔ یعنی جو چیز ماپ یا تول سے ہکتی ہے جب اس کو اپنی جنس سے بدلا جائے مثلاً گہیوں کے بدلہ میں گہیوں لئے جائیں یا جو کے عوض جو لئے جائیں اور ایک طرف زیادتی ہو تو یہ زیادتی حرام اور سود ہے۔ اگر وہ ماپ اور تول کی نہیں یا ایک جنس کو دوسری سے بدلا جائے تو ان دو صورتوں میں زیادتی سود نہیں۔

(بہار شریعت ص ۱۳۶ ج ۱۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہم جنس ہونے کا معیار

"جنس کے اختلاف و اتحاد میں اصل کا اتحاد و اختلاف معتبر نہیں۔ بلکہ مقصود کا اختلاف جنس کو مختلف کر دیتا ہے۔ اگرچہ ان کی اصل متحد ہو۔ مثلاً سوتی کپڑے سوت یا روئی کے بدلہ میں بیچنا مطلقاً جائز ہے کہ ان کی جنس مختلف ہے۔ یوں ہی روئی کے عوض سوت بیچنا بھی جائز ہے۔ اسی طرح اون کے بدلے اون کی کپڑے خریدنا یا ریشم کے عوض ریشمی کپڑے خریدنا بھی جائز۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ روئی اور سوت اور کپڑے کے مقاصد مختلف ہیں۔"

(بہار شریعت ص ۱۵۰ جلد ۱۱)

سود کی قسمیں

سود کی دو قسمیں ہیں۔ رباء الفضل اور رباء النسیہ، چنانچہ امام صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "قدر اور جنس دونوں موجود ہوں تو کمی بیشی بھی حرام ہے۔ اس کو رباء الفضل کہتے ہیں۔ اور ایک طرف نقد ہو، دوسری طرف ادھار یہ بھی حرام ہے اس کو رباء النسیہ کہتے ہیں۔ مثلاً گھیوں کو گھیوں کے بدلہ میں بیچے تو کمی بیشی حرام ہے۔ اور اگر قدر و جنس میں سے ایک موجود ہو تو کمی بیشی جائز ہے۔ جبکہ یہ بیع دست بدست ہو۔ اور اگر قدر و جنس دونوں نہ ہوں تو کمی بیشی اور ادھار دونوں جائز ہیں۔ مثلاً گھیوں روپے سے لئے تو کمی بیشی بھی جائز ہے، اور ادھار بھی جائز ہے۔" (بہار شریعت)

قرض میں سود

قرض دیا اور ٹھہرا لیا کہ جتنا دیا ہے اس سے زیادہ لے گا۔ جیسا کہ آج کل سود خوروں کا طریقہ ہے روپے دو روپے سینکڑہ ماہوار سود ٹھہرا لیتے ہیں یہ حرام ہے۔ یونہی اگر قرض دیتے وقت کسی قسم کے نفع کی شرط کرے تو یہ ناجائز ہے۔ مثلاً یہ شرط ٹھہرائی کہ قرض لینے والا قرض دینے والے سے کوئی شے مہنگے داموں خریدے گا یا فلاں شہر میں قرض کی ادائیگی کرے گا۔ (بہار شریعت ص ۱۳۷ ج ۱۱)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

رہن میں سود

آج کل سود خوروں کا عام طریقہ یہ ہے کہ وہ قرض دے کر مکان یا کھیت رہن رکھ لیتے ہیں۔ مکان میں مرتہن سکونت اختیار کرتا ہے۔ اور کھیت کی پیداوار خود کھاتا ہے۔ اور پھر پورا قرض وصول کر کے یہ چیزیں مالک کو واپس کرتا ہے یہ خالص سود ہے۔ اس سے بچنا واجب ہے۔ (بہار شریعت ص ۱۳۸ ج ۱۱)

نوٹ کی حقیقت

چونکہ آج کل لین دین نوٹوں کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ اس لئے نوٹ کی حقیقت کا جاننا ضروری ہے۔ اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں۔ "نوٹ اصل میں ایک متاع ہے۔ اس لئے کہ وہ ایک پرچہ کاغذ ہے۔ اور اصطلاح میں قیمت ثمن ہے کیونکہ اس کے ساتھ ثمن کا سامعہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ رقمیں جو اس پر مرقوم ہیں یہ اس کی ثمنیت کا ثمن اصلی سے اندازہ ہے۔" (کفل الفقیہ ص ۲۴)

اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ "نوٹ کی اصل تو معلوم ہے کہ وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے، اور کاغذ مال متقوم ہے۔ اور اس سکے نے اسے کچھ زیادہ نہ کیا مگر یہی کہ لوگوں کی رغبتیں اس کی طرف بڑھ گئیں اور وقت حاجت کے لئے اٹھار کھنے کے زیادہ لائق ہو گیا۔" (کفل الفقیہ)

اور تیسری جگہ فرماتے ہیں۔ "نوٹ وہ چیز ہے جس کا لین دین گن کر ہوتا ہے۔ اور دو نوٹوں میں اصلاً تفاوت نہیں سمجھا جاتا۔ جبکہ وہ ایک ٹکسال کے ہوں۔" (کفل الفقیہ ص ۲۷)

نوٹ کا قرضہ

جب یہ ثابت ہو گیا کہ نوٹ مال متقوم مثلی عددی غیر متفاوت اور ثمن اصطلاحی ہے تو لا محالہ اسے قرض میں دینا جائز ہوگا۔ امام صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ "جو چیز قرض لی جائے اس کا مثلی ہونا شرط ہے۔ یعنی ماپ کی چیز ہو یا تول کی ہو یا گنتی کی ہو۔ مگر گنتی کی چیزوں میں یہ شرط ہے کہ اس کے افراد میں زیادہ تفاوت نہ ہو۔ جیسے انڈے وغیرہ۔" (بہار شریعت ص ۱۳۴ ج ۱۱)

بنک کی رقم کی شرعی حیثیت

بنک میں جو رقم جمع کرائی جائے وہ قرض کے حکم میں ہوتی ہے۔ خواہ اس پر سود مشروط ہو یا نہ ہو۔ امام صدر الشریعہ فرماتے ہیں۔ "جس چیز کا قرض جائز ہے اسے عاریت کے طور پر لیا تو وہ قرض ہے۔" ثانیاً یہ رقم بنک والوں کے پاس بطور ودیعت نہیں ہوتی۔ کیونکہ ودیعت میں مودع کا تصرف ممنوع ہوتا ہے۔ حالانکہ بنک والے منافع اسی لئے دیتے ہیں کہ وہ اس رقم میں تصرف کر کے خود منافع حاصل کرتے ہیں مثلاً ودیعت مودع کے پاس بطور امانت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ اس کے صنع کے بغیر ہلاک ہو جائے تو اس پر اس کی کوئی ضمان نہیں۔ حالانکہ بنک والے بنک میں جمع شدہ رقم کے ضامن ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ بطور قرض ہوتی ہے۔ اس پر سود مشروط ہو یا نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

منافع بنک کی شرعی حیثیت

چونکہ بنک میں جمع شدہ رقم بطور قرض ہوتی ہے اور قرض میں سود کا تحقق ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس پر زیادتی لینے دینے کی صورت میں زیادتی سود اور حرام ہوگی چنانچہ مولانا غلام رسول سعیدی رقم طراز ہیں۔

بنک سے سود لینے کا حکم

بنک قرض پر سود ادا کرتا ہے۔ اور رباء النسیہ کی تعریف میں آتا ہے۔ جس طرح خنزیر اور مردار کا کھانا حرام ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ سود کی رقم لے کر کسی غریب کو دی جائے۔ یہ تجویز دو وجہ سے باطل ہے۔ اول تو جب اس نے سود لے لیا تو اس نے حرام قطعی کا

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ارتکاب کیا اور اگر اس کو حلال سمجھ کر لیا تو فقہاء کی تصریح کے مطابق وہ کافر ہو گیا کیونکہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے۔ اور اگر حرام سمجھ کر لیا تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا۔ اور جب بالقصد یہ سود کی رقم کسی غریب شخص کو دی تو از روئے حدیث لعن اللہ علیٰ اکل الرباء ومؤکلہ (اللہ نے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر لعنت کی) یہ سود کی رقم کھلانے والا لعنت کا مستحق قرار پایا علامہ علاء الدین ہسکفی فرماتے ہیں۔ شرح وہبانیہ میں بزاز یہ سے منقول ہوا کہ جب کوئی شخص حرام قطعی سے مال صدقہ کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ اور علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں، کسی شخص نے اس مال سے صدقہ کیا جو حرام قطعی ہے اور ثواب کی امید رکھی تو کافر ہو گیا۔ اور اگر فقیر کو مال کی حرمت کا علم ہے اور اس نے دینے والے کو دعاء دی اور اس نے آمین کہی تو وہ دونوں کافر ہو گئے۔

اس تفصیل سے ظاہر ہوا کہ بالقصد مال حرام کو حلال سمجھ کر لینا کفر ہے۔ اور حرام سمجھ کر لینا گناہ کبیرہ ہے۔ اور بالقصد لے کر اس کو کسی شخص کو کھلانا گناہ کبیرہ ہے اور لعنت کا مصداق بھی۔ اب ایک سوال یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے شامت اعمال سے سود لے لیا ہے۔ اور اب وہ اپنے اس فعل پر نادم و تائب ہے اور اس کا مداوا کرنا چاہتا ہے، تو وہ کیا کرے۔ اس کا حل فقہاء نے یہ بتایا ہے کہ وہ سود کی رقم مقروض کو واپس کر دے اور اگر ایسا نہ ہو سکتا ہو تو مقروض کی طرف سے صدقہ کی نیت کر کے وہ رقم کسی غریب شخص کو دے دے۔ تاکہ وہ اپنے ذمہ سے سبکدوش ہو جائے۔ چنانچہ علامہ شامی فرماتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس کے پاس مال حرام ہو، اگر وہ اس کے مالک کو جانتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس کے مالک کو دے دے اور اگر مالک کا علم نہیں تو یہ مال اس کے لئے حلال نہیں ہے، مالک کی طرف سے نیت کر کے وہ مال کسی غریب آدمی کو بطور صدقہ دے دے۔"

(مقالات سعیدی ص ۴۲۴)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پیشن گوئی

آج کل کے منافع بنک کے سود ہونے پر نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد صاف صاف دلالت کرتا ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب سود کھانے سے کوئی نہ بچے گا۔ اور اگر کوئی سود نہ کھائے گا تو اسے سود کا غبار یا دھواں ضرور پہنچے گا (مشکوٰۃ ص ۲۲۱ ج ۱)

سود کے غبار یا دھواں پہنچنے کی شرح میں محشی فرماتے ہیں، سود کے غبار یا دھواں سے مراد اس کا اثر ہے۔ اور وہ اس طرح پہنچیں گے کہ یا تو وہ سود کا روپیہ کھلانے والا ہوگا۔ یا سودی کاروبار کا گواہ بنے گا۔ یا سود کا معاملہ لکھنے والا ہوگا۔ یا سودی کاروبار بڑھانے میں کوشاں ہوگا۔ "اعاذنا اللہ تعالیٰ منہ۔"

سبحان اللہ! آج کل کی سودی بنک کاری کے متعلق سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی صراحت سے حکم شرع سنایا۔ اللہ کریم ہمیں عمل کی توفیق بخشے آمین۔

ایک قول کی تصحیح

ایک صاحب لکھتے ہیں۔ "بنک کا سود۔ پہلے معلوم ہو چکا ہے، کہ کفار سے نفع لینا سود نہیں، بلکہ حلال ہے۔ لہذا آج کل سیونگ بنک، بنک آف انڈیا وغیرہ کفار کے سارے بنکوں سے نفع لینا حلال ہے اگرچہ لوگ اسے سود کہتے ہیں، مگر یہ شرعاً سود نہیں۔ البتہ مسلمانوں کے بنک سے منافع لینا حرام ہوگا۔ مگر نوٹ کے لین دین میں سب سے نفع لیا جاسکتا ہے۔" "اھ بلفظہ۔"

یہ قول صحیح معلوم نہیں ہوتا کیونکہ آج کل مسلمان ملکوں میں بھی نوٹ ہی کے ذریعہ سے لین دین ہوتا ہے۔ بنک والے نوٹ بطور قرضہ لیتے ہیں اور مقررہ شرح و معینہ مدت پر نفع دیتے ہیں۔

اگرچہ نوٹ کو نوٹ کے عوض کمی بیشی کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔ کیونکہ نوٹ نہ وزنی ہے نہ کیلی، بلکہ مثلی عددی متقارب ہے۔ مگر یہ بیچ اس شرط پر جائز ہے کہ دست بدست ہو ورنہ رباء النفسیہ پایا جائے گا۔ بنک والے یہ تو کرتے نہیں کہ ادھر سو کا نوٹ لیا ادھر اسی وقت ایک سو دس روپے کے نوٹ تھما دیے۔ لہذا دست بدست نہ ہوئی۔ بلکہ یہ سودی قرضہ ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ نوٹ کے لین دین میں سب (مسلمانوں اور کافروں) سے نفع لیا جاسکتا ہے۔ صحیح نہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں "ہاں اگر دس کا نوٹ قرض دیا اور شرط کر لی کہ قرض لینے والا بارہ روپیہ یا گیارہ روپیہ مثلاً ایک دوانی اوپر دس روپے اب یا کچھ مدت بعد

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

قسط بندی سے یا بلا قسط واپس دے گا۔ تو یہ ضرور حرام اور سود ہے۔ اس واسطے کہ وہ ایک قرض ہے جس سے نفع حاصل کیا گیا۔ اور بے شک ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو قرض کوئی نفع کھینچ کر لائے وہ نفع سود ہے۔ یہ حدیث حارث بن اسامہ نے امیر المؤمنین مولانا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی (کفل الفقیہ ص ۱۱۲)

نوٹ :- بیع اور قرض میں فرق ہے۔ پس نوٹ کو نوٹ سے کمی بیشی سے بیع کرنا جائز ہے۔ مگر قرض کا لین دین کمی بیشی سے جائز نہیں۔ فافہم ولا تغر فانہ من مزلات الاقدام واللہ اعلم بالصواب۔

بلا سود بنکاری

بنک کے قدیم سودی کاروبار کو ہماری اسلامی حکومتیں بھی حرام سمجھتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ غیر اسلامی ممالک میں رائج سودی نظام بنک کاری کو تبدیل کر کے شرعی اصول و قوانین کے مطابق "بلا سود بنکاری نظام" کا مسئلہ ہمیشہ درپیش رہا ہے۔ اب حکومت پاکستان و آزاد کشمیر بلا سود بنکاری نظام کے رائج کرنے میں کوشاں ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ کرے ہماری حکومت صرف نام کی تبدیلی کی بجائے غیر اسلامی بنکاری نظام میں فی الواقع تبدیلی لا کر اسے شرع کے عین مطابق بلا سود بنکاری نظام بنا کر ملک میں نافذ کرے تاکہ شراب کی بوتل سے شراب کا لیبل اتار کر شربت کا لیبل لگا دینے والا معاملہ نہ ہو۔ اور پہلے جو لوگ بنک کے منافع کو سود و حرام سمجھ کر اس سے مجتنب تھے اب کہیں دھوکہ میں آ کر اسے جائز سمجھ کر لینا نہ شروع کر دیں۔

اگر مضاربہ کے طریقہ پر ہمارے بنک کام کرنا شروع کریں تو یہ بہت بہتر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بسم الله الرحمن الرحيم

چالیسواں مقالہ

انشورنس یا بیمہ زندگی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ گزشتہ دنوں ہمارے بازار میں لائف انشورنس کمپنی کا ایک ملازم شخص آیا اور اپنے کاروبار کے متعلق ایک فتویٰ دکھا کر کہا کہ ہم نے یہ فتویٰ علمائے دین سے حاصل کیا ہے۔ اس فتویٰ میں علماء نے ہمارے انشورنس (بیمہ) کے کاروبار کو جائز قرار دیا ہے۔ لہذا آپ بھی اس کام میں حصہ دار بن کر منافع حاصل کریں۔

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا بیمہ یا انشورنس کا مروجہ کاروبار شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟ جواب فقہ حنفی کے مطابق دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔ تاکہ کوئی خفاء باقی نہ رہے اور ہم اس پر عمل کر سکیں۔
(السائل حاجی محمد حسین رتالی تحصیل سہنسہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

الجواب بتوفیق الملک الوہاب

راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ کے پاس بھی لائف انشورنس کمپنی کے بعض ملازمین آئے اور انہوں نے کہا کہ ہمارے کاروبار کو علمائے دین نے جائز قرار دیا ہے اور ہمارے پاس شائع شدہ فتوے موجود ہیں۔ فقیر نے کہا کہ اگر اس قسم کا کوئی فتویٰ آپ کے پاس موجود ہے تو دکھائیں مگر آج تک وہ پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ پھر عامۃ المسلمین کی خیر خواہی کی غرض سے ہم نے اُس صورت کے مطابق ایک استفتاء تیار کیا۔ جو انہوں نے اپنے کاروبار کے متعلق بیان کی تھی۔ اور علمائے اہل سنت کی خدمت میں بھیج دیا۔ بعض بزرگوں نے جو جوابات لکھے وہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ وباللہ التوفیق:

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ آج کل حکومت نے بیمہ یا انشورنس کا جو پروگرام بنا رکھا ہے کہ ایک مدت تک کچھ رقم بلا قسط ادا کرنی ہوتی ہے۔ پھر مدت پوری ہونے پر یا موت پر دو گنا رقم مل جاتی ہے اس کا شرعی حکم کیا ہے؟
جواب: لیل مفصل دے کر عند اللہ تعالیٰ ماجور ہوں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(السائل الفقير ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری سہنسہ بازار ضلع کوٹلی آزاد کشمیر)

دارالعلوم شیخ الاسلام رضویہ جھنگ صدر کا جواب

الجواب: بیمہ میں جو رقم بالاقساط جمع کرائی گئی۔ اس کے لینے کا تو بیمہ کرنے والے کے پاس جواز ہے۔ اس کے علاوہ اس سے دو گنی یا چار گنا رقم بلا عوض حاصل کرنا ریو (سود) ہوگا جو حرام قطعی ہے جائز رکھنے والے جواز کے دلائل پیش کریں فقط اللہ ورسولہ اعلم۔ ابوالطاہر محمد عجب القادری غفرلہ، از دارالعلوم شیخ الاسلام رضویہ سنیلانت ٹاؤن جھنگ صدر۔ (مہر دارالعلوم)

جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد کا جواب

الجواب: دھوا الموفق للصواب: اقساط جمع کرنے پر رقم دو گنا حاصل ہوتی ہے۔ اس کے متعلق تحقیق فرمالیں یہ صورت ناجائز معلوم ہوتی ہے یہاں جو صورت سماعت میں آئی وہ یہ ہے کہ اگر قسط جمع کرانے والا ایک قسط یا دو قسطیں یعنی تمام قسطیں جمع کرانے سے پہلے وفات پا جائے تو جو رقم پانچ ہزار یا دس ہزار کا بیمہ کیا گیا ہے وہ تمام رقم اس کے ورثاء کو مل جائے گی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم محمد اسلم رضوی جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد مورخہ ۲ فروری ۱۹۸۸ء (مہر جامعہ)

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کا جواب

الجواب: دھوا الموفق للصواب: سلف صالحین علمائے کرام نے بیمہ کو قمار (جوا) قرار دیتے ہوئے ناجائز کہا ہے۔ فتاویٰ رضویہ جلد ہفتم ص ۱۲۰ پر ہے "یہ زرا قمار ہے" اور آپ نے جو صورت لکھی ہے کہ ایک مدت تک کچھ رقم بالاقساط جمع کرتے رہیں پھر دو گنا مل جاتی ہے یہ تو سود کی صورت بنتی ہے جو بھن قرآن و حرم الربا حرام ہے فقط واللہ اعلم بالصواب 'الحجیب عبداللطیف عفی عنہ مفتی جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۸۸ء (مہر جامعہ)

جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور کا جواب

الجواب: بیمہ زندگی یہ عقد ربا ہے یا عقد قمار۔ اس لیے کہ جو رقم بیمہ والے سے کمپنی لیتی ہے وہ یا تو بطور قرض لیتی ہے یا بطور بیع اور دونوں صورتوں میں بیمہ کرانے والا رقم بھی لیتا ہے اور وہ منافع بھی حاصل کرتا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے لہذا یہ ربوا (سود) ہوا۔

شرعاً عقد عقد شرکت نہیں کہ شرکت میں مال شرکت تو متعین و معلوم ہونا چاہیے اور مال ادا غیر متعین و غیر معلوم۔ شرکت میں خبر نہیں ہوتی کہ نفع ہوگا یا نقصان۔ اگر نفع ہو تو کتنا اور اگر نقصان ہو تو کتنا مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کیونکہ جو رقم بیمہ والے کو ملے گی وہ تو معلوم ہے مگر جو رقم کمپنی کو حاصل ہوگی وہ مجہول ہے کہ بروقت شرکت کسی کو خبر نہیں کہ اس شخص سے کتنا روپیہ کمپنی کو وصول ہوگا اگر اس کی موت جلد واقع ہوگئی تو کمپنی کو روپیہ کم وصول ہوگا (اور اگر مدت مقررہ تک زندہ رہا تو کمپنی کو پوری رقم حاصل ہوگی) اور اگر یہ رقم بغرض شرکت دی ہو تب بھی فاسد ہے کیونکہ مقرر ہے کہ اتنا روپیہ واپس لوں گا اور شرکت فاسدہ میں رقم قرض بن جاتی ہے حذانی الدر المختار۔ اور نہ یہ امانت ہے۔ واللہ اعلم محمد صالح اویسی مفتی جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور (مہر جامعہ)۔

الحمد للہ! علمائے اہل سنت کے ان روشن فتاویٰ سے ثابت ہو گیا کہ بیمہ کے کاروبار کا منافع حلال نہیں لہذا مسلمان اس ناجائز کاروبار میں ہرگز ہرگز حصہ دار نہ بنیں ورنہ عاقبت برباد ہوگی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے دو مطبوعہ فتاویٰ مبارکہ بھی ہدیہ ناظرین کیے جائیں۔ تاکہ اس مسئلہ کی شرعی حیثیت اور زیادہ روشن ہو جائے وباللہ التوفیق۔

حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی کا فتویٰ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زندگی کا بیمہ کرانا کیسا ہے؟ اس میں یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگ مل کر ایک انجمن قائم کرتے ہیں اور ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق کچھ رقم جمع کراتا رہتا ہے اور یہ طے ہو جاتا ہے کہ اتنے زمانہ تک یہ رقم جمع کراتا رہے گا اور اس کے بعد روپیہ انجمن سے حاصل کرے گا۔ اب اگر ایک ہی قسط ادا کرنے کے بعد اس کا انتقال ہو گیا تو انجمن کو وہ تمام رقم ادا کرنی پڑے گی جو طے ہو چکی ہے مثلاً اگر دس ہزار روپیہ کا بیمہ کیا اور بیس روپے ماہوار ادا کرنے کا تاحین حیات اقرار کیا۔ اب اس کا ایک ہی قسط ادا کرنے کے بعد انتقال ہو گیا تو بھی انجمن کو دس ہزار روپیہ دینا ہوگا اور اگر سو برس تک بھی زندہ رہ کر مرے تو بھی اتنا ہی روپیہ۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔

۱۔ تھوڑی تھوڑی رقم جاتی ہے اور اکٹھی رقم آتی ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۲۔ روپیہ محفوظ رہتا ہے اور اپنی اولاد کی طرف سے بے فکری رہتی ہے۔ ایسا بیمہ کرانا جائز ہے یا جائز نہیں؟
اور اگر جائز ہے تو وہ شرکت ہے یا امانت؟ اور اگر ناجائز ہے تو کیوں؟

پوچھو تو جروا۔ (ازاجمیر شریف)

الجواب: اگر یہ بیمہ کمپنی خالص کفار کی ہے اور بعد بیمہ اہل کمپنی اُس شخص کو سفر حج یا دیگر احکام شرعیہ سے نہیں روکتے اور مسلمان کے نقصان کا قوی اندیشہ نہ ہو تو بیمہ کرانا جائز ہے اور جو فائدہ اس بیمہ کے ذریعے بیمہ کرنے والا حاصل کرے وہ حلال ہے کہ یہ عقد یا تو عقد ربا ہے یا عقد قمار۔

ربا تو اس لیے کہ جو رقم بیمہ والے سے کمپنی لیتی ہے وہ یا تو بطور قرض لیتی ہے یا بطور بیع۔ اور دونوں صورتوں میں بیمہ کرنے والا رقم بھی لیتا ہے اور وہ منافع بھی حاصل کرتا ہے جو مسائل نے بیان کیے۔ لہذا یہ ربا (سود) ہوا۔ بصورت قرض تو اس لیے کہ کل قرض جزئ نفعاً فہو ربا۔

بحر الرائق میں ہے فصل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال (یعنی سود مال کی اُس زیادتی کا نام ہے جس کا عوض نہ ہو جب کہ یہ مال کے بدلہ میں مال لینے میں پائی جائے) اور دُر مختار میں ہے فصل خال عن العوض مشروط لاحد هما فی المعاوضة (سود اُس زیادتی مال کا نام ہے جو بائع یا مشتری میں سے کسی ایک کے لیے شرط کی گئی ہو اور وہ عوض سے خالی اور یہ مال کے بدلہ میں مال لینے کے عقد میں پائی جائے) نیز اسی دُر مختار میں ہے فدخل ربوا النسبة والبیوع فكلها من الربا۔

قمار (جوا) اس لیے کہ قمار میں ایجاب مال علی شرط الغلبہ ہوتا ہے (قاموس) اس میں یہ ہے کہ اگر صاحب بیمہ کی زندگی دراز ہوئی تو کمپنی کا غلبہ ہوا کہ اس کے پاس رقم زیادہ پہنچی اور اگر اُس کی عمر کم ہوئی تو اس کو نفع ہوا کہ رقم کم گئی اور زیادہ رقم ہاتھ آئی اور تمامی عقد فاسدہ خواہ بیع بالشرط ہو یا ربوا یا قمار ان کے ذریعہ سے کفار حربیہ سے اگر مسلمان کو نفع ہو تو جائز ہے اور اگر کفار کو ہو تو ناجائز۔ البحر الرائق میں ہے ای لا ربا بینہما فی دار الحرب عندہما خلافاً لابی یوسف و فی البناية و کذا اذا باع خمراً او خنزیراً او میتة او قمارہم و اخذ المال کل ذلک یحل لہ اور اسی میں ہے لا ینفی انہ انما القرض حل مباشرة العقد اذا کان الزیادة ینالها المسلم۔ اور دُر مختار میں ہے۔ ولا بین حربی و مسلم لان مالہ ثمنہ مباح فیحل برضاه مطلقاً بلا عذر اور رد المختار میں ہے۔ حتی باعہم درہماً بدرہمین او باعہم میتة بدرہم او اخذ ما لا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

منہم بطریق القمار فذلک کلمہ طیب لہ، اور اسی میں ہے ان مراد ہم من حل الربو والقمار ما اذا حصلت الزیادة لمسلم۔

اور شرعاً یہ عقد عقد شرکت نہیں کہ شرکت میں مال شرکت تو متعین و معلوم ہونا چاہیے اور مال ادا غیر متعین و غیر معلوم ہونا چاہیے۔ شرکت میں خبر نہیں کہ نفع ہوگا یا نقصان اور اگر نفع ہوگا تو کتنا اور اگر نقصان ہوگا تو کتنا۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے کہ جو رقم بیمہ والے کو ملے گی وہ تو معلوم ہے مگر جو رقم کمپنی کو حاصل ہوگی وہ مجہول ہے کہ بوقت شرکت کسی کو خبر نہیں کہ اس شخص سے کتنا روپیہ وصول ہوگا اگر موت جلد واقع ہوگئی تو روپیہ کم وصول ہوا اور بصورت دیگر زیادہ۔

اور اگر اس شخص نے روپیہ بغرض شرکت بھی دیا ہو تب بھی شرکت فاسدہ ہے کیونکہ مقرر کر دیا گیا ہے کہ اتنا روپیہ واپس لوں گا اور شرکت فاسدہ قرض بن جاتی ہے۔ دُر مختار میں ہے و تفسد باشرط دراهم مسمات من الربح لاحدهما لقطع الشرکة اور رد المحتار میں ہے۔ و ذلک یقطع الشرکة فتخرج الی القرض او البضاعة اور نہ یہ امانت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ نعیمیہ ص ۳۸)۔

دارالعلوم نقشبندیہ علی پور شریف کا فتویٰ

سوال: کیا انشورنس کرا لینی جائز ہے؟

الجواب: بعونہ تعالیٰ: انشورنس کرا لینی اُس وقت جائز ہے جب کمپنی والے سود کا تعین نہ کریں بلکہ رقم لگانے والوں کو کاروبار سے حصہ (بطور تجارت مضاربت) دیں۔ اگر بنکوں کی طرح سود دیتے ہیں تو پھر جائز نہیں۔ کیونکہ سود قطعی حرام ہے (فتاویٰ جماعتیہ ص ۴۰۰)

ایک مغالطہ کا ازالہ

اکثر دیکھا گیا ہے کہ بیمہ کاروبار جائز سمجھنے والے اشخاص اس کے جواز کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ بیمہ کمپنی اپنی حاصل کردہ رقم بڑے بڑے کارخانوں پر خرچ کرتی ہے اور ان سے جو منافع حاصل ہوتا ہے اُسے وہ اپنے حصہ داروں میں تقسیم کرتی ہے۔ سو یہ ایک قسم کی تجارت ہے اس لیے اس کا منافع جائز ہوگا۔ لیکن ہم نے یہ دیکھا ہے کہ بیمہ کمپنی جو منافع اپنے حصہ داروں میں تقسیم کرتی ہے اُس کی مدت و شرح مقرر ہوتی ہیں یا نہیں۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں مقرر ہوتی ہیں اس لیے یہ منافع بھی خالص سود ہے۔ آخر بنک جو رقوم حاصل کرتا ہے وہ بھی تو انہیں بڑے بڑے کاروباری لوگوں کو قرضہ دیتا ہے اور ان سے حاصل کردہ منافع اپنے حصہ داروں میں مقرر مدت و شرح کے ساتھ تقسیم کرتا ہے تو پھر بنک کے سود اور بیمہ کمپنی کے سود میں کون سا فرق باقی رہ جاتا ہے۔ اے کاش اگر مسلمان تجارتی منافع اور سودی منافع میں فرق سمجھ جائیں اور بنک و بیمہ کمپنی دونوں کا کاروبار تجارتی منافع کے حصول کے لیے ہوں تو مسلمان سود لینے اور سود دینے کی لعنت سے بچ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین حق کی سمجھ عطا فرمائے۔ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کا ایک فتویٰ

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت صفر المظفر ۱۴۰۳ھ کے صفحہ ۹۵ پر لکھا ہے۔ "بیمہ یا انشورنس" بیمہ یا انشورنس سے متعلق مسلمان غلط فہمی کا شکار ہیں امام احمد رضا نے اپنے ایک خط کے ذریعے اس گتھی کو سلجھا دیا ہے اور انتہائی سادہ و آسان لفظوں میں فرماتے ہیں۔

"جبکہ بیمہ صرف گورنمنٹ کرتی ہے اور اس میں اپنے نقصان کی کوئی صورت نہیں تو جائز ہے۔ حرج نہیں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کے سبب اس کے ذمے کسی خلاف شرع احتیاط کی پابندی نہ عائد ہوتی ہو جیسے روزوں یا حج کی ممانعت" (احکام شریعت ص ۱۸۱) ظاہر ہے کہ ہر وہ فعل جو خلاف شرع احتیاط کا پابند بناتا ہو۔ مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے اور بیمہ ایسی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا ہے۔ اھ بلفظہ۔

(ماہنامہ ضیائے حرم لاہور بابت صفر ۱۴۰۳ھ)

اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کی وضاحت

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے مندرجہ بالا فتویٰ سے خود ضیائے حرم کے مفتی صاحب غلط فہمی کا شکار ہوئے ہیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت کا یہ فتویٰ ان کے اپنے دور کی خالص انگریز حکومت کے بارہ میں تھا جو کہ خالص کفار کی حکومت تھی۔ مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی کا جو فتویٰ ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں۔ اس کے یہ الفاظ اعلیٰ حضرت کے اسی فتویٰ کی وضاحت کرتے ہیں۔

"اگر یہ بیمہ کمپنی خالص کفار کی ہے اور بعد بیمہ اہل کمپنی اس شخص کو سفر حج یا دیگر احکام شرعیہ سے نہیں روکتے اور مسلمان کے نقصان کا قوی اندیشہ نہ ہو تو بیمہ کرانا جائز ہے۔ جو فائدہ اس بیمہ کے ذریعے بیمہ کرانے والا

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حاصل کرے وہ حلال ہے"

ولہذا حکومت پاکستان جو بفضل اللہ تعالیٰ اسلامی حکومت ہے کے بیمہ کو اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ سے جائز قرار دینا ضیائے حرم کے مفتی صاحب کی صرف غلط فہمی ہی نہیں۔ بلکہ عامۃ المسلمین کو گمراہی میں ڈالنا بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ حق سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

آخری گزارش

آخرت سنوارنے والے مسلمان بھائیوں سے ہماری آخری گزارش یہی ہے کہ وہ کسی عالم دین کے کسی غلط فتویٰ کو دیکھ کر بیمہ یا انشورنس کے ناجائز کاروبار میں شریک نہ بنیں۔ اور نہ یہ دیکھیں کہ ہمارے علاقہ کے فلاں بڑے مولوی صاحب اس کاروبار میں شریک ہو گئے ہیں۔ کیونکہ دین قرآن و سنت کا نام ہے کسی مولوی صاحب کے عمل اور قول کا نام نہیں جبکہ اُن کا وہ قول و عمل قرآن و سنت کے خلاف ہو۔
(۱۱ صفر المظفر ۱۴۱۰ھ)

تقریظ

حضرت علامہ سید محمد ذاکر حسین شاہ صاحب صدر مدرس جامعہ محمدیہ غوثیہ انوار القرآن صدر۔ راولپنڈی۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

برادر محترم حضرت علامہ احمد حسین قاسم الجیدی مدظلہ العالی نے بیمہ (انشورنس) پر جو تحقیق ایتق فرمائی وہ حق ہے۔ مسلمانوں کی خدمت میں عرض ہے کہ یہ سارا سودی کاروبار ہے۔ اس سے بچنا انتہائی ضروری ہے۔ حضرت مولانا موصوف کے ارشادات عالیہ قرآن و سنت اور فقہ حنفی کے بالکل مطابق ہیں اور یہی جمہور اہل سنت کا نظریہ ہے۔ والسلام۔

فقیر سید محمد ذاکر حسین شاہ انوار القرآن صدر۔ راولپنڈی

۱۱ صفر ۱۴۱۲ھ بمطابق ۲۲ اگست ۱۹۹۱ء

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اكتالیسواں مقالہ

قرض کی عدم ادائیگی

کا اخروی عذاب

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله محمد وآله
واصحابه اجمعين اما بعد: آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان قرض کا لین دین کرتے ہیں اور
قرض کے شرعی احکام سے بے خبر ہونے کی وجہ سے اس کی ادائیگی میں لاپرواہی سے کام لیتے ہیں۔ اس
لئے ہم نے اس مقالہ میں قرض کی شرعی اہمیت بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہم سب کی ہدایت کا ذریعہ
بنائے آمین۔ ثم آمین۔

حتی الوسع قرض سے بچنا چاہیے۔

شرع شریف نے قرض لینے کی اجازت صرف ضرورت شدیدہ کے وقت دی ہے۔ اور وہ بھی اتنا قرض
اٹھانے کی جس سے پیش آمدہ ضرورت پوری ہو جائے اس لئے حتی الوسع قرض سے بچنے کی کوشش کرنی
چاہیے۔ قرض اٹھانے کی مذمت میں یہاں بعض احادیث مبارکہ پیش کی جاتی ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "قرض رات

کے وقت پریشانی اور دن کے وقت ذلت ہوتا ہے۔" (جامع صغیر۔ جلد دوم ص ۱۸)

(۲) اور محدث دیلمی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "قرض اللہ کا بھاری

جھنڈا ہے۔ کون اسے اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے؟" (کنوز الحقائق ص ۱۳۲ ج ۱۰)

(۳) اور یہی محدث روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قرض بھاری طوق

ہے۔" (کنوز الحقائق ص ۱۳۲ ج ۱)

(۴) اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بلاشبہ اللہ کے نزدیک ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اس نے منع کیا ہے۔ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ

بندہ اس حال میں مرے کہ اس پر قرض ہو جس کی ادائیگی کے لئے وہ مال نہ چھوڑے۔"

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۸ ج ۱)

(۵) اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "قرض

دینداری کا دھبہ ہے۔" (جامع صغیر ص ۱۸ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۷) اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "قرض دین اور حسب دونوں کو گھناتا ہے۔" (کنوز الحقائق جلد اول ص ۱۳۲)

(۷) اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اس حال میں مرے کہ وہ تکبر۔ خیانت اور قرض سے آزاد ہے، تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۸ ج ۱)

(۸) اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعاء مانگا کرتے تھے۔ اللھم انی اعوذ بک من غلبة الدین۔ اے اللہ میں قرض کے غلبہ سے تیرے پاس پناہ مانگتا ہوں۔ (جامع صغیر ص ۶۱ ج ۱)

(۹) اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایاکم والدین فانه ہم "باللیل ومذلة" بالنهار۔ تم قرض سے بچو۔ کیونکہ وہ رات کے وقت پریشانی اور دن کے وقت ذلت بناتا ہے۔ (جامع صغیر ص ۱۲۷ ج ۱)

(۱۰) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "قرض زمین میں اللہ کا جھنڈا ہے۔ جب اللہ کسی بندے کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے۔ (جامع صغیر جلد دوم ص ۱۸)

مسلمان ان دس احادیث نبویہ پر غور فرمائیں۔ قرض کی قباحت کو سمجھیں اور اس سے حتی المقدور بچنے کی کوشش کریں۔ اللھم انا نعوذ بک من غلبة الدین وغلبة العدو وشماتۃ الاعداء آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

قرض اٹھاتے وقت ادا کی نیت شرط ہے

بسا اوقات انسان کے پاس مال نہیں ہوتا۔ اس لئے وقتی ضروریات پوری کرنے کے لئے قرض اٹھانا پڑتا ہے۔ اس حالت میں شرع شریف نے اسے قرض اٹھانے کی اجازت دی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ قرض اٹھاتے وقت اس کے ادا کی نیت کرے اس بارہ میں مندرجہ ذیل احادیث مبارکہ غور طلب ہیں۔

(۱) حضرت صہیب الخیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

"جو شخص اس حال میں قرض اٹھاتا ہے کہ وہ دل میں یہ پختہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ اسے ادا نہیں کرے گا وہ اللہ سے چور ہونے کے حال میں ملے گا۔" (سنن ابن ماجہ ص ۱۷۴)

(۳) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
"جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے کے ارادہ سے قرض لے اللہ اسے ضائع کرے گا۔"

(سنن ابن ماجہ ص ۱۷۴)

(۴) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
قرض دو قسم کا ہے۔ (ایک یہ کہ) کوئی شخص مرے اور وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہو، سو میں اس کا وارث ہوں اور دوسرا وہ شخص جو مرے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ سو (یہ دوسری قسم کا قرض) وہ ہے جس کے عوض میں نیکیاں لی جائیں گی۔ جس دن نہ دینا رہوں گے نہ درہم۔ (جامع صغیر ص ۱۸ ج ۲)

قرض کی ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے

قرض کی ادائیگی میں خسی الوسع جلدی کرنی چاہیے۔ اور مال ہوتے ہوئے قرض ادا نہ کرنا ظلم ہے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مظل الغنی ظلم۔ غنی شخص کی ڈھیل ظلم ہے۔ رواہ الامام مسلم فی صحیحہ (مشکوٰۃ ص ۲۲ ج ۱)

اللہ تعالیٰ سبحانہ تعزیر فرمائے۔ آمین۔

قرض کی ادائیگی اچھے مال سے کرنی چاہیے

قرض خواہ مقروض کو قرض دے کر اس پر احسان کرتا ہے۔ اس لئے اس کے قرض میں اچھا مال دینا چاہیے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے چنانچہ

(۱) حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے ایک جوان اونٹ قرض لیا۔ پھر صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اس شخص کو جوان اونٹ ادا کرو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اس اونٹ سے زیادہ عمر والا اونٹ موجود ہے۔ فرمایا کہ وہ اس کو دے دو کیونکہ بہترین لوگ وہ ہیں جو قرض کی ادائیگی میں زیادہ اچھے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲ ج ۱)

(۲) اور حضرت عبداللہ بن ابی ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

چالیس ہزار کا قرض لیا پھر آپ کے پاس مال آیا تو آپ نے مجھے یہ قرض ادا کیا اور یہ دعاء فرمائی بَارَكَ
اللہ فی اہلک و مالک انما جزاء السلف الحمد والاداء۔ اللہ تیرے اہل و مال میں برکت
کرے۔ قرض کی جزاء شکر یہ اور ادائیگی ہی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۸ ج ۱)

ادائیگی قرض کا رٹو اب ہے

قرض کی ادائیگی کا رٹو اب ہے اس لئے مقروض کو ثواب حاصل کرنے کی نیت سے قرض ادا کرنا چاہیے۔ نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں۔ "جو شخص اپنے قرض خواہ کی طرف اس کا حق لئے کر چلے۔ اس کے
لئے زمین کے چوپائے اور پانی کی مچھلیاں دعائے رحمت مانگتی ہیں۔ اور اللہ اس کے لئے ہر قدم کے عوض
میں ایک درخت لکھتا ہے جو جنت میں بویا جاتا ہے۔ اور اس کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جو ایسا نہ کرے
اور تاخیر سے کام لے وہ ظالم ہے" (نزہۃ الناظرین ص ۱۵۸)

محتاج کو قرض دینے کی فضیلت

تنگ دست شخص کو قرض اٹھانے کی ضرورت درپیش ہو تو اسے قرض دینا کا رٹو اب ہے۔ اس بارہ میں مندرجہ
ذیل احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) محدث ابن ماجہ اپنی سنن میں روایت بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن ادنان حضرت علقمہ کو ان کا
وظیفہ ملنے کے وقت تک ایک ہزار درہم قرض دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ قرض کی میعاد پوری ہونے پر
حضرت سلیمان نے ان سے قرض کی ادائیگی کا شدت سے مطالبہ کیا تو انہوں نے ان کا قرض ادا کر دیا۔ اور
وہ اس بات سے کئی ماہ تک غصے میں رہے۔ پھر وہ حضرت سلیمان کے پاس آ کر کہنے لگے آپ مجھے وظیفہ کے
ملنے کے وقت تک قرض دیں۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ اے ام عتبہ وہ بند بستہ لے آؤ جو تیرے پاس ہے۔ وہ
لے آئے تو آپ نے فرمایا، خدا کی قسم یہ تیرے وہی درہم ہیں، جن سے تو نے اپنا قرض ادا کیا تھا۔ میں نے
ان میں سے ایک درہم بھی نہیں ہلایا ہے۔ حضرت علقمہ نے کہا خدا آپ کے باپ کا بھلا کرے ذرا یہ تو بتاؤ
کہ آپ کو کس چیز نے وہ کام کرنے پر مجبور کیا جو آپ نے میرے ساتھ کیا۔ (یعنی شدت ادائیگی قرض کا
مطالبہ کس وجہ سے کیا تھا۔) فرمایا اس بات نے جو میں نے آپ ہی سے سنی ہے۔ کہ آپ نے حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمایا۔ جو مسلمان کسی مسلمان کو دو مرتبہ قرض دے تو یہ ایسا ہے جیسے اس نے اس قرض کا ایک مرتبہ صدقہ کیا۔ (یعنی ایک شے دو مرتبہ قرض دینے کا ثواب اتنا ہے جتنا اس کو ایک مرتبہ صدقہ کرنے کا ہے۔) حضرت علقمہ نے فرمایا میں نے حضرت ابن مسعود کو اسی طرح یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۷۵)

(۳) اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا دیکھا۔ صدقہ کا ثواب دس گنا ہے۔ اور قرض کا ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ میں نے کہا اے جبرائیل کیا وجہ ہے کہ قرض کا ثواب صدقہ کے ثواب سے زیادہ ہے انہوں نے عرض کیا اس وجہ سے کہ سوالی اس حال میں سوال کرتا ہے کہ اس کے پاس مال ہوتا ہے لیکن قرض مانگنے والا قرض مانگتا ہے۔ جب اس کو قرض مانگنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۷۵)

محتاج کو مہلت دینے کی فضیلت

بعض قرض خواہ قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر بہت سختی سے کام لیتے ہیں۔ اور تنگ دست قرض داروں کو جھڑکتے اور گالی گلوچ کرتے ہیں شرع شریف اس طریقہ کو پسند نہیں کرتی۔ بلکہ تنگ دست مقروض کو خوشحال ہونے تک مہلت دینے کی عظیم فضیلتیں بیان کرتی ہے۔

(۱) حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرضہ معاف کر دے اللہ اسے اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا (جامع صغیر ص ۱۶۷ ج ۲)

(۲) اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اس کا قرض اٹھا دے (معاف کر دے) تو اللہ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۷ ج ۱)

(۳) اور حضرت ابوالیسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من احب ان يظله الله في ظله فليظر معسراً او ليضع له۔ جو شخص چاہے کہ اللہ اسے (قیامت کے روز) اپنے سایہ میں جگہ دے اسے چاہیے کہ تنگ دست کو مہلت دے یا اس سے اپنا قرضہ اٹھائے یعنی معاف کر دے۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۷۴)

(۴) اور حضرت عثمان بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"جس کا دوسرے پر حق ہے اور وہ ادا کرنے میں تاخیر کرے وہ ہر روز اتنا مال صدقہ کر دینے کا ثواب پائے گا۔" (بہار شریعت ص ۱۳۳ ج ۱۱)

(۵) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص تنگدست پر آسانی پیدا کرے اللہ اس پر دنیا و آخرت میں آسانی پیدا کرے گا۔" (سنن ابن ماجہ ص ۱۷۲)
(۶) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ایک شخص (زمانہ گذشتہ میں) لوگوں کو ادھار دیا کرتا تھا۔ اور وہ اپنے غلام سے کہا کرتا تھا کہ جب کسی تنگدست مدیون کے پاس جاؤ تو اس کا قرض معاف کر دینا۔ اس امید پر کہ خدا ہم کو معاف کر دے گا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۶ ج ۱)

(۷) اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو لوگ تم سے پہلے گزرے ان میں سے ایک شخص کی روح سے فرشتے ملے اور انہوں نے پوچھا کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں انہوں نے کہا یاد کر۔ اس نے کہا میں لوگوں سے لین دین کیا کرتا تھا۔ اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ تم حج دست کو مہلت دے دو اور خوشحال سے نرم سلوک کرو۔ سو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا تم اس کو معاف کر دو۔" (مسلم ص ۲۵ ج ۲)

محتاج کا قرض معاف کر دینے کی فضیلت

جس طرح شرع شریف نے حج دست مقروض کو مہلت دینے کی فضیلت بیان کی ہے۔ اسی طرح اس نے محتاج کا قرض معاف کر دینے کی بھی عظیم فضیلتیں بیان کی ہیں۔ چنانچہ
(۱) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس شخص کو یہ بات اچھی لگے کہ اللہ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے اسے تنگدست کو مہلت دینی چاہئے۔ یا اس کا قرضہ معاف کر دینا چاہئے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۷ ج ۱)
(۲) اور حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص حج دست کو قرضہ کی ادائیگی کی میعاد پوری ہونے سے پہلے مہلت دے اسے ہر روز اس کے قرض کے مثل صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(جامع صغیر ص ۱۶۷ ج ۲)

(۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص تنگ دست کو اس کے خوشحال ہونے تک مہلت دے اللہ اس کے گناہ میں اسے اس کی توبہ تک مہلت دیتا ہے (جامع صغیر ص ۱۶۷ ج ۲)

دوسرے کا قرض ادا کر دینے کی فضیلت

ابتدائے اسلام میں جب کوئی مسلمان فوت ہو جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارہ میں دریافت فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس پر قرض تو نہیں ہے۔ اگر قرضہ ہوتا تو آپ نماز جنازہ ادا نہ فرماتے بلکہ صحابہ کو نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ارشاد فرماتے۔ بسا اوقات میت کے خویش و اقارب یا دوست احباب اس کا قرضہ اپنے ذمہ لے لیتے تاکہ وہ میت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے محروم نہ رہے۔ بلکہ آپ کا یہ طرز عمل قرضہ کی اہمیت روشن کرنے اور میت کے ذمہ کو قرضہ سے فارغ بنانے کی ایک ترکیب ہی تو تھی۔ پھر جب اسلام غالب ہوا اور بیت المال میں آمدنی بڑھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اموات کا قرضہ ادا فرما دیتے تھے۔ چنانچہ:-

(۱) حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، جب ان کے پاس ایک جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کیا اس پر نماز پڑھیں۔ آپ نے پوچھا کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا، نہیں۔ سو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر آپ کی خدمت میں دوسرا جنازہ لایا گیا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا، کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، تین دینار۔ آپ نے اس پر بھی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا تو آپ نے پوچھا کیا اس پر قرضہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ نہیں۔ ارشاد فرمایا تم اپنے دوست پر نماز جنازہ پڑھو۔ حضرت ابو قتادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں اس کا قرضہ میرے ذمہ میں ہے۔ سو آپ نے نماز جنازہ پڑھی (مشکوٰۃ ص ۲۲۷ ج ۱)

(۲) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میت

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

لائی جاتی تو جو مقروض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے کیا اس نے اپنے قرضہ کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑا ہے؟ سو اگر آپ کو بتایا جاتا کہ اس نے قرضہ کی ادائیگی کے لئے مال چھوڑا ہے تو آپ نماز جنازہ پڑھتے ورنہ نہ پڑھتے۔ بلکہ مسلمانوں کو حکم دیتے کہ تم اپنے ساتھی پر نماز پڑھو پھر جب آپ کو اللہ نے فتوحات بخشیں تو آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے اعلان فرمایا۔ "میں مومنوں کا ان کی جانوں سے زیادہ مالک ہوں سو جو مومن فوت ہو اور وہ قرضہ چھوڑے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور وہ جو مال چھوڑے وہ اس کے وارثوں کا ہے۔" (مشکوٰۃ ص ۲۲۷ ج ۱)

(۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "اور جو شخص میت کا قرضہ ادا کرے اللہ تعالیٰ اس کا قرضہ قیامت کے دن ادا فرمائے گا۔" (البدور السافرہ ص ۱۷۴)

قرض ہضم کرنے والوں کا انجام

آج کل اکثر دیکھا جاتا ہے کہ مسلمان قرضہ لے کر ادا نہیں کرتے۔ بلکہ ہضم کر جاتے ہیں۔ یہ گناہ عظیم اور ناراضگی رب تعالیٰ کا سبب ہے۔ متعدد احادیث مبارکہ میں قرض ہضم کرنے والوں کا برا انجام بیان کیا گیا ہے۔ ہم یہاں بعض روایات تبرکاً نقل کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) حضرت محمد بن عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم مسجد کے صحن میں اس جگہ بیٹھے ہوئے تھے جہاں جنازے رکھے جاتے ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی پھر اپنی نظر جھکالی اور اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا اور فرمایا سبحان اللہ سبحان اللہ کتنی سختی اتری ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم ایک دن رات خاموش رہے اور ہم نے صبح ہونے تک خیریت ہی دیکھی۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ وہ کیا سختی تھی جو نازل ہوئی؟ فرمایا (وہ سختی) قرضہ کے بارہ میں ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر کوئی مقروض شخص اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے پھر زندہ ہو پھر اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے تو وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ جب تک وہ اپنا قرضہ ادا نہ کرے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۸ ج ۱)

(۲) اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کا کیا خیال

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہے اگر میں اللہ کی راہ میں اس حال میں قتل کیا جاؤں کہ میں صبر کرنے والا ثواب کا متلاشی دشمن کی طرف منہ کرنے والا نہ کہ پیٹھ کرنے والا ہوں۔ تو اللہ مجھ سے میری خطائیں معاف فرمادے گا؟" آپ نے فرمایا۔ ہاں پھر جب وہ شخص پیٹھ پھیر کر چلا تو آپ نے اسے پکار کر فرمایا ہاں مگر قرضہ، جبرائیل علیہ السلام نے اسی طرح کہا ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۷ ج ۱)

(۳) حضرت سعد بن اطلول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا بھائی فوت ہوا اور اس نے تین سو دینار اور تین چھوٹی اولادیں چھوڑیں۔ تو میں نے وہ رقم ان پر خرچ کرنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اخاک محبوس بدینہ فاقض عنہ۔ بلاشبہ تیرا بھائی اپنے قرضہ میں قیدی ہے، سو تو اس کا قرضہ ادا کر، راوی کہتے ہیں کہ میں گیا اور اس کا قرضہ ادا کیا۔ پھر میں واپس آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے اپنے بھائی کا قرضہ ادا کر دیا ہے اور کوئی شخص باقی نہیں رہا مگر ایک عورت کہ وہ دو دیناروں کے قرضے کا دعویٰ کرتی ہے اور اس کے پاس کوئی گواہی نہیں۔ آپ نے فرمایا اسے ادا کر دے کیونکہ وہ سچی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۸ ج ۱)

(۴) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مومن کی روح اس کے قرضہ کے ساتھ لٹکی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس کی طرف سے ادا کر دیا جائے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۷ ج ۱)

(۵) اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "قرض کہ سوا شہید کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔" (مشکوٰۃ ص ۲۲۷ ج ۱)

(۶) اور حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ صاحب الدین ماسور بدینہ بشکو الی ربہ الوحده يوم القيامة۔ قرضہ والا شخص اپنے قرضے میں قید ہوگا۔ در ان حالیکہ وہ قیامت کے دن اپنے رب سے تنہائی کی شکایت کرتا ہوگا۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲۸ ج ۱)

(۷) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص اس حال میں مرے کہ اس پر ایک دینار یا ایک درہم لازم ہے تو وہ اس کی نیکیوں سے ادا کیا جائے گا۔ وہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۷۴)

(۸) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "قیامت کے دن قرضہ اس کے صاحب (قرضدار) سے وصول کیا جائے گا۔ جب وہ مرے گا۔ مگر تین قسم کے شخصوں سے قرض (وصول نہیں کیا جائے گا) ایک وہ شخص جس کی طاقت اللہ کی راہ میں کمزور ہو جائے۔ پھر وہ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن کے مقابلہ میں طاقت پیدا کرنے کے لئے قرض لے اور دوسرا وہ شخص جس کے پاس کوئی مسلمان فوت ہو جائے اور وہ کفن نہ پائے مگر قرض کے ذریعہ ہی سے اور تیسرا وہ شخص جو اپنے نفس کے زنا میں پڑنے کے بارہ میں اللہ سے ڈرے تو وہ اپنے دین پر ڈرتے ہوئے نکاح کرے۔ سو بلاشبہ اللہ قیامت کے دن ان (تین قسم کے لوگوں) کا قرضہ ادا فرما دے گا۔"

(سنن ابن ماجہ ص ۱۷۵)

(۹) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ عزوجل قرضدار کو قیامت کے دن بلائے گا۔ اور کہے گا۔ اے ابن آدم تو نے لوگوں کے حقوق کس شے میں ضائع کئے۔ تو نے لوگوں کے مال کس چیز میں خرچ کئے۔ سودہ کہے گا۔ اے میرے رب میں نے انہیں ضائع نہیں کیا بلکہ میں نے غرق ہونے یا آگ لگنے کی وجہ سے قرض اٹھایا تھا۔ اللہ عزوجل فرمائے گا۔ انا احق من قضیٰ عنک الیوم۔ آج کے دن تیرا قرض ادا کرنے کا میں زیادہ حقدار ہوں۔ سو اس کی نیکیاں اس کی برائیوں پر وزنی ہو جائیں گی۔ تو اسے جنت کی طرف لے جانے کا حکم کیا جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ ص ۱۷۵)

(۱۰) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "والدین کا قرضہ ان کے ولد پر ہوگا۔ وہ دونوں اس سے چمٹ جائیں گے۔ وہ کہے گا میں تمہارا ولد ہوں۔ سو وہ دونوں خواہش رکھیں گے اور چاہیں گے کہ اے کاش! اس سے زیادہ اس پر قرضہ ہوتا۔" (نزہۃ الناظرین ص ۱۵۸، البدور السافرہ ص ۱۷۰)

(۱۱) اور حضرت انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کی راہ میں قتل ہو جانا اللہ کی راہ میں قرضہ کے سوا ہر گناہ کا کفارہ ہے۔" (جامع صغیر ص ۸۸ ج ۲)

(۱۲) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "کوئی ایسا شخص نہیں جو مرے اور اس پر قرضہ ہو۔ مگر وہ اپنے قرضہ میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص میت کو (اس کے قرضہ سے) چھڑائے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے چھڑائے گا۔ (البدور السافرہ ص ۱۷۳)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۳) اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ "تو اس حال میں نہ مر کہ تجھ پر قرضہ ہو کیونکہ (قیامت کے دن) صرف نیکیاں اور برائیاں ہی ہوں گی۔ وہاں دینار و درہم نہ ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہ کرے گا۔"

(البدور السافرہ ص ۱۶۹)

(۱۴) اور محدث ابن ماجہ نے ان لفظوں سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ جو شخص مرے حالانکہ اس پر دینار و درہم ہیں۔ تو اس کا قرضہ اس کی نیکیوں سے وصول کیا جائے گا۔" (البدور السافرہ ص ۱۴۹)

(۱۵) اور حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "بلاشبہ آخرت میں قرضخواہ اپنے قرضداروں سے دنیا میں تم سے قرض کا مطالبہ کرنے والوں کی نسبت سے زیادہ مطالبہ کرنے والے ہوں گے۔ سو وہ اپنے قرضدار کو پکڑیں گے۔ اور کہیں گے اے میرے رب کیا تو مجھے غمزدہ نہیں دیکھتا۔ وہ فرمائے گا۔ تم اپنے حق کی مقدار اس کی نیکیوں سے لے لو پھر اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو فرمائے گا ان کے گناہوں سے اس کے گناہ بڑھاؤ۔"

(۱۶) اور امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ بلاشبہ دوزخ میں بڑا پل ہے جس میں سات چھوٹے پل ہیں سو بندے کو لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ اسے درمیانی پل تک پہنچایا جائے گا۔ پھر اس سے کہا جائے گا۔ تجھ پر کتنا قرضہ ہے۔ وہ کہے گا اے میرے رب اتنا اور اتنا ہے، پھر اسے کہا جائے گا۔ یہ قرضہ ادا کرو، وہ کہے گا میرے پاس تو کوئی شے نہیں۔ پھر کہا جائے گا اس کی نیکیوں سے وصول کرو۔ پس اس کی نیکیاں لی جاتی رہیں گی۔ یہاں تک کہ اس کے لئے ایک نیکی بھی باقی نہیں رہے گی۔ کہا جائے گا اس کی نیکیاں ختم ہو گئی ہیں تو اسے گا کہ اس کے قرض خواہوں کے گناہوں سے کچھ گناہ لو اور انہیں اس پر لاد دو۔ (البدور السافرہ ص ۱۷۰)

آخری گزارش

یہاں تک جو کچھ پیش کیا گیا ہے مسلمان اسے پڑھیں اور قرض اٹھانے اور اسے ادا نہ کرنے کا خوفناک انجام جانیں اور اپنی آخرت تباہ کرنے سے باز آئیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرض کے وہال سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(۲۳ نومبر ۱۹۸۹ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بیالیسواں مقالہ

جانور لڑانے کا وبال

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل مسائل میں:-

(۱) کتا پالنا شرعاً کیسا ہے؟ (۲) بلبل یا کبوتر پالنا کیسا ہے جب کہ لڑانا مقصود نہ ہو؟ (۳) کتا بازی، مرغ بازی، شیر بازی وغیرہ کا شرعی حکم کیا ہے؟ بینواتو جروا۔

الجواب: بتوفیق الملک الوہاب:- کتا پالنا حرام ہے۔ جس گھر میں کتا ہو اُس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور کتا پالنے والے شخص کی نیکیاں ہر روز گھٹتی ہیں۔ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:- لا تدخل الملائكة بیتاً فیہ کلب ولا صورة۔ فرشتے اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو (جامع صغیر)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:- من اقتنى کلباً الا کلب ماشیة او ضارباً نقص من عمله کل یوم قیراطان۔ جو شخص کتا پالے روز اُس کی نیکیوں سے دو قیراط کم ہوتے ہیں۔ مگر یہ کہ چوپایوں کی حفاظت کرنے والا یا شکاری کتا ہو (مشکوٰۃ شریف)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:- من اتخذ کلباً الا کلب ماشیة او صید او ذرع انتقص من اجرہ کل یوم قیراط۔ جو شخص کتا رکھے روز اُس کی نیکیوں سے ایک قیراط کم ہوتا ہے۔ مگر یہ کہ چوپایوں کی حفاظت کرنے والا یا شکار کرنے والا یا کھیتی کی نگہبانی کرنے والا کتا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:- وما من اهل بیت یرتبطون کلباً الا نقص من عملہم کل یوم قیراط الا کلب صید او کلب حرث او کلب غنم۔ اور کسی گھر والے کتا نہیں باندھتے مگر روز اُن کی نیکیوں سے ایک قیراط کم ہوتا ہے۔ مگر یہ کہ وہ کتا شکار کا یا کھیتی کا یا بکریوں کی حفاظت کا ہو (مشکوٰۃ شریف)۔

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کتا پالنے والے کی نیکیاں ہر روز گھٹتی ہیں۔ بعض روایتوں میں ایک قیراط کی کمی کا ذکر ہے اور بعض میں دو قیراط کا۔ شارحین ان دونوں قسم کی روایتوں میں تطبیق دیتے ہوئے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرماتے ہیں۔ والتوفیق بینہ و بین الحدیث السابق انہ یجوز ان یکون لا اختلاف باعتبار النوعین من الکلاب احدهما اشد اذی من الآخر و باختلاف المواضع فالقیراطان فی مکة و المدينة لفضلہما والقیراط فی غیرہما کذا فی الطیبی و المرفقة یعنی ان دو قسم کی روایات میں تطبیق اس طرح دی جاسکتی ہے کہ اگر کتا زیادہ اذیت دینے والا ہو تو دو قیراط کی کمی کی جاتی ہے اور اگر کم اذیت دینے والا ہو تو ایک قیراط کی کمی کی جاتی ہے یا مکہ و مدینہ میں کتا پالنے والے کی نیکیوں سے دو قیراط کی کمی کی جاتی ہے اور دوسرے مقام پر کتا پالنے والے کی نیکیوں میں ایک قیراط کی کمی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ امام طیبی اور امام علی قاری نے فرمایا (حاشیہ مشکوٰۃ شریف)۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں۔ "تو صرف دو قسم کے کتے اجازت میں رہے ایک شکاری جسے کھانے یا دوا وغیرہ منافع صحیحہ کے لیے شکار کی حاجت ہو۔ نہ شکار تفریح کہ وہ خود حرام ہے۔ دوسرا وہ کتا جو گلے یا کھیتی یا گھر کی حفاظت کے لیے پالا جائے۔ جہاں حفاظت کی سچی حاجت ہو۔ ورنہ اگر مکان میں کچھ نہیں کہ چور لیس یا مکان محفوظ جگہ ہے کہ چور کا اندیشہ نہیں غرض جہاں یہ اپنے دل سے خوب جانتا ہو کہ حفاظت کا بہانہ ہے اصل میں کتے کا شوق ہے وہاں کتا جائز نہیں۔ آخر آس پاس گھیر والے بھی اپنی حفاظت ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر بے کتے کے حفاظت نہ ہوتی تو وہ بھی پالتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم میں حیلے نہ نکالے کہ وہ دلوں کی بات جاننے والا ہے۔" (احکام شریعت ص ۴۸ جلد اول)۔

نوٹ

جن تین صورتوں میں کتا پالنے کی شرع شریف نے اجازت دی ان میں یہ ضروری ہے کہ کتا گھر سے باہر رکھا جائے۔ اُسے الگ مکان میں باندھا جائے اور بسنے والے گھر میں اُسے داخل نہ ہونے دیا جائے کہ برتنوں کے پلید ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ نیز کتے کے اختلاط سے بیماری پیدا ہونے کا خطرہ ہے افسوس آج کل کے نادان مسلمان کتے سے محبت کرتے ہیں۔ اُسے بے جھجک پکڑتے ہیں اور اُسے بسنے والے گھر میں کھلے بندوں پھرنے دیتے ہیں یہ عادت ان نادانوں نے انگریز سے سیکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

جواب سوال دوم

بلبل یا کبوتر پالنا جبکہ لڑانا مقصود نہ ہو اور انہیں آب و دانہ اچھی طرح دیا جائے شرعاً جائز ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "شکر او باز پالنا درست ہے اور ان سے شکار کرنا اور اس کا کھانا بھی درست ہے۔ بقولہ تعالیٰ وما علمتم من الجوارح آلائیہ۔ یہ ضرور ہے کہ شکار غذا یا دوا کسی نفع کی غرض سے ہو محض تفریح اور لہو و لعب نہ ہو ورنہ حرام ہے۔ یہ گنا گار ہوگا۔ اگرچہ ان کا مارا ہوا جانور جبکہ وہ تعلیم پا گئے ہوں اور بسم اللہ کہہ کر چھوڑا ہو حلال ہو جائے گا فان حرمة الارسال بنية الله لا ينافي كونه ذكاة شرعية كمن سمي الله تعالى و ضرب الغنم من قفاه حرم الفعل و حل الاكل" یعنی کھیل کی نیت سے شکاری پرندہ چھوڑنے کی حرمت اس کے شرعی ذبح کے منافی نہیں جیسے کہ کوئی شخص اللہ کا نام لے اور گدی کی طرف سے بکری کو ذبح کرے تو اس کا یہ طریق ذبح تو حرام ہے مگر بکری حلال ہو گی۔ (احکام شریعت ص ۴۶ ج ۱)۔

اور علامہ صدر الشریعہ فرماتے ہیں "کبوتر پالنا اگر اڑانے کے لئے نہ ہو تو جائز ہے اور اگر کبوتروں کو اڑانا ہے تو ناجائز ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا لہو ہے اور اگر کبوتر اڑانے کے لیے چھت پر چڑھتا ہے جس سے لوگوں کی بے پردگی ہوتی ہے یا اڑانے میں کنکریاں پھینکتا ہے جن سے لوگوں کے برتن ٹوٹنے کا اندیشہ ہے تو اس کو سخت سے منع کیا جائے گا اور سزا دی جائے گی اور اس پر بھی نہ مانے تو حکومت کی جانب سے اس کے کبوتر ذبح کر کے اس کو دیے دے جائیں تاکہ اڑانے کا سلسلہ ہی منقطع ہو جائے۔

(در مختار) (بہار شریعت ص ۱۳۱ ج ۱۶)۔

اور علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ و دلیل جواز حبسہما خبر البخاری وغیرہ ان امرأة دخلت النار في هرة حبستها فلا هي اطعمتها ولا هي تركتها تاكل من خشاش الارض فافهم انها لو حبستها و اطعمتها جاز ولم تدخل النار بسببها و خبره ايضاً ان رسول صلى الله عليه وسلم كان اذا دخل دار خادمه انس بن مالك رضى الله عنه لزيارة ابيه رضى الله عنها يقول لولدها الصغير يا ابا عمير ما فعل الصغير بما زح به عن طير كان يلعب به بحسبة عنده. جانور کو قید رکھنے کے جواز پر امام بخاری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

وغیرہ کی وہ روایت دلالت کرتی ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"بلاشبہ ایک عورت ایک مٹی کے سب سے دوزخ میں داخل ہوئی جسے اُس نے قید کیے رکھا نہ اُس نے کھانے کو کچھ دیا اور نہ اُسے رہا کیا تا کہ وہ کیڑے مکوڑے کھاتی۔ سو اس حدیث کے مفہوم سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر وہ عورت اُسے روکے رکھنے کے وقت کھانا پانی دیتی تو وہ اُس کے سبب سے دوزخ میں نہ جاتی اور جانور قید رکھنے کے جواز پر امام بخاری کی وہ روایت بھی دلالت کرتی ہے جس میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں اُن کی والدہ کی زیارت کے لیے جایا کرتے تھے تو اُن کے چھوٹے بیٹے سے ازراہ خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ اے ابوعمیر تیری پڑی کو کیا ہوا"

(الحدیقۃ الندیۃ ص ۶۴۰ جلد دوم) واللہ اعلم بالصواب

جواب سوال سوم

کتاب بازی مرغ بازی، شیر بازی اور دو جانوروں کو تماشہ کے لیے لڑانا شرعاً ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں شیر بازی، مرغ بازی اور اسی طرح ہر جانور کا لڑانا جیسے لوگ مینڈھے لڑاتے ہیں۔ یہاں تک کہ حرام جانوروں مثلاً ہاتھیوں ریکھوں کا لڑانا بھی سب مطلقاً حرام ہے کہ بلاوجہ بے زبانوں کی ایذا ہے۔

حدیث میں ہے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوپایوں کو لڑانے سے منع فرمایا" (احکام شریعت ص ۴۸ ج ۱)

اور امام عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ و من آفات الیداء التحریش بین البھائم روی ابو داؤد و الترمذی باسمنا دھما عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التحریش بین البھائم لمافی ذلک من الایذاء للضعیفۃ منہما بلا ضرورۃ ولا فائدۃ اہ ملقطاً۔ اور ہاتھ کے گناہوں میں سے ایک گناہ چوپایوں کا لڑانا ہے ابو داؤد اور ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوپایوں کو لڑانے سے منع فرمایا کیونکہ اس میں بے ضرورت اور بلا فائدہ کمزور جانور کو اذیت پہنچانا ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ ص ۴۴۲ جلد دوم)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اور امام صدر الشریعہ فرماتے ہیں "جانوروں کو لڑانا مثلاً مرغ، بئیر، تیتڑ مینڈھے، بھینسے وغیرہ کہ ان جانوروں کو بعض لوگ لڑاتے ہیں یہ حرام ہے اور اس میں شرکت کرنا اس کا تماشا دیکھنا بھی ناجائز ہے۔"
(بہار شریعت ص ۱۳۱ جلد شانزدہم)

الحاصل تماشا بینی کے لیے جانور لڑانا یا تفریح طبع کے لیے شکار کھیلنا یا لھو و لعب کے لیے کبوتر وغیرہ پالنا یا بے ضرورت کتابالنا شرعاً سخت ممنوع اور ناجائز ہے۔ مسلمانوں کو اپنے نفس امارہ کی اپنی من مانی کرنے کی بجائے اللہ عزوجل اور اس کے رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و منشا کے مطابق چل کر دنیا و آخرت سنوارنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر رکھے اور شیطانی کاموں اور نادانوں کی راہ و رسم سے بچائے آمین۔
(۱۵ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ)

بسم الله الرحمن الرحيم

تینتا لیسواں مقالہ

قتل ناحق

اسلام کی نظر میں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على رسوله محمد و اله و
اصحابه اجمعين. اما بعد : دورِ حاضر میں اسلامی معاشرہ کے اندر جہاں دوسری قسم کی اخلاقی
بیماریاں پائی جاتی ہیں۔ وہاں قتلِ ناحق بھی وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے۔ اہل اسلام اگر قتلِ ناحق کی شناخت و
قباحت سے کما حقہ واقف ہوں تو اس کبیرہ گناہ کے ارتکاب پر کبھی آمادہ نہ ہوں۔ اس مختصر رسالہ میں ہم نے
"قتلِ ناحق" کی وہ قباحت و شناخت لکھنے پر اکتفاء کیا ہے جو اسلام کی نظر میں ہے۔ اللہ تعالیٰ حق بیانی کی
توفیق بخشے اور ہماری اس سعی کو اصلاحِ معاشرہ کا باعث بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

آیت کریمہ نمبر (۱)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قَتَلَ
مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيهِ سُلْطَانًا فَلَا يَسْرِفُ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا۔ اور کوئی جان جس
کی حرمت اللہ نے رکھی ہے اُسے ناحق نہ مارو۔ اور جو ناحق مارا جائے تو بے شک ہم نے اُس کے وارث کو
قابو دیا ہے کہ وہ قتل میں حد سے نہ بڑھے۔ ضرور اُس کی مدد ہونی ہے (پ ۱۵ ارکوع ۴)

تفسیر

خیال رہے کہ حربی کافر کی جان لینا حلال ہے۔ مومن یا ذمی یا معاہد کی جان لینا حرام۔ تین
صورتوں میں مومن کا قتل جائز۔ قتل کے بدلے میں، زنا کے عوض جبکہ محسن ہو سنگسار کیا جائے گا اور ڈکیتی
کے عوض۔ حرم اللہ سے پہلا فائدہ حاصل ہوا اور الا بالحق سے یہ فوائد۔ لہذا یہ آیت بہت سے شرعی احکام کا
ماخذ ہے۔ (نور العرفان)۔

آیت کریمہ نمبر (۲)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ الدِّينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ يَقْتُلُونَ النَّبِيَّاتِ بِغَيْرِ
حَقٍّ وَ يَقْتُلُونَ الدِّينَ بِأَمْوَالِهِمْ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ لِبُشْرِهِمْ بِعَذَابِ اللَّهِ اُولَٰئِكَ الدِّينُ
حَبَطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ مَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ۔ جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں اور ناحق پیغمبروں کو شہید کرتے ہیں اور انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں۔ انہیں درودناک عذاب کی خوشخبری دو۔ یہ وہ ہیں جن کے اعمال دُنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔ (پ ۳۔ رکوع ۱۱)۔

آیت کریمہ نمبر (۳)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ والذین لا یدعون مع اللہ الہا اُخرو لا یقتلون النفس الّتی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون و من یفعل ذلک یلق اثمًا ہ یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ و یخلد فیہ مہانا۔ اور اللہ کے بندے وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے۔ اور اُس جان کو جس کی حرمت اللہ نے رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔ اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور وہ ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ (پ ۱۹۔ رکوع ۴)

آیت کریمہ نمبر (۴)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ من اجل ذلک ج کتبنا علی بنی اسرائیل انہ من قتل نفساً بغير نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً ط و من احیاها فکانما احیا الناس جمیعاً۔ اسی سبب سے ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا کہ جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کیے تو گویا اس نے سب لوگوں کو قتل کیا اور جس نے ایک جان کو زندہ رکھا تو گویا اس نے سب انسانوں کو زندہ رکھا۔ (پ ۶۔ رکوع ۸)۔

آیت نمبر (۵)

ماکان لمؤمن ان یقتل مؤمناً الا خطاً ج و من قتل مؤمناً خطاً فتحریر رقبة مؤمنة و دية" مسلمة الی اہلہ الا ان یصدقوا ط فان کان من قوم عدو لکم و ہو مؤمن فتحریر رقبة مؤمنة ط وان کان من قوم بینکم و بینہم میثاق فدية مسلمة الی اہلہ و تحریر رقبة مؤمنة ج فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین ز توبة من اللہ ط و کان اللہ علیماً

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حکیماء اور مسلمان کو نہیں پہنچتا کہ وہ مسلمان کا خون کرے مگر غلطی کے طور پر اور جو مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک غلام مسلم کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو دیا جائے۔ مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر وہ اگر اس قوم سے ہے جو تمہاری دشمن ہے اور وہ خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان آزاد کرنا ہے۔ اور اگر وہ اس قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خون بہا سپرد کیا جائے اور ایک مسلمان مملوک کو آزاد کیا جائے پھر جو نہ پائے وہ لگا تار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ سے اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (پ ۵ رکوع ۱۰)۔

آیت کریمہ نمبر (۶)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ و من یقتل مؤمناً متعمداً فجزأه جہنم خالداً فیہا و غضب اللہ علیہ و لعنہ و اعدلہ عذاباً عظیماً۔ اور جو شخص کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے کہ مدتوں اس میں رہے اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔ (پ ۵۔ رکوع ۱۰)

آیت کریمہ (۷)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم القصاص فی القتل ط الحر بالحر و العبد بالعبد و الانثی بالانثی فمن عفی له من اخیه شئی فاتباع بالمعروف و اداء الیہ باحسن ط ذلک تخفیف من ربکم و رحمة ط فمن اعتدی بعد ذلک فلیعذاب الیم۔ اے ایمان والو! قصاص یعنی جو ناحق قتل کیے گئے ان کا بدلہ لینا تم پر فرض کیا گیا۔ آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت تو جس کے لیے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہو تو بھلائی سے تقاضا کرے اور اچھی طرح سے اس کو ادا کر دے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے لیے آسانی ہے اور تم پر مہربانی ہے اب اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لیے دردناک عذاب ہے (پ ۲۔ رکوع ۶)۔

الاشراك بالله و عقوق الوالدين و قتل النفس و اليمين الغموس - بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور کسی جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم اٹھانا۔ رواہ البخاری۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵ جلد اول)

حدیث نمبر ۲

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اجتنبوا السبع الموبقات قالوا یا رسول اللہ و ما هن قال الشرك بالله و السحر و قتل النفس التي حرم الله آلا بالحق و اكل الربو و اكل مال الیتیم و التولی من الزحف و قذف المحصنات المؤمنات الغافلات۔ سات ہلاکت میں ڈالنے والے گناہوں سے بچو صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟ فرمایا اللہ کا شریک ٹھہرانا اور جادو کرنا اور اس جان کو قتل کرنا جس کی حرمت اللہ نے رکھی ہے مگر حق کے ساتھ اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور میدان جنگ سے بھاگنا اور پاکباز غافلہ مومنہ عورتوں کو تہمت لگانا متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵۔ ج ۱)

حدیث نمبر ۳

ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اذا التقى المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار قيل یا رسول اللہ هذا القاتل فما بال المقتول قال انه كان حريصاً على قتل صاحبه۔ جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابلہ میں آتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخی ہو جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ یہ تو قاتل ہے پھر مقتول کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔ کیونکہ وہ اپنے ساتھی کے قتل کرنے پر حریص تھا۔ رواہ احمد و البخاری و مسلم و ابوداؤد و النسائی و صحیحہ السیوطی (جامع صغیر ص ۲۱۔ ج ۱) یعنی قاتل تو قتل کی وجہ سے دوزخی ہوا اور مقتول قاتل کے قتل پر حریص اور کوشاں تھا اس لیے وہ بھی دوزخی ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعظم (نزہۃ الناظرین ص ۱۲۵)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حدیث نمبر ۴

اور رسول اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لا ترجعوا بعدی کفاراً یضرب بعضکم رقاب بعض۔ میرے بعد کافر نہ ہو جانا ایک دوسرے کی گردن کو مارتے ہوئے۔ رواہ احمد و البخاری و مسلم و الترمذی و ابن ماجہ عن جریر و صحیحہ السیوطی (جامع صغیر ص ۲۰۰ جلد ۲) (نزہۃ الناظرین ص ۱۶۵)۔

حدیث نمبر ۵

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قتل المؤمن اعظم عند اللہ من زوال الدنیا۔ اللہ کے نزدیک ایک مومن کا قتل ساری دنیا کے زائل ہو جانے سے بڑا ہے۔ رواہ الترمذی و الضیاء و صحیحہ السیوطی (جامع صغیر ص ۸۵ ج ۲) (نزہۃ الناظرین ص ۱۶۵)

حدیث نمبر ۶

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا یزال المرء فی فسحة من دینہ ما لم یصب دماً حراماً۔ جب تک حرام خون کرنے کا ارتکاب نہ کرے انسان اپنے دین کی کشادگی میں رہتا ہے۔ (نزہۃ الناظرین ص ۱۶۵)

حدیث نمبر ۷

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اکبر الكبائر الاشراک باللہ و قتل النفس و عقوق الوالدین و شهادة الزور۔ بڑے گناہوں میں بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ کا شریک ٹھہرانا اور کسی جان کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔ (جامع صغیر ص ۵۳ ج ۱۔ و صحیحہ)

حدیث نمبر ۸

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من قتل معاهداً لم یرح رائحة الجنة وان ریحها لیو جد من مسيرة اربعین عاماً۔

Click For More Books

جو شخص کسی ذمی یا مستامن کو قتل کرے وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔ رواہ احمد البخاری والنسائی وابن ماجہ وصحیحہ السیوطی (جامع صغیر ص ۱۷۷-۱۷۸ ج ۲)

حدیث نمبر ۹

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من قتل معاهداً فی غیر کنہہ حرم اللہ علیہ الجنة۔ جو شخص ذمی یا مستامن کو اس کی کنہ کے غیر میں قتل کرے اللہ اس پر جنت حرام فرمادیتا ہے۔ رواہ احمد وابوداؤد والنسائی والحاکم وصحیحہ السیوطی۔ (جامع صغیر ص ۱۷۷-۱۷۸ ج ۲)۔

حدیث نمبر ۱۰

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من قتل مؤمناً فاغبط بقتله لم یقبل اللہ منه صرفاً ولا عدلاً۔ جو شخص مومن کو قتل کرے پھر اس کے قتل میں ناز کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی نہ نفل عبادت قبول فرمائے گا اور نہ فرض عبادت رواہ ابوداؤد والقیاض وضعفہ السیوطی (جامع صغیر ص ۱۷۷، ج ۲)۔

حدیث نمبر ۱۱

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من قتل عصفوراً بغیر حقہ سالہ اللہ عنہ یوم القیامة۔ جو شخص کسی چڑیا کو اس کے حق کے بغیر قتل کرے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس سے اس کے بارہ میں پوچھے گا۔ (رواہ احمد وحسنہ السیوطی ص ۱۷۷-۱۷۸ ج ۲)

حدیث نمبر ۱۲

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ من اعان علی قتل مومن بشرط کلمۃ لقی اللہ مکتوب بہن عینہ آیس من رحمۃ اللہ جو شخص کسی مومن

کے قتل پر ایک بات کے کسی حصہ کے ساتھ اعانت کرے وہ قیامت کے روز اس حال میں اللہ سے ملے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا "اللہ کی رحمت سے مایوس شخص" رواہ ابن ماجہ وضعفہ السیوطی۔
(جامع صغیر ص ۱۶۵-ج ۲)۔

حدیث نمبر ۱۳

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قتال المسلم کفر و سبابہ فسوق۔ مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے اور اُسے گالی گلوچ کرنا نافرمانی ہے۔ رواہ الترمذی والتسائی وصحہ السیوطی (جامع صغیر ص ۸۵-ج ۲)

حدیث نمبر ۱۴

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قتال المسلم کفر و سبابہ فسوق ولا يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاثة ايام۔ مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے اور اُسے گالی گلوچ کرنا نافرمانی ہے اور مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے بھائی کو چھوڑے رکھے۔ رواہ احمد وابو یعلیٰ والطبرانی والفضلاء وصحہ السیوطی۔
(جامع صغیر ص ۸۵-ج ۲)

حدیث نمبر ۱۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لا تقوم الساعة حتى تفتل فئتان عظیمتان تکون بينهما مقتلة عظيمة دعواهما واحدة و حتى یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله و حتى یقبض العلم و یكثر الزلازل و یتقارب الزمان و یتظهر الفتن و یكثر الهرج و هو القتل الی آخر الحدیث۔ قیامت قائم نہیں ہوگی حتیٰ کہ دو بڑی جماعتیں لڑیں گی تو ان میں بڑی لڑائی واقع ہوگی حالانکہ ان دونوں کا دعویٰ ایک ہوگا۔ اور حتیٰ کہ تمیں کے قریب دجال کذاب ہوں گے۔ ان سب کا دعویٰ ہوگا کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور حتیٰ کہ علم قبض کر لیا جائے گا اور زلزلے بکثرت واقع ہوں گے اور

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

زمانہ قریب ہو جائے گا اور فتنے ظاہر ہوں گے اور قتل کثرت سے ہوں گے (مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۸ ج ۲)

حدیث نمبر ۱۶

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
ولا يقتل حين يقتل و هو مؤمن۔ اور وہ قتل نہیں کرتا جب کہ وہ قتل کرتا ہے مگر یہ کہ وہ مومن نہیں ہوتا۔
حضرت عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے پوچھا قتل کے وقت قاتل کے دل سے ایمان کیسے نکال دیا
جاتا ہے۔ فرمایا اس طرح آپ نے اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر نکالا۔ پھر اگر وہ توبہ کرے تو ایمان
اس کے دل میں لوٹ آتا ہے اور آپ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں۔ (مشکوٰۃ ص ۱۵ ج ۱)

حدیث نمبر ۱۷

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کُل
ذنب عسى الله ان يغفره الا من مات مشركاً او من يقتل مؤمناً متعمداً۔ ہر ایک گناہ کو ہو
سکتا ہے کہ اللہ بخش دے مگر یہ کہ کوئی شخص مشرک ہو کر مرے یا کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے رواہ ابو
داؤد والنسائی (مشکوٰۃ ص ۳۱ ج ۲)، صحیحہ السیوطی (جامع صغیر ص ۹۳ ج ۲)

حدیث نمبر ۱۸: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد
فرمایا۔ لزوال الدنيا اھون علی اللہ من قتل رجل مسلم۔ دُنیا بھر کا زوال اللہ کے نزدیک اس
بات سے زیادہ ہلکا ہے کہ کسی مسلمان شخص کو قتل کیا جائے۔ رواہ الترمذی والنسائی و صحیحہ السیوطی۔

(جامع صغیر ص ۱۲۳ ج ۲ مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۲)

حدیث نمبر ۱۹

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یجنى
المقتول بالقاتل يوم القيامة لاصيته و رأسه بيده و اوداجه تشعب دماً يقول يا رب
قتلنى حتى بدليہ من العرش۔ قیامت کے دن مقتول قاتل کو اس حال میں لائے گا کہ قاتل کی پیشانی
اور سر کے ہال اس کے ہاتھ میں ہوں گے اور اس کی رگوں سے خون بہتا ہوگا۔ کہے گا۔ اے رب اس نے

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مجھے قتل کیا یہاں تک کہ مقتول قاتل کو عرش کے قریب تک لے جائے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰ ج ۲)

حدیث نمبر ۲۰

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اول ما یقضى بین الناس یوم القیامة فی الدماء۔ لوگوں میں قیامت کے دن سب سے پہلے جس بات میں فیصلہ کیا جائے گا۔ وہ خون ہے۔ رواہ البخاری و مسلم (مشکوٰۃ ص ۲۹ ج ۲)۔

حدیث نمبر ۲۱

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من تردی من جبل فقتل نفسه فهو فی نار جہنم یتردی فیہا خالداً مخلداً فیہا ابداً و من تحسی سماً فقتل نفسه فسمه فی یدہ یتحساه فی نار جہنم خالداً مخلداً فیہا ابداً و من قتل نفسه لحدیة فحدیدته یتوجأبها فی بطنہ فی نار خالداً مخلداً فیہا ابداً۔ جس نے پہاڑ سے چھلانگ لگائی اور اپنے آپ کو قتل کیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھلانگیں لگاتا رہے گا اور جس نے زہر پیا اور اپنے آپ کو قتل کر دیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں زہر پیتا رہے گا۔ اور جس نے کسی آلہ سے اپنے آپ کو قتل کر دیا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ کی آگ میں اس آلہ سے اپنے پیٹ کو مارتا رہے گا متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۲۹ ج ۲)

حدیث نمبر ۲۲

اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الذی یخنق نفسه یخنقہا فی النار و الذی یطعنہا یطعنہا فی النار۔ جس شخص نے گاہ گھونٹ کر اپنے آپ کو مارا وہ آگ میں اپنا گلہ گھونٹتا رہے گا۔ اور جس نے اپنے آپ کو کوئی آلہ مار کر قتل کیا وہ آگ میں اپنے آپ کو آلہ مارتا رہے گا رواہ البخاری (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۲۹)

Click For More Books

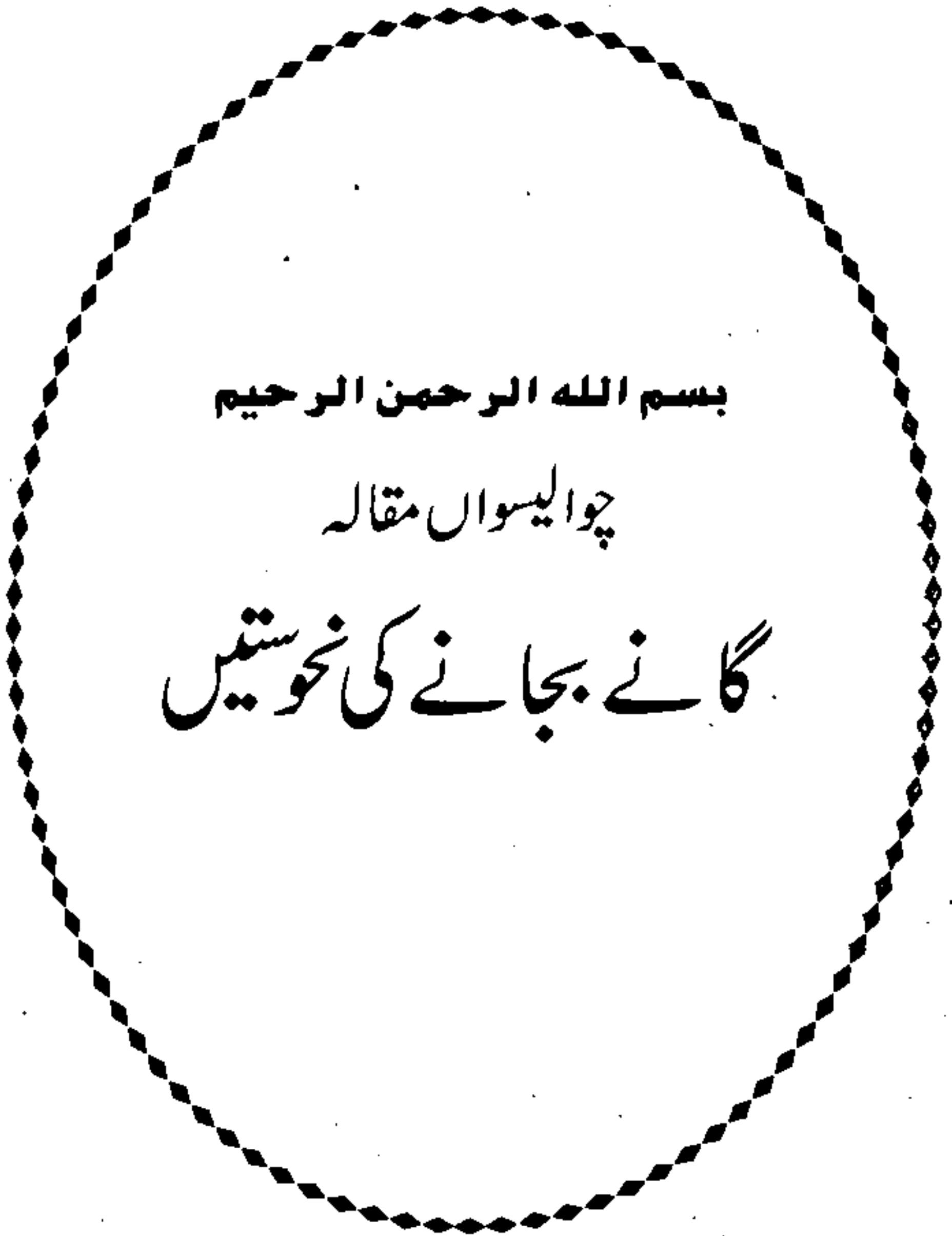
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

حدیث نمبر ۲۳

حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کان فی من کان قبلکم رجل به جرح فجزع فاحذ سکینا فجز بها یدہ فما رقا الدم حتی مات قال اللہ تعالیٰ بادرنی عبدی بنفسہ فحرمت علیہ الجنة۔ تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کو زخم لگا تو اس نے بے صبری کی اور چھری لے کر اس سے اپنا ہاتھ کاٹا تو خون جاری ہو گیا اور وہ شخص مر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے اپنے نفس کے ساتھ جلدی کی ہے اس لیے میں نے اس پر جنت حرام کر دی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۰-ج ۲)

الحمد للہ۔ دس آیتوں اور تیس حدیثوں سے ہم نے قتل کی قباحت و شاعت بیان کی ہے مسلمان اللہ عزوجل اور اس کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات کو پڑھیں سمجھیں اور قتل جیسے کبیرہ گناہ کے ارتکاب سے باز رہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کبیرہ گناہ سے بچائے رکھے آمین۔

(۲۶ رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ)



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب الارض والسماء والصلوة والسلام على من كان نبيا و آدم بين الجسد والسماء وعلى اله واصحابه البررة النجباء. اما بعد

آج کل مسلمان بے ہودہ گانا بجانا سننے کے بہت دلدادہ ہو چکے ہیں۔ اوقات فراغت میں حیا سوز عشقیہ گانے بڑے ذوق و شوق سے سنتے ہیں۔ ریڈیو۔ ٹیلیوژن اور ٹیپ ریکارڈ کے استعمال کا عام رواج ہے۔ خصوصاً شادی کے موقع پر ڈھول باجے وغیرہ ہا آلات لہو و لعب بڑے زور شور سے بجوائے جاتے ہیں اور محلہ کی عورتیں بن ٹھن کر جمع ہوتی ہیں اور باہم مل کر بلند آواز سے عشقیہ گیت گاتی ہیں۔ جس شادی میں ایسا نہ کیا جائے اسے غمی اور جنازہ سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

بدیں وجہ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس مسئلہ کی تحقیق پوری وضاحت سے لکھی جائے اس لئے ہم یہ رسالہ غیظ القہار لاهل الغناء والمزمار المعروف گانے بجانے کی نحوستیں مسلمانوں کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے شرف قبولیت بخشے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

پہلی آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا ط اولئك لهم عذاب مهين (۳۱ پ ۱۰) اور کچھ لوگ کھیل کی بات خریدتے ہیں۔ تاکہ وہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بے سوچے سمجھے ہوئے اور اسے ہنسی بنالیں۔ ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

شان نزول

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت نصر بن حرث کے بارہ میں نازل ہوئی ہے جس نے ایک گانے والی لونڈی خریدی تھی۔ اور اس کا معمول تھا کہ جب بھی وہ کسی کے متعلق سنتا کہ وہ اسلام لانے کا ارادہ رکھتا ہے تو وہ اسے اپنے گھر لے آتا تھا اور اپنی اس لونڈی سے کہتا تھا اسے کھلا پلا اور گانا بجانا سنا۔ جب وہ ایسا کرتی تو وہ اس سے کہتا کہ یہ چیزیں اس نماز روزہ اور جہاد سے بہتر ہیں جن کی

Click For More Books

طرف محمد بلا تے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔ (اسباب نزول) اور بعض مفسرین فرماتے ہیں کہ یہ آیت نضر بن حارث بن کلدہ کے متعلق نازل ہوئی۔ جو تجارتی سفر میں باہر جاتا تو وہاں سے عجیبوں کے ناول اور قصے کہانیوں کی کتابیں خریدتا اور مکہ میں آکر لوگوں سے کہتا تھا محمد تمہیں عادی و شمود کی کہانیاں سناتے ہیں میں تمہیں رستم، اسفندیار اور شاہانِ عجم کی کہانیاں سناتا ہوں۔ (نور العرفان)

کھیل کی بات کی تفسیر

اس آیت کریمہ میں لھوالحدیث فرمایا گیا۔ اس کی تفسیر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس طرح فرماتے ہیں۔ "اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں لھوالحدیث سے مراد گانا بجانا ہے۔" اور یہی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت عکرمہ، حضرت سعید بن جبیر، حضرت مجاہد، حضرت مکحول، حضرت عمرو بن شعیب اور حضرت علی بن بذیمہ وغیرہم۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی منقول ہے (ابن کثیر)

مسئلہ

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ باجے، تاش شراب بلکہ تمام کھیل کود کے آلات بیچنا بھی منع ہیں اور خریدنا بھی ناجائز کیونکہ یہ آیت ان کے خریداروں کی برائی میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس طرح ناول۔ گندے رسالے، سینما کے ٹکٹ تماشے وغیرہ کے اسباب کی خرید و فروخت شرعاً منع ہے کہ یہ تمام کھیل کی بات ہیں۔ (نور العرفان ص ۶۵۶)

دوسری آیت کریمہ

اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدہ آدم سے انکار کرنے پر فرمایا۔ چلا جا سو ان میں سے جو تیری پیروی کرے گا۔ تو بے شک تم سب کا بدلہ بھر پور سزا کے طور پر جہنم ہے اور ڈگادے ان میں سے جس پر قدرت پائے اپنی آواز سے اور ان پر اپنے سواروں اور اپنے پیادوں کا لام باندھ لا۔ اور مالوں اور بچوں میں اس کا ساجھی ہو جا۔ اور انہیں وعدہ دے اور شیطان انہیں وعدہ نہیں دیتا مگر فریب سے۔" (بنی اسرائیل)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

شیطانی آواز کی تفسیر

اس آیت کریمہ میں جس شیطانی آواز کا ذکر ہے اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ جو آواز اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نکلے وہ شیطانی آواز ہے اور مفسر ابن کثیر فرماتے ہیں کہ شیطانی آواز گانا بجانا ہے۔

احادیث مبارکہ

گانے بجانے کی ممانعت و مذمت میں متعدد احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ ہم یہاں بعض کے نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں وباللہ التوفیق۔

پہلی حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ گانا دلوں میں اس طرح منافقت پیدا کرتا ہے۔ جس طرح پانی سبزی اگاتا ہے۔ (جامع صغیر)

دوسری حدیث

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "گانے کی محبت دلوں میں اس طرح منافقت پیدا کرتی ہے جس طرح پانی ترگھاس اگاتا ہے۔" (کنوز الحقائق)

تیسری حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے ہودہ گوئی اور گانے بجانے کی آواز دلوں میں اس طرح نفاق اگاتی ہے جس طرح پانی سبزیاں اگاتا ہے" (رد المحتار)

چوتھی حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے شراب، جوئے، ڈھول، ہاجے اور ہاجرہ کی شراب سے منع فرمایا۔" (مشکوٰۃ شریف)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پانچویں حدیث

میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دف، جھانجھ اور بانسری کے بجانے سے منع فرمایا (جامع صغیر)

چھٹی حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ بلاشبہ اللہ نے شراب جوئے اور ڈھول کو حرام کیا ہے (مشکوٰۃ شریف)

ساتویں حدیث

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مجھے ڈھول اور باجے مٹانے کا حکم دیا گیا (کنوز الحقائق)

آٹھویں حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اللہ نے مجھے جہانوں کی رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا اور میرے رب نے مجھے ڈھول باجے۔ بت۔ صلیب اور دور جہالت کی تمام ناجائز امور مٹانے کا حکم دیا اور میرے رب نے قسم کھا رکھی ہے کہ جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ پی لے گا اس کی مثل دوزخ سے پیپ پلاؤں گا اور جو کوئی اس کو میرے خوف کی وجہ سے چھوڑے گا میں اسے پاکیزہ تالابوں سے پلاؤں گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

دسویں حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دو آوازیں دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں۔ خوشی کے وقت ڈھول باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے پٹنے کی آواز۔ (جامع صغیر)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

گیارہویں حدیث

آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ باتیں اللہ کے نزدیک بہت ناپسندیدہ ہیں۔ بلا ضرورت کھانا پینا۔ نیند کے غلبہ کے بغیر سونا۔ بلا وجہ دانت نکال کر ہنسنا۔ مصیبت کے وقت بین کرنا اور خوشی کے وقت ڈھول باجے بجانا۔ (جامع صغیر)

بارہویں حدیث

امام برہان الدین فرماتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو نادان آوازوں سے منع فرمایا۔ رونے پٹنے کی آواز اور گانا گانے والی کی آواز۔ (ہدایہ)

تیرہویں حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ گانے بجانے کا سننا گناہ ہے۔ گانے بجانے کی محفل میں بیٹھنا فسق ہے اور گانے بجانے سے لطف اندوز ہونا کفر ہے۔ (فتاویٰ بزازیہ)

چودھویں حدیث

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مسلمان کا ہر کھیل حرام ہے سوا ان تین کے۔ اپنی بیوی سے خوش طبعی کرنا۔ اپنے گھوڑے کو ادب سکھانا اور تیر اندازی کرنا (رد المحتار)

پندرہویں حدیث

ایک دفعہ حضرت نافع حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ جا رہے تھے۔ اچانک ہانسری کی آواز سنائی دی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دھالیں اور راستہ بدل لیا۔ کافی دور چلے جانے کے بعد پوچھا "کیا تجھے اس آواز کا کوئی حصہ سنائی دیتا ہے"۔ عرض کیا نہیں۔ تب آپ نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں سے ہا ہر نکال کر فرمایا۔ ایک ہا میں رسول اللہ کے ہمراہ تھا۔ آپ نے ہانسری

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کی آواز سن کر ایسا ہی کیا تھا جیسا میں نے کیا ہے حضرت نافع فرماتے ہیں۔ میں اس وقت بچہ تھا۔ یعنی اس لئے مجھے کانوں میں انگلیاں دبانے کا حکم نہ دیا گیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

سولہویں حدیث

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں بہت سی وہ قومیں ہوں گی جو خنزیر، ریشم، شراب اور ڈھول باجوں کو حلال ٹھہرائیں گی۔" (جامع صغیر)

سترہویں حدیث

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس برائیاں قوم لوط نے اختیار کیں تو وہ ہلاک ہوئی اور میری امت ان پر ایک اور برائی کا اضافہ کر دے گی۔ مردوں کا مردوں سے شہوت رانی کرنا۔ مشیت زنی کرنا۔ کنکریاں مارنا۔ حمام میں کھیلنا۔ ڈھول باجے بجانا۔ داڑھی کٹانا۔ مونچھیں بڑھانا۔ سیٹیاں بجانا۔ تالیاں بجانا۔ ریشم پہننا اور جس برائی کو میری امت بڑھائے گی وہ عورتوں کا ایک دوسرے سے شہوت رانی کرنا ہے۔ (جامع صغیر)

اٹھارہویں حدیث

حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب مال غنیمت کو دولت اور امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو چٹی سمجھا جائے گا۔ لادینی علم سیکھے جائیں گے۔ ہر شخص اپنی بیوی کی فرمانبرداری اور اپنی والدہ کی نافرمانی کرے گا۔ اور اپنے دوست کو قریبی اور اپنے باپ کو بعیدی بنائے گا، مسجدوں میں دنیوی باتیں ظاہر ہوں گی۔ قبیلہ کا سردار سب سے برا شخص ہوگا۔ قوم کا سردار ذلیل ترین شخص ہوگا۔ انسان کی عزت اس کے شر کے خوف کی وجہ سے کی جائے گی۔ گانے بجانے والی عورتیں اور گانے بجانے کے آلات ظاہر ہوں گے۔ شرابیں پی جائیں گی اور امت کا آخری حصہ اس کے ابتدائی حصہ کو برا بھلا کہے گا تو اس وقت سرخ ہواؤں، زلزلوں، زمین میں دھنسنے، مہتراؤ کیے جانے اور آثار قیامت کے لگاتار واقع ہونے کا انتظار کرو۔ اس وقت آثار قیامت اس طرح پے در پے واقع ہوں گے۔ جس طرح موتیوں کی رسی ٹوٹ جانے پر موتی پے در پے ٹرنے لگتے ہیں۔" (جامع صغیر)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

انیسویں حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت میں وہ لوگ ہوں گے جو شراب پیئیں گے اور اس کا نام دوسرا رکھیں گے۔ ان کے سروں پر باجے گا جے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسائے گا۔ اور ان میں سے بعضوں کو بندر اور سور بنائے گا (جامع صغیر)

بیسویں حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میری امت میں زمین میں دھنسا اور شکلیں بدلنا واقع ہوگا۔ جب گانا گانے والی عورتیں اور باجے ظاہر ہوں گے ترمذی شریف (از مسئلہ المزامیر ص ۳۴)

اکیسویں حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "آخر زمانے میں اس امت کے کچھ لوگ مسخ کر کے سور اور بندر بنادیے جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ کیا یہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہ دیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں اور وہ روزہ رکھیں گے۔ حج کریں گے اور نمازیں پڑھیں گے۔ لوگوں نے پوچھا پھر وہ کیوں مسخ کئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ باجے اور گانے والی عورتوں کو رکھیں گے۔ (مسئلہ المزامیر)

بائیسویں حدیث

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن عرش کے نیچے سے پکارا جائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنی سماعت کو لہو اور مزامیر اور باطل سے بچائے رکھتے تھے تاکہ میں ان کو اپنی حمد و ثنا سناؤں۔ اور انہیں خبر دوں کہ نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ کوئی غم۔ (قرۃ العیون لابن الیث سمرقندی)

تیسویں حدیث

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے مزامیر (ہا جے) باطل کرنے کے ساتھ مبعوث کیا گیا

ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ لیلۃ القدر میں مزا میر والوں کی طرف نظر نہیں فرماتا (قرۃ العیون)

چوبیسویں حدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "باجا بجانے والے اور اس کے سننے والے دونوں لعنتی ہیں۔ تو جس نے دنیا میں گانے بجانے کو سنا وہ جنت کے گانے کبھی نہ سنے گا مگر یہ کہ وہ توبہ کر لے" (قرۃ العیون)

مسلمانو! یہ ہیں ڈھول باجوں اور گانے بجانے کے متعلق اللہ اور اس کے رسول کے ارشادات۔ اگر آپ کو اپنی دنیا و عاقبت کی بہتری مقصود ہے تو ان شیطانی کاموں سے اجتناب کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو لغویات سے بچے رہنے کی توفیق بخشے آمین۔

اب ہم فقہائے کرام کے ارشادات پیش کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ پر مزید روشنی پڑ جائے وباللہ التوفیق۔

امام یوسف تو قادی کا ارشاد

لہو و لعب مثلاً ڈھول باجے کی آواز کا سننا حرام ہے اور اگر اچانک ان کی آواز کان میں پڑے تو اس میں گناہ نہیں۔ (ہدیۃ المحدثین ص ۴۵)

ملا علی قاری کا ارشاد

کتاب شرح السنہ میں ہے کہ ڈھول باجے۔ سارنگی اور دیگر تمام آلات لہو و لعب کی حرمت پر علمائے امت کا اتفاق ہے اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ گانے بجانے کی آواز جیسے باجے وغیرہ کی آواز کا سننا حرام اور گناہ ہے اور اگر کوئی شخص اسے اچانک سن لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ مگر اس پر واجب ہے کہ وہ اسے نہ سننے کی پوری کوشش کرے کیونکہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بانسری کی آواز سنی تو آپ نے اپنے کانوں میں اپنی انگلیاں دبائیں۔ اور ان عربی اشعار کا سننا جن میں جرائم۔ شراب اور حسین بچوں کے تذکرے ہوں مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بے حیائیوں کا ذکر ہے۔ (مرقاۃ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علامہ شامی کا ارشاد

ہر ایک لہو و لعب مکروہ تحریمی ہے۔ اور اس کا اطلاق نفس فعل اور اس کے سننے ہر دو کو شامل ہے۔ مثلاً ناچنا، مسخری کرنا، تالی بجانا، ایک تارہ، دو تارہ، سارنگی، چنگ، جھانجھ، بانسری اور بگل وغیرہ کا بجانا مکروہ تحریمی ہے۔ کیونکہ یہ کفار کے فعل ہیں۔ اور ڈھول باجے وغیرہ کا سننا حرام ہے اور اگر اچانک سن لے تو معذور ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ حتی الوسع اسے نہ سنے (رد المحتار علی الدر المختار)

اعلیٰ حضرت کے فتوے

اعلیٰ حضرت سے عرض کیا گیا۔ "حضور نوشہ کا وقت نکاح سہرا باندھنا نیز باجے گاجے سے جلوس کے ساتھ نکاح کو جانا، شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا "خالی پھولوں کا سہرا جائز ہے اور یہ باجے جو شادی میں رائج و معمول ہیں سب ناجائز و حرام ہیں (ملفوظات جلد اول ص ۴۹)

۲۔ آپ سے عرض کیا گیا "شادی میں دف یا نوبت بجانا درست ہے یا نہیں؟۔ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا۔ "دف کی اجازت ہے جبکہ اس میں جھانجھ نہ ہوں اور مرد یا عزت دار عورتیں نہ بجائیں اور نہ لہو و لعب کے طور پر بجایا جائے بلکہ اعلان نکاح کی نیت ہو۔ (عرفان شریعت ص ۱۳)

۳۔ اور مزامیر کے ساتھ قوالی کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف کی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو عورتوں کی شرم گاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو حلال ٹھہرائیں گے۔ "بعض جہال بدست یا نیم ملاشبوت پرست یا جھوٹے صوفی بادہ بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا تشابہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصد ابے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف۔ متعین کے آگے محتمل۔ محکم کے حضور تشابہ واجب ترک ہے۔ پھر کہاں قول کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم کجا میح ہر طرح یہی واجب العمل ہے۔ اسی کو ترجیح مگر ہوس پرستی کا علاج کس کے پاس ہے کاش گناہ کرتے اور گناہ جانتے اقرار لاتے۔ یہ ڈھٹائی اور بھی سخت ہے کہ ہوس بھی پالیں اور الزام بھی نالیں اپنے لئے حرام کو حلال بنالیں۔"

(احکام شریعت ص ۶۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

صدر الشریعہ کے ارشادات

اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں اور گاتی بجاتی ہیں۔ یہ حرام ہے کہ اولاد ڈھول بجانا ہی حرام ہے پھر عورتوں کا گانا مزید برآں۔ عورت کی آواز نامحرموں تک پہنچنا اور وہ بھی گانے کی اور وہ بھی عشق و ہجر و وصال کے اشعار یا گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا پسند نہیں کرتیں۔ گھر سے باہر آواز جانے کو معیوب جانتی ہیں ایسے موقعوں پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا بجانا کوئی عیب نہیں۔ کتنی دور تک آواز جائے کوئی حرج نہیں سمجھتیں۔ نیز ایسے گانے میں جو ان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے پڑھنا یا سننا کس حد تک ان کے دے ہوئے جوش کو ابھارے گا اور کیسے کیسے ولولے پیدا کرے گا اور ان کے اخلاق و عادات پر کہاں تک اس کا اثر پڑے گا یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو۔ اور ثبوت پیش کرنے کی حاجت ہو۔ ناچ ڈھول باجے آتش بازی حرام ہیں۔ کون ان کی حرمت سے واقف نہیں۔ مگر بعض لوگ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ یہ نہ ہوں تو ان کے نزدیک گویا شادی ہی نہ ہوئی ہو بلکہ بعض تو اتنے بے باک ہوتے ہیں کہ اگر شادی میں یہ محرمات نہ ہوں تو وہ اسے غمی اور جنازہ سے تعبیر کرتے ہیں یہ خیال نہیں کرتے کہ ایک تو گناہ اور شریعت کی مخالفت ہے اور دوسرا مال ضائع کرنا ہے اور تیسرا تمام تماشائیوں کے گناہ کا یہی سبب بنتا ہے اور سب کے مجموعے کے برابر اس پر گناہ کا بوجھ ہے۔ آتش بازی میں کبھی کپڑے جل جاتے ہیں اور کبھی کسی کے مکان یا چہرہ میں آگ لگ جاتی ہے۔ کوئی جل جاتا ہے۔ ناچ میں جن فواحش اور بدکاریوں اور مخرب اخلاق باتوں کا اجتماع ہے ان کے بیان کی حاجت نہیں ایسی ہی مجلسوں میں اکثر نو جوان آوارہ ہو جاتے ہیں۔ شادی میں ناچ گانے کا ہونا بعض کے نزدیک اتنا ضروری امر ہے کہ نسبت کے وقت یہ طے کر لیتے ہیں کہ ناچ لانا ہوگا۔ ورنہ ہم شادی نہ کریں گے۔ لڑکی والا یہ خیال نہیں کرتا کہ روپیہ پیسہ بے جا خرچ نہ ہو تو اسی کی اولاد کے کام آئے گا۔ ایک وقتی خوشی میں یہ سب کچھ کر لیا۔ مگر یہ نہ سمجھا کہ لڑکی جہاں بیاہ کر گئی وہاں تو اب اس کے بیٹھنے کا بھی کوئی ٹھکانہ نہ رہا ایک مکان تھا وہ بھی سود میں گیا اس کا سلسلہ دراز ہوا تو اچھی خاصی جنگ قائم ہو گئی یہ شادی ہوئی یا اعلان جنگ ہوا۔ ہم نے مانا کہ یہ خوشی کا موقع ہے اور مدت کی آرزو کے بعد یہ دن دیکھنے نصیب ہوئے بے شک خوشی ہے مگر حد سے گزر جانا اور حد و شرع سے باہر ہو جانا کسی عاقل کا کام نہیں۔ ولیمہ سنت ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

نیت اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیمہ کرو۔ خویش واقارب اور دوسرے مسلمانوں کو کھانا کھاؤ۔ بالجملہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ہر کام کو شریعت کے موافق کرے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت سے بچے۔ اس میں دین و دنیا کی بھلائی ہے" (بہار شریعت جلد ۷ ص ۹۵)

مسئلہ ناچنا تالی بجانا۔ ستار ایک تارہ۔ دو تارہ۔ بار موئہ چنگ۔ طنبورہ بجانا۔ اس طرح دوسری قسم کے باجے ناجائز ہیں۔ (بہار شریعت ج ۱۲ ص ۱۳۱)

مسئلہ عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں۔ اس میں جھانجے نہ ہوں اور نہ قواعد موسیقی پر بجائے جائیں یعنی محض ڈپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔ (بہار شریعت ج ۱۳ ص ۱۳۰)

مسئلہ دعوت میں جانا اس وقت سنت ہے جب معلوم ہو کہ وہاں گانا بجانا لہو و لعب نہیں ہے اور اگر معلوم ہے کہ یہ خرافات وہاں ہیں تو نہ جائے اور اگر جانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہاں لغویات ہیں تو پھر اگر وہیں یہ چیزیں ہوں تو واپس چلا آئے۔ اور اگر مکان کے دوسرے حصے میں ہیں اور جس جگہ کھانا کھایا جاتا ہے وہاں نہیں ہیں تو وہاں بیٹھ سکتا ہے اور کھا سکتا ہے پھر اگر یہ شخص ان لوگوں کو روک سکتا ہے تو روک دے اور اگر اس کی قدرت اسے نہ ہو تو صبر کرے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ یہ شخص مذہبی پیشوا نہ ہو۔ اور اگر وہ مقتدا و پیشوا ہو مثلاً علماء و مشائخ یہ اگر نہ روک سکتے ہوں تو وہاں سے چلے آئیں نہ وہاں بیٹھیں نہ کھانا کھائیں اور پہلے ہی سے یہ معلوم ہو کہ وہاں یہ چیزیں ہیں تو مقتدا ہو یا نہ ہو کسی کو جانا جائز نہیں۔ اگرچہ خاص اس حصہ مکان میں یہ چیزیں نہ ہوں بلکہ دوسرے حصہ میں ہیں" (بہار شریعت ص ۳۰ جلد شانزدہم)

حکیم الامت کے اشارات

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی فرماتے ہیں "اعلان نکاح کے لئے وقت نکاح دف و نقارہ وغیرہ کو ثنا پینا جائز ہے بشرطیکہ لہو و لعب سے خالی ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ "حلال و حرام کے مابین فرق کرنے والی چیز آواز اور دف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "اس نکاح کا اعلان کرو۔ اور نکاح مسجد میں کرو اور نکاح پر دف بجاؤ۔" راوی الخوارزمی امام حسن سے مروی ہے کہ شادی میں مشہوری پیدا کرنے کے لئے دف بجانے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز اس

کتاب میں ہے۔ شادی کے موقع پر دف بجانے میں علماء کا اختلاف ہے اور اس طرح انہوں نے شادی اور ولیمہ میں گانا گانے میں بھی اختلاف کیا سو بعض علماء نے دف بجانے میں عدم کراہیت کا قول کیا ہے۔ غرضیکہ بکثرت احادیث و تصریحات فقہاء سے اعلان نکاح کے لئے دف پینا جائز ثابت ہوتا ہے۔ مگر اس شرط سے کہ اس سے لہو و لعب مقصود نہ ہو صرف اعلان نکاح کا مقصد ہو۔ لہذا شرط یہ ہے کہ دف جھانج سے خالی ہو اور اس کو باقاعدہ گت کے ساتھ نہ بجایا جائے صرف لکڑی وغیرہ سے بلا لحاظ گت پیٹ دیا جائے۔ فتاویٰ عالمگیری باب الکراہتہ میں ہے۔ امام ابو یوسف سے پوچھا گیا۔ آیا آپ شادی کے علاوہ دف بجانا مثلاً عورت اپنے بچے کو بہلانے کے لئے دف بجائے تو آپ اسے مکروہ جانتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا میں اسے مکروہ نہیں جانتا۔ ہاں جو دف لہو و لعب کے لئے بجایا جائے میں اسے مکروہ سمجھتا ہوں۔ "شامی میں ہے۔ اعلان نکاح کے لئے دف بجانے میں حرج نہیں اور فتاویٰ سراجیہ میں ہے یہ اس وقت ہے جبکہ دف میں جھانج نہ ہوں اور اسے سر سے نہ بجایا جائے اور فتاویٰ ذخیرہ میں ہے "شادی میں دف بجانا مختلف فیہ ہے اور اختلاف کا محل یہ ہے کہ اس میں جھانج نہ ہوں ورنہ مکروہ ہے۔ شرح مشکوٰۃ میں حدیث یضربن بالدف کے تحت فرمایا۔ ان بچیوں کے دف میں جھانج نہ تھا۔ اس حدیث میں اس باب پر دلیل موجود ہے کہ نکاح اور رخصتی کے وقت دف بجانا جائز ہے جبکہ مقصود اعلان نکاح ہو۔ اور اگر دف کے ساتھ جھانج ہوں تو یہ بالاتفاق مکروہ ہونا چاہیے۔ "اسی لئے باجوں کی حرمت بیان کرتے وقت فقہاء مزامیر یا ملاہی کا لفظ استعمال کرتے ہیں درمختار میں ہے۔ "ملاہی کی آواز سننا حرام ہے"۔ اور اسی میں ہے ملاہی کا سننا گناہ ہے اور ملاہی کے پاس بیٹھنا فسق ہے۔، اور اس موقع پر صرف دف کا اطلاق نہیں فرماتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گت کے ساتھ دف بجانا لہو کی نیت سے ملاہی میں داخل ہو کر حرام ہے۔ اور بغیر گت اعلان کے لئے دف وغیرہ پینا جائز ہے۔ اسی طریقہ سے احادیث مخالفت مزامیر اور اعلان بالدف وغیرہ کے جائز ہونے میں تطبیق کی جائے گی۔ شامی میں ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ لہو و لعب کے آلات بنفسہا حرام نہیں ہیں بلکہ ان کے سبب سے جو لہو و لعب مقصود ہوتا ہے وہ حرام ہے۔ بھلا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ بعینہا ان ہی آلات کا بجانا بعض دفعہ حلال ہوتا ہے اور بعض دفعہ حرام ہے سبب نیت اور مقاصد کے اختلاف کے۔"

Click For More Books

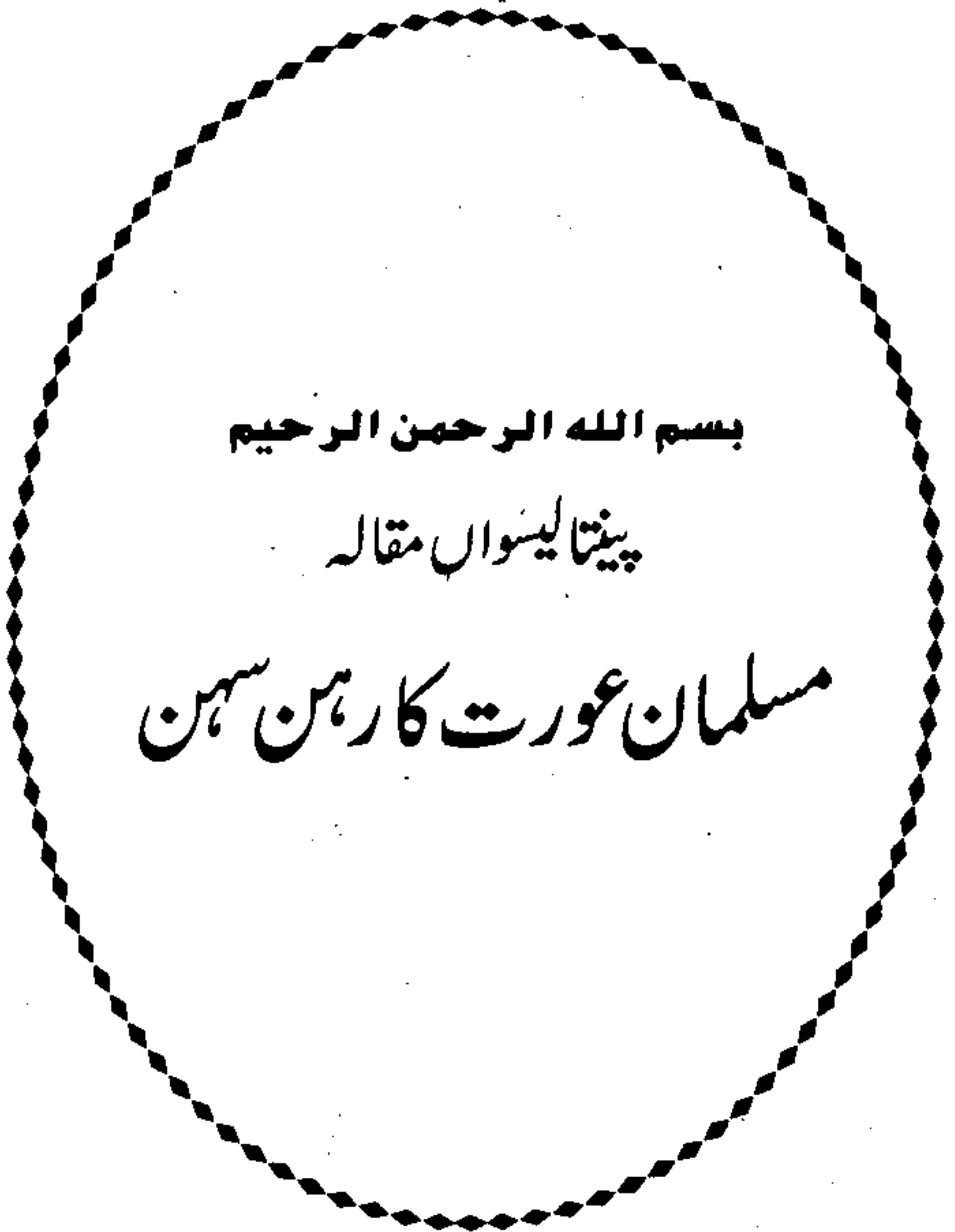
<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

یہ ہیں فقہائے امت کے ارشادات۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اللہ اور اُس کے رسول اور فقہائے امت کی ہدایات پر عمل کریں اور شیطانی راستہ سے اجتناب کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲۲ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ)۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد وآله واصحابه اجمعين اما بعد۔ جناب شیخ عبدالجبار عاصی نائب ناظم انجمن احباب اہل سنت ضلع مظفر آباد نے راقم الحروف فقیر حیدری رضوی غفر اللہ تعالیٰ لہ پر مسلمان عورتوں کے رہن سہن کے بارہ میں دس سوالات پیش کیے اور ان کا جواب رسالہ کی صورت میں مفصل لکھنے کی فرمائش کی۔ ان کی اس فرمائش پر یہ رسالہ مسلمان عورت کا رہن سہن لکھا گیا ہے۔ اللہ کریم جل شانہ یہ دینی خدمت قبول فرمائے۔ آمین۔

سوال نمبر ۱ مسلمان عورتوں اور نو جوان بچیوں کے سر کے بال کٹوانا کیسا ہے۔ حجام محرم ہو یا غیر محرم؟
الجواب بتوفیق اللہ الوہاب :- عورتوں کو سر کے بال کٹوانا (جیسا کہ اس زمانہ میں نصرانی عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیئے ہیں) ناجائز اور گناہ ہے۔ اور حدیث میں اس عمل پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ اگر شوہر نے بیوی کو ایسا کرنے کو کہا ہے، جب بھی یہی حکم ہے کہ بیوی ایسا کرنے میں گناہگار ہوگی۔ کیونکہ شریعت کی نافرمانی کرنے میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائے گا۔ (در مختار ص ۱۸۸ ج ۵)

اور امام طوری تلمذ بحر الرائق ص ۲۰۵ میں فرماتے ہیں۔ واذا حلفت المرأة شعراء سها فان كان لوجع اصا بها فلا باس به وان حلفت تشبه الرجال فهو مكروه۔ جب کوئی عورت اپنے سر کے بال اس غرض سے موٹھھے کہ اگر اس کے سر میں درد پیدا ہو گیا ہے تو اس میں حرج نہیں اور اگر مردوں سے مشابہت کے لیے موٹھھے تو مکروہ ہے۔

سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے ایسی پر قبیح دیکھنے میں لوٹا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ عورت مردانہ ہیئت میں ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہے جب عورت کے لیے بال کٹوانا حرام تو اس کے لیے بال موٹھھانا بدرجہ اولیٰ حرام ہے کہ یہ بھی ہندوستان کے مشرکین کا طریقہ ہے کہ جب اند کے ہاں کوئی مرتا ہے یا تیرتھ کو جاتی ہیں تو بال موٹھھادیتی ہیں۔

(بہار شریعت ص ۱۹۹ ج ۱۶)

عورت کے بال موٹھھانے والا حجام اس عورت کا محرم ہو تب بھی اس کا بال کٹوانا یا موٹھھانا حرام ہے۔ اور اگر حجام غیر محرم ہے تو پھر اس میں حرمت اور زیادہ ہے کہ غیر محرم کے سامنے بے پردہ ہونا اور غیر محرم کا اسے محو نامہ سب حرام ہے۔ اللہ کریم آج کل کی لپشن اپیل عورتوں کو ہدایت نصیب کرے تاکہ وہ کام اسلام کی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

پا پند نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر ۲

کتنی عمر کی بچیوں کے سر کے بال کٹوانا جائز ہے اور ان کے بال کٹوانے کی جگہ مونڈ وانا کیسا ہے؟
(الجواب) نادان معصوم بچیوں کے بال کٹوانے یا مونڈنے میں حرج نہیں لیکن باہوش بچیوں کے سر کے بال مونڈنے یا کٹانے میں ان کے والدین یا ورثاء پر گناہ ہے اور بالغ بچیاں خود اپنی مرضی سے بال کٹائیں تو گناہ خود ان پر ہے جبکہ ان کے والدین ان کی اس حرکت پر رضا مند نہ ہوں۔ ورنہ وہ بھی گناہ گار ہوں گے۔ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی لکھتے ہیں۔ و کذا ای مرفی آفات الید ایضاً بیان حلق شعر رأس المرأة بلا عذر يقتضي ذلك فانه لا يجوز روى النسائي باسنادہ عن علی رضی اللہ عنہ انه قال نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن أن تحلق ای عن حلق المرأة رأسها الا بعد ر من مرض او وجع او كثرة القمل ونحو ذلك لانه مثله فی حقها وتشویة لخلقها او تشبه بالرجال و هی ممنوعة من ذلك كله و کذا ای مرفی آفات الید ایضاً بیان القزع روى البخاری ومسلم باسناد هما عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نهی عن القزع وزاد ای الراوی فی رواية اخرى قلت لنافع وما القزع قال هو ان يحلق بعض شعر رأس الصبی و کذا لك فی غیر الصبی من البالغین والبالغات والبنات الصغار ولكن لما كانت عادة العرب فعل ذلك بالصبی خصه به فالكراهة علی البالغ الذی یأمر بذلك من ولی الصبی أو أمه و فی البالغ الكراهة علیه اذ تعمده. و یترك بعض من شعر رأسه ولا ید ان یكون ذلك فی مواضع متعددة ثلاثة من الرأس لیكون قزعا فلو كان فی مواضع واحدة فلیس بقزع فلا یكره كما سبقت الإشارة الیه.
(المجدیقہ ص ۵۸۵ ج ۲) واللہ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر ۳

عورت کے سر کے بال کھلے ہوں یا گندھے ہوں؟ بعض علاقوں میں عورتیں سر کے بال گوندھواتی

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

ہیں۔ یہ کیسا ہے؟

(الجواب) عورت کے سر کے بال کھلے ہونا یا گوندھا ہونا ضروری نہیں۔ ہاں قدیم سے رواج چلا آرہا ہے کہ سر کے بال گوندھواتی ہیں اس لئے بہتر گوندھوانا ہی ہے فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔ ولا لباس للمراة ان تجعل فی قرونها و ذوائبھا شیئا من اللوبر کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ یعنی عورت کے لیے اس میں کوئی حرج نہیں کہ اپنی چوٹیوں اور مینڈھیوں میں ریشم کا دھاگہ (پرانڈہ) استعمال کرے جیسا کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر ۴

عورت کا تنگ لباس بنانا اور پہننا جس سے اس کی کمر اور پستان وغیرہ اعضائے جسمانی واضح طور پر نظر آئیں کیسا ہے؟

(الجواب) عورت کے لیے ایسا لباس پہننا اور بنوانا جس سے اس کی کمر اور دوسرے اعضائے جسمانی کی ہیئت نظر آئے۔ اگرچہ کپڑا موٹا ہو کہ جسم نظر نہ آئے شرعاً ممنوع ہے اور ایسا پتلا اور تنگ سلا ہوا کپڑا پہننا جس سے اعضائے جسمانی نظر آ رہے ہوں سخت حرام ہے آج کل کی جاہل بے پردہ عورتیں اس شرعی حکم کی مطلق پرواہ نہیں کرتیں بلکہ وہ تنگ اور باریک لباس پہن کر مردوں کے لیے زیادہ سے زیادہ جاذب نظر بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ایسی بے باک عورتوں کو اپنا خوف اور آخرت کا ڈر نصیب کرے۔ آمین۔

ہفت روزہ سواداعظم لاہور کا ایک مضمون

ہفت روزہ سواداعظم لاہور بابت ۲۹ رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ کے ادارہ نویس قسطنطنیہ میں پردہ عورتوں کے لیے شرعاً نہایت ضروری ہے اور جن مردوں بھائی چچا ماموں وغیرہ سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہے۔ ان کے سوا باقی ان تمام مردوں سے جن کے ساتھ کسی وقت نکاح ہو سکتا ہے پردہ کرنا لازمی ہے اگرچہ وہ کتنے ہی عزیز اور قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔ از روئے شریعت بے پردگی سخت ممنوع و ناجائز گناہ اور عذاب و غضب خداوندی کا موجب بدکاری کا دروازہ اور بے حیائی و لٹاشی کا باعث ہے۔ اور عورتوں کی آزادی و بے پردگی۔ مخلوط کالجوں۔ اداروں، مجلسوں، دفتروں اور کلبوں کی رونق بننا کھیلوں اور ٹیموں میں شامل ہونا۔ اخبارات و رسائل اور اشتہارات میں عورتوں کی تصاویر شائع کرنا۔ مردانہ شعبوں میں ملازمت

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

کرنا۔ مغنیہ (گویا) رقا صہ (ایکٹرس) کا پارٹ ادا کرنا شریعت کے مزاج اور اسلام کی ہدایت کے بالکل منافی ہے۔ مستورات اور عورت کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ عورت ایسی چیز ہے جس کو پوشیدہ رکھنا اور اس کا باپردہ رہنا نہایت ضروری اور لازمی ہے اور اس کو گھر سے نکلنے کی اجازت دینا اور چراغ خانہ کی بجائے شمع محفل بنانا سراسر ظلم اور نا انصافی ہے لیکن افسوس کہ صحیح شرعی اور مکمل پردہ تو پہلے ہی بہت کم تھا مگر جو رہا سہا تھا اب وہ بھی دن بدن اٹھتا چلا جا رہا ہے۔ اور دیہاتوں میں جہالت اور شہروں میں فرنگی تعلیم و تہذیب کی آفت اور بعض مجاس میں اندھی عقیدت کے باعث اس پردہ کی دھجیاں اڑائی جا رہی ہیں اور اس آزادی بے پردگی و اختلاط کے باعث روزمرہ بکثرت چھیڑ چھاڑ بے حیائی زنا کاری اغواء قتل خونریزی کی لرزہ خیز و شرمناک وارداتیں منظر عام پر آ رہی ہیں اس صورت حال کا مقابلہ، جرائم کا سد باب، عزت و ناموس کا تحفظ اور امن و سکون کی فضا کا قیام صرف اور صرف ایسی صورت میں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات و تعلیمات کو اپنایا جائے اور زیادہ سے زیادہ پھیلا یا جائے۔ ذیل کا مضمون اسی مقصد کے پیش نظر تحریر میں آیا ہے۔ مسلمان مرد و اور عورتو۔ خدا را اے بنور پڑھو۔ اپنے گھر اپنے ماحول اور اپنے ملک و معاشرہ کی حتی الامکان اصلاح کرو۔ بے حیائی بدکاری اور بے دینی کے سیلاب کو روکو اور دنیوی و اخروی رسوائی اور تباہی سے بچ جاؤ۔ پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی تھی۔

نا بینا سے پردہ

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھیں۔ کہ اچانک حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (نا بینا صحابی) حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے آنے پر حضور نے ہم دونوں کو فرمایا۔ ان سے پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا یہ نا بینا نہیں ہیں؟ جو ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم دونوں بھی نا بینا ہو۔ جو تم انہیں نہیں دیکھتیں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کا نا بینا غیر محرم سے پردہ کرنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کی آنکھ والے سے جب مومنوں کی ماؤں کو نا بینا صحابی سے اس اہتمام کے ساتھ پردہ کرایا جا رہا ہے تو جو عورتیں بینا مردوں کو دیکھتی، بن سنور کر بازاروں گلیوں۔ شاہراہوں پر گھومتی پھرتی، فاسقوں کے سامنے چلتی اور آنکھ والے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مردوں کی مجالس میں شریک ہوتی اور ناجتنی گاتی ہیں۔ ان کا اور ان کے سر پرستوں کا کیا حال ہوگا۔
استغفر اللہ العظیم۔

اہل قبر سے پردہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے حجرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میرے والد (ابو بکر رضی اللہ عنہ) مدفون تھے تو یہ سمجھتے ہوئے کہ یہاں صرف میرے شوہر محترم اور والد ماجد ہی ہیں۔ پردہ کا اہتمام کئے بغیر ہی حاضر ہو جاتی تھی۔ لیکن جب حضرت عمرؓ بھی وہاں دفن ہو گئے تو اس کے بعد میں حضرت عمرؓ کے باعث اپنے آپ کو کپڑے میں خوب لپیٹ کر (با پردہ) وہاں حاضر ہوتی تھی۔ اس حدیث پر غور فرمائیں ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے خلیفہ راشد کی قبر سے پردہ کا اتنا اہتمام فرماتی ہیں۔ تو جو بے حیا عورتیں بے پردہ زندوں کے سامنے چلتی پھرتی اور اسی طرح بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہوتی ہیں ان کا کیا حشر ہوگا۔

جنت سے محروم عورتیں

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (میرے بعد) ایسی عورتیں ہوں گی جو کپڑے پہننے کے باوجود تنگی ہوں گی۔ خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی۔ ان کے سرناز سے اونٹوں کے خم دار کو ہان کی طرح ہوں گے ایسی عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ وہ جنت کی خوشبو سونگھیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی مسافت (پانچ سو سال کی راہ سے) سونگھی جائے گی۔ (مسلم شریف)
اور دوسری روایت میں ہے کہ ایسی عورتوں پر لعنت بھیجو کیونکہ یہ ملعون ہیں۔

جو عورتیں باریک تنگ اور چست کپڑے پہنتی ہیں کپڑے پہن کر اپنے بازو سینہ رخسار وغیرہ ننگے رکھتی ہیں اور کپڑے پہننے کے باوجود تنگی رہتی اور بے حیائی پھیلاتی ہیں۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کی روشنی میں اپنی حالت پر غور کرنا چاہیے اور دنیا کی چند روزہ عیاشی اور فیشن پرستی کے باعث جنت سے محروم اور ملعون نہیں بننا چاہیے۔

بے پردہ عورتوں کو عذاب دوزخ

شب معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ سر کے بالوں اور پستانوں سے لٹکی ہوئی ہیں اور ان کے نیچے آگ سلگ رہی ہے جبرائیل نے عرض کیا۔ حضور یہ وہ عورتیں ہیں جو غیر محرم مردوں سے پردہ نہیں کرتی تھیں۔ اور خاوند کے سوا دوسروں کے لیے بناؤ سنگار کرتی تھیں اور دوسری روایت میں ہے جو عورت اپنے خاوند کے سوا کسی کو دکھانے کے لیے سرمہ لگاتی ہے خدا اس کا منہ کالا کرے گا۔ اور اس کی قبر کو دوزخ کا گڑھا بنائے گا۔ (تفسیر روح البیان و نزہۃ المجالس)۔

اللہ اکبر غیر محرم کو بناؤ سنگار دکھانا کتنے شدید عذاب کا باعث ہے۔

دیور سے پردہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیر محرم عورتوں کے پاس جانے سے پرہیز کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ دیور کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دیور موت ہے۔ (بخاری و مسلم)

دیور وغیرہ رشتہ داروں سے عموماً پردہ نہیں کیا جاتا۔ اور لوگ اس معاملہ میں بڑے غافل اور بے پرواہ واقع ہوئے ہیں۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کو موت سے تعبیر فرما رہے ہیں۔ یعنی دیور کا بلا تکلف بھاوجہ کے پاس آنا جانا اور بھاوجہ کا اس سے پردہ نہ کرنا اور دونوں کا تنہائی میں بیٹھنا موت کی طرح مہلک خطرناک اور شدید فتنہ کا باعث ہے۔

کاش مسلمان ان ارشادات پر غور فرمائیں اور اس فتنہ و ہلاکت سے محفوظ رہیں جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی فرمائی ہے۔ اور بے تکلفی و بے پردگی کے باعث جس کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

شیطان کا ساتھی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہیں ہوتا مگر یہ کہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ غیر محرم مرد و عورت کی تنہائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف ہے۔ سخت

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

خطرہ کا باعث اور شیطان کی شیطانت کے لیے بڑا آسان موقعہ ہے۔ یاد رہے کہ غیر محرم مرد کے لیے یہی حکم ہے۔ چاہے وہ کوئی عام شخص ہو یا غیر محرم رشتہ دار ہو یا کوئی صوفی مولوی پیر فقیر ہو۔
والعیاذ باللہ تعالیٰ منہ۔

عورت کا مصافحہ

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس عورت کو بیعت فرماتے اسے زبان مبارک سے بیعت فرماتے۔ میں نے تجھے بیعت کیا۔ خدا کی قسم سلسلہ بیعت میں آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہ چھو! (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کا آقا و مولا اور باپ ہونے کے باوجود جب اتنی احتیاط فرمائی اور آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے نہ چھو! بلکہ آپ نے خود فرمایا کہ میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا تو اور کسی کے لیے یہ کام کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ سے چھوئے اور آپس میں مصافحہ بازی کی جائے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب زدہ تعلیم یافتہ عورتوں کا اپنے ہم جنس مردوں (مسٹروں) سے مصافحہ کرنا اور مرید عورتوں کا پیروں، پیر زادوں اور صاحب زادوں کے ساتھ ہاتھ ملانا۔ ان کی دست بوسی کرنا۔ اور ان کے پاؤں کو دبانے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے۔

عورتوں کا جہاد

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا مردوں کی طرح عورتوں پر جہاد ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں یعنی حج اور عمرہ۔ (ابن ماجہ)
اور دوسری روایت میں ہے تمہارا جہاد حج ہے (مشکوٰۃ) یعنی مردوں کی طرح عورتوں پر جہاد نہیں ہے۔ اگر ان کی استطاعت ہو تو ان کا حج و عمرہ ہی ان کا جہاد ہے۔ لہذا جہاد کے نام پر مردوں کا عورتوں کو جنگی مشقیں کرانا اور سلامی لینا اور اس طرح عورتوں مردوں کا آپس میں ملنا ملنا شرعاً جائز نہیں۔ عورت کا کام سپاہی بننا نہیں بلکہ گھر رہ کر سپاہی کی تربیت کرنا ہے۔ یاد رہے کہ اس کے باوجود کہ عورتوں کا حج عمرہ ان کا جہاد بھی ہے۔ استطاعت کے باوجود عورت کا محرم کے بغیر سفر کرنا اور حج کو جانا ناجائز ہے۔

[Click For More Books](#)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

عورت کا سفر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور ہرگز کوئی عورت اپنے محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جہاد کے سلسلہ میں میرا نام لکھا گیا ہے۔ اور میری عورت حج کے لیے جا رہی ہے فرمایا تو جا اور عورت کے ساتھ جا کر حج کر۔ (مسلم۔ بخاری)

دیکھئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو محرم کے بغیر تنہا سفر کرنے سے کس طرح منع کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں اتنا اہتمام فرمایا ہے کہ جہاد پر جانے والے کو جہاد کی بجائے اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنے کا حکم فرمایا۔ تاکہ اس کی بیوی تنہا حج کو نہ جائے۔ تو جب عورت کے لیے محرم اور شوہر کے بغیر حج جیسے مقدس و مبارک سفر پر جانا جائز نہیں تو عورتوں کا تنہا دیگر مقامات و اعراس پر جانا اور مختلف مشاغل کے لیے کراچی سے پشاور تک پہنچنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اہم حکم کے خلاف تنہا سفر کرنے والی عورتوں کا جو آئے دن عبرتناک حشر ہوتا ہے وہ باخبر سے مخفی نہیں ہے۔ کاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل ہو اور دنیا و آخرت کی سرخروئی حاصل ہو۔

عورت کی تعلیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو۔ انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ انہیں چرخہ کا تانا بتاؤ۔ اور سورہ نور پڑھاؤ۔ (بیہقی۔ ابن حبان)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے خلاف عورتوں کو لکھنا سکھانا اور چرخہ کی بجائے ناچنا گانا وغیرہ اور نا جائز کام سکھانا اور سورہ نور کی بجائے ان کو گمراہ کن فرنگی تعلیم دلانا اور فحش ناول اور مخرب اخلاق رسائل مہیا کرنا اور سینماٹی وی دکھانا اور ناچ گانا دیکھنے سننے کے مواقع دلانا کس قدر غلطی جہالت اور تباہی کا باعث ہے۔ آج کل عام طور پر لڑکوں کے ساتھ سکولوں کالجوں کی پڑھی لکھی لڑکیاں جس طرح عاشقانہ خط و کتابت اور قلمی دوستی کے پردہ میں جو کچھ کرتی ہیں وہ کس سے مخفی ہے؟ کیا اس فتنہ کو بر ملا دیکھنے کے بعد بھی کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک کی حکمت اور اہمیت میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے کہ لڑکیوں کو لکھنا نہ سکھاؤ۔ ان کے ہاتھ میں قلم دینا گویا ہلاکت کے لیے ان کو تلوار پکڑوانا ہے۔

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

مسلمان عورتیں اس مضمون کی ہر بات پڑھیں۔ سمجھیں اور اس پر عمل کریں تاکہ وہ عذاب اخروی اور غضب خداوندی سے بچ جائیں۔ اللہ کریم ہماری مسلمان بہنوں کو احکام اسلام کا پابند بننے کی توفیق بخشے۔ آمین واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر ۵

عورتوں کا شادی بیاہ اور اموات پر جانا کیسا ہے؟ اور کیسے جائیں برقعہ پہن کر یا برقعہ پہنے بغیر؟ (الجواب) شادی بیاہ اور موت کی وہ جگہیں جہاں خلاف شرع امور کا ارتکاب عموماً پایا جائے۔ وہاں عورتوں کا جانا شرعاً ممنوع ہے۔ اور یونہی جہاں جانے میں عورتوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو وہاں بھی ان کا جانا جائز نہیں فتح القدیر وغیرہ کتب فقہ حنفی میں ہے۔ وفی ما عدا ذلک من زیارة الاجانب و عیادتهم والولیمة لم یا ذن لها و لو اذن و خرجت کانا عاصیین۔ اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں خلاف شرع امور کا ارتکاب نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی وہاں کسی فتنہ کا قوی اندیشہ ہے تو ایسی جگہ عورتوں کے جانے میں حرج نہیں۔ امام عارف باللہ عبدالغنی نابلسی فرماتے ہیں۔ ولعل هذا فی ما اذا کان بیت الولیمة والضیافة غیر ماء مون فیہ علی المرأة من فساد الزمان واختلاف احوال الاخوان والا فحیث جرت العادة بذهاب النساء الی بیوت الصالحین والصالحات من الاباعد والجیران فی اوقات الافراح والولائم وما عدتھن بعضھن بعضا عن طیب نفس منھن واذا عان فلا بأس بہ فان ذلک لیس بفساد والصلاح باق فی الامة عنداھلہ والناس بالناس فی جمیع الازمان۔ واللہ اعلم۔ بہر حال اگر شادی موت کے لیے جانا ضروری ہو تو ہا پردہ جائے خواہ برقعہ پہن کر یا چادر اوڑھ کر۔ اور وہاں حتی الوسع ہا پردہ رہنے کی کوشش کرے۔

سوال نمبر ۶:

عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے والدین اور عزیز واقارب کے ہاں جاسکتی ہے یا نہیں؟۔ اور اگر وہ بغیر اجازت چلی جائے تو کیا حد ہے؟

الجواب: عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کی زیارت کے لیے نہیں نکل سکتی اور اگر والدین کی زیارت یا عیادت کے لیے اجازت مانگے تو خاوند کو اجازت دے دینی چاہیے۔ اور اگر وہ اس کی اجازت کے بغیر میکے چلی جائے تو اس پر گناہ ضرور ہے مگر کوئی شرعی حد لازم نہیں ہوتی۔ عارف باللہ نابلسی فرماتے ہیں۔ و فی الخلاصة و مجموع النوازل يجوز للزوج ان ياذن لها بالخروج الى سبعة مواضع زيارة الابوين و عيادتهما و تعزيتهما او احدهما و زيارة المحارم او كانت قابلة او غاسلة او كان لها على اخر حق او لآخر عليها حق و تخرج بالاذن و بغیر الاذن و الحج على هذا و فی ما عدا ذلك من زيارة الاجانب و عيادتهم و الخروج الى الوليمة ای الضیافة عند الاجانب لا ياذن لها ولو اذن و خرجت كانا عاصيين. (الحديقة النديه ص ۳۶۰ ج ۲) واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال نمبر ۷ عورتوں کو خریداری کے لیے بازار میں بھیجنا کیسا ہے؟

(الجواب) عورتوں کو خریداری کے لیے بازار میں بھیجنا جائز نہیں۔ مردوں پر لازم ہے کہ وہ عورتوں کو ضرورت کی اشیاء خود بازار سے خرید کر لائیں۔ آج کل جس طرح عورتیں فیشنی حالت میں بازاروں میں جاتی اور دکانداروں سے بے تکلف سودا بازی کرتی ہیں یہ شرعاً سخت حرام ہے۔ ایسی عورتیں جب تک اس حالت پر رہتی ہیں اللہ کی لعنت میں رہتی ہیں۔ امام احمد طحاوی فرماتے ہیں۔ مثل القاضی عن جواز خروج النساء الى المقابر فقال لا تسال عن الجواز و الفساد فی مثل هذا و انما تسال عن مقدار ما يلحقها من اللعن فيه و اعلم بانها كلما قصدت الخروج كانت فی لعنة الله و ملائکته و اذا خرجت لحقها الشياطين من کل جانب و اذا اتت القبور تلعنها روح الميت و اذا رجعت كانت فی لعنة الله کذا فی الشرح عن التعارض لیه قال البدراعی فی شرح البعاری و حاصل الکلام انہا تکرہ للنساء بل تحرم فی هذا الزمان لاسيما نساء مصر لان عروجهن علی وجهه فيه الفساد و الفتنة مقام غور کہ عورت بے پردہ ہو کر قبر کی زیارت کے لیے جائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اور گناہ میں رہتی ہے۔ تو اگر وہ بن ٹھن کر حسن نمائی کرتی ہوئی بازاروں میں سودا خریدنے کے لیے جائے تو اس پر



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کی لعنت کیوں نہ بر سے گی۔ اور وہ لوٹنے تک کیوں نہ گناہ میں مبتلا رہے گی۔
اللہ کریم جل شانہ ہماری مسلمان عورتوں کو شرم و حیا کی دولت عنایت فرمائے۔ آمین۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال نمبر ۸:

بغرض علاج عورت کا ڈاکٹر یا معالج کے پاس جانا کیسا ہے؟

(الجواب) اگر علاج کرنے والی کوئی عورت نہ ملے اور مجبوراً ڈاکٹر یا معالج کے پاس جانا پڑے تو اس میں شرعاً حرج نہیں۔ الضرورات تبیح المحظورات قاعدہ کلیہ شرعیہ ہے۔ امام صدر الشریعہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں۔ عورت کو فصد کرانے کی ضرورت ہے اور کوئی عورت ایسی نہیں جو اچھی طرح فصد کھولے تو مرد سے فصد کرانا جائز ہے۔ (عائگیری) واللہ اعلم بالصواب

سوال نمبر ۹:

عورتوں کا پوسٹ مارٹم مرد ڈاکٹر کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب میت کو چیرنا پھاڑنا شرعاً ممنوع ہے۔ لہذا مردہ عورتوں کو نہ عورتیں پوسٹ مارٹم کریں اور نہ مرد۔ اور اگر کسی شرعی ضرورت کے پیش نظر ایسا کرنا پڑے تو اگر پوسٹ مارٹم کرنے والی عورت نہ ملے تو ہمارے مجبوری مرد ڈاکٹر پوسٹ مارٹم کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

سوال نمبر ۱۰:

زید نے برسرِ اجلاس یہ الفاظ کہے کہ اگر میں آئندہ اپنی بیوی کو اپنے گھراؤں تو اس کو اس طرح دیکھوں جس طرح میں اپنی ماں بہن کو دیکھتا ہوں پھر کچھ عرصہ بعد وہ اسے اپنے گھر لے آیا۔ اس صورت میں طلاق ہوئی یا نہیں؟

الجواب اگر یہ الفاظ طلاق کی نیت سے کہے تھے تو ان الفاظ سے ایک طلاق بائن واقع ہو گئی۔

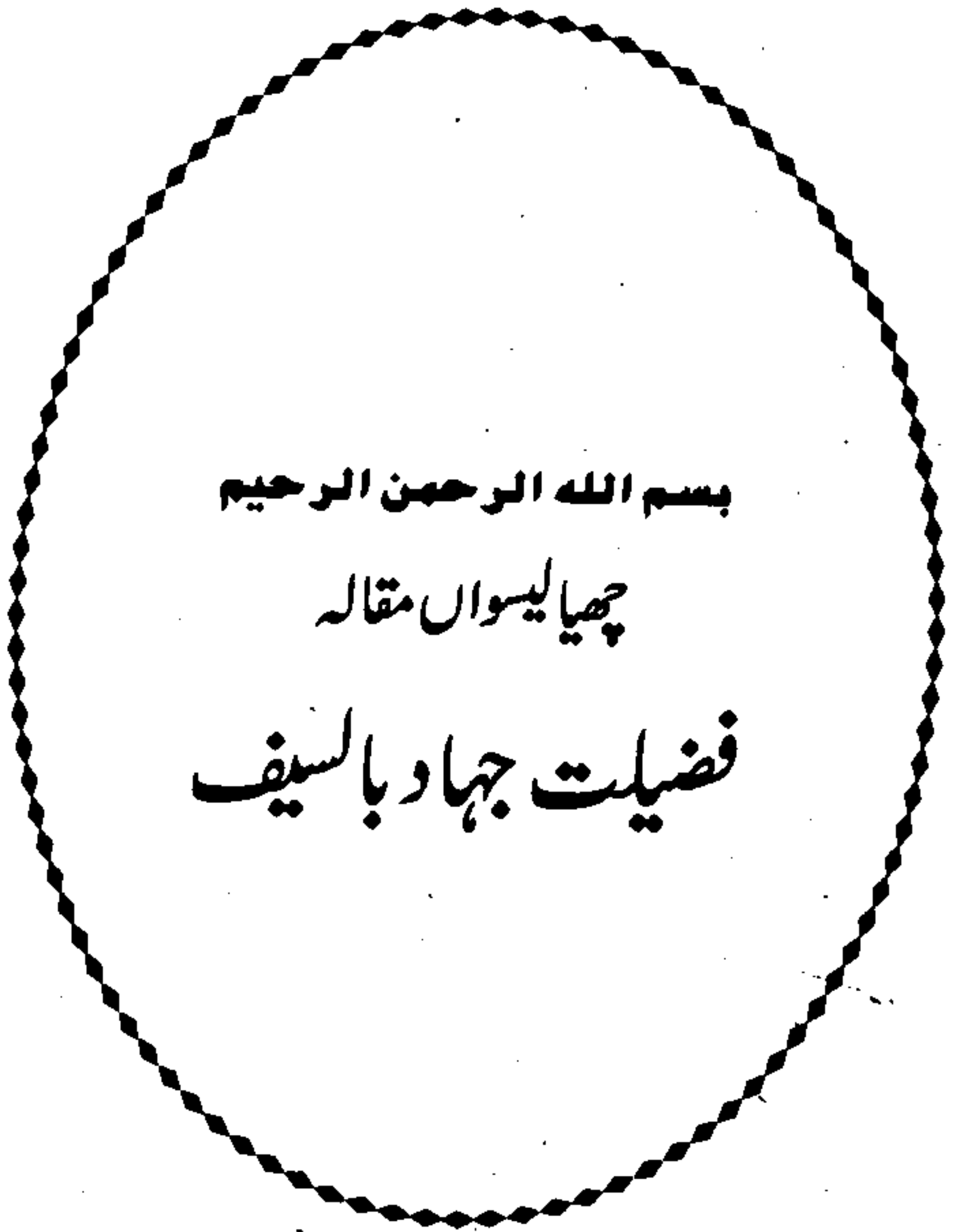
اب اگر اسے آباد کرنا چاہتا ہے تو وہ دوبارہ نکاح کر کے آباد کر سکتا ہے۔ دوبارہ نکاح حلالہ کے بغیر ہو سکتا ہے۔ تعزیر یا کفارہ کوئی نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ البیہ عبداللطیف عفی عنہ مفتی جامعہ نظامیہ۔ اندرون

(۳ ستمبر ۱۹۸۸ء)

لوہاری گیٹ۔ لاہور ۱۹۸۸ء۔ ۷-۱۴

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة والسلام على رسوله محمد و آله
و اصحابه اجمعين اما بعد۔ آج کل مقبوضہ کشمیر کے مسلمان بھارت کی کافرانہ حکومت کے مظالم سے
تنگ آ کر جہاد آزادی میں مصروف ہیں۔ کشمیری حریت پسندوں نے اپنے وطن کی آزادی کے لیے تن من
دھن کی بازی لگادی ہے "آزادی یا شہادت" کے نعرہ سے مقبوضہ کشمیر کی فضا گونج رہی ہے۔ پاکستان کے
روزناموں میں ہر روز حریت پسندوں کے عظیم کارنامے اور حیرت انگیز واقعات شائع ہو رہے ہیں۔ بدیں
حالات برادر طریقت حضرت مولانا محمد محفوظ چشتی نے راقم الحروف فقیر حیدری رضوی کو "جہاد بالسيف کی
فضیلت" میں مختصر مضمون لکھنے کا حکم دیا تو یہ رسالہ تحریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ اسے شرف
مقبولیت بخشے اور اس کے ذریعہ سے قارئین کے دلوں میں سچا جذبہ جہاد پیدا فرمائے۔ آمین۔

جہاد بالسيف کی فضیلت

اللہ عزوجل نے متعدد آیات کریمہ میں جہاد بالسيف کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ ہم یہاں بعض آیات کریمہ
باترجمہ پیش کرتے ہیں وہاں اللہ التوفیق۔

۱۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدْلٰكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِنْ عَذَابِ الْيَمِّ ۝
تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَالْفُسُكُم ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ
لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ ط ذٰلِكَ الْفَوْزُ
الْعَظِيْمُ ۝ وَ اٰخَرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ۝ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے۔ ایمان رکھو اللہ اور
اس کے رسول پر اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ذریعہ سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر
ہے۔ اگر تم جانو۔ وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں اُن ہانگوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں
بہتی ہیں اور (وہ تمہیں) پاکیزہ محلوں میں (لے جائے گا) جو یسے کے ہانگوں میں ہیں۔ یہی بڑی کامیابی
ہے اور وہ ایک نعمت تمہیں اور دے گا۔ جو تمہیں پیاری ہے (یعنی) اللہ کی مدد اور جلد آنے والی فتح۔ اور
(اے محبوب) مسلمانوں کو خوشخبری سنا دو۔ (پ ۲۸۔ رکوع ۱۰)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۲۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنْ لَهُمُ الْجَنَّةُ ط
يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُوْنَ وَاَوْ قَدْ وَعَدَاْ عَلَيْهِ حَقًّا فِيْ التَّوْرَةِ وَالْانْجِيلِ و
الْقُرْآنِ ط وَاَوْفٰى بِعَهْدِهِ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمْ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهِ ط وَذٰلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

بے شک اللہ نے ایمان والوں سے ان کی جانیں اور اموال خرید لیے ہیں۔ اس بدلہ پر کہ ان کے لیے جنت
ہے۔ اللہ کی راہ میں لڑیں تو ماریں اور مریں۔ اُس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ ہے۔ توریت اور انجیل اور قرآن
میں۔ اور اللہ سے زیادہ قول کا پورا کرنے والا کون ہے سو تم خوشیاں مناؤ اپنے اُس سودا کی جو تم نے اُس
سے کیا ہے اور یہی بڑی کامیابی ہے " (پ ۱۱ رکوع ۳)۔

۳۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ ط
وَمَنْ يُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝
سو انہیں اللہ کی راہ میں لڑنا چاہیے جو دنیا کی زندگی چھوڑ کر آخرت لیتے ہیں اور جو شخص اللہ کی راہ میں لڑے
پھر مارا جائے یا غالب آئے تو عنقریب ہم اسے بڑا ثواب دیں گے (پ ۵ رکوع ۷)
۴۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفًا كَانْتُمْ بُنْيَانًا
مَرَضُوْصًا " بلاشبہ اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اُس کی راہ میں قطار باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ سیرہ
پلائی ہوئی عمارت ہیں (پ ۲۸ رکوع ۹)

۵۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ اَنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ہلکی جان سے چاہے بھارے دل سے کوچ کرو اور
اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو (پ ۱۰ رکوع ۱۲)

۶۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ
سَبِيْلِهِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُوْنَ ۝ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں
لڑو تا کہ تم فلاح پاؤ (پ ۶ رکوع ۱۰)۔

(۷) اور وہ ارشاد فرماتا ہے اِمَّا حَسْبُكُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ
جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ کیا تم اس گمان میں ہو کہ تم جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی (پ ۴۔ رکوع ۵)

۸۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے والذین جاهدوا فینا لنہدینہم مبلناط وان اللہ لمع المحسنین ۵ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے۔ اور بلاشبہ اللہ نیکوں کے ساتھ ہے (پ ۲۱ رکوع ۳)

۹۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ الذین امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ باموالہم وانفسہم اعظم درجۃ عند اللہ ط واولئک ہم الفائزون ۵ یشرفہم ربہم برحمۃ منہ ورضوان و جنت لہم فیہا نعیم "مقیم" ۵ خلدین فیہا ابدا ط ان اللہ عندہ اجر "عظیم" وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے۔ اللہ کے یہاں ان کا درجہ بڑا ہے اور وہی کامیاب ہیں۔ ان کا رب انہیں خوشخبری سناتا ہے اپنی رحمت اور رضا اور ان باغوں کی جن میں دائمی نعمتیں ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بلاشبہ اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔ (پ ۱۰ رکوع ۹)

۱۰۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ لکن الرسول والذین امنوا معہ جاهدوا باموالہم وانفسہم ط واولئک لہم الخیرات ز واولئک ہم المفلحون ۵ اعد اللہ لہم جنت تجری من تحتہا الانہار خالدين فیہا ط ذلک الفوز العظیم ۵ لیکن رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ اور ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے جنتیں تیار کر رکھی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے (پ ۱۰۔ رکوع ۱۷)

۱۱۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے والذین امنوا وھاجروا وجاهدوا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ہم المومنون حقاً ط لہم مغفرة "ورزق" کریم ۵ اور جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جنہوں نے جگہ دئی اور مدد کی وہی سچے ایمان والے ہیں ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے (پ ۱۰۔ رکوع ۶)

۱۲۔ اور وہ ارشاد فرماتا ہے۔ ماکان لاهل المدینۃ ومن حولہم من الابرار ان یصلحوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بالفسہم عن نفسہ ط ذلک بانہم لا یصلحون ظمناً ولا نصب "ولا معصۃ" فی سبیل اللہ ولا یظنون موطناً یفیظ الکفار ولا یبالون من عدو لہم الا

کتب لهم به عمل "صالح" ط ان الله لا يضيع اجرا للمحسنين ۵ ولا ينفقون نفقة صغيرة ولا كبيرة ولا يقطعون وادياً الا كتب لهم ليجزيهم الله احسن ما كانوا يعملون ۵ مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ وہ رسول اللہ سے پیچھے بیٹھ رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جانوں کو پیارا سمجھیں۔ یہ اس لئے ہے کہ انہیں جو پیاس اور تکلیف اور بھوک اللہ کی راہ میں پہنچتی ہے اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ وہ کسی دشمن کا بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلہ میں ان کے لئے نیک عمل لکھا جاتا ہے۔ بے شک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا اور وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں چھوٹا یا بڑا اور وہ جو نالہ طے کرتے ہیں۔ سب ان کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ اللہ ان کے سب سے بہتر کاموں کا انہیں صلہ دے۔ (پ ۱۱۔ رکوع ۴)

سبحان اللہ! ان بارہ آیات مبارکہ میں جہاد بالسیف کی یہ عظیم فضیلتیں بیان ہوئیں کہ جہاد کرنے والوں کے لئے گناہوں کی بخشش جنتوں میں داخلہ، جنات عدن میں دائمی سکونت، فوز و فلاح اور اجر عظیم، خلعت و رزق کریم۔ خیریت ابدی، عند اللہ درجات عالیہ، دائمی نعمات الہی رحمت و رضائے خداوندی جنت میں خلود، سب خداوندی کی طرف ہدایت اور ہر قدم و درہم پر اجر و ثواب ہے۔ ان کرامات جلیلہ کے سامنے جان و مال و مشقت کی کیا حیثیت ہے۔ اللہ کریم ہر مسلمان کو توفیق جہاد بخشے۔ آمین۔

ارشادات نبوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی احادیث مبارکہ میں جہاد بالسیف کی عظیم فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ یہاں بعض روایات مبارکہ تمبر کا نقل کی جاتی ہیں و باللہ بالتوفیق۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ اپنی راہ میں جہاد کرنے والے کو جانتا ہے روزہ دار عبادت گزار کی مثال کی طرح ہے اور اللہ نے اپنی راہ میں جہاد کرنے والے سے یہ وعدہ کر رکھا ہے کہ اگر وہ اسے وفات دے تو اسے جنت میں داخل کرے۔ اور اگر اسے سلامت لوٹائے تو اجر اور مال غنیمت کے ساتھ لوٹائے (بخاری شریف ص ۳۹۱ ج ۱)

۲۔ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جس

فخص کے قدم اللہ کی راہ میں غبار آلود ہو جائیں اللہ اس پر دوزخ حرام کر دیتا ہے"

(جامع صغیر ص ۱۶۵ ج ۲)

۳۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص ایک شام اللہ کی راہ میں چلے۔ اس کے قدموں کو جتنا غبار لگے گا۔ قیامت کے دن اس کے لئے اتنی کستوری ہوگی۔" (جامع صغیر ص ۱۷۱ ج ۲)

۴۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ "جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔ اللہ کے ذمہ کرم پر واجب ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ جہاد فی سبیل اللہ کرے یا اپنے آبائی وطن میں بیٹھا رہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو یہ اچھی خبر نہ سنا دیں۔ فرمایا بلاشبہ جنت میں ایک سو درجے ہیں جو اللہ نے مجاہدین کے لئے تیار کیے ہیں۔ ہر دو درجہ کے مابین اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے مابین ہے۔" (بخاری شریف ص ۳۹۱ ج ۱)

۵۔ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کی راہ میں ایک دن رات گھوڑا باندھنا ایک مہینہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر یہ شخص مر جائے تو اس کے وہ عمل جاری رکھے جاتے ہیں جو وہ کرتا ہے اور اس کا رزق جاری کیا جاتا ہے اور وہ فتنوں سے محفوظ ہوتا ہے" (مشکوٰۃ ص ۵۶ ج ۲) ۱

۶۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "تم پر جہاد کرنا لازم ہے کیونکہ وہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اللہ اس کے ذریعہ سے پریشانی اور غم دور فرماتا ہے" (جامع صغیر ص ۶۳ ج ۱)

۷۔ اور حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص مہار والی اونٹنی لے کر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یہ اونٹنی اللہ کی راہ میں ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "قیامت کے دن اس ایک اونٹنی کے بدلہ میں تجھے سات سو مہار والی اونٹنیاں ملیں گی۔"

(مشکوٰۃ ص ۵۶ ج ۲)

۸۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

[Click For More Books](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

فرمایا۔ ”کوئی شخص اللہ کی راہ میں زخمی نہیں ہوتا اور اللہ اپنی راہ میں زخمی ہونے والے کو جانتا ہے مگر یہ کہ وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ اس کا رنگ خون کا رنگ اور اس کی بو کستوری کی خوشبو ہوگی۔“ (مشکوٰۃ ص ۵۶ ج ۲)

۹۔ اور حضرت ابن عابد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کا جنازہ پڑھانے کے لئے نکلے۔ پھر جب اسے رکھا گیا تو عمر بن خطاب بولے یا رسول اللہ اس شخص کے جنازہ کی نماز نہ پڑھیں کیونکہ یہ گناہ گار ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اس شخص کو کوئی اسلامی کام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ۔ اس نے ایک رات جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے گزاری ہے۔ پھر آپ نے اس کی جنازہ کی نماز پڑھی اور اس کی قبر پر مٹی ڈالی اور فرمایا ”تیرے ساتھی خیال کرتے ہیں کہ تو دوزخی ہے حالانکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو جنتی ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۶۱ ج ۲۹۰)

۱۰۔ اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو شخص دشمن سے ملے پھر وہ یہاں تک صبر کرے کہ شہید ہو جائے یا غلبہ حاصل ہو جائے تو وہ اپنی قبر میں آزمایا نہیں جاتا۔“ (جامع صغیر ص ۱۸۱ ج ۲)

۱۱۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”اللہ کی راہ میں ایک رات پہرہ دینا ان ہزار راتوں سے بہتر ہے جن میں قیام کیا جائے اور ان کے دنوں کے روزے رکھے جائیں“ (جامع صغیر ص ۱۴۷ ج ۲)

۱۲۔ اور حضرت زید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کا سامان جہاد تیار کرے وہ خود جہاد کرتا ہے اور جو غازی کے گھر کی دیکھ بھال کرے وہ خود جہاد کرتا ہے۔“ (مشکوٰۃ ص ۵۶ ج ۲)

۱۳۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”سب سے بہتر اس شخص کی زندگی ہے جو اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے۔ جب کوئی خوفناک آواز سنتا ہے یا خوف میں اسے بلاتا ہے تو اڑ کر پہنچ جاتا ہے۔ قتل اور موت کو ان کی جگہوں میں تلاش کرتا ہے (یعنی مرنے کی جگہ سے ڈرتا نہیں ہے)“ (مشکوٰۃ ص ۵۶ ج ۲)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

۱۴۔ اور حضرت ابو مضاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "البتہ اللہ کی راہ میں ایک سفر پچاس حجوں سے بہتر ہے" (جامع صغیر ص ۱۲۳ ج ۲)

۱۵۔ اور حضرت کھول سے مرسل مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "البتہ اللہ کی راہ میں ایک لڑائی میرے نزدیک چالیس حجوں سے زیادہ محبوب ہے" (جامع صغیر ص ۱۲۴ ج ۲)

۱۶۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "البتہ اللہ کی راہ میں ایک صبح کو نکلنا یا ایک شام کو نکلنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے" (جامع صغیر ص ۱۲۴ ج ۲)

۱۷۔ اور حضرت خرم بن قاتک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ کی راہ میں مال خرچ کرے اسے سات سو گنا اجر ملتا ہے۔" (مشکوٰۃ ص ۵۸ ج ۲)

۱۸۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو شخص اللہ کی راہ میں اتنا وقت لڑے جتنے میں دودھ دوہا جاتا ہے تو اس کے لئے جنت لازم ہو جاتی ہے" (مشکوٰۃ ص ۵۸ ج ۲)

۱۹۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "دو آنکھیں ہیں جنہیں آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے روئے اور دوسری وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے جاگتی رہے۔" (مشکوٰۃ شریف ص ۵۸ ج ۲)

۲۰۔ اور حضرت حبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد پر ڈیرا ڈالنا دوسری جگہوں میں ایک ہزار دن ڈیرا ڈالنے سے بہتر ہے" (مشکوٰۃ ص ۵۹ ج ۲)

مسلمان ان میں احادیث نبویہ کو بغور پڑھیں اور سوچیں کہ اللہ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد بالسیف کی کتنی عظیم فضیلتیں اور کتاب و اجر و ثواب بیان فرمایا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نصیب کریں۔ آمین۔

شہادت کی فضیلت

کفار سے جہاد بالسیف کرتے ہوئے میدان جنگ میں جو مسلمان مارا جائے وہ شہید ہے اللہ عزوجل اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی بڑی فضیلت اور اجر و ثواب بیاں کیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

۱۔ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ط بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ اور تم ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے یہ نہ کہو وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم نہیں سمجھتے۔

(پ ۲ رکوع ۳)

اور حضرت مقدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اللہ کے نزدیک شہید کی سات کرامتیں ہیں۔ پہلی دفعہ میں اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (۲) اور وہ جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھتا ہے اور (۳) قبر کے عذاب سے بچا لیا جاتا ہے (۴) اور قیامت کی بڑی پریشانی سے محفوظ ہوتا ہے (۵) اور اس کے سر پر عزت کا تاج رکھا جائے گا جس کا ہر ایک موتی دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور (۶) اس کا نکاح بہتر حوروں سے ہوگا (۷) اور وہ اپنے ستر قریبی رشتہ داروں کی شفاعت کرے گا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۹ ج ۲)

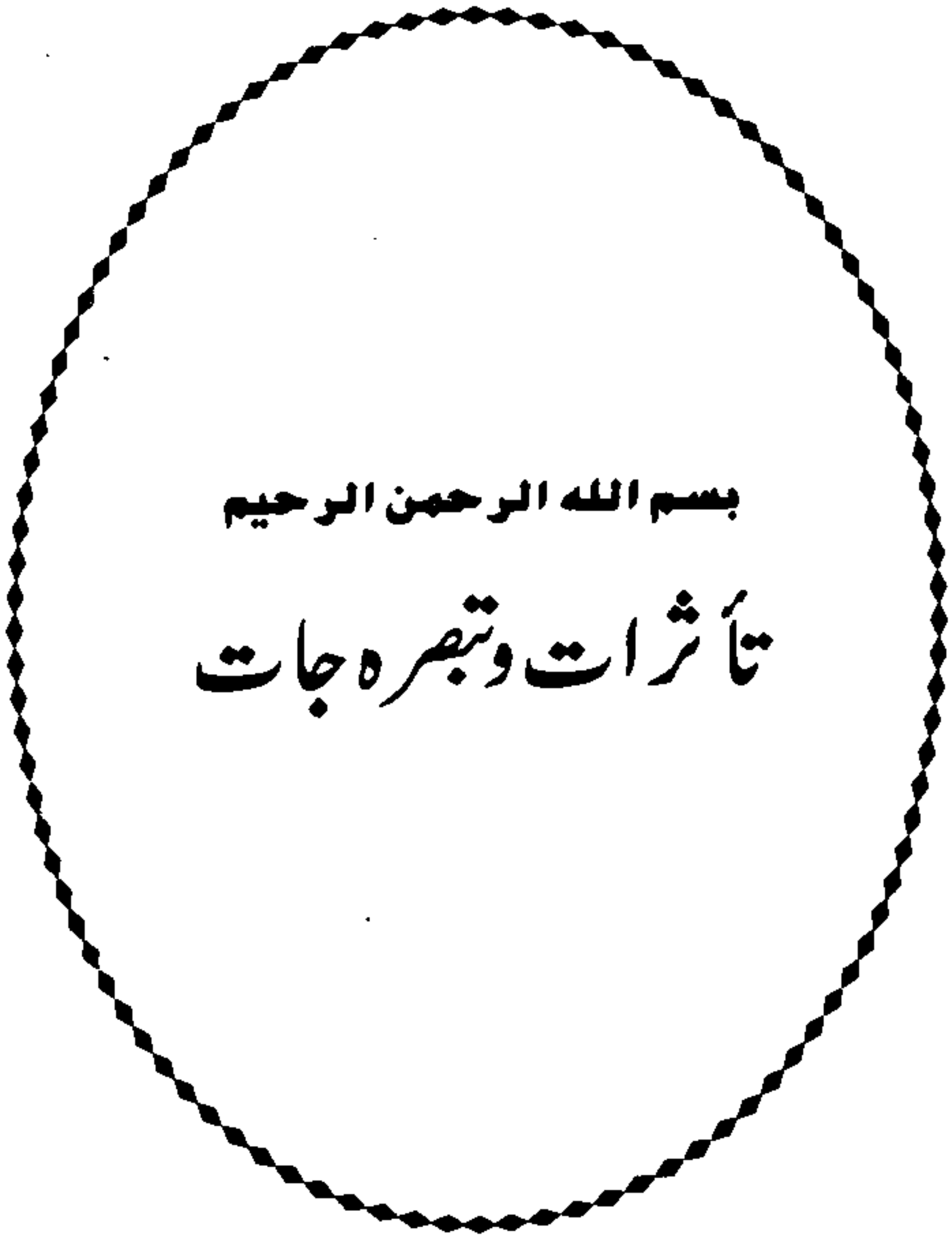
آخری گزارش

جہاد بالسیف کی فضیلت میں وارد شدہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ پیش کرنے کے بعد ہم اہلیان آزاد کشمیر و پاکستان سے یہ گزارش کرنا مناسب سمجھتے ہیں کہ وہ کشمیر کی آزادی کے لئے جامع منصوبہ بنا کر عملی طور پر آزادی کے حصول کی کوشش کریں۔ صرف جلسے جلوس نکالنے اور اخبارات میں مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں سے اظہار یکجہتی کے لئے بیانات شائع کر دینے سے منزل مقصود نہیں ملے گی۔ مقبوضہ کشمیر کی آزادی کے لئے ایک ہی راستہ متعین ہے اور وہ جہاد بالسیف ہے لہذا جہاد کر کے کشمیر کے مسلمانوں کو امن و امان اور آزادی دلانا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان مجاہدین کو یہ سعادت نصیب کرے آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۱۱ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ۔ کتاب ”مقالات حیدری“ کے تین حصے شائع ہو کر شائقین علم کے ہاتھوں میں پہنچے ہیں۔ آج کل کے دور میں پیش آنے والے اعتنادی و عملی مسائل کے حل میں یہ کتاب ایک ”نصابی کتاب“ کی حیثیت رکھتی ہے۔ احباب کے اصرار پر اس کا چوتھا حصہ ترغیبات و تربیبات کے بارہ میں بھی ترتیب دیا گیا ہے۔ عام اسلامی عبادات اور عام کبیرہ گناہوں کے متعلق ان شاء اللہ العزیز کتاب کا یہ حصہ بھی مفید و کارآمد ثابت ہوگا۔

مقالات حیدری کے ابتدائی تین حصوں کے بارہ میں رسائل میں جو تبصرہ جات شائع ہوئے ہیں اور احباب نے جو تاثرات اپنے خطوط میں ہمیں لکھے ہیں ان کو ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تاکہ نئے قارئین کی ترغیب کا باعث ہو۔ وباللہ التوفیق۔

(۱) ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کا تبصرہ

ماہنامہ ضیائے حرم لاہور کے تبصرہ نگار ”مقالات حیدری“ حصہ اول کا تبصرہ بدیں الفاظ لکھتے ہیں۔ ”مقالات حیدری“ (حصہ اول) مؤلفہ ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری ضخامت ۳۶۷ صفحات قیمت ۱۳۵ روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبہ حیدریہ بازار سہنہ ضلع کوٹلی آزاد کشمیر۔ مختلف اوقات میں شائع ہونے والے مقبول دینی مقالات کو کتابی شکل میں جمع کر دیا گیا ہے۔ ان مقالات کی تعداد چھبیس ہے۔ قارئین ضرور مطالعہ کریں۔ (ماہنامہ ضیائے حرم لاہور۔ اگست ۲۰۰۴ء ص ۹۴)

(۲) ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کا تبصرہ

اہل سنت کے محبوب ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کے تبصرہ نگار اس کتاب کے حصہ اول کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

یہ خوبصورت مجلد کتاب مولانا احمد حسین قاسم الحیدری رضوی کی تصنیف ہے۔ جس میں مصنف کے ہر ماہ مختلف موضوعات پر شائع ہونے والے مقالات میں سے چھبیس مقالات یکجا کر کے شائع کیے گئے ہیں۔ جو سنی اعتقادات و اسلامی تعلیمات سے متعلق موضوعات پر مشتمل بیش بہا معلومات و حوالہ جات کا ذخیرہ ہے۔ اور عوام و علمائے اہل سنت کے لئے یکساں مفید ہیں۔ صفحات ۲۷۲۔ ہدیہ۔ ۱۳۵ روپے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ فروری ۲۰۰۳ء)

اور مقالات حیدری کے اول دوم دونوں حصوں کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

”مقالات حیدری“ یہ خوبصورت کتاب مولانا علامہ احمد حسین قاسم الحیدری کے علمی و تحقیقی مقالات و مضامین کا مجموعہ ہے۔ حصہ اول اعتقادات و تعلیمات کے بارہ میں ہے جس کا ہدیہ ۱۳۵ روپے ہے۔ اور دوسرا حصہ فقہی مسائل و احکامات کے بارہ میں ہے۔ جس کا ہدیہ ۱۶۵ روپے ہے دونوں حصوں کا مجموعی ہدیہ ۳۰۰ روپے ہے۔ زیادہ تعداد میں خریداری پر خصوصی رعایت دی جائے گی۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ اگست ۲۰۰۴ء)

اور اسی ماہنامہ میں تبصرہ نگار مقالات حیدری کے حصہ سوم کے بارہ میں لکھتے ہیں۔ ”مقالات حیدری“ کا تیسرا حصہ بھی عمدہ کاغذ کے ۵۷۶ صفحات پر مشتمل مضبوط جلد بندی اور چار رنگ ٹائیکل کے ساتھ شائع ہو گیا ہے۔ کتاب کا یہ حصہ اعتقادی مسائل و احکامات کے اڑتیس مقالہ جات پر مشتمل ہے۔ تبلیغ دین کی غرض سے اس حصہ کا مناسب ہدیہ دو سو روپے رکھا گیا ہے۔ کتاب کے تینوں حصوں کا مجموعی ہدیہ پانچ سو روپے ہے۔ زیادہ تعداد میں خریداری پر خصوصی رعایت دی جائے گی۔ احباب اہل سنت یہ گراں قدر تحفہ اولیں فرصت میں حاصل کریں۔ (ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ۔ رجب ۱۴۲۶ھ)

(۳) مجلہ ”ضیائے مصطفیٰ“ راولپنڈی کا تبصرہ

ماہوار مجلہ ضیائے مصطفیٰ راولپنڈی کے تبصرہ نگار لکھتے ہیں۔

”مقالات حیدری“ حصہ اول۔ مصنف حضرت علامہ مولانا ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری۔ عمدہ کاغذ کے ۳۶۸ صفحات میں چار رنگے ٹائیکل اور مضبوط جلد کے ساتھ شائع ہو گئی ہے۔ اس ضخیم کتاب میں سنی (بریلوی) مسلک کی تائید و وضاحت میں چھبیس تحقیقی مقالے شامل کیے گئے ہیں۔ پہلا مقالہ اور آخری مقالہ نئے ہیں۔ باقی اکثر رسائل مقالات کی شکل میں ہیں۔ جو ”انجمن احباب اہل سنت“ کے سلسلہ تبلیغ ”سبیل ہدایت“ میں شائع ہو کر نایاب ہو گئے تھے۔

تبلیغ دین کی غرض سے اس کتاب کا مناسب ہدیہ ۱۳۵ روپے رکھا گیا ہے۔ زیادہ تعداد میں خریداری پر خصوصی رعایت دی جائے گی۔

یہ مفید کتاب شائقین علم کے لئے ایک نادر تحفہ ہے۔ رقم بذریعہ منی آرڈر بھیج کر کتاب حاصل کریں نیز اس کتاب کا دوسرا حصہ فقہی احکام و مسائل کے بارہ میں ان شاء اللہ العزیز عنقریب شائع ہوگا۔“
(ماہوار مجلہ ضیائے مصطفیٰ راولپنڈی بابت مارچ ۲۰۰۳ء)

(۴) معروف شاعر اور ادیب جناب خالد کاشمیری صاحب کا تبصرہ

جناب خالد کاشمیری کا تبصرہ ہفت روزہ کوٹلی ٹائمز کوٹلی آزاد کشمیر میں بدیں الفاظ شائع ہوا ہے۔
”سہنسہ آزاد کشمیر کے معروف عالم دین اور نعت گو شاعر ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری صاحب کی اعتقادات و تعلیمات پر مبنی تالیف ”مقالات حیدری“ کے عنوان سے خوبصورت گردپوش کے ساتھ حکیم محمد عارف زاہدی صاحب نے انتہائی اہتمام کے ساتھ شائع کرائی ہے۔ اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کے بنیادی عقائد قرآن و حدیث کے ساتھ، حضور غوث اعظم، حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی جیسے بزرگوں کی تعلیمات کی روشنی میں ان کیسے ہیں جو کہ مصنف کی عرق ریزی، محنت اور دینی جذبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ اہل سنت و جماعت (بریلوی مسلک والوں) کے لئے ایک سرمایہ ثابت ہوگا۔ (ہفت روزہ کوٹلی ٹائمز کوٹلی ۱۲ جنوری ۲۰۰۳ء)

(۵) محترم راجہ محمد ازرم حمید سیالوی کے تاثرات

محترم راجہ محمد ازرم حمید سیالوی صاحب مہتمم جامعہ غوثیہ معصومیہ کلر سیداں اپنے ”دعائیہ کلمات“ میں لکھتے ہیں۔ ”اور اب جو تحفہ اہل سنت کو عطا کیا ہے اور ایک مجموعہ مقالات حیدری کی تین جلدوں کی شکل میں دیا ہے۔ اس میں کیا تحریر ہے۔ میں کہوں گا اس میں عشق مصطفیٰ بھی ہے۔ نظام مصطفیٰ بھی ہے اور تحفظ مقام مصطفیٰ بھی ہے۔ شان صحابہ و اہل بیت بھی ہے اور تعلیمات اولیائے کرام بھی ہیں اور علمائے حق کی ادا بھی ہے۔ میں حضرت مولانا صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ ہم پر قائم رکھے اور یہ سلسلہ تبلیغ چلتا رہے۔ آمین ثم آمین۔“

(۶) استاذی المحترم جناب ماسٹر غلام رشید قریشی صاحب کے تاثرات استاذی ماسٹر غلام رشید قریشی اپنے دعائیہ کلمات میں لکھتے ہیں۔

ہم نے نزدیک سے اپنے محترم عزیز ابوالکرم احمد حسین قاسم الحیدری صاحب کو پڑھا۔ جس محبت و خلوص، شوق اور دلجمعی سے وہ دینی فرض کو ادا کرتے ہیں اس کی مثال نہیں۔ تجسس اور تحقیق سے کسی مسئلہ کے کسی پہلو کو آخری حد تک ثابت کرتے ہیں۔ مقالات چہارم کے عنوانات و مواد مندرجہ کو پڑھا مومنین کی ضرورت پوری کرتا ہے بلکہ صحیح راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اللہ پاک اس کی اشاعت کو کامیابی بخشے۔ (مکتوب گرامی)

(۷) حضرت قبلہ سائیں محمد عارف زاہدی قادری مدظلہ کے تاثرات

حضرت قبلہ حکم سائیں خلیفہ محمد عارف صاحب زاہدی قادری نے ”مقالات حیدری“ حصہ دوم کے بارہ میں جو اپنے تاثرات قلمبند فرمائے ہیں۔ ان میں لکھتے ہیں۔

”الحمد للہ۔ ثم الحمد للہ راقم الحروف نے ”مقالات حیدری“ حصہ دوم کے سب مقالات بالاستیعاب پڑھے ہیں۔ اور یہ محسوس کیا ہے کہ مقالات کے اس دوسرے حصے میں شامل سب موضوعات کو زے میں سمندر بند کرنے کے مترادف ہیں۔ ضروری فقہی مسائل کو مدلل طور پر انتہائی محنت جانفشانی اور اسلاف کے طریقہ تحقیق کے عین عوام اہل سنت کی انتہائی ضرورت کے پیش نظر حل کر دیا گیا ہے۔ جس سے عصری اور علاقائی ضرورت پوری ہو گئی ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ مقالات حیدری حصہ دوم کے سب مقالات مجدد دین و ملت امام اہل سنت مولانا الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات حقہ کے ترجمان ہیں۔ ناچیز کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا صاحب کی اس سعی جمیلہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے آمین“

اور قبلہ سائیں صاحب موصوف مقالات حیدری حصہ سوم کے بارہ میں اپنے تاثرات کے اندر لکھتے ہیں۔

”راقم نے مقالات حیدری کے حصہ سوم کے تمام مقالہ جات کو بالاستیعاب پڑھا ہے۔ حسب دستور سابق اس حصہ کے مقالات بھی اختصار و جامعیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے وسیع تر تحقیق کا نچوڑ ہیں۔ حضرت کی تحریر کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کا استدلال قرآن پھر حدیث و اقوال پھر آثار بزرگان دین پھر اکابرین امت کی تحقیق سے ہوتا ہے۔ زیر نظر مقالات میں سے ہر ایک مقالہ مکمل کتاب کی بی راہنمائی حاصل ہے

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

اہمیت اسلامیہ کے لئے ایک سرمایہ ہے۔ آزاد کشمیر میں اتنے بڑے تحقیقی کام کا سہرا مصنف کتاب ہذا ہی کے سر پر نظر آتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات کو مزید بلند فرمائے۔ آپ اہل سنت کا عظیم سرمایہ ہیں۔“

اثر قبلہ سائیں صاحب موصوف اس کتاب کے چوتھے حصے کے تاثرات کے اندر لکھتے ہیں۔ کتاب ”مقالات حیدری“ کا حصہ چہارم ترغیبات و ترہیبات کے حسین مرقع کا مسودہ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہے۔ یہ علمی و تحقیقی خدمت عظیمہ اور اس پر تاثرات گجا۔

مُشک آن است کہ خود بوید

نہ آن است کہ عطار بگوید

عصر حاضر میں پیش آمدہ مسائل اور ذہنی الجھاؤ کو دور کرنے میں مصنف ”مقالات حیدری“ حضرت علامہ قاسم الحیدری مدظلہ کی یہ دینی خدمت تاریخی حیثیت کی حامل ہے۔ جس کا اعتراف پڑھے لکھے لوگ خصوصاً علماء دین پہلے سے کر چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی اس خدمت کو قبول فرمائے اور ان کو صحت و سلامتی نصیب فرمائے۔

(۸) مولانا قاری محمد ابراہیم حسن تہ پانوی کے تاثرات

قاری صاحب اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”بندہ نے مقالات حیدری کو بنظر غائر دیکھا۔ دیکھنے پر روحانی تسکین نصیب ہوئی۔ گرانی کے اس دور میں آپ کا یہ اقدام جرأت مندانہ ہے اور قابل تحسین اور لائق آفرین بھی۔“

(۹) طارق محمود۔ ڈگلس پورہ۔ گلی نمبر 3 فیصل آباد

سے اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ ”آپ کی شائع کردہ کتاب ”مقالات حیدری“ حصہ دوم کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ ماشاء اللہ عمدہ کاوش ہے۔ حصہ اول کی اشد ضرورت ہے۔ تاجرانہ رعایت کے ساتھ اولین فرصت میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔“

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

(۱۰) حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب گوجرانوالہ کے تاثرات

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب دامت برکاتہم العالیہ اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے

ہیں۔ آپ کا اعلان و مکتوب اور مقالات حیدری حصہ سوم موصول ہوئے۔ بہت خوشی ہوئی۔ ماشاء اللہ۔
مقالات کا مجموعہ بڑا علمی و تحقیقی مجموعہ ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ۔

حررہ الفقیر ابو الکرم احمد حسین قاسم الحیدری الرضوی غفر اللہ تعالیٰ له المدرس
بالجامعة الحیدریہ فضل المدارس بھیائی من مضافات سہنسہ آزاد کشمیر۔

(۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ) (۱۰ اگست ۲۰۰۴ء)

علامہ سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب

کی مستند و جامع تصانیف

(قرآن و بائبل کی روشنی میں)

• قرآن کریم • احادیث مبارکہ • توراۃ • زبور
• انجیل • صحائف انبیاء اور اخبارات و جرائد کے سینکڑوں
حوالہ جات سے مزین کتاب - ایک مستند تاریخی دستاویز

صیروت
امام الانبیاء

• رہبر کائنات ﷺ کے اعضائے مبارک کے حسن و جمال کا تذکرہ
• روزمرہ کے معمولات پر بحث • پسندیدہ مشروبات و ماکولات
کی تفصیل • مختلف جسمانی و روحانی امراض کا طبی علاج بھی
کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیے۔

مہاجر زندگی
طبیعی فہمی

کتاب ہذا میں رسول عربی ﷺ کے درشتہ داروں اور فرزندانِ قارب کے علاوہ
آپ کے دیگر حقیقی حلقہ • رضائی درشتہ دار • ہم قفل • مدنی قریب • خلفاء راشدین
• کاتبانِ وحی • بارگاہِ اقدس کے مفتیانِ عظام • خطباء کرام • مؤرخین ذی وقار
حضور ﷺ کے مقرر فرمودہ عہد یارانِ ملکوت اور دربار رسالت مآب ﷺ کی طرف
سے شاہانِ زمانہ کے نام لکھے گئے خطوط کی تفصیلات مکمل سند و حوالہ کے ساتھ قلم بند کی گئی ہیں

خاندان
موصوفی

• کیا خطی نماز سبھ صحت کے عین مطابق ہے؟
• بار بار رخِ یدین نہ کرنے، بلکہ آواز سے آمین نہ کہنا اور میں رکعت نماز
تراویح کا کیا ثبوت ہے؟
• بخاری و مسلم و دیگر کتبِ حدیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے؟
• ان سوالوں کا تفصیلی جواب جاننے کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ فرمائیے!

صلوات الرسول
امام الشیخ محمد

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

علماء و خطباء اور عوام الناس کیلئے مفید اور نایاب سلسلہ

استاذ العلماء

حضرت علامہ

بارہ جلدوں پر مشتمل

محمد دین چشتی گلاشوی صاحب

کنز الخطیب

کی بارہ جلدیں

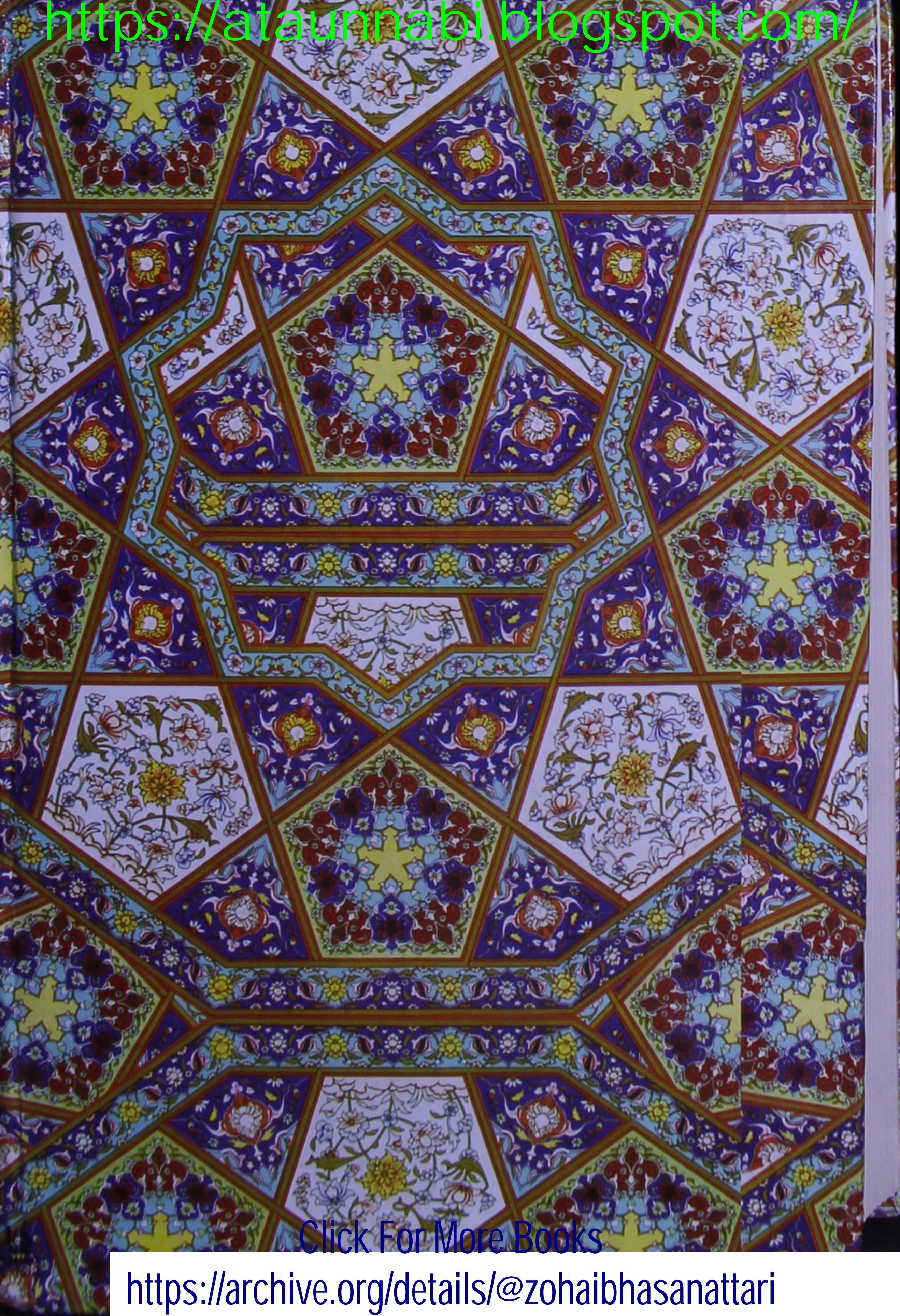
جلد اول	محرم الحرام	محرم الحرام شریف سے متعلق بارہ خطبوں پر مشتمل	جلد اول
جلد دوم	شعبہ رجب	ولایت کا تعارف اور ماہِ مفرس وصال پانے والے چند اولیاء اللہ کے حالات پر مشتمل	جلد دوم
جلد سوم	رجب شہد	میلاد سرکارِ دو عالم ﷺ پر مشتمل	جلد سوم
جلد چہارم	رجب شہد	علاماتِ محبت اولیاء اللہ اور حضور شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات پر مشتمل	جلد چہارم
جلد پنجم	جمادی الثانی	مقصدِ تخلیق اور نماز پر مشتمل	جلد پنجم
جلد ششم	جمادی الثانی	جمادی الاخری کا تعارف اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے پہلوؤں پر	جلد ششم
جلد ہفتم	مہینہ شوال	معراج النبی ﷺ کے علاوہ امام اعظم ابو حنیفہ و خواجہ ابی حنیفہ اور دیگر موضوعات پر مبنی	جلد ہفتم
جلد ہشتم	مہینہ شوال	فضائل شعبان، فضائلِ ذکوة، خیرِ قبلہ اور محدثِ اعظم پاکستان مولانا سر دار احمد اور دیگر موضوعات پر مشتمل	جلد ہشتم
جلد نواں	مہینہ شوال	فضائلِ رمضان، فضائلِ قرآن، فضائلِ لیلۃ القدر کے علاوہ حضرت علی اور سیدہ فاطمہ اور جنگِ بدر جیسے موضوعات پر مشتمل	جلد نواں
جلد دہم	مہینہ شوال	فضائلِ عید الفطر، فضائلِ صدقہ کے علاوہ حقوق والدین، روحِ ملک الموت، موت کی موت اور ایصالِ ثواب جیسے اہم موضوعات پر مشتمل	جلد دہم
جلد یازدہم	مہینہ شوال	فضائلِ زعمہ، فضائلِ سورہ، تفسیر کعبہ اللہ عمرہ اور دیگر موضوعات پر مشتمل	جلد یازدہم
جلد بارہم	مہینہ شوال	فضائلِ دی المہ، فضائلِ و مسائل حج، عید الاضحی، شہادتِ حضرت عثمان غنی شہادتِ حضرت عمر اور دیگر موضوعات پر مشتمل	جلد بارہم

قرآن و حدیث کی روشنی میں تصانیف کے مصنفین کی تصانیف

آج ہی اپنے قریبی
مکتبہ نورینہ ضویہ بلبرک اے فیصل آباد
کتاب خانہ سے طلب فرمائیں

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



<https://ataunnabi.blogspot.com/>

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>